سنہ ۱۳۰۹

مجموعہ عبرۃ اولی الالباب

[illegible]

نوادر عجیبہ

موسوم بہ

سوانح احمدی

مؤلفہ جناب [illegible] محمد جعفر صاحب [illegible]
جناب مولوی [illegible]

در مطبع فاروقی دہلی باہتمام
محمد مصطفیٰ طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید

الحمد للہ الذی قال فی سورۃ البقرۃ فاما یاتینکم منی ھدی فمن تبع ھدای
فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ترجمہ میری طرف سے تمہارے پاس ہادی آویگا پس
جو کوئی میرے ہادی کی اطاعت کریگا نہ اسکو دنیا میں ڈر ہے اور نہ آخرت میں غم ہے والصلوۃ والسلام
علی اکرم الخلق محمد ن الذی قال لا یزال الدین قائما حتی یکون علیکم اثنا
عشر خلیفۃ کلھم من قریش ترجمہ یہ دین ہمیشہ قائم رہیگا یہانتک کہ تمپر بارہ خلیفہ ہوویں اور وہ
سب کے سب قوم قریش سے ہونگے شہادت اللہ عزوجل سے اثبات پہنچا ہوا ہے کہ ہر کسی ملک میں جب رحمت الہی جوش میں
آتی ہے تو واسطے تربیت بنی نوع انسانی بہدایت خالق اسمد کے اسی ملک کے لوگون میں سے کسی شخص کو پیدا کرکے
ترجمان اپنے احکامات اور ہدایات کا مقرر فرماتا ہے اور معجزے اور خرق عادات حسب ضرورت اس قرن کے اس ہادی کو
عنایت کرکے اپنی حجت کو خلق پر قائم کر دیتا ہے پھر جو قوم جو سعید ازلی ہوتے ہیں اس ہادی کی اطاعت اختیار
کرکے عقوبت دنیا اور عذاب آخرت سے اپنی نجات حاصل کر لیتے ہیں اور جو شقی ازلی ہوتے ہیں وہ اس ہادی سے منحرف
اور اسکی تعلیمات سے انکار کرکے دنیا میں ذلت اور آخرت میں عذاب کے سزاوار ہوجاتے ہیں ایسے ہادیون میں اللہ کے آنے کے
وقت جو علوم یا فنون متعلقہ امر معاش یا معاد سب میں اعلی اور افضل سمجھے جاتے ہیں انہیں علوم اور فنون میں اس ہادی کو
کہ اللہ با کمال انہیں علوم اور فنون کا اسطرح سے انکو غیب سے تعلیم کرتا ہے کہ جسمین ظاہری تعلیم کو کچھ دخل نہیں چنانچہ حضرت موسی
علیہ السلام کی بعثت کے وقت ملک مصر میں ساحروں کا بڑا زور تھا اور اسی علم سحر کو کمال انسانی اور فخر دارین سمجھا جاتا تھا
اسیواسطے حضرت موسی علیہ السلام کو معجزہ عصا اور ید بیضا وغیرہ بلا تعلیم کسی استاد ظاہری کے اس خوبی اور کمال کے ساتھ عنایت
کئے گئے کہ بڑے بڑے ساحر اسکو دیکھکر بے سر و قد اور عند المقابلہ ایسے پکے مسلمان ہوگئے کہ اپنی جان دینی قبول کرلی

منکرین حق سے منکر ہیں — پھر جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے تو علوم طبابت اور فنون حکمت اور شعبدہ بازی کا
زور تھا چنانچہ اس وقت ایک ایسا چشمہ موجود تھا کہ جس بیماری کا مریض اُسمیں غسل کرتا فوراً اچھا ہوجاتا تھا اسی لئے اُن
حکیم مطلق نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اُنہیں علوم اور حکمت اور شعبدہ بازی مروجہ وقت کے دفع کرنیکو ایسے معجزے عطا
کیے تھے کہ آپ اندھون اور کوڑھیون اور لاعلاج بیمارون کو بلا استعمال کسی دوا یا نسخے کے فوراً اچھا کردیتے تھے اور ان
سب سے بڑھکر یہ تھا کہ ساتھ حکم اللہ کے مُردون کو زندہ کردیتے تھے — انکے بعد حبیب نبی آخرالزمان مبعوث ہوئے تو
اُسوقت ملک عرب میں فن فصاحت اور شاعری کا بلا کا زور تھا کہ اپنی فصاحت اور بلاغت کے سامنے اہل عرب
ساری دنیا کے لوگون کو گونگا بتلاتے تھے سو اللہ رب العزت نے حسب ضرورت وقت قرآن مجید کو ایسی فصیح اور بلیغ زبان عرب
میں ایسا اُتارا کہ جسنے خلق اللہ کو یہ بتلایا کہ جسکی فصاحت اور بلاغت کے سامنے سارے فصحا و بلغا عرب
عاجز آگئے سو اور زیادہ برجستہ یہ تھا قرآن میں للکار دیے کہ فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ یعنی ایک سورت ہی مثل اسکے
بنا لاؤ ایک آیت بھی مثل اسکے آجتک کسی سے نہیں بنی — گو ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہوچکی
مگر سلسلہ ہدایت حسب قاعدہ قدیم بدلیل نا شان خاتم المرسلین قیامت تک جاری رہیگا پہلے وقتون میں جو کام
نبی کیا کرتے تھے وہ اس امت میں حسب ضرورت وقت خلیفہ اور مہدی اور امام اور مجدد اور علمار امت انجام دیکر
بشارت عُلَمَاءُ أُمَّتِي كَأَنْبِيَاءِ بَنِي إِسْرَائِيلَ (یعنی میری امت کے علما مثل انبیا بنی اسرائیل کے خدمت
ہدایت کو انجام دیکر رہینگے) میں داخل ہوتے رہینگے —

دیباچہ

یہ سب لوگون پر ظاہر ہے کہ بارھوین صدی ہجری کے اخیر پر تمامی دنیا میں عموماً اور ملک ہندوستان میں
خصوصاً اسلام بہت ضعف آچکا تھا توحید جو اصل تعلیم اسلام کا ہے برائے نام رہگئی تھی — گور پرستی تعزیہ داری
اور دیگر رسومات شرک کا بلا کا زور تھا بڑے بڑے نامی علماؤن کے گھرون میں صدہا رسومات شرک و بدعت
کھلی کھلی ہوا کرتی تھیں ہزارون ہندوؤن کی رسمیں بیاہ شادی اور تجہیز تکفین وغیرہ میں داخل ہوکر مثل فرض واجب
کے ضروری اور لابدی سمجھی جاتی تھیں کوئی قبر اور چلہ بزرگون کا تھا کہ جسکا عرس اور میلہ مثل میلہ گنگا اور جاترا جی
وغیرہ کے ہوکر وہان طرح طرح کا شرک اور گور پرستی نہ ہوتی ہو — بیوہ کا نکاح ثانی حرام اور کفر اور خلاف شریعت سمجھا جاتا
تھا یہ رسم بد اس خاندان عالی شاہ عبدالعزیز صاحب میں بھی گھس گئی تھی — بیوی کی صحبت خود شاہ صاحب علیہ الرحمہ
کے گھر میں ہوا کرتی تھی شغل برزخ یعنی تصور شیخ کا جو صریح بت پرستی ہے (مراقبہ میں) کرنا خاندان عالی
شاہ ولی اللہ صاحب میں بھی جاری تھا — اکثر صوفیون میں الحاد اور مسئلہ وحدت وجود کا زور ہوگیا تھا حتی کہ ہر
شے کو خدا جانتا تھا — فقیری اور درویشی کو شریعت سے علیحدہ سمجھ رکھا تھا شمس تبریز پر چڑھنے کا

جدال و قتال تھا کوئی تدبیر کارگر نہ ہوتی تھی۔ نذر نیاز غیر اللہ ایک عام طریق حصول مطلب کا سمجھا جاتا تھا اہل
خدا تعالیٰ کے بزرگوں کو غیب دان اور ہر جگہ حاضر و ناظر جانتے تھے۔ بہت سے عقائد رفض اور تفضیل خود سنیوں میں
آ گئے تھے۔ افتخار رسم آبا و اجداد و شریف خاندانوں میں یہ عقیدہ بڑھ کر گھس گیا تھا۔ تقلید شخصی فرض سمجھی جاتی
تھی مسلمانوں میں بہت سی بدعتیں اور رسومات اسلامی اور رسیل محبت مفقود ہو چلی تھیں۔ استماع غنا و مزامیر داخل
اذکار و عبادات اور تزکیہ نفس کے سمجھا جاتا تھا۔ تہذیب اخلاق کا نام نہ رہا تھا۔ سنتیں ناپید ہوتی جاتی تھیں۔
بدعتوں کا روز بروز غلبہ تھا۔ منطق اور فلسفہ پڑھ کے مولوی عالم کہلاتے تھے قرآن حدیث کا چرچا اٹھ چلا تھا۔ مسلمان
اور گروہ مسلمانی فرکتاب کے مضمون پورا نہ مصداق ہو گیا تھا۔ صرف مراقبہ مشاہدہ کشف قبور اور توجہ دینے کو اصل کمال
انسانی اور وسیلہ نجات بلکہ علامت ولایت و کرامت سمجھے ہوئے تھے۔ سلوک کا وہ ثبوت جو اصل تعلیم سب پیغمبروں کی تھی اس کے طریق مفقود
ہو گئے تھے اور اس کی قدر و منزلت لوگوں کے دل سے اٹھ گئی تھی اور بظاہر سارا ملک ہندوستان کفرستان ہوتا جاتا تھا۔ پنجاب و دیگر
دیار میں سکھوں کا راج تھا جہاں با آواز بلند اذان کہنا اور گاؤ کشی جرائم کبیرہ میں داخل تھی قاتل گاؤ کو پھانسی کی سزا ہوتی
تھی اور ادھر دکن میں مرہٹوں کا زور شور تھا وہ یلغار کر کے آگرہ اور دہلی تک آ پہنچے تھے۔ اگر خدانخواستہ یہی کیفیت اور ایک مدت تک
رہتی تو اسلام اور کفر ایک ہو جاتا اسلام کا نام بھی باقی نہ رہتا مگر جیسے ہی یہاں تک نوبت گمراہی و ضلالت کی پہنچ گئی تو برکت حضرت
صلعم کے پھر رحمت الٰہی جوش میں آئی تو ایسے وجود کو پیدا کیا جو تیرھویں صدی کے مجدد ہوئے یعنی یکم محرم سنہ ۱۲۰۱ ہجری
مطابق ۱۷۸۶ء قصبہ رائے بریلی ممالک اودھ میں جناب سید محمد صاحب کے خاندان سیادت میں جو مرجع ارباب بیعت مرکز دائرہ
سنت و مظہر انوار نبوی تھا آپ سید محمد عرفان کے گھر پیدا ہوئے آپ کا سلسلہ نسب حضرت
حسن مجتبیٰ ابن علی کرم اللہ وجہہ تک اس طرح پہنچتا ہے۔ حضرت حسن مجتبیٰ سے حسن مثنیٰ ان سے عبد اللہ محض ان سے ابو محمد حسن
نفس الزکیہ ان سے ابو محمد عبد اللہ الاشتر ان سے محمد ثانی ان سے حسن الاعور نقیب البغداد ان سے ابو محمد عبد اللہ ان سے سید قاسم ان سے
سید جعفر ان سے سید حسین عرف ابوالحسن ان سے سید حسن ان سے سید عیسیٰ ان سے سید یوسف ان سے سید رشید الدین احمد مدنی
ان سے سید قطب الدین محمد الکبیر ان سے سید نظام الدین ان سے سید رکن الدین ان سے سید صدر الدین ان سے سید قیام الدین
ان سے سید علی ان سے سید احمد ان سے سید زین الدین ان سے سید صدر الدین ان سے سید قطب الدین ان سے سید علاء الدین ان سے
سید محمود ان سے سید احمد ان سے سید محمد معظم ان سے سید محمد فضیل ان سے سید محمد علم اللہ ان سے سید محمد مہدی ان سے سید محمد نور ان سے
سید محمد عرفان ان سے سید احمد صاحب ہادی تیرھویں صدی کے یکم محرم سنہ ۱۲۰۱ ہجری کو پیدا ہوئے۔ مولوی محمد علی صاحب کی
روایت ہے کہ سید صاحب نے فرمایا تھا کہ مجھ کو غیب سے الہام ہوا تھا کہ تیرا نسب نہایت صحیح ہے۔ حلیہ شریف
بلند قامت رنگ سرخ سفید ریش و بروت سیاہ قوی ہیکل پیوستہ ابرو کشادہ پیشانی دراز بینی خندان رو نہایت شیریں
و جمیل خلق مجسم تھے۔ بوجہ حسنی سید ہونے کے آپ اس حدیث کے مصداق ہوتے ہیں جو مشکوٰۃ شریف میں اس طرح مروی ہے

آنحضرت علی نے حضرت حسن کو دیکھکر فرمایا کہ یہ بیٹا میرا سردار ہے اور قریب ہے کہ اسکی نسل سے ایک شخص پیدا ہوگا کہ اسکا نام تمہارے نبی کے نام
پر ہوگا (یعنی احمد یا محمد) اور وہ تمہارے نبی سے خلق میں مشابہ ہوگا یعنی بہت خلیق ہوگا اور وہ گمراہی کو دور کر کے زمین کو ہدایت
اور انصاف سے بھر دیگا - اس مظہر انوار نبی کے سوانح ایسے عجیب ہیں کہ اسکے مثل کوئی سوانح ناظرین نے نہ دیکھے ہونگے اگر اسکو مجدد
تیرھویں صدی یا مہدی [illegible] کہا جاتا تو مبالغہ نہ ہوگا - بقول شاعر [illegible] اگر [illegible] کوئی ہوتی اس عصر میں [illegible]
اور [illegible] احتمال ہے کہ [illegible] صاحب سے نسبت تعبیر ہوگی مگر جبکہ وہ اپنے پیران پیر شیخ کے سوانح سے مقابلہ کرینگے تو ان میں ہر دو
سوانح میں ہم تفاوت نہ پائینگے بلکہ یہ وقت ذرہ جانینگے کہ شیخ اور سید صاحب ایک ہی شاہراہ کے راہرو اور ایک استاد کے شاگرد تھے یعنی اس کتاب
کو [illegible] مستند بزرگوں کی [illegible] تحریر سے نقل کیا ہے جنہوں نے ان واقعات کو خود دیکھا ہے [illegible] اس کتاب کی کسی حکایت میں [illegible]
یا مبالغہ کو کچھ دخل نہیں ہے مگر بعض [illegible] کے بے ترتیبی ہے کہ واقعات پیش اور پس ہو گئے ہیں اس سے مجھکو بالترتیب لکھنے میں بہت دشواری
ہوئی کیونکہ جس قدر کتابیں میں نے اس سوانح کے جمع کرنے کیلئے فراہم کیں انمیں سے [illegible] بوجہ حسن عقیدت صرف خرق عادات و کرامات
کو ملحوظ [illegible] ترتیب عبارت [illegible] جسکا سمجھنا آسان نہیں [illegible] کیا ہے اس سبب سے مطالب [illegible] پیش اور پس [illegible]
لکھنے کیلئے ترتیب ہے اور تحقیقات سے صحت کرنے میں [illegible] اور بعض انگریزی کتب سے تاریخ واقعات لینے پڑے اگرچہ [illegible]
سے میں [illegible] نہیں کہ [illegible] مطالب [illegible] موقع پر [illegible] ہوگی مگر اس میں شک نہیں کہ یہ کتاب جامع کل تحریرات
سابق [illegible] اور نہایت صحیح ہو گئی ہے اور [illegible] قابل ہے کہ ناظرین ان [illegible] سے عبرت پکڑیں [illegible] اختیار کریں
لقد کان فی قصصہم عبرۃ لاولی الالباب - ان سوانح کو سلیس اردو عبارت میں لکھا ہے [illegible] ان سوانح کو پانچ حصوں پر منقسم
کیا ہے حصہ اول میں [illegible] سے [illegible] تک سید صاحب کے ایام طفولیت [illegible] زندگی اور فیض باطنی [illegible] ہدایت اور [illegible]
دینی [illegible] حصہ دوم اس میں آپکی تعلیمات [illegible] کا بیان ہے علاوہ بیان [illegible] تعلیمات کے صراط مستقیم [illegible] کر بطور [illegible] شامل کر دیا
حصہ سوم اس میں [illegible] فریضۂ حج [illegible] اور [illegible] زندگی کا بیان [illegible] سکھوں کا مقابلہ اور [illegible]
اور [illegible] حصہ چہارم میں آپکے خلفا کی ایک فہرست [illegible] سید صاحب کے سوانح ہر حصہ کے درج
ہوسکے اس حصہ کے آخر میں مولانا اسمعیل صاحب شہید اور مولوی محمد علی صاحب رامپوری اور مولوی ولایت علی صاحب عظیم آبادی ان [illegible]
خلیفوں کے سوانح [illegible] تمام درج کئے گئے ہیں حصہ پنجم اس میں سید صاحب کے مکاتیب میں جو انہوں نے رؤسا و خوانین وغیرہ کو لکھے ہیں
(دیکھو [illegible] مکاتیب قابل دید ہیں) وباللہ المستعان وعلیہ التکلان (حصہ اول حالات ایام طفولیت) جناب مخزن احمدی
جو سید صاحب کے بھانجے [illegible] ہیں اور [illegible] میں لکھتے ہیں کہ جب آپکا سن شریف چار سال چار ماہ چار یوم کو پہنچا تو موافق معمول شرفاء ہند
کے آپکو والد بزرگوار نے واسطے تعلیم کے ایک مکتب میں بٹھلا دیا مگر آپکو تحصیل علم کی کچھ رغبت نہ تھی [illegible] طرف بالکل توجہ نہ کرتے تھے
ہر چند آپکا استاد اور ماں باپ بھی آپکی تحصیل علم کے واسطے کوشش کرتے تھے مگر اسکا کچھ اثر آپ پر نہ ہوتا تھا [illegible]
[illegible] آپکی جبلت میں امانت تھی روز بروز ظاہر ہوتی [illegible] تین برس تک آپ مکتب میں رہے مگر سوائے چند سورۃ قرآن شریف کے

[illegible]

اور کچھ بھی یاد نہوا۔ آخر سید محمد عرفان آپکے والد بزرگوار نے آپکا یہ حال دیکھکر فرمایا کہ اسکی نوشت وخواند کا معاملہ
خدا پر چھوڑ دو وہ رب الارباب جو مناسب اور مستحسن سمجھیگا اُسکے واسطے مہیا کر دیگا - جب آپ تھوڑے بڑے
ہوئے تو آپکا کھیل بھی یہی ہوتا تھا کہ بستی کے ہمسن لڑکوں سے ایک لشکر اسلام جمع کرکے بطور جہاد آواز بلند
تکبیر کہتے ہوئے ایک فرضی لشکر کفار پر حملہ کیا کرتے تھے اور وہ مارا اور یہ فتح ہوا یہی صدائیں آپکے لشکر اطفال کی
سے بلند ہوتی تھیں۔ آپ مادرزاد ولی تھے چنانچہ مولانا محمد اسمعیل شہید خاتمہ صراط المستقیم میں تحریر فرماتے ہیں کہ
حضرت والا شان (یعنی سید احمد صاحب) از بدو فطرت بر کمالات طریق نبوت اجمالاً مجبول بودند و آثار آن بر طریق
از وجدان حلاوت مناجات لاسیما در نماز و تعظیم شرع شریف و وفور رغبت در اتباع سنت و کمال نفرت از
ناموش بدعت و میلان طبعی بسوئے طاعات و کراہیت جبلیہ از معاصی و سیئات در نشو و نمائی ایشان ظاہر
و باہر - الحقصہ آثار طہارت جبلیہ در جذر طبیعت ایشان پیدا بود و انوار سعادت ازلیہ در جبین مبارک ایشان
ہویدا بود" پھر صاحب مخزن احمدیہ لکھتا ہے کہ جب آپ سن تمیز کو پہونچے تو خدمت خلائق اور سلوک اور
ترحم ضعیفوں اور مسکینوں اور یتیموں اور بیوہ عورتوں اور بچوں سے خواہ وہ شریف ہوں یا رذیل آپنے اپنا
شروع کیا - آپکی یہ کیفیت خدمتگذاری دیکھکر آپکے مخدوم سیدوں کو جو دوسروں سے خدمت کرانے کے عادی
تھے سخت حیران ہوتے تھے بلکہ آپکو طعن و ملامت کرکے اس شیوہ سے منع بھی کرتے تھے لیکن آپکو اسکی کچھ
پروا نہ تھی - آپنے اپنے اوپر یہ فرض کر لیا تھا کہ صبح اور شام مسکینوں اور بیوؤں کے گھروں میں جاکر انکا حال
پوچھتے اور فرماتے کہ اگر پانی یا لکڑی کی ضرورت ہو تو بے تکلف مجھکو فرماؤ میں اُسکے سرانجام کرنے کو دل و جان
سے حاضر ہوں اہل محلہ و ہمسایہ جو آپ کے بزرگوں کے مرید اور معتقد تھے باوجود حاجت کے ایسی خدمات ذلیل
آپسے کرانے پر راضی نہوتے تھے بلکہ یہ کہتے تھے کہ ہم آپکے بزرگوں کے غلامان غلام اور خادمان خادم ہیں ہم آپکی
خدمت کرنیکو تیار ہیں نہ کہ اُلٹے آپ ہماری خدمت کریں آپ اسکے جواب میں ایک دفتر فضائل خدمتگذاری
ضعفا و مساکین و محتاجوں کا اُنپر اسطرح سے بیان کرتے کہ وہ لوگ مارے رقت کے زار زار رونے لگجاتے اور مجبور
آپسے اپنی خدمت کراتے - اپنے ہمسایوں اور عزیزوں کے گھروں میں جاکر جو گھڑا وغیرہ پانی سے خالی پاتے اُسکو بھر کر
لا دیتے اور جس کسیکو لکڑی کی حاجت ہوتی تو شاداں و فرحاں جنگل کو جاکر گٹھا لکڑیونکا اپنے سر پر رکھکر اُسکے گھر
پہونچاتے اور اُلٹا اُس گھر والے سے کہتے کہ یہ خدمت مجھ سے کراکے تو نے مجھ پر ایسا احسان کیا ہے کہ ساری عمر
میں اُسکا ممنون و شاکر رہونگا ۔

حالات سفر اوّل لکھنؤ

پھر صاحب مخزن لکھتا ہے کہ انہیں ایام میں ہم سات آدمی سادات تکیہ سے کہ انمیں ایک سید صاحب بھی تھے

راہ بریلی سے لکھنؤ کو روانہ ہوئے ہمارے ساتھ فقط ایک سواری تھی باری باری ہر ایک آدمی اُسپر سوار ہو لیتا تھا لیکن جب نوبت سواری سید صاحب کی آتی تھی تو آپ ہرگز سوار نہ ہوتے بلکہ منت سماجت کر کے دوسرے کمزور آدمیون کو اپنی باری مین بھی سوار کر لیتے جب آدھی منزل طے ہو گئی تو سب سید بھائی تھک گئے کیونکہ ہر ایک کی پشت پر ایک گٹھڑ اُسکے سامان اور اسباب ضروری کا بندھا ہوا تھا اُسوقت سب کی یہ صلاح ٹھیری کہ یہان سے کوئی مزدور لیکر سارا اسباب اُسکے سر پر رکھدو مگر بعد تلاش وہان کوئی مزدور نملا اسواسطے سارے سید بھائیون کو سخت حیرانی تھی اُسوقت سید صاحب نے سب ساتھیون سے نہایت عجز اور انکساری سے کہا کہ اس خاکسار کی ایک عرض ہے اگر سب بھائی اُسکے قبول فرمانے کا وعدہ واثق فرمائین تو مین عرض کرون تب سب نے پکا عہد کر لیا کہ جو آپ فرمائینگے ہمکو بسر و چشم منظور رہیگا بعد پختہ ہو جانے عہد کے آپنے فرمایا کہ سب اسباب کو ایک کمبل مین باندھکر میرے سر پر رکھدو مین تمہارا کل اسباب لیچلونگا تم سب بھائی فراغت سے چلو چونکہ عہد پکا ہو چکا تھا ناچار سب لوگون نے سارا اسباب ایک کمبل مین باندھکر آپکے سر مبارک پر رکھدیا آپ سب کے آگے آگے نہایت شادان و فرحان گٹھڑ اسباب کا سر پر رکھے ہوئے چلے جاتے تھے اور فرماتے تھے کہ بھائیو جو احسان تم لوگون نے آج مجھپر کیا ہے مین تمام عمر اُسکا مشکور رہونگا ۔ اسیطرح سے گٹھڑ اسباب کا اُٹھائے اور شکر کرتے ہوئے باقی تین منزل راہ طے کر کے داخل شہر لکھنؤ ہوئے ✣

لکھنؤ مین پہونچکر سب ساتھی تلاش روزگار مین ادھر اُدھر پھرنے لگے لیکن روزگار کہان جو کچھ تھوڑا بہت خرچ اُنکے پاس موجود تھا وہ بھی تمام ہو گیا اب ان بیچارون کو دو مشکل در پیش ہوئین ایک تلاش روزگار دوسرے تنگی خرچ روزمرہ کی سوائے سید صاحب کے ہر متنفس سخت حیران اور پریشان تھا بعض آدمی ایک دو جزو کتاب مثل کریما خالق باری کے لکھکر شام کو بازار مین فروخت کر آتے اور بعض آدمی ایک دو ٹوپی سیکر پیٹ پالتے گو یہ سبھی اُنکو سخت تنگی خرچ روزمرہ کی تھی لیکن سید صاحب کے واسطے ایک امیر محب سادات کی سرکار سے دونو وقت کا کھانا مقرر ہو گیا تھا جہان سے دونو وقت گوشت پلاؤ وغیرہ عمدہ عمدہ کھانے آپکے واسطے آجاتے مگر آپکے ساتھیون کا کھانا سوائے نان و نمک یا دال روٹی کے اور کچھ نہوتا تھا مگر آپ اپنا عمدہ کھانا اپنے ساتھیون کے دسترخوان پر رکھکر اُنکی دال روٹی سے تھوڑا بہت نوش جان فرما لیتے اور اپنا عمدہ کھانا باصرار تمام ہمیشہ دونو وقت ساتھیون کو کھلا دیتے بلکہ بارہا ایسا اتفاق بھی ہوتا کہ ساتھیون پر نوبت فاقہ پہونچ جاتی مگر اُسدن کچھ عذر سوء ہضمی وغیرہ کر کے بچا دیتے اُنکو آپ فاقہ کھینچتے اور اپنا کھانا ساتھیون کو کھلا دیتے چار مہینے اسیطرح پر گذر گئے بعد چار مہینے کے اُس امیر محب سادات کو جنکے یہان سید صاحب کا کھانا مقرر تھا سرکار لکھنؤ سے ایک سو سوار بھرتی کرنیکی اجازت ہوئی مگر اس خبر کو سنکر قریب ایک ہزار سوار امیدوار نوکری کے حاضر ہو گئے تب اُس امیر نے عرض کی امیدوارون مین

ایک آدمی کو نوکر رکھ لیا اور شدہ شدہ سامیان رعایا سید صاحب کے حوالہ کردین لیکن سید صاحب نے اپنے بھائی
بندوں کو فضل الٰہی کا امیدوار کر کے وہ دونو سامیان جو کہ حسب رواج ہی وہ غریب لوگ تھے انکو بطور خلعت و انعام عنایت کر دین۔
اس عرصہ میں نواب علی خان لکھنؤ بغرض سیر و شکار جانب کوہستان روانہ ہوا اور تیرہ امیر کبیر جنکے بان سید صاحب مہمان
تھے ہمراہ رکاب نواب لکھنؤ کے اس سفر میں شریک تھے چنانچہ سید صاحب بھی ہمراہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہو لئے لیکن قبل
خروج از وطن اس سفر میں بھی آپ نے سب ساتھیوں کا اسباب ایک کمبل میں باندھکر شاہ ولی اللہ فرمان ہمیشہ جیسے وہ کچھ
ساتھ چلا کرتے تھے اس سخت موسم سرما میں قریب تین ماہ تک یہ سفر رہا۔ اس سفر میں سید صاحب نے وعظ اور
نصیحت واسطے ترک دنیا اپنا پیدا کئے ہر ایک ساتھی کو سنایا کرتے اور کہا کرتے تھے کہ بجائے تلاش دنیا و لذت کے
تم لوگ دلی چلکر شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کے ہان علم حاصل کرو۔ جب آپ نے دیکھا کہ ساتھیوں پر کچھ اثر آپکے
وعظ اور نصیحت کا نہیں ہوتا تو ایک روز چپ چاپ تن تنہا چھوڑی کے جنگل میں سے آپ دہلی کی جانب روانہ
ہو گئے۔ جب شام کو آپ تشریف نہ لائے تو آپکے ساتھیوں کو گمان ہوا کہ شاید کوئی شیر یا بھیڑیا یا ہاتھی کہ وہ
جنگل ایسے درندون سے بھرا ہوا ہی آپکو راہ میں سے کھا گیا ہو۔ جب ایسے خیال ہوئے آپکے ساتھیوں کو تین روز تک
بہت غم و الم و دلگیری رہا چوتھے روز ایک شخص جو نسبت قصبہ پھری سے اس لشکر میں آیا اسکی زبانی معلوم ہوا کہ
کہ ایک شخص ایسی صورت اور شکل کا اسکو راہ میں ملا تھا اور ایک گٹھڑا اسکے سر پر تھا اور ایک
سپاہی اسکے ساتھ چلا جاتا تھا اسنے کہا کہ میں نے اس حال کو بصورت شرفا دیکھکر اس سپاہی سے اسکا سبب
پوچھا تو اس سپاہی نے حسب شرح ذیل ایک عجیب ماجرا بیان کیا کہ جب میں اپنے مکان سے یہ اسباب کا
گٹھڑا لیکر روانہ ہونیکو تھا تو اتفاق سے اسوقت ایک نہایت ضعیف اور کمزور مزدور واسطے اٹھانے اس
گٹھڑے کے مجھکو ملا گو اس مزدور میں بوجہ کمزوری کے طاقت اٹھانے اس گٹھڑے کی نہ تھی مگر محض بطمع
حصول چند آنوں کے وہ یہ گٹھڑا اٹھا کر میرے ساتھ ہو لیا اور گرتا پڑتا بصد دشواری میرے ساتھ ساتھ چلا آتا تھا راہ
میں یہ جوان مجھے ملگیا اور اس مزدور کو پریشان حال دیکھکر اسکے آنسو بھر آئے اور میری طرف مخاطب ہو کر مجھسے
کہنے لگا کہ تو نے ایسے کمزور اور ضعیف آدمی کو ظلم اور تعدی سے کیوں پکڑا ہے تو خدا سے نہیں ڈرتا میں نے کہا کہ میں نے
اسکو ظلم اور تعدی سے ہرگز نہیں پکڑا بلکہ یہ اپنی خوشی سے مزدوری لیکر میرے ساتھ آیا ہے تب اس جوان نے
مزدور سے یہ حال دریافت کیا اسنے کہا کہ تین روز سے بھوکا تھا پیٹ بھرنیکی طمع سے میں نے یہ محنت کا کام خوشی خود
اپنے اوپر لیا ہے سپاہی کا اسمین کچھ قصور نہیں ہے تب اس جوان نے مجھسے کہا کہ جو کچھ اسکی مزدوری باقی ہو ابھی اسکو دیکر
رخصت کر دو یہ محنت مزدوری آپکی میں کر دونگا رہو گے میں نے اسوقت جو چند پیسے اسکے باقی تھے اس جوان کے ہاتھ پر
رکھدیے اسنے وہ پیسے مزدور کے حوالہ کر کے بصد منت و زاری مجھسے کہا کہ اس مزدور کو رخصت کیجئے

اور یہ گٹھڑا ارباب کا میرے سر پر رکھدے میں بعوض اس مزدوری کے اس گٹھڑے کو تیرے مکان تک پہونچا دونگا
میں نے اسکی شکل شریفون کی سی دیکھکر بہت عذر کیا کہ میں آپکے سر پر یہ بوجھ نہ رکھونگا مگر اُس جوان نے منت
وزاری مجھکو اس بات پر مجبور کر دیا کہ میں نے اُس مرد کو خدمت کیلئے قبولکرلیا وہ گٹھڑا اس بزرگ کے سر پر رکھدیا یہ جوان
وہ گٹھڑا اپنے سر پر اُٹھا کر شادان و فرحان ساری راہ میرا شکر اور احسان ادا کرتا ہوا میرے ساتھ چلا آیا فقط انکے
ساتھیون کو اسطرح سے آپکی خیر و عافیت معلوم ہو کر قدرے تسلی ہو گئی۔ جب آپ گٹھڑا ارباب کا پہونچا کر جانب
دہلی روانہ ہوئے تو اُسوقت آپکے پاس صرف تین پیسے موجود تھے اور دہلی اُس جگہ سے چودہ پندرہ منزل
تھی آپنے ایک منزل چلکر ایک پیسے کا ستو اور گڑ خرید کیا اور گھولکر پینا چاہتے تھے اُسوقت ایک مسکین نے
صدا کی کہ میں چار روز سے بھوکھا ہوں سید صاحب فرماتے تھے کہ یہ صدا سنکر میرے نفس نے یہ صلاح
دی کہ حقیقت پیٹ سارے ستو کو پیکر سائل کو خشک جواب دیدو مگر اُسیوقت غیب سے یہ بات میرے دل میں
ہوئی کہ میں دو روز کا بھوکھا ہوں اور وہ سائل چار روز کا بھوکھا ہے اُسکا حق مجھ سے زیادہ ہے میں نے
اُسیوقت کل ستو اُسکے حوالہ کر دیے اور آپ غذائے ملکوتی تہلیل و تسبیح سے رات بھر سیر ہو کر فجر کو آگے روانہ
ہوئے دوسری منزل پر آپنے پھر ایک پیسے کے ستو اور گڑ خرید کر نوش جان فرمائے اُسکے بعد دو تین روز
تک آپنے کچھ نہیں کھایا پانچوین منزل پر آپ ایک مسجد میں جاکر مقیم ہوئے وہاں ایک شخص نے جو آپکے
والد کے مریدون میں سے تھا آپکو پہچان لیا اور آپکو اپنے گھر لیگیا آپکے پاؤن سے خون جاری تھا اُس شخص
نے آپکو غسل دلاکر پاؤن میں مہندی اور ببول کے پتون کا لیپ کر دیا بعد چند روز کے جب آپکے آبلے
اچھے ہو گئے تھے اُس شخص نے آپکو سوار کرا کے اور خود ہمراہ رکاب ہوکے دہلی پہونچا دیا۔ دہلی پہونچکر آپ مولانا
شاہ عبد العزیز صاحب سے جاکر ملاقی ہوئے حضرت ممدوح نے بعد مصافحہ اور معانقہ کے آپکو اپنے پہلو میں
بٹھلا کر آپسے دریافت کیا کہ کہاں سے تشریف لائے آپنے عرض کیا کہ رائے بریلی سے پھر مولانا نے پوچھا
کہ آپ کس قوم سے ہیں آپنے عرض کیا کہ سادات تکیہ سے منسوب ہوں پھر مولانا نے استفسار کیا کہ سید ابو سعید
اور سید ابو النعمان سے بھی واقف ہو آپنے کہا کہ سید ابو سعید میرے نانا اور سید ابو النعمان میرے حقیقی چچا تھے
یہ بات سنکر مولانا نے دوبارہ معانقہ اور مصافحہ کیا اور پوچھا کہ کس ارادہ سے یہ سختی سفر دور و دراز کی اُٹھائی
ہے اُسپر آپنے کہا کہ آپکی ذات مقدس کو غنیمت جانکر واسطے طلب باریتعالیٰ جلشانہ کے یہانتک آیا ہوں
تب مولانا نے فرمایا کہ آپکے خاندان مقدس میں تو منصب ولایت موروثی ہے دو ایک پشت کے بعد ضرور
اُس خاندان میں مادرزاد ولی پیدا ہوتا ہے اگر فضل الٰہی شامل حال ہے تو آپ بھی بطور وراثت اپنے آباؤ اجداد
کے اپنے مقصد کو پہونچ جاؤ گے۔ اُسکے بعد آپنے ایک خادم سے فرمایا کہ سید صاحب کو اکبرآبادی مسجد میں

مین میرے بھائی عبدالقادر کے پاس پہونچا دو اُنکے ہاتھ مین اُنکا ہاتھ دیکر میری طرف سے کہنا کہ اِس
مہمان عزیز کو غنیمت جانکر حتی الامکان خود اُنکی خدمت سے قصور نکرنا اور اُنکا مفصل حال بروقت ملاقات
کے مین تمسے خود بیان کرونگا - اُس روز سے سید صاحب مسجد اکبرآبادی مین بصاحبت مولوی عبدالقادر
صاحب کے رہنے لگے - چونکہ اِس جگہ سے سید صاحب کے سوانح عمری مین اکثر معاملات باطنی جنکو خوارق عادات
یا کرامات کہتے ہین بیان ہونگے اور یہ ظاہر ہے کہ جسوقت سے سید صاحب یا شاہ عبدالعزیز صاحب کے
صحبت یافتہ لوگ اِس دار فانی سے کوچ کر گئے اُسوقت سے اِس فرقۂ موحدین مین کوئی شخص موصوف
اُن اوصاف باطنی کا نہین رہا اور یہ ایک قاعدۂ کلیہ انسانون کا ہے کہ جب کسی شخص کا ادراک اور فہم
کسی اعلیٰ اور افضل امر کو نہین پہونچتا تو ضرور وہ اُس امر کے وجود سے قطعی انکار کر دیتا ہے اِس سبب سے
بعض کم علم موحدین فیوض باطنی اور کراماتی واقعات کا منکر ہو رہے ہین حالانکہ ضرور آنکے مقتدا و فرقہ
مولانا محمد اسمعیل شہید صراط المستقیم مین لکھتے ہین کہ شریعت کو ظاہر اور باطن دونون چیزین ہین سو دل کا تعلق
اور محبت ساتھ باریتعالی کے پیدا ہونا اسکو باطن شریعت کہتے ہین اور اسی تعلق کا نام صوفیون کے نزدیک
نسبت ہے اور شریعت کے حکمون پر چلنا اور ممنوعات شرعی سے بچنا اسکا نام ظاہر شریعت ہے اور اِن
افعال ظاہری اور اُن تعلقات قلبی کو آپسمین ایک بہت باریک میل اور علاقہ ہے پس جس شخص کا ظاہر
اور باطن دونو علاقون پر عمل ہو تو اُسکی عبادت سراسر مغز بے پوست ہے اور اُسکا احوال اُسکے افعال سے
ملکر شیر و شکر ہو جاتا ہے - مگر جو شخص فقط ظاہری افعال شریعت پر تمسک کرتا ہے اور وہ تعلق دلی اور محبت
قلبی اُسکے اندر پیدا نہین ہوتی تو عبادت اُسکی خالی پوست بے مغز ہے" - اور ذیل ثمرات حب ایمانی کے
مولانا شہید لکھتے ہین کہ اِس فرقہ سے اہل خدمات مثل اقطاب اور اوتاد کے مقرر ہوتے ہین اور جب یہ بزرگ
بعد انکشاف مدعی کے دعا کرتے ہین تو ہمیشہ اُنکی دعا تیر بہدف ہوتی ہے اور یہ بزرگ رضا اور غیر رضا حق
کے اپنے نور جبلی سے خود معلوم کر لیتے ہین اور طریق اُنکے اخذ کا ایک شعبہ شعب وحی سے ہے کہ اُسکو وحی باطنی
کہتے ہین" - اب مین خاکسار اِن لوگون کو اُنکی غلطیون پر متنبہ کرنیکے بعد واقعات باطنی سید صاحب کے
شروع کرتا ہون - آپنے واسطے سمجھنے معنی قرآن و حدیث کے کچھ صرف و نحو سیکھنا چاہا اور مصباح تک
آپنے دیکھا تھا کہ ایک رات جب آپ اُس کتاب کا مطالعہ کر رہے تھے تو ایک حرف بھی اُسکا نظر نہ آتا تھا صرف
سپید صفحے کتاب کے دکھائی دیتے تھے تب آپنے گمان کیا کہ کوئی عارضہ ضعف بصر کا پیدا ہو گیا ہے
مجھکو جب یہ ساری کیفیت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کی خدمت مین عرض
کی تو آپنے سید صاحب سے پوچھا کہ فقط کتاب ہی ایسی نظر

آتی ہے یا سب چیزیں ایسی ہی معلوم ہوتی ہیں تو آپنے کہا کہ فقط کتاب ہی کا یہ حال ہے اور
سب چیزیں برابر جوں کی توں دکھائی دیتی ہیں تب مولانا نے فرمایا کہ کتاب کو دیکھو خداوند تعالی نے
تمکو دوسرے کام کے واسطے پیدا کیا ہے اب تمکو لکھنا پڑھنا ضرور نہیں ہے خداوند تعالی خود تمکو بلا تعلیم کسی
ظاہری معلم کے آپکو سب علوم اور حکمت سکھلا دیویگا۔ اردو ترجمہ قرآن مجید کا سب سے پہلے آپنے سیکھا اور
نمونہ دکھلا کر وہ طوطے کی طرح کا پڑھنا قرآن مجید کا جیسا کہ ہندوستان میں دستور ہے آپنے چھڑانا
چاہا۔ اسکے بعد آپنے طریقہ نقشبندیہ میں مولانا صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہا تو اسوقت مولانا
ممدوح نے فرمایا کہ اگرچہ اس صاحب باطن کو واسطے اختیار کرنے طریق رشد اور ہدایت کے وسیلہ کی
احتیاج نہیں ہے مگر اہل ظاہر کے نزدیک ہر چیز کے واسطے ایک سبب بھی ضروری بات ہے پس فقط واسطے
ترویج حجت اہل ظاہر کے بیعت لیلیتا ہوں سنہ ۱۲۲۲ ہجری میں کہ اسوقت آپکی عمر بھی پورے بائیس سال
کی تھی پس بیعت آپکو نصیب ہوئی بیعت لینے کے بعد مولانا صاحب نے پہلے دن آپکو لطیفۂ قلب کی
تعلیم فرمائی دوسرے دن باقی پانچوں لطیفے آپ پر کھل گئے تیسرے دن سلطان الذکر کی منزل کو
آپ طے کر گئے چوتھے جلسہ میں نفی اور اثبات باحسن الوجوہ آپکو حاصل ہو گیا چھٹے جلسہ میں طریقہ یاد داشت
آپنے سیکھ لیا۔ اسکے بعد شغل برزخ کہ جسمیں تصور شیخ کا مراقبہ کرتے ہیں آپکو تعلیم کرنا چاہا اسوقت
سید صاحب نے بہت ادب اور عاجزی سے مولانا سے عرض کیا کہ اس شغل میں اور بت پرستی میں کیا
فرق ہے اسمیں صورت سنگی یا قرطاسی ہوتی ہے اور اسمیں صورت خیالی جو تمہ دل میں جگہ پکڑتی ہے
تعظیم کی جاتی یا پوجی جاتی ہے تب مولانا نے یہ بیت حافظ شیرازی کی پڑھی مے سجادہ رنگین
کن گرت پیر مغان گوید + کہ سالک بیخبر نبود زراہ و رسم منزلہا + تب سید صاحب نے عرض کیا کہ اگر حکم
مے نوشی کا جو گناہ کبیرہ ہے کیجیے تو اسکی تعمیل کو بھی حاضر ہوں مگر یہ عمل تصور تصویر شیخ کا خصوصًا غیبت شیخ
میں اور توجہ اور استعانت چاہنا اس تصویر سے جو بعینہ بت پرستی اور شرک صریح ہے مجھ سے نہیں ہو سکتا
اگر اسکے جواز کے واسطے کوئی سند قرآن و حدیث یا اجماع امت کی موجود ہو تو بھی مضائقہ نہیں ہے بعد
سننے اور سمجھنے اس ساری تقریر کے مولانا صاحب نے سید صاحب کو اپنی بغل میں پکڑ کر اور آپکے رخسارہ
اور پیشانی کو بوسہ دیکر فرمایا کہ اے فرزند ارجمند حضرت حق تعالی نے محض اپنے فضل اور انعام سے ولایت
انبیا کی جو افضل ولایتوں کی ہے تمکو عطا کی اسوقت سید صاحب نے مولانا ممدوح سے عرض کیا کہ ولایت اولیا اور ولایت
انبیا میں فرق کیا ہے۔ اسوقت مولانا نے فرمایا کہ ولایت اسکا نام ہے کہ خداوند تعالی اپنے بندوں میں
سے کسی بندے کو اپنے تقرب کے واسطے برگزیدہ کر لیتا ہے اور نشان برگزیدگی کا یہ ہے کہ محبت ربانی

کی اُس شخص کے تہ قلب مین قائم ہو جاتی ہے اُسوقت دنیا اور مافیہا سے وہ شخص بےرغبت اور بیزار
ہو جاتا ہے محبت جاہ و مال و اولاد کی اصلاً اور مطلقاً اُسکے دل سے محو ہو جاتی ہے اُسکا نفس اور قلب اور
سب اعضا و جوارح قربت الٰہی اور متلاشی مرضیات باریتعالی کے ہوکر اُسمین منہمک اور مشغول ہو جاتے
ہین کہ عوام الناس ایسے لوگون کو مجنون اور دیوانہ سمجھنے لگجاتے ہین - پس صاحب ولایت ولی کا قیام اور
صیام اور کثرت نوافل اور خدمت خلائق کے ذریعہ سے مجاہدۂ نفس مین مشغول ہوتا ہے اور گوشہ گزینی کو
محبوب اور مرغوب رکھتا ہے اور مجرمین و فاسقین سے کچھ تعرض نہین کرتا اور ایسے اعمال کو اصطلاح
صوفیون مین قرب النوافل کہتے ہین - اور اصحاب ولایت نبی کے قلب مین اسقدر محبت الٰہی قائم ہوتی
ہے کہ ایثار (جیسکہ آیۂ کریمہ مین حکم ہے وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ط یعنی
دوسرے لوگون کو خدا کی رضامندی کے واسطے ظاہرہ ہو جانیکو اپنی جانون سے زیادہ عزیز رکھتے ہین
اگرچہ اُنکو ہزار تنگی اور تکلیف کیون نہو) اُنکے ہر قول اور فعل مین داخل ہو جاتا ہے - اور بوجہ غلبۂ ایثار تمام
رذائل اور ظلمات و کدورات نفسانی و جسمانی ایسے لوگون سے زائل ہوکر خصائل حمیدہ جو سبحانہٗ کے پسندیدہ
ہے وہ متصف ہو جاتے ہین اور اُنکی تمام ہمت ہدایت خلق و نصائح مجرمین و اجرائے اقامت فرائض الٰہی
و احیاء سنن انبیاء و المرسلین مین منہمک اور مصروف ہو جاتے ہین اور جہاد بالکفار و تادیب اشرار و تعذیر
گنہگاران اُنکا شعار ہو جاتا ہے اور مسلمانونکی مجلسون مین یہ لوگ جاکر وعظ اور نصیحت اور خیر خواہی کرنا
اپنا اصل کام سمجھتے ہین اور اسکی کچھ پرواہ نہین کرتے کہ کوئی اُنکے وعظ اور نصیحت کو سُنے یا نہ سُنے
اس کیفیت اور مرتبہ کو اصطلاح صوفیون مین قرب الفرائض کہتے ہین ایسے بزرگونکا عمل قرآن و حدیث
و نصوص صریح پر ہوتا ہے اور یہ مرتبہ جملہ مراتب ولایت سے افضل اور اعلیٰ ہے - ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ
مَن يَشَآءُ - بعد ختم کرنے اس کلام کے مولانا نے سید صاحب سے فرمایا آپ اپنے مسکن کو تشریف لیجا کر
ان اشغال کو بعد ادائے نماز پنجگانہ کے کیا کیجئے اور خصوصاً بعد نماز فجر اور عصر کے تسبیح اور تہلیل اور مشق
نفی و اثبات اور توجہ قلب و روح بعالم قدس رکھکر مناجات و الحاح و تضرع بجناب الٰہی کثرت سے کرتے
رہیئے اور حتی الامکان اُنکو کبھی ناغہ نہ کیجئے اور اپنے کو بہمہ جہت ذات باریتعالی کے سپرد کرکے اُسکے فضل
اور کرم کے امیدوار ہو جائیے - سید صاحب نے حسب فرمودہ مولانا کے اشغال اور تسبیح و تہلیل وغیرہ مین
بہمہ تن اپنے کو مشغول کردیا - اسی اثنا مین اکیسوین شب ماہ مبارک رمضان کی آگئی اس روز سید
صاحب نے مولانا کی خدمت مین حاضر ہوکر دریافت کیا کہ اس عشرہ کی کونسی رات مین شب بیداری کرکے
جویائے شب قدر کا ہونا چاہیئے تب مولانا نے تبسم کرکے فرمایا کہ اے فرزند دلبند جسطرح یہ کہ تمہارا

معمول شب بیداری کا ہمیشہ سے ہے اُسی طرح سے اِن راتوں مین بھی معمول شب بیداری کا رکھو فرش
شب بیداری سے کیا ہاتھ لگتا ہے دیکھو چوکیدار اور پاسبان ساری رات جاگتے رہتے ہین مگر اس دولت
سے ہمیشہ بے نصیب اور محروم رہتے ہین اگر تمہارے اوپر اللہ کا فضل ہے تو بوقت ظہور آثار شب قدر کے
اگر تم سوتے بھی ہوگے تو خداوند تعالیٰ تمکو خود بخود جگا کر شریک اُن برکات کا کر دیگا سید صاحب بعد سُننے
اِس کلام کے رخصت ہو کر اپنی جائے سکونت کو چلے آئے اور حسب عادت قدیم خود رات کو اُٹھا کرتے
تھے مگر ستائیسوین رات کو آپنے چاہا کہ ساری رات جاگتا رہون اور بعد ادائے نماز عشا کے نوافل اور
مراقبہ مین مشغول رہکر صبح کر دون لیکن اُس رات کو بعد ادائے عشا کے کچھ ایسی نیند آپ پر غالب ہوئی کہ
سوائے دو چار رکعات نفل کے آپ اور کچھ نہ پڑھ سکے اور مجبور سو گئے - جب تہائی رات باقی رہگئی تو اُسوقت
دو آدمیون نے آکر آپکا ہاتھ پکڑکر جگا دیا آپنے خواب ہی مین دیکھا کہ آپکے دہنی طرف رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم اور بائین طرف حضرت ابوبکر صدیق رض بیٹھے ہین اور آپکو فرما رہے ہین کہ اے احمد جلد اُٹھ اور غسل کر
سید صاحب ان دونون بزرگون کو دیکھکر نہایت شرم کے ساتھ دوڑتے ہوئے حوض مسجد کی طرف چلے
گئے اور باوجودیکہ بوجہ سرما کے حوض کا پانی اُسوقت یخ ہو رہا تھا مگر اُسی سرد پانی سے آپ غسل کرنے
لگ گئے اور اثناء غسل مین حضرتؐ اور حضرت ابوبکر صدیق رض کو اُسی جگہ پر بیٹھا ہوا دیکھ رہے تھے آپ بہت
جلدی سے غسل سے فارغ ہو کر ان حضرات کے حضور مین حاضر ہو گئے حضرتؐ نے فرمایا کہ اے فرزند آج
شب قدر ہے تو یاد الٰہی مین مشغول ہو جا اور دعا اور مناجات کرتا رہ اِس ارشاد اور تلقین کے بعد دونون
حضرات تشریف لیگئے - صاحب مخزن لکھتے ہین کہ سید صاحب بارہا فرمایا کرتے تھے کہ اِس رات مین
بفضل الٰہی واردات عجیب اور واقعات غریب میرے دیکھنے مین آئے کہ تمامی درخت اور پتھر وغیرہ اشیا
دنیا کی سجدے مین سر رکھے ہوئے تحمید و تہلیل و تسبیح مین مصروف تھے مگر طرفہ یہ کہ ان ظاہری آنکھون سے
ہر ایک چیز اپنی اپنی جگہ پر کھڑی معلوم ہوتی تھی مگر چشم قلب سے سجدے مین پڑی ہوئی دکھائی دیتی تھی
اُسوقت مین بھی سجدے مین سر رکھکر شکر الٰہی بجا لایا اور دعا اور مناجات مناسب وقت کرنا شروع کیا
اُسوقت خمار کلی اور استغراق کامل مجھکو حاصل ہوا اور اُسی حالت مین صبح تک سجدے مین پڑا رہا یہانتک
کہ مؤذن نے اذان دی تب مجھکو ہوش آیا اور وضو کرکے جماعت مین شریک ہو گیا اور جب بعد اِ
ستغراق بخدمت مولانا صاحب کے حاضر ہو کر سلام علیک کہا تو بہت مسرور اور محظوظ ہو کر آپنے فرمایا کہ
باری تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ آجکی رات تم اپنی مراد کو پہونچگئے پس اُس روز کے بعد سے آثار
ترقیات اور علو درجات و معاملات عجیب و واردات غریب آپ پر ظاہر ہونے لگین اُس معاملہ عجیبہ

[illegible]

بعد صاحب مخزن بحوالہ صراط المستقیم لکھتا ہے کہ ایک بار رویا میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تین چھوہارے اپنے دست مبارک سے سید صاحب کے مونہہ میں ایک دوسرے کے بعد رکھکر بہت پیار اور محبت سے کھلائے اور جب آپ بیدار ہوئے تو شیرینی اُن چھواروں کی آپکے ظاہر اور باطن میں ہویدا تھی - اسکے بعد ایک دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور جناب سیدۃ النسا فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو سید صاحب نے خواب میں دیکھا اس رات کو حضرت علی رضؓ نے اپنے دست مبارک سے آپکو نہلایا اور حضرت فاطمہ رضؓ نے ایک لباس فاخرہ اپنے ہاتھ سے آپکو پہنایا بعد ان وقوعات کے کمالات طریقہ نبوت کے نہایت آب و تاب کے ساتھ آپ پر جلوہ گر ہونے لگے اور وہ عنایت ازلی جو مکنون اور محجوب تھی ظاہر ہوگئی اور تربیت یزدانی بلا واسطہ کسی کے متکفل حال آپکے ہوگئی اور نہایت عجیب و غریب معاملات آپ پر ظاہر ہونے لگے یہانتک کہ ایکدن ایک رویا حقہ میں اللہ رب العزت نے اپنے دست قدرت خاص سے سید صاحب کا ہاتھ پکڑ کر ایک چیز امور قدسیہ سے جو نہایت رفیع اور بدیع تھی آپکے سامنے رکھکر فرمایا کہ تجھکو یہ چیز اب عنایت ہوئی ہے اور اسکے سوا اور بہت سی چیزیں تجھکو عطا فرماوینگے - اُنہیں ایام میں ایک شخص نے سید صاحب سے درخواست بیعت کرنیکی کی تھی مگر اُن ایام میں سید صاحب علی العموم ہر کسی کی بیعت نہ لیتے تھے اسواسطے اُس شخص کی درخواست کو بھی منظور نہ فرمایا تب وہ شخص بہت عجز اور انکسار سے عرض کرنے لگا اُسوقت آپنے فرمایا کہ وہ ایک روز اور توقف کر بعد اسکے جو مناسب وقت ہوگا کیا جاویگا - اسکے بعد سید صاحب نے برائے استفسار اور طلب اذن اخذ بیعت کے جناب باری میں اسطرح سے التجا کی کہ ایک بندہ تیرے بندوں میں سے مجھ سے بیعت کرنا چاہتا ہے اور تو نے میرا ہاتھ پکڑا ہے اور اس دنیا میں جو کوئی کسیکی دستگیری کرتا ہے تو اس دستگیری کا نتیجہ ہم رکھتا ہے اور تیرے اوصاف کو مخلوق کے اوصاف سے کچھ بھی نسبت نہیں ہے پس اُس معاملہ اخذ بیعت میں تیری کیا مرضی ہے جناب باری سے حکم ہوا کہ جو کوئی تیرے ہاتھ پر بیعت کریگا گو وہ لاکھوں ہوں میں ہر ایک کو کفایت کرونگا بعد وقوع ان معاملات مذکورہ بالا کے سلوک راہ نبوت کا باحسن الوجوہ آپکو حاصل ہوگیا - اسکے بعد ایک روز ارواح مقدس جناب غوث الثقلین سید عبد القادر گیلانی و حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند متوجہ حال سید صاحب کے ہوئیں اور قریب ایکماہ تک کسی قدر تنازعہ ان دونوں روحوں کے درمیان رہا کیونکہ ہر ایک روح ان دونوں روحوں میں سے سید صاحب کو اپنی طرف جذب کرنا چاہتی تھی آخر بعد انقضا ایام تنازعہ کے دونوں روحوں کی بالاشتراک جذب کرنے پر صلح ہوگئی تب دونوں ارواح مقدسہ نے بالاشتراک آپ پر جلوہ گر ہوکر ایک پہر تک بنفس نفیس خود توجہ قوی اور تاثیر زور آور فرمائی کہ اُس ایک پہر میں ہر ایک نسبت ان دونوں خاندانوں کی آپکو حاصل ہوگئی - اسکے بعد ایکروز سید صاحب حضرت خواجہ

رویا میں کھلانے چھوہارا رسول مقبول کا و دینے غسل حضرت علی رضؓ کا اور باری تعالیٰ کو رویا میں دیکھنا

متوجہ ہونا ارواح غوث الثقلین و حضرت بہاء الدین نقشبند کا

ملاقات ہونا روح حضرت خواجہ صاحب

ہندوؤں کے میلے میں جبراً سید صاحب کو لیجانا اور وہاں آپکا بیہوش ہوجانا

خواجگان خواجہ بختیار کاکی قدس سرہ کے مرقد مبارک پر مراقب بیٹھے تھے اور اُسوقت روح پُرفتوح خواجہ صاحب مرحوم سے آپکی ملاقات ہوئی تو اُس روح نے آپکے اوپر توجہ قوی فرمائی اُسیوقت نسبت خاندان چشتیہ کی بھی آپکو حاصل ہوگئی اور اُسکے بعد نسبت مجددیہ اور شاذلیہ وغیرہ غرض کل مشہور خاندانوں کی نسبت جدا جدا آپکو حاصل ہوگئی بعد ان توجہات مذکورہ کے سلوک راہ ولایت بھی کامل طور سے آپکو حاصل ہوگیا۔ تکمیل ان دونوں سلوکوں کے ایکروز عالم مراقبہ میں آپکی ملاقات روح پرفتوح حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی اُسوقت سید صاحب نے دیکھا کہ ایک چتر نور مقدس کا خواجہ صاحب ممدوح کے سر پر سایہ کر رہا ہے۔ پس اُسیوقت آپکو یہ بھی دکھائی دیا کہ آپکے سر پر وہ چتر نور مقدس کے سایہ کر رہے ہیں۔ چونکہ سید صاحب اپنے کو کمترین مریدان خواجہ صاحب سے شمار کرتے تھے یہ معاملہ معکوس دیکھکر آپکو بہت غم ہوئی اور فوراً مراقبہ سے باہر آکر ترساں و لرزاں بخدمت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب حاضر ہوئے اور نہایت خوف اور شرمندگی سے اُس واقعہ کو بخدمت مولانا صاحب کے عرض کیا۔ حضرت مولانا نے نہایت فرحان و خندان اُسکے جواب میں فرمایا کہ اے فرزند جای تعجب نہیں ہے ولایت نبوت کے ایسے ہی آثار ہوتے ہیں اے عزیز ابھی تو اسکی ابتدا ہے مشتی نمونہ از خروارے و یک قطرہ از بحر ناپیدا کنار تم پر ظاہر ہوا ہے آگے کو روز بروز اس سے بڑھ بڑھکر ہزاراں ہزار اسی قسم کی باتیں تم پر ظاہر ہوا کرینگی ٭

انہیں ایام میں ایکروز بر لب دریائے جمنا ہندوؤں کا کوئی میلہ تھا اُس روز سب مرد و عورت اقوام ہنود طرح بطرح کے زیور اور پوشاک سے آراستہ و پیراستہ ہوکر اُس میلہ میں شامل ہوکر اشنان اور بت پرستی میں مشغول تھے بہت سے شوقین مسلمان بھی بغرض تفریح طبع یہ میلہ دیکھنے کو گئے تھے دو تین نوجوان طلباء مدرسہ کے سر پر بھی شیطان سوار ہوا انہوں نے بھی ارادہ میلہ دیکھنے کا کیا اور سید صاحب کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے کہ آپ بھی ہمارے ساتھ چلکر تماشائے قدرت الٰہی اور حماقت کفار کا ملاحظہ کریں۔ آپنے یہ درخواست دوستوں کی سنکر ایک آہ سرد ایسی بھری کہ جس سے حاضرین کے دل کانپ اُٹھے اور پھر بکمال عجز یاروں سے کہا کہ مجھکو اس نامشروع مجمع کی شرکت سے معاف رکھو میں ایسی جگہہ میں ہرگز نہ جاؤنگا مگر یاروں کے سر پر کچھ ایسی حماقت چڑھی تھی کہ انہوں نے آپکے عذر کو کچھ نہ سنا اور جبراً و کرہاً آپکو اپنے کاندھے پر اٹھا کر میلہ میں لیگئے آپکا اُس میلہ کفار کے نزدیک پہونچنا تھا کہ ایک حالت بیہوشی کی آپ پر طاری ہوگئی۔ جب اُن اندھوں نے آپکی یہ حالت زار دیکھی تو انکی آنکھ کھلی فوراً اُسیوقت کاندھے پر اٹھائے ہوئے آپکو واپس لے آئے۔ جامع نے معتبر راویوں سے اسی قسم کی ایک اور حکایت آپکی سنی ہے کہ ایکروز آپ کسی مجلس میں تشریف رکھتے تھے وہاں لوگوں نے کچھ مزامیر اور رقص شروع کردیا بمجرد استماع آواز

نا شروع کئے آپ بیہوش ہو گئے۔ اسی حفاظت الٰہی کا نام عصمت اور احوال قلبی ہے۔ صاحب مقالات طریقت لکھتا ہے کہ ان ایام میں شوق و دردمندی اور مسکینی آپکی طبیعت اور طینت میں بھرا ہوا تھا۔ اکثر اوقات اُس مقام کے درویشوں اور طالب علموں و مسافروں اور نیز مسجد کی خدمت میں دل و جان سے لگے رہتے تھے اور آپکی طاعات اور عبادات کا بھی یہ حال تھا کہ کثرت قیام لیل سے پاؤں میں ورم ہو کر خون جاری ہو جاتا تھا۔ یہ سب حالات دیکھکر مولانا عبد القادر صاحب فرمایا کرتے تھے کہ اس بزرگ کے احوال سے آثار کمال ظاہر ہوتے ہیں اور مادہ اِس سعادت منش کا قابل ترقی مدارج علیا کے نظر آتا ہے۔ مولوی سید جعفر علی صاحب لکھتے ہیں کہ استعداد تحصیل سلوک کے بعد آپ ایکمرتبہ وطن کو تشریف لیگئے اُسوقت آپ لباس درویشانہ پہنے ہوئے تھے آپ اپنے وطن میں چھوٹی اولی اپنی مسجد میں مقیم ہوئے لوگوں نے مشکل سے آپکو شناخت کیا اسوقت ایک کلاہ بھی آپکے سر پر تھی جو ایکروز صحن مسجد میں دھوپ دینے کو رکھی گئی تھی اُسوقت سید عبد القادر بن حافظ سید امان احمد نے دیکھا کہ ایک نور اُس کلاہ سے نکلکر عرش تک جارہا تھا اُس روز سید عبد القادر دل سے سید صاحب کے مراتب کو پہچانکر وہ کلاہ آپ سے مانگ لی یہ بھی لکھا ہے کہ ایک مرقع بھی جسمیں ایک پیوند جامہ رسول اللہ کا لگا ہوا تھا اس سفر میں دہلی سے آپکے ساتھ آیا تھا اور وہ مرقع بطور تبرک مدتوں تک والدہ محمد اسمٰعیل نبیرہ سید صاحب کے پاس رہا مگر اب کچھ عرصہ سے گم ہو گیا۔ قریب دو برس تک اِس دفعہ آپ بریلی میں رہے اور آپکا نکاح بھی ہوا اور آپکی بڑی لڑکی پیدا ہوئی بعد دو برس کے آپ پھر دہلی تشریف لیگئے۔ جب سید صاحب پر روز بروز مقامات عالی کھلنے لگے تو اِس دولت بے زوال کی اہل دنیا کو بھی خبر ہونے لگی اسواسطے ہر طرف سے خلقت نے آپ پر ہجوم کیا کسی نے بیعت کی درخواست کی کسی نے کسی حاجت روائی کے واسطے دعا چاہی اور آپکو واسطے تکمیل اپنے حال کے اسوقت اخفا راز منظور تھا اور نیز اُس جوہر سپہ گری کی بھی جو آپکے اندر ودیعت رکھا تھا مشق کرنی منظور تھی اسواسطے سکونت دہلی کو ترک کر کے سنہ ۱۲ھ کے قریب آپ نواب امیر خان کے لشکر میں تشریف لیگئے اور وہاں کچھ مدت تک فن سپاہگری میں بسر کی۔ تب وہ جوہر شجاعت جو مکنون و مستور تھا بخوبی ظاہر ہو گیا۔ ان ایام رفاقت نواب امیر خان میں جو جو شجاعت اور جوانمردی اور خرق عادات آپ سے ظاہر ہوئیں احاطہ تحریر میں نہیں آسکتیں۔ مولوی مرتضیٰ خانصاحب بروایت اللہ نور خان نام ایک آپکے خادم کے تحریر کرتے ہیں کہ ان ایام میں سید صاحب کو اسقدر کثرت قیام لیل تھی کہ فجر کو آپکے پاؤں پر ورم ہوجاتا تھا اور دو دو پہر ذکر اذکار میں آپکو گذر جاتے تھے اور لگاتار دو دو پہر تک مراقبے میں بیٹھے رہتے تھے اور ایسا مزہ آپکو ہوتا تھا کہ اُٹھنے کو دل ہی نہیں چاہتا تھا۔ اور یہ وہ وقت تھا کہ نواب امیر خان ایک لشکر عظیم لئے ہوئے نواح مالوہ میں

[illegible]

سرکار انگریزی اور بعض ہندو راجاؤں سے برسر مقابلہ تھے اور ابھی تک ریاست ٹونک نواب امیر خاں صاحب
کو نہ ملی تھی۔ انہیں ایام کے حالات میں سے صاحب مخزن احمدیہ لکھتا ہے کہ ایک روز برسات میں
لشکر نواب امیر خاں صاحب مرحوم کا صبح سے آدھی رات تک چلکر پانچ کوس مسافت طے کر کے ایک
ویسے مقام پر جا اترا کہ جہاں کسی دکانی اور راتبی کو کھانا میسر نہیں ہوا تھا ایک سیر غلہ یا دو روٹی ایک اشرفی
کو بھی نہیں ملتی تھی اور دشمن کا لشکر صرف تین چار کوس کے فاصلہ پر تعاقب میں تھا اُس رات کو دو تین
آدمیوں نے جو سید صاحب کے ہم پیالہ ہم نوالہ تھے بہت عاجزی سے سید صاحب سے عرض کیا کہ آپ دعا کریں
کہ وہ رزاق مطلق اپنے خزانہ غیب سے ہم لوگوں کے واسطے اسوقت کھانا عنایت کرے تب پہلے سید
صاحب نے انکو سمجھایا اور کہا کہ یہ ایک رات بھر بھوک کی سختی اٹھا لو مگر انہوں نے نہیں مانا اور کہنے لگے
کہ مارے بھوک کے ہم سے صبر نہیں ہو سکتا آپ ضرور دعا کریں تب ناچار سید صاحب نے دعا کر کے تکیہ لگا کر
کمبل اوڑھ کر لیٹ رہے۔ اسیوقت ایک آدمی کہ جسکے سر پر ایک طباق کلاں حلوا سے گرما گرم سے بھرا ہوا
رکھا تھا سید صاحب کے سرہانے پر آ کر انکو جگانے لگا آپنے سر منہ کھولکر دیکھا تو ایک آدمی مع حلوا کے گرما گرم
حاضر ہے اور کہا کہ یہ حلوا خداوند تعالیٰ کی نذر ہے آپ اسکو لیجئے اور تناول فرمائیے سید صاحب نے
اُس حلوا بردار سے کہا کہ آپ تھوڑی دیر توقف فرماویں میرے ساتھی کسی ضرورت کے واسطے لشکر
میں گئے ہیں عنقریب وہ آ جاویں گے تب ہم اُس حلوے کو اپنے برتنوں میں ڈالکر اور آپکا طباق خالی کر
دیدینگے اُس شخص نے کہا کہ یہ طباق بھی خدا کی نذر ہے آپ مع طباق لیجئے اور مجھکو رخصت دیجئے
میں زیادہ توقف نہیں کر سکتا یہ کہکر وہ تو رخصت ہوا اسکے چلے جانیکے بعد سید صاحب کے ساتھی بھی آ گئے
تب سید صاحب نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ یعنی اللہ کی رحمت سے ناامید ہونا نہ چاہئے
اِنَّ اللّٰهَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ یعنی اللہ جسکو چاہتا ہے بیحساب رزق پہونچا دیتا ہے
اور وہ طباق پر از حلوا یاروں کے سامنے رکھدیا انہوں نے شکر الٰہی بجا لا کر بشوق تمام اسکو کھانا شروع کیا
اور اُس رزاق مطلق کی رزاقی کو دیکھکر متحیر ہو گئے۔ انہیں ایام کے حالات سے مولوی جعفر علی صاحب
لکھتے ہیں کہ جب سید صاحب ہمراہ لشکر نواب صاحب ملک دکھن میں تھے تو آپکے ساتھ بکاشانہ الٰہی زائد
از بیس تیسیوں آدمی آپکے ساتھ کھانا کھایا کرتے تھے اور تھوڑے سے نقد سے باعث برکات بھی
بہت کام نکلتے تھے ایک کیسہ کہ جو اُس سفر میں آپکے ساتھ تھا بوجہ خرچ کی دیکھکر آپکو بھی گمان ہوا کہ خالی رہ گیا
تھا مگر بعد تفتیش اسکے معلوم ہوا کہ یہ محض برکات آسمانی ہیں اسوقت وہ کیسہ دار بہت معتقد ہوا اور آپکے
مرید ہو بیشتر کیمیاگری سے تانبے کو سونا بنا کر وہ فن آپکو سکھلانے لگا آپنے انکار کیا اور فرمایا کہ مجھکو اسکی

سیکھنا منظور نہیں ہے جس سے میرے توکل میں فرق آجائے اور میں اس فن پر تنبیہ ہو کر ... زراعت
غافل ہو جاؤں پھر آپنے پوچھا کہ یہ سونا اصلی ہے یا قلبی اسنے کہا کہ اصلی تو نہیں ہے مگر ایسا قلبی ہے کہ
ہزاروں تاؤ پر بھی بڑے بڑے نقاد اور پرکھنے والوں کو اسکا قلبی ہونا معلوم نہیں ہوتا - انہیں ایام
میں کہ جب آپ لشکر نواب امیر خانصاحب میں رونق افروز تھے ایک رات کو آپ واسطے ادائے عبادت
الہی کے جنگل میں چلے گئے کہ وہاں بفراغت تمام یاد الہی میں مشغول رہیں وہاں جاکر دیکھا کہ جنگل
میں ایک مکان کے اندر سے رونے کی آواز آرہی ہے آپ وہاں تشریف لیگئے اور جاکر دیکھا کہ ایک
مُردہ ایک چارپائی پر پڑا ہے اور ایک بڑھیا عورت اسکے نزدیک بیٹھی ہوئی نہایت زار زار رو رہی ہے
آپنے اسکا حال پوچھا تب اُس عورت نے کہا کہ یہ مردہ میرا بیٹا ہے آج یہ مر گیا مگر نہ معلوم اسکے بدن میں
کیا بلا گھس گئی ہے یہ مُردہ گاہ ہے چارپائی پر بیٹھ جاتا ہے اور کبھی روتا اور کبھی ہنستا ہے اور گاہ ہے ناچنے
لگتا ہے اسواسطے مارے ڈر کے میں قریب بمرگ ہو رہی ہوں اور میرے اقربا یہاں سے نزدیک ایک
گاؤں میں رہتے ہیں اگر کوئی جوانمرد آجکی رات اس مردے کے پاس رہے تو میں اپنی بستی میں
جاکر علی الصباح اپنے خویش و اقارب کو مع اسباب تجہیز تکفین لیکر آجاؤں اور اسکو دفن کرادوں تب
سید صاحب نے اُس عورت سے فرمایا کہ تو جا اور اپنے خویش و اقارب اور سامان تجہیز تکفین کو لیکر صبح کو آجا
آجکی رات میں اُس مردے کی نگہبانی کرونگا وہ عورت آپکا شکریہ ادا کرکے وہاں سے چلی گئی اور آپ اُس
مُردے کی چارپائی کے نزدیک اپنا مصلا بچھا کر نماز پڑھنے لگے اور جب وہ مُردہ اُٹھنے کو چاہتا تھا
تو آپ جھڑک دیتے تھے کہ چپ ہوکر پڑا رہ صبح تک وہ مُردہ مع اُس بلا کے جو اسمیں گھسی تھی کروٹیں لے لیکر
چپ چاپ پڑا رہا بعد طلوع آفتاب کے وہ عورت مع اپنے عزیزوں کے وہاں آگئی اور اسکی تجہیز و تکفین
کرا کے سید صاحب وہاں سے رخصت ہو کر اپنے قیامگاہ کو تشریف لے آئے انہیں ایام دوڑ دھوپ میں
نواب امیر خانصاحب کے لشکر کے سوار اپنے سفر و حضر میں جہاں موقع پاتے کسانوں اور کاشتکاروں کے
کھیتوں کو اپنے گھوڑوں سے چروا کر تباہ کر دیا کرتے تھے مگر سید صاحب اپنے گھوڑے کو نہ چرواتے ایک
روز کا ذکر ہے کہ سید صاحب کی غیر حاضری میں آپکے ہمراہیوں نے اپنے گھوڑوں کے ساتھ آپکے گھوڑے
کو بھی چرنے کے واسطے کھیتوں میں چھوڑ دیا مگر شان الہی سے آپکے گھوڑے نے اُس کھیت میں اپنا منہ
نہ ڈالا اور چپ کھڑا رہا لوگ دیکھکر حیران ہو گئے اور کہنے لگے کہ یہ پرہیزگار کا گھوڑا بھی پرہیزگار ہے ایک روز کا
ذکر ہے کہ جس وقت لشکر نواب امیر خان مرحوم سرکار انگریزی کے لشکر سے لڑ رہا تھا دونو طرف سے توپ اور بندوق
چل رہی تھیں اسوقت سید صاحب اپنے خیمہ میں تشریف رکھتے تھے آپنے اپنا گھوڑا تیار کرایا اور اسپر
سوار ہو کر عین وقت جنگ اپنے لشکر میں لے آیا

ایک بھوت گھسی ہوئی لاش کو رات بھر آپکا نگہبانی کرنا

آپکے گھوڑیکا چوریکی گھاس نہ کھانا

حاشا جنرل فوج انگریزی

اور بہوکر شامل ہوا کے دونون لشکرونکو گھیر لیتے ہوئے اُس مقام پر پہونچ گئے جہان سپہ سالار فوج انگریزی کا مع اپنے رسالہ جات کے کھڑا تہا پس
بالفعل اُس سپہ سالار کو ساتھ لیکر پہر دونو لشکرونکو گھیر لیتے ہوئے اپنے خیمہ تک چلے آئے یہان آکر تہوڑی سی بات چیت کے بعد
سپہ سالار نیکو یہ عہد کر لیا کہ مین کبہی ہم اپنے لشکر کو مقابلہ نواب امیر خان صاحب کے نہین لیجاونگا اور پہر مقابلہ کیکہ اونکا بلکہ جہانتک
ممکن ہوگا اپنی سرکار کو اس بات پر مجبور کرونگا کہ نواب امیر خان صاحب سے صلح کر لے اس قول و عہد کے بعد پہر سرکار انگریزی اور نواب
امیر خان مین جنگ نہین ہوئی بلکہ صلح کی بات چیت اور رسل و رسائل شروع ہوگئے اور بعد چندے لارڈ
ہیسٹنگس صاحب بہادر وسط اسیر ہند نے ٹونک کا ملک نواب صاحب کو دیکر صلح کر لی ۔ ابہی صلح کی بات
چیت طے نہین ہوئی تہی کہ سید صاحب بعد قیام سات برس کے لشکر نواب امیر خان صاحب سے جدا ہوکر
دوبارہ ۱۲۳۱ھ مین معرفت فرخ نگر دہلی ہوگئے ۔ نواب امیر خان صاحب نے سید صاحب کی روانگی کے وقت
نواب وزیر الدولہ بہادر اپنے صاحبزادہ کو ہمراہ رکاب کر دیا تہا کہ وہ دہلی تک آپکے ساتھ جاوین اپنے چلتے
کے وقت آپنے وہ پیشین گوئی کی تہی جسکو نواب وزیر الدولہ مرحوم اپنے وصایا میں وزیری مین اسطرح
سے لکہتے ہین کہ سید صاحب نے مولوی سید ظہیر صاحب سے کہ وہ بہی اُسی لشکر مین حاضر تہے اپنے رخصت
ہونیکے وقت یہ فرمایا تہا کہ اب جلد صلح ہو جاویگی اور فلان فلان شہر اور فلان فلان علاقہ سرکار انگریزی نواب
صاحب کو دیویگی اور ایک زمانہ دراز گذرنے کے بعد انشاء اللہ تعالی مین بہی ایک لشکر مجاہدین کا
ساتھ لیکر نشانون کے پہریرے اڑاتا ہوا نواب امیر خان صاحب کے ملک سے گذر کرونگا اب ذکر کرتے اس
پیشین گوئی کے نواب وزیر الدولہ مرحوم تحریر فرماتے ہین کہ موافق اسی پیشین گوئی کے جو جو شہر اور ممالک
آپنے بتلائے تہے ٹہیک وہی سرکار انگریزی نے ہمکو دیے اور صلح ہوگئی اور یہ ملک بہی محض ببرکت قدم
سید صاحب کے نواب صاحب کو ملا تہا ورنہ اسوقت تک سب تاریخ انگریزی لارڈ ہیسٹنگس کی اس
پالسی پر طعن کرتے ہین ۔ مولوی جعفر علی نقوی نے آپکی بہت سی کرامات بزمانہ قیام لشکر نواب
امیر خان اپنی کتاب مین لکہی ہین جنکو مین عمدا بخوف طوالت ترک کر دیتا ہون ۔ اس سات برس کے
قیام مین سید صاحب کی ذات بابرکات سے نواب صاحب اور آپکے لشکر کو وہ ہدایت ہوئی کہ
جسکا اثر اسوقت تک اُس عالی خاندان اور شہر کو سارے ہندوستان پر فوقیت دے رہا ہے ۔
پہر صاحب مخزن لکہتا ہے کہ سید صاحب کے دہلی مین پہونچنے سے ایک ہفتہ پہلے حضرت مولانا
شاہ عبد العزیز صاحب نے یہ خواب دیکہا تہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جامع مسجد دہلی مین تشریف
رکہتے ہین اور ہر طرف سے خلقت واسطے زیارت رسول خدا کے دوڑی چلی آتی ہے سب سے اول
شاہ صاحب موصوف نے جامع مسجد مین پہونچکر شرف زیارت اور قدمبوسی رسول مقبول کا حاصل کیا

ذکر مصالحہ نواب امیر خان اور سرکار انگریزی کا سنہ ۱۸۱۷ء

اسوقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا عصا مبارک شاہ صاحب ممدوح کے ہاتھ مین دیکر فرمایا کہ لے جاؤ اور یہ عصا لیکر دروازہ مسجد پر بیٹھ جاؤ جو کوئی میری زیارت کو آنا چاہے اول ہر ایک آدمی مشتاق زیارت کا حال بحضور ہمارے عرض کریں جس کسیکو ہم اجازت دین اسکو میرے سامنے لاؤ اور جسکو ہم منع کر دین اسکو میرے پاس نہ آنے دو چنانچہ شاہ صاحب موصوف وہ عصا لیکر دروازہ جامع مسجد پر بیٹھ گئے اور ہر ایک مشتاق اور زائر کا حال بحضور سید الابرار جا جا کر عرض کرنے لگے پس جس کسیکو حضرت اجازت دیتے وہ زیارت سے مشرف ہوتا اور جسکو منع فرما دیتے وہ دخول اور حصول زیارت سے روکا جاتا ایک عرصہ تک یہی کیفیت رہی اور ایک خلق کثیر شرف زیارت سے مشرف ہوئی اس خواب کی تعبیر کو مولانا ممدوح واسطے ملاقات حضرت غلام علی شاہ صاحب جو اجلہ خلفا حضرت شمس الدین حبیب کے تھے تشریف لیگئے اور یہ رؤیا حقہ اُنسے بیان کرکے اُسکی تعبیر پوچھی حضرت غلام علی شاہ صاحب نے اسکے جواب مین فرمایا کہ یہ عجیب ماجرا ہے کہ آپ سے صفائی ہو کر تعبیر خواب کی مجھ سے پوچھتے ہین تب مولانا نے فرمایا کہ مین اس خواب عجیب کی تعبیر آپکی زبان مبارک سے سننا چاہتا ہون۔ غلام علی شاہ صاحب نے فرمایا کہ میرے ذہن ناقص مین ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جناب حضرت سید حسن صاحب رسول نما کے جنکو ڈیڑھ سو برس ہوئے تو یہ ارادت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب ہدایت خلائق اس دنیا سے تو فوت ہو گئی تھی اب اس خواب سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپکے یا آپکے کسی مرید رشید کے ہاتھ سے وہ سلسلہ ہدایت کا جو ڈیڑھ سو برس سے مسدود ہے پھر جاری ہو جاویگا۔ مولانا نے یہ تقریر سنکر فرمایا کہ میرے خیال ناقص مین بھی اسکی تعبیر ایسی ہی معلوم ہوتی ہے۔ ایک ہفتہ اس خواب پر نگذرا تھا کہ سید صاحب دوبارہ رونق افروز دہلی ہوکر بدستور سابق مسجد اکبر آبادی مین فروکش ہوئے۔ ان چھ برس کی محنت اور مشق مین جو آپ نے بمعیت لشکر نواب امیر خان صاحب عالم تنہائی اور جنگلون مین بہ لباس سپاہیانہ کی تھی آپ ہر دو سلوک اپنے کمال کو پہونچکر ایسے مصفا اور مجلا ہو گئے تھے کہ انکا عکس ہر ایک قلب سلیم پر پڑکر چکا چوند کئے دیتا تھا۔ اب تو خلقت نے چارون طرف سے آپکی طرف رجوع کیا اور بقول شاعر اب تو یہ کیفیت ہو گئی ہے

سینۂ صاف ہے اُسکے رخ جلی آئینہ + نور ایمان سے ہے قلب مصفی گوہر + حق مین گمراہون کے تاثیر جو کچھ ہے اسکی ۔ جوشش خون مین کرے کام ایسا نشتر + ہو جو صحبت سے تری تخلیہ تخلیہ + لاکھ چلون سے بھی باطن مین نہوا اتنا اثر + اسم اعظم کو جو پڑھکر کرے وہ کوہ پہ دم + ہون طلا چھٹکے مین کہسار کے سارے پتھر + نا خدا جو ہے حقیقت کا ہے یکشتیبان + بحر زخار طریقت کا حقیقی ہے صبر + علم کو اسکے مگر علم لدنی کہئے + جو کہ آتا ہے آسکے وہ کہئے سخنور + مولانا عبد القادر صاحب جو اسی مسجد مین مقیم تھے انہین ایام مین اکبر یہ مولوی عبد الحی صاحب کی ملاقات کو تشریف لیگئے اور اثنائے گفتگو مین اسرار صلوۃ و حضوری کی

ذکر آیا مولانا عبد القادر صاحب نے فرمایا کہ شرح و بیان اسرار صلوٰۃ و حضوری قلب کی اکثر کتب تصوف و اخلاق میں بخوبی مذکور ہے مگر بدون توسل مرشد کامل کے اسکا حاصل ہونا سخت دشوار بلکہ غیر ممکن ہے آگر اس خواہش کو جو اردو (یعنی سید احمد) سے اس مدعا کو چاہو تو بہتر ہے تب مولوی عبد الحی صاحب فوراً سید صاحب کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اور آپکے حضور میں اس مدعا کو پیش کیا تب سید صاحب نے فرمایا کہ حقیقت نماز کی اسطور سے جاننے کہ اسد رب العزت نے اُنکو تمام مخلوق میں بہتر یعنی خلیفہ کرکے پیدا کیا ہے اور ٹہرایا تاکہ ہمیشہ واسطے حاضر ہونے دربار کے پانچ وقت اذن مطلق دیا ہے اور بغیر حاضری پر وعدہ سخت عذاب کا فرمایا ہے اسطرح سے عظمت نماز کی سمجھ کر تمامی آداب کہ لائق قبولیت اُس دربار شہنشاہ حقیقی کے ہوں بجا لائے جیسے پہلے وضو کرے اور جو حاجت غسل کی ہو تو نہا لے اور پھر پاکیزہ لباس پہنکر اُس دربار میں حاضر ہو اور حضوری کی طرح یہ ہے ایک یہ کہ مضمون ہر رکن نماز کا خیال کرے اور اُسکو سامنے اپنے رنگ جائے اور اُسکو حسب اپنے حال کا دیکھے اور جو کچھ سورت پڑھے معنی اور مضمون اُس سورت کا خیال کرتا جاوے اگر مقام عذاب اور غضب کا ہو تو ڈرے اور اسد سے پناہ چاہے اور جو مقام رحمت اور عنایت کا ہو اُسکو خدا تعالیٰ سے مانگے۔ پس جو کوئی بندہ قصد مناجات اور عرض حاجات کا دلمیں کرکے حاضر دربار الٰہی کا ہو تو نہایت تعظیم اور عقیدت درست اور نیت خالص سے روبرو اُس شہنشاہ کے کھڑا ہو اور چاروں طرف سے اپنے رخ کو پھیر کر ظاہر اور باطن سے اُسکی طرف متوجہ ہو اور جیسے مونہ طرف کعبے کے کیا ہے ویسے ہی روح کو طرف اصل اپنے کے یعنی حق تعالیٰ کے جو پیدا کرنیوالا اُسکا ہے رجوع کرے پس قبلہ رو کھڑا ہو کر پہلے دونو ہاتھوں کو کانوں تک اُٹھاوے اور دلمیں یہ خیال کرے کہ میں اسوقت سوائے تیرے دونو جہان سے دست بردار ہو کر تیری طرف ظاہر اور باطن سے رجوع ہوا اور پھر مونہ سے اللہ اکبر کہے (یعنی اللہ بہت بڑا ہے) تب دونو ہاتھ باندھکر نہایت خشوع اور خضوع سے مؤدب ہو کر کھڑا ہو اور دلمیں خیال کرے کہ میں اُس شہنشاہ دو جہان کے سامنے کھڑا ہوں اور وہ رب العزت بہ عنایت میری طرف متوجہ ہے اور میری ہر حرکت اور مناجات اور عرض حاجات کو بہ نظر توجہ سے دیکھتا ہے اور سنتا ہے۔ اس خیال باندھنے کے بعد استفتاح پڑھے یعنی سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ یعنی ساتھ پاکی کے یاد کرتا ہوں تجھکو اے اللہ اور ساتھ تعریف تیری کے اور بہت خوب برکت ہے نام تیرا اور بہت بلند ہے مرتبہ تیرا اور تیرے سوا کوئی دوسرا لائق عبادت کے نہیں ہے۔ اسبب سے کہ کلام تعظیم اور توحید کے نماز سے صادر ہوتے ہیں اُسی قدر عنایت شاہی اُس بندے پر نازل ہوتی ہے لیکن واسطے دفع شیطان کے کہ وہ خارج اور دشمن قدیم

ہے ہوشیار ہوکر زبان سے کہے أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ یعنی پناہ مانگتا ہوں میں اللہ کی شیطان
مردود سے پھر کہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ یعنی شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ کے جو بہت مہربان اور
نہایت رحم والا ہے پھر اسکے بعد اپنی عرض پیش کرے اور وہ یہ ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ یعنی
سب تعریف واسطے اللہ کے ہے جو رب ہے سارے جہان کا اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ بہت مہربان نہایت رحم والا
مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ مالک ہے انصاف کے دن کا إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ تجھی کو ہم بندگی کرتے
ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ چلا ہمکو راہ سیدھی صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ
عَلَيْهِمْ راہ اُنکی جنپر تو نے فضل کیا غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ نہ راہ اُنکی جنپر تیرا غصہ ہوا
اور نہ راہ گمراہوں کی اسکے پیچھے آمین کہے یعنی یہ ہماری عرضی قبول کر اور اسکے بعد کوئی سورۃ قرآن کی پڑھے
اور اُسکے معنی اور مطلب کو سمجھ کر پھر ارادہ پابوسی کا کرکے اللہ اکبر یعنی اللہ بہت بڑا ہے کہتا ہوا نیچے جھک
جاوے اور رکوع میں جاکر خیال کرے کہ بسبب تیری عظمت اور جلال کے میری پیٹھ جھک گئی اور زبان
سے کہتا جاوے سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ یعنی پاک ہے میرا رب بڑی عظمت والا جب رکوع میں ایک
کیفیت حضوری کی پیدا ہو جاوے تو سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ یعنی سن لی اللہ نے اُسکی بات جسنے تعریف کی
اُسکی کہتا ہوا سیدھا کھڑا ہو جاوے اور دلمیں خیال کرجاوے کہ میں تیری فرمانبرداری پر مستقیم ہوا اور
اب وقت پابوسی کا پہونچا اسواسطے اللہ اکبر کہتا ہوا سجدے میں جاوے اور سجدے میں سر رکھکر منہ سے
بار بار کہے سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى یعنی پاک ہے میرا رب بہت بلند اور دلمیں خیال کرے کہ تیری عظمت اور
حضوری کے سامنے میں نے اپنا سر جو افضل سب اعضاؤں کا ہے تیرے خاک آستان پر رکھدیا - اور چونکہ
سجدہ مقام نہایت قرب اور ظہور تجلیات جمال بادشاہی کا ہے اور یہ بندہ مارے ہیبت کے سبب مغلوب
ایک ہی بار عرض نہیں کر سکتا اسواسطے حکم ہوا کہ ایکدم ٹھہر کر دوسری بار عرض کرے اسواسطے سجدے سے
سر اٹھا کر جلسہ میں بیٹھ جاتا ہے اور منہ سے کہتا ہے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ
وَعَافِنِيْ وَاجْبُرْنِيْ یعنی اے اللہ بخش دے مجھکو اور رحم کر مجھپر اور ہدایت کر مجھے اور کھانا دے مجھے اور بلند
کر مرتبہ میرا اور نقصان میرا دور کر یہ کہکر پھر اللہ اکبر کہتا ہوا زمین پر سر رکھے اور مثل اول سجدے کے خیال
کرکے زبان سے کہتا جاوے سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى یعنی پاک ہے میرا رب بہت بلند - اسکے پیچھے دوسری
رکعت مثل اول رکعت کے خیال جماتا ہوا پڑھے لیکن کے بعد سجدے اس دوسری رکعت میں قابلیت بیٹھنے کی حاصل
کی ہو اسواسطے سجدے سے بیٹھ جاتا ہے مگر ایسے بادشاہ کی حضوری میں بیٹھنا ترک ادب ہے اسواسطے عاجزی سے
بیٹھنے کے ساتھ ہی زبان سے کہے اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ

وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ یعنی سب بندگیاں زبان کی اندر کی مین اور سب بندگیاں بدن کی اور سب بندگیاں مال پاک کی سلام ہو تجھ پر اے نبی اور رحمت اللہ کی اور خیر بیان اسکی سلام ہم پر اور جتنے نیک بندے اللہ کے ہیں سب پر اور گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ سوائے اللہ کے کسیکی بندگی نہین اور گواہی دیتا ہوں مین اس بات کی کہ محمد بندہ اسکا ہے اور رسول اسکا ہے - قعدۂ اخیر مین یہ سمجھے کہ یہ وقت دربار سے رخصت ہونے کا ہے تو بعد درود اور دعا کے مثل رسول کے اپنے دہنے بائین والے نمازیون اور فرشتون حاضرین دربار پر السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہکر دربار سے رخصت ہوجائے انتہی - یہ اُس تقریر کا خلاصہ ہے جو سید صاحب نے مولوی عبدالحی صاحب سے فرمائی تھی ورنہ اُس پوری تقریر اور تشریح کے بیان کرنے سے خود مولوی عبدالحی صاحب بھی قاصر تھے اسلئے سید صاحب نے فرمایا کہ مولانا صرف زبانی تعلیم سے یہ نعمت عظمیٰ حاصل نہین ہوسکتی - دیکھو یہ نماز ایک ایسی چیز ہے کہ خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بھی زبانی تعلیم سے نماز ادا نہ کرسکے جب تک کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے خود امام ہوکر اسرار وحقیقت نماز کی حضرت سرور کائنات کو تعلیم نکردی لے مولانا آؤ اور میرے ساتھ مقتدی ہوکر دو رکعت نماز پڑھو - اُسیوقت مولوی عبدالحی کھڑے ہوگئے اور دو رکعت نماز آپکے پیچھے مقتدی ہوکر پڑھی اور اُس دو رکعت مین تمامی اسرار وحقیقت نماز کی آپ پر کھل گئی چنانچہ مولوی صاحب ممدوح ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ جو کچھ مینے اُن دو رکعتون مین پایا ساری عمر مین اور ساری کتابون مین نہین پایا - ان دو رکعتون سے فارغ ہونے کے بعد مولوی عبدالحی صاحب مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کے پاس تشریف لیگئے اور یہ ساری کیفیت نماز اور فیض وبرکات سید صاحب کے سُنا کر اور اُنکو ساتھ لیکر پھر یہ دونو بزرگ خدمت بابرکت سید صاحب کے حاضر ہوے اور مثل مولانا عبدالحی صاحب کے مولانا شہید بھی دو ہی رکعت مین اپنے مطلب اور مقصد کو پہونچگئے اور لکھا ہے کہ آپکو دو ہی رکعت مین صبح منور ہوگئی بلکہ مولانا شہید یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ اُن دو رکعات مین خانہ کعبہ کو ہم اپنے سامنے اِن ظاہری آنکھون سے دیکھ رہے تھے - اب تو یہ دونو سرتاج علماء دہلی آپکے عاشق زار ہوگئے اور اُسیوقت طریقہ چشتیہ مین بشمول طریقہ محمدیہ کے آپکے ہاتھ پر بیعت کرلی اور اُسوقت سے تا دم اخیر آپکی کفش برداری مین حاضر رہے اور آپکی پالکی کے ساتھ پا برہنہ دوڑنے کو اپنا فخر دارین جانتے تھے - اس بیعت ہوجانیکے بعد سید صاحب نے مولوی عبدالحی صاحب سے پوچھا کہ صرف طریقہ چشتیہ مین آپکے بیعت کرنیکا کیا سبب ہے حالانکہ مین چارون طریقون یعنی قادریہ نقشبندیہ مجددیہ اور چشتیہ مین بیعت لینے کا مختار ہون اُسکے جواب مین مولوی عبدالحی صاحب نے عرض کیا کہ آپکے یہان تشریف لانے سے پہلے مینے ایک خواب دیکھا تھا کہ تمامی خلقت اس شہر کی گروہ گروہ ہوکر دیوان عام بادشاہی

کو جا رہی ہے تب مین نے ایک آدمی سے پوچھا کہ یہ ساری خلقت کہان جا رہی ہے اُسنے جواب دیا کہ
خداوند تعالیٰ خالق زمین و آسمان کی زیارت کرنے کے واسطے جا رہے ہین کیونکہ آج اللہ رب العزت نے
دیوان عام بادشاہی مین اپنا جلوہ ظاہر فرمایا ہے مین بھی بمجرد سُننے اِس خوشخبری کے دیوان عام کو روانہ ہوا
اور جب دروازہ دیوان عام پر پہونچکر دیکھا کہ وہان دربان کسی آدمی کو اندر جانے نہین دیتے اُسوقت مین حیران
اور پریشان ہوکر دربار عام کے دروازے کے سامنے کھڑا ہوگیا تھا وہان کھڑے تھوڑی دیر گذری تھی تو
مینے دیکھا کہ حضرت سلطان الاولیا شیخ نظام الدین رحمہ وہان تشریف لائے اور جا چاہتے تھے کہ پردہ اُٹھا کر اندر
تشریف لیجاوین اُسوقت مین نے دور سے باواز بلند پکارا کہ اے بادشاہ حقیقت اِس مستمند دیرینہ اور خادم کہینہ
کو بھی اپنے ساتھ لیکر زیارت دیدار الٰہی سے مشرف کرائیے تب حضرت سلطان المشائخ نے اشارہ کرکے
مجھکو اپنے پاس بُلایا اور اپنے ساتھ اندر لیگئے تبمین اندر جاکر دیکھا کہ ایک شخص صاحب جمال بارعب جلال دیوان
عام کے تخت پر بیٹھا ہے اور سواے اُس تخت نشین کے اور کوئی دوسرا آدمی اِس مکان مین نظر نہین آتا
مجھپر ایسا رعب اور دبدبہ غالب ہوا کہ مین مارے خوف کے حضرت سلطان المشائخ کے پیچھے آڑ مین جاکر
کھڑا ہوگیا بات کرنا تو درکنار مجھمین اُسکے جمال باکمال پر نظر ڈالنے کی بھی طاقت نرہی اِس درمیان مین
میری آنکھ کھل گئی چونکہ میری رسائی اُس دربار عالی مین بذریعہ ایک بزرگ خاندان چشتیہ کے ہوئی تھی
اسواسطے مینے مناسب جانا کہ بذریعہ اُس طریقہ کے توسل آپکے تقرب الٰہی حاصل کرون جب ان دونو عالمون
سرتاج ولیون کی بیعت کا چرچا زبان زد خلائق ہوا تو بہت سے کور باطن لوگون نے ان دونو بزرگون پر زبان
طعن اور ملامت کی دراز کی اور کہا کہ ایسے عالم بے نظیر اور فاضل خوش تقریر ایک اُمّی آدمی کے مرید اور خادم
ہوگئے بلکہ اُن ادعون نے اِس شکایت کو مولانا شاہ عبد العزیز صاحب تک پہونچایا لیکن مولانا ممدوح پر آپکے
مدارج جدیا ظاہر ہوچکے تھے اُن کور باطنون کو سید صاحب کے علو مرتبت کا حال اچھے بیان کرکے سید
صاحب کی طرف رجوع کرنیکی ترغیب دی تب بہت لوگ جو سید ازلی تھے تائب ہوکر سید صاحب کے
مرید ہوگئے اور بہت سے بدبختون کا عناد اور بھی بڑھ گیا ~ گر نبیند بروز شپرہ چشم * چشمۂ آفتاب را
چہ گناہ * اب تو دور دور سے صدہا علما اور فضلا اور مومنین و مومنات آ آکر آپکی بیعت سے مشرف
ہونے لگے کُل خاندان شاہ عبد العزیز صاحب کا اور مولوی عبد الحئی صاحب و حکیم مغیث الدین و حافظ معین الدین
مع عیال و اطفال خود اور مولوی محمد یوسف نبیرۂ شاہ اہل اللہ صاحب برادر شاہ ولی اللہ صاحب مع جمیع
خویش واقارب خود آپکی بیعت سے مشرف ہوگئے ان ایام مین سید صاحب کے سیکڑون مریدون کو
مشاہدہ ذات باریتعالیٰ اور زیارت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم آپکے طفیل سے ہمیشہ ہوا کرتی تھی

ان ہی دنون مین ایک شخص صوفی نام باشندہ دہلی جسکو دیوان حافظ کی فال نکالنے مین کمال مشاقی تھی آپکی بیعت کرنے سے رنجیدہ کرتا تھا جب اُسکے دوستون نے اُسکو بیعت کیلئے بہت سمجھایا تب وہ بولا کہ مین دیوان حافظ مین فال دیکھتا ہون اگر مجھکو اجازت ہوئی تو بیعت کرونگا اور نہین تو نہین غرض ایک جمع عظیم اپنے رفیقون میں سے بسبب [illegible] حسب قاعدہ مقررہ درود وغیرہ پڑھکر بہ نیت فال دیوان حافظ کو کھولا تو اول صفحہ کی پہلی سطر مین یہ بیت نکلی بیت کجاست صوفی دجال چشم ملحد شکل بگو بسوز کہ مہدی دین پناہ رسید یہ فال [illegible] حال دیکھکر صوفی مذکور لوٹ گیا اور بوجہ انکار بیعت اپنی بشدت عتاب الٰہی سے الفاظ دجال و ملحد اور سید صاحب کی علو مرتبت یہ لفظ مہدی دین پناہ دیکھکر اُسکی آنکھ کھل گئی اور بولا کہ حافظ شیرازی یہ شعر فقط آج ہی کے دن کے واسطے لکھ گئے [illegible] کہ گیا تھا اسیوقت دوڑتا ہوا سید صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا اور اپنا حال بتفصیل عرض کرکے بیعت سے مشرف ہوگیا ان ایام مین بھی آپکو بڑا شوق عبادت الٰہی کا تھا اپنے حجرے کا دروازہ بند کرکے یاد الٰہی مین مشغول رہتے تھے صرف نماز کے وقت باہر تشریف لاتے تھے اور بعد جماعت کے نماز پڑھکر پھر حجرے مین چلے جاتے تھے ان ایام مین شاہ عبد العزیز صاحب ہر ہفتے مین ایک بار سوا پہر دن چڑھے وہان تشریف لاتے اُسوقت سید صاحب اپنے حجرے سے باہر نکلتے اور وہ دونو بزرگوار مثل آفتاب اور ماہتاب صحن مسجد مین کچھ دیر تک جلوہ افروز رہتے اور بعد تشریف لیجانے مولانا صاحب کے آپ پھر حجرے مین تشریف لیجاتے تھے۔ آپکا کھانا دونون وقت مولانا صاحب کے گھر سے آتا تھا۔ انہین ایام کا ذکر ہے کہ جب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کا علم و فضل بھی انکو بیعت سید صاحب سے جلا پایا تو ایکروز مولانا شہید نے اپنے گھر مین دیکھا کہ عورتون نے بیبی کی صحنک کا کھانا تیار کیا ہے اور فقط ایک شوہر والی عورتین اُسکے کھانے کو بلائی گئین آپنے یہ کیفیت دیکھکر اُنکو منع کیا اس عرصے مین مولوی عبد القادر صاحب آپکے چچا بھی تشریف لے آئے عورتون نے مولوی عبد القادر سے اسکا مرافعہ کیا تب مولوی صاحب موصوف نے مولانا شہید کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ اسمٰعیل یہ تو فقط ایصال ثواب ہے اسکا کیا مضائقہ ہے تب مولانا شہید نے یہ آیت پڑھی وَقَالُوْا هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ لَّا يَطْعَمُهَآ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ یعنی اُنہون نے کہا کہ جانور اور کھیتی اچھوتی ہین اسکو وہی لوگ کھاوین جسکو ہم اپنے گمان سے تجویز کرین۔ اور فرمایا کہ یہ بیبی کا کونڈا بھی اچھوتا ہے اسپر مرد کا سایہ تک پڑنے نہین دیتے اور ان عورتون نے اپنے گمان سے اسکے کھانے کے واسطے اُن عورتون کو تجویز کر رکھا ہے کہ جنکا نکاح ثانی نہوا ہو۔ مولانا عبد القادر صاحب یہ تقریر مولانا شہید کی سنکر خاموش ہو رہے اور باہر تشریف لیگئے تب مولانا شہید نے وہ کھانا اُٹھوا کر درویشون اور طالب علمون

میں تقسیم کرا دیا۔ مولوی جعفر علی صاحب لکھتے ہیں کہ مولانا شہید فرماتے تھے کہ یہ صحبت سید صاحب کے ایکروز میں حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کے ساتھ ٹہل رہا تھا اُسوقت شاہ صاحب نے پوچھا کہ میاں اسمٰعیل جو کچھ لقائے الٰہی اور اطمینان باطنی تمہیں صحبت سید صاحب سے تمکو معلوم ہوا ہے بیان کرو میں نے عرض کیا کہ آپنے حضرت میں مرتبہ جناب سید عالی تبار کو کیا ادراک کر سکتا ہوں + چہ نسبت خاک را با عالم پاک مگر ہاں اسقدر تو میں سمجھتا ہوں کہ نظر کرم و احسان تمام بندگان عالم کی سید صاحب کے اوپر ہے اور ان کا شکریہ آپ ہی پر لازم ہے کیونکہ یہ سب آپ ہی کی توجہ کے سبب سے ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپکو دو علم عنایت کئے ہیں ایک علم ظاہری جسکے حامل اور فیضیاب مولوی عبد القادر صاحب ہوئے دوسرا علم باطنی جسکے حامل حضرت سید صاحب ہیں - یہ کلمات اوصاف میری زبان سے سنکر شاہ صاحب عاجزی اور فروتنی ظاہر فرمانے لگے اور پھر فرمایا کہ میاں اسمٰعیل محبت الٰہی تو بہت ہیں مگر محبوب الٰہی بہت کم ہوتا ہے میں نے عرض کیا کہ محبوب الٰہی حضرت صلعم ہی تھے آپنے ارشاد کیا کہ مرتبہ محبوبیت کا مثل مرتبہ رسالت کے ختم نہیں ہوا پھر میں نے عرض کیا کہ محبوب سبحانی سید عبد القادر گیلانی ہیں تب آپنے فرمایا کہ مرتبہ محبوبیت حضرت سید عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ پر بھی ختم نہیں ہوا اور محب اور محبوب الٰہی میں فرق یہ ہے کہ محب ہمیشہ بلا و محنت اور رنج میں مبتلا رہتا ہے بخلاف محبوب کے کہ کوئی شخص اپنے محبوب کو تکلیف دینا گوارا نہیں کرتا بلکہ اسکو راحت اور آرام پہونچانا چاہتا ہے اسیطرح محبوبان بارگاہ الٰہی دنیا میں بھی لباس فاخرہ اور اطعمہ لذیذہ اور خدم و حشم سے ممتاز رہتے ہیں اور آخرت میں اس سے زیادہ پائینگے - بعد ذکر کے اس گفتگو شاہ صاحب کے مولانا شہید فرماتے تھے کہ ہر چند شاہ صاحب نے نام سید صاحب کا نہیں لیا مگر اس تذکرہ محبوبان الٰہی میں مشار الیہ سید صاحب ہی تھے - اس عرصہ میں مولانا شاہ عبد القادر صاحب کا انتقال ہو گیا اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب واسطے درس تدریس علوم دینی کے مولانا مرحوم کی جگہ مقرر ہوئے - انہیں ایام کے حالات میں سے نواب وزیر الدولہ صاحب مرحوم اپنی وصایا وزیری میں لکھتے ہیں کہ ایکروز اپنے حجرے میں بیٹھے ہوئے سید صاحب کے خیال مبارک میں گذرا کہ معلوم اس زمانہ کے قطب الاقطاب جہان کون بزرگ ہیں یہ خیال کر کے جناب باری تعالیٰ میں دعا کی کہ اُس بزرگ کا مجھپر حال کھولدے اور اُنکی زیارت سے مجھکو مشرف کر یہ دعا قبول ہوئی اُسی دم اللہ رب العزت نے اپنی قدرت کاملہ سے ہوا کو حکم دیا کہ مع بستر آپکو اٹھا کر اُس بزرگ قطب الاقطاب کے مسکن پر پہونچا دے چنانچہ آپ بستر سمیت ممالک اور پہاڑوں اور جنگلوں کا تماشا دیکھتے ہوئے ایکدم میں ملک شام میں جا پہونچے وہاں جا کر آپنے دیکھا کہ وہ بزرگ قطب الاقطاب جہان ایک جوان نہایت خوشکل ریش خورد نورانی چہرہ حسینی سید

ایک چھوٹی سی نہر کے کنارہ پر جو آپکے مکان کے ملحق تھی اپنے چند مریدون کو ساتھ
لیئے ہوئے باہر بیٹھے ہین کہ دفعۃً وہ بزرگ سید صاحب کی طرف بظاہر بالکل مخاطب ہوکر بہ
زبان قلب اور بمکاشفہ سے آپنے اُس بزرگ سے کہا کہ مجھکو تمہاری ملاقات سے سوائے حصول رضامندی
باریتعالی کے اور کچھ مقصود نہین ہے اور نہ آپکے فیض کا مین طالب ہون خداوند تعالی کا فضل مجھپر
بھی بہت ہے مگر باینہمہ بھی وہ بزرگ کچھ متوجہ ہوئے اسلیئے سید صاحب کو اس عدم التفات سے
کوفت رنج ہوا سو اُس رنج کے عوض ایک اور تازہ کرامت اور انعام بے اندازہ جناب باریتعالی سے
سید صاحب کے حال پر یہ ہوا کہ اُس گھڑی چالیس اشخاص غیبی بطور رجال الغیب کی نظر خلقت سے پنہان
اور آپکے سامنے عیان آپکی خدمت مین تعینات ہو گئے اور یہ اشخاص غیبی اُس شخص کے ساتھ تعینات
رہتے ہین جسکو مرتبہ قطب الاقطاب کا عنایت ہوتا ہے غرضکہ اس انعام تازہ سے جسطرح اللہ رب العزت
آپکو وہان لیگیا تھا اُسیطرح واپس لے آیا - کچھ عرصہ کے بعد پھر بطریق مذکورہ اللہ رب العزت
دوبارہ آپکو اُس قطب الاقطاب جہان کے پاس لیگیا اور اس دفعہ اُس خوشنود زبان کو سید صاحب
کے مرتبے کی اسطرح پر اللہ رب العزت نے خبر کر دی تھی کہ بعد تمہاری وفات کے سید صاحب ہی
مسند آرائے اُس عہدۂ جلیلۂ قطب الاقطاب جہان کے ہونگے اس سبب سے اس مرتبہ یہ خوشنود
زبان بہت اخلاق اور آداب سے سید صاحب سے ملا اور آپکے روبرو اُس بزرگ نے عظمت باریتعالی
جلشانہ کی اس وضاحت کیساتھ بیان کی کہ جسکے ذکر سے تقریر عاجز اور جسکی تحریر سے قلم قاصر ہے اور
سبب اسی وقوعہ کے چند سال بعد سید صاحب ملک خراسان کو تشریف لیگئے تو آن پہاڑون اور میدانون
کو دیکھکر آپ فرمایا کرتے تھے کہ انہین پہاڑون اور میدانون کے اوپر سے اُس سفر ملک شام مین میرا گذر
ہوا تھا - انہین ایام قیام دہلی کا ذکر ہے ایک روز لباس فاخرہ آپنے زیب تن فرمایا اُسکو دیکھکر بہت
مسرور اور محظوظ ہوئے اُسیوقت عتاب الہی آپکی طرف متوجہ ہوکر تادیبًا ارشاد ہوا کہ ان نعمای باطنی
کو جو تجھپر پسند دل فرمائی ہین فراموش کرکے کسواسطے اس ادنی نعمت پر جو جلد زوال پذیر ہے
تو اسقدر خوش ہوا - مجرد دریافت اس خطاب پر عتاب کے آپکو طبعی نفرت اُس لباس باعث عتاب سے
ہو گئی اور فورًا بدن مبارک سے اُسکو علیحدہ کر دیا اور بہت ندامت آپکے قلب صافی مین جاگیر ہو کر
بعد استغفار آپنے عزم کیا کہ بقیہ عمر پھر ایسا لباس زیب تن نفرمائینگے انہین ایام کا ذکر ہے کہ مولانا
شاہ عبد العزیز صاحب نے مولوی محمد اسحق صاحب اور مولوی محمد یعقوب صاحب کو بھی واسطے استفادہ
علوم باطنی کے سید صاحب کی خدمت مین روانہ فرمایا مولوی محمد یعقوب صاحب فرمایا کرتے تھے کہ شاہ

عبد العزیز صاحب کی زبان کی تاثیر مثل بارش کے ہے جو مینہ کے ہوتی ہے جسکی چھوٹی چھوٹی بوندیں ہوتی ہیں اور سید
صاحب کی تاثیر توجہ مثل لوہاروں کے دھونکنی کے ہوا کرتی تھی جو فوارہ کی طرح قلب پر پڑتی ہے اور
اُسی توجہ میں دونوں قلبوں کو ایسا اتصال ہوتا تھا کہ ہمارے قلب سید صاحب کے قلب سے ملا ہوا
سُنا کرتے تھے جب اس مرتبہ ایک مدت آپکی دہلی میں گذر گئی اور بہت سی خلقت نے آپ سے
فیض اُٹھا لیا تو اُسوقت بیرونجات کے قصبوں اور شہروں سے صدہا آدمی معہ خطوط آپکے بلانے
کو آنے لگے اور عرض کیا کہ ہم چند آدمی دہلی میں آکر آپسے فیضیاب ہو سکتے ہیں مگر ہمارے بزرگ و
خویش و اقارب اور عورات اور اطفال حضور کے اُس فیض عام میں شریک نہیں
ہو سکتے تب آپنے وہ تمامی مراسلات بحضور مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کے پیش کرکے اجازت سفر
بیرونجات کی چاہی اُسوقت مولانا ممدوح نے نہایت شادان و فرحان ایک دستار سیاہ اور
ایک پیراہن سفید کہ ملبوس خاص شاہ صاحب موصوف کا تھا اپنے دست مبارک سے سید صاحب
کو پہنا کر رخصت سفر کی دی آپ دہلی سے روانہ ہوکر سب سے پہلے قصبہ پھلت میں کہ جہاں خویش
و اقارب شاہ ولی اللہ صاحب اور شاہ اہل اللہ صاحب کے رہتے تھے تشریف لیگئے اُس خاندان کے
سب لوگ چھوٹے بڑے مرد عورت آزاد و غلام آپکی بیعت سے مشرف ہوئے اور ہر قسم کی شرک و
بدعات سے توبہ کرکے موحد متبع سنت بنگئے اور اُسکے بعد مظفر نگر اور بہاری و بڈہانہ چہرولی و کیسرہ
رامپور و بریلی و شاہجہانپور وغیرہ تمامی شہر اور قصبات میان دوآب میں دورہ کرکے خلائق کثیر
کو ہدایت و راست پر لائے اور بیعت سے مشرف فرمایا۔ اسی سفر میں جب آپ بمقام کوٹلہ رونق افروز
تھے ایک طالب علم اکبر خان نام شاگرد مفتی شرف الدین رامپوری نے سید صاحب کے قتل کا
ارادہ کرکے قرابین اور پیش قبض لگائے ہوئے آپکے پاس اندر آنا چاہا ابھی اُسکے اندر آنے کی طلب
اجازت کے واسطے آپکو اطلاع بھی نہ کی گئی تھی کہ آپنے بالہام غیبی اہالیان مجلس سے فرمایا کہ اسوقت
ایک شخص قرابین اور پیش قبض لگائے ہوئے آتا ہے کوئی اُس سے متعرض نہو سکے اور اُسکو اندر آنے
دو خیر تھوڑی دیر بعد وہی آدمی مسلح اندر آیا اور آپکے روبرو بیٹھ گیا اور بعد مزاج پرسی اُسنے عرض کیا
کہ آپسے میرے کچھ سوال ہیں آپنے فرمایا بھائی شوق سے پوچھو اس ارشاد کے ساتھ ہی اُسکے تمام بدن
میں رعشہ پیدا ہوگیا تھر تھر کانپنے لگا آپنے فرمایا خانصاحب خیر تو ہے اس فرمانے سے اور تھرتھراہٹ
بڑھ گئی اور زبان میں لکنت پیدا ہوگئی آخر الامر اُسنے قرابین وغیرہ زمین پر کھولکر رکھدی اور ہاتھ
پھیلا کر آپسے بیعت کی اور بعد بیعت کرنیکے عرض کیا کہ میں بارادہ قتل حضرت کے حاضر ہوا تھا مگر حضرت

[illegible]

کے رو برو بیٹھ کر میرا ارادہ بدل گیا اب میں آپکا بدام غلام ہو کر کفش برداری میں حاضر ہوں بعد بیعت کے
یہ شخص ہمیشہ خدمت شریف میں حاضر رہا اور ملک خراسان میں آپکے ساتھ ہی گیا اور وہاں پہلی ہی جنگ
میں جو بدھ سنگھ سکھوں کے جرنیل سے مابین پشاور اور ہشتنگر کے ہوا تھا بسبب بہت سے دشمنوں
کو فی النار کر کے شہید ہوا اور اپنی مراد کو پہونچا - مولوی مرتضیٰ خانصاحب کہتے ہیں کہ جن ایام میں
آپ رامپور میں تشریف رکھتے تھے وہاں بھی ہزارہا خلقت آپسے فیضیاب ہوئی آپکا دستور تھا کہ آپ
باواز بلند بطریقہ چشتیہ اور قادریہ و نقشبندیہ و مجددیہ میں اول بیعت لیکر پھر طریقہ محمدیہ میں بیعت لیتے تھے -
اکبر پور حکیم عطاء اللہ خان برادر حکیم غلام حسین خان نائب والی رامپور نے سید صاحب سے پوچھا کہ آپ
اول چاروں طرق سلوک میں بیعت لیکر پھر طریقہ محمدیہ میں بیعت لیتے ہیں اسمیں بھید کیا ہے اگر یہ سب
طرق سلوک طریقہ محمدیہ میں ہیں تو پھر دوبارہ طریقہ محمدیہ میں بیعت لینے کی کیا ضرورت ہے تو اُسکے جواب
میں سید صاحب نے فرمایا کہ اسمیں بھید یہ ہے کہ طریقہ چشتیہ اور قادریہ کے شغل اشغال ہم اسطرح
بتایا کرتے ہیں کہ ذکر جہر اسطرح سے کرو اور ضرب یوں لگاؤ اور نقشبندیہ اور مجددیہ کے شغل اشغال یہ
سکھاتے ہیں کہ ذکر خفی اسطرح پر کرو اور یہ لطیفہ قلب ہے اور یہ لطیفہ روح ہے و علی ہذا القیاس اور ان
طریقوں کی نسبت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بطور باطن کے ہے نہ بطور ظاہر کے اور طریقہ محمدیہ کو
ہم اسطرح پر سکھلاتے ہیں کہ نکاح اس نیت سے کرو کہ بسبب اس نکاح کے فسق و فجور سے محفوظ رہونگا
اور اس نکاح سے اولاد صالح پیدا ہوگی اور علم سیکھے گی اور لوگونکو سکھلاویگی اور نیک عمل کریگی اور میرے
واسطے بعد میرے مرنیکے دعا کیا کریگی اور کھیتی و تجارت اور نوکری وغیرہ اس نیت سے کرو کہ اس سے
روزی حلال کما کر جورو بچوں کا نفقہ ادا کرونگا میں خود روزی حلال کھاونگا حرامخوری سے بچونگا اس
نیت سے اُسکا چلنا پھرنا اور سفر کرنا سب عبادت ہو جاتا ہے اور جب رات کو سوؤ تو یہ نیت کرو کہ
سویرے اسواسطے سوتا ہوں کہ رات کو اٹھکر تہجد پڑھونگا اور نماز صبح اول وقت جماعت سے ادا کرونگا
بیوی سے خلوت اس نیت سے کرو کہ اُسکا حق ادا ہو کپڑے اس نیت سے پہنو کہ ستر ڈھنکے اور اللہ
کی نعمت کا شکر ادا ہو اور کھانا اس نیت سے کھاؤ کہ اُس سے بدن میں طاقت آویگی تو نماز پڑھونگا
اور سفر حج اور جہاد کا کرونگا اور کھیتی نوکری وغیرہ کر کے نفقات واجب ادا کرونگا اور علم اس نیت سے
پڑھو کہ اُس سے احکامات الٰہی اور فرض واجب وغیرہ کو معلوم کر کے اُسکے مطابق عمل کرونگا لوگوں
کو سکھلاؤنگا پیر کا مرید اسواسطے ہو کہ اُس سے اللہ کی راہ سیکھونگا و علی ہذا القیاس اور نسبت اس
طریقہ محمدیہ کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بطور ظاہر شریعت کے ہے - ببین تفاوت رہ ..

طرق سلوک اور طریقہ محمدیہ کی بیعت میں فرق

از کجا است تا بکجا - یہ جواب باصواب سنکر حکیم صاحب نے عرض کیا کہ اب مین سمجھا بیشک طریقۂ محمدیہ
یہی ہے اور آپکا طریقۂ محمدیہ مین بیعت کرنا بجا ہے - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر چہار مشہور طرق طریقہ
مین آپکا اول بیعت لینا اور توجہ دینا محض بطور حکمت واسطے رجوع کرنے خلائق کے تھا ورنہ آپکی اصلی
تعلیم اور دلی دعوت طرف طریقۂ محمدیہ کے تھی جسکی سب سے اخیر مین آپ بیعت لیتے تھے - وہی مورخ
لکھتے ہین کہ کلی بازخان نام ایک شخص ساکن رام پور چھ مہینے سے دیوانہ ہوگیا تھا ننگا ہو کر رات
دن بکتا پھرتا تھا اور کسی علاج معالجہ سے اسکو کچھ افاقہ نہوتا تھا ایک دن اُسکے وارث اُسکو چارپائی پر
باندھکر سید صاحب کے حضور مین لے آئے چارپائی پر بندھا ہوا بھی اُچھلتا کودتا اور گالیان دیتا
تھا سید صاحب نے اُسکو دیکھکر تھوڑا پانی منگوایا اور اُسمین سے کچھ پیکر باقی پانی اُس دیوانہ کو
پلوادیا اسیوقت وہ پانی اُسکے حلق کے نیچے اترا اسیوقت اُسکے ہوش وحواس قائم ہوگئے تب اُسکی
مُشکین کھولدی گئین اور وہ اپنے پانؤن سے چلکر اپنے گھر کو چلا گیا - وہی مؤلف خود اپنا حال لکھتا
ہے کہ مین سید صاحب کے ساتھ ایکروز بیٹھا ہوا ایک مجلس مین کھانا کھا رہا تھا اُسوقت میرے دل
مین خیال آیا کہ میرے والد کی نواب صاحب بہت تعظیم تکریم کرتے تھے اور اپنے پاس بٹھلاتے تھے اور
اب جو مین نواب صاحب کے پاس جاتا ہون تو میری بات بھی نہین پوچھتے مگر اللہ رب العزت نے
اُسیوقت ان میرے خیالات دلی پر سید صاحب کو آگاہ کر دیا آپنے میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ
جب تم کسی امیر کے پاس جایا کرو تو فلانی سورت قرآن مجید کی پڑھ لیا کرو تب وہ امیر تمہاری بہت
تعظیم تکریم کیا کریگا - پس اُسی تاریخ سے حسب فرمودہ سید صاحب کے جب مین وہ سورت پڑھکر نواب
صاحب کے پاس جاتا ہون تو مثل میرے والد کے میری تعظیم تکریم کرتے ہین بلکہ مجھکو اپنے سے علیحدہ
ہونے نہین دیتے - پھر وہی مؤلف لکھتا ہے کہ سید صاحب کے تشریف لانے پر جامع مسجد رام پور
مین بڑا اژدہام خلائق ہوا بعد نماز جمعہ کے مولوی عبد الحی صاحب نے وعظ کہنا شروع کیا چونکہ وعظ مین
صرف قرآن وحدیث کا بیان تھا لوگون پر بہت اثر ہوا بعد وعظ کے ایک شخص شاگرد مولوی عبد الرحیم
صاحب کا اور دو شخص شاگرد مفتی شرف الدین صاحب کے مولوی عبد الحی صاحب سے بحث کرنے لگے
اور بحث اس بات کی تھی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو سہو ہوتا تھا یا نہین مولوی عبد الحی صاحب نے
جواب دیا کہ جو باتین متعلق شناخت احکام اسلام اور امور دینی کے تھین اُنمین حضرت کو سہو ہرگز نہوتا
تھا مگر بعض افعال عبادت مین کبھی کبھی اُنکو سہو ہوا ہے بعد سننے اس جواب کے مخالفون نے کچھ اسکی
تردید بیان کی پھر مولوی صاحب موصوف نے اُنکی دلیل کو رد کر دیا پھر اُنہون نے کچھ اور دلیل پیش کی

اُسکو بھی مولوی صاحب نے باحسن الوجوہ قطع کردیا اِس عرصہ مین شہیدِ خدا مولوی اسمٰعیل صاحب شہید بھی وہان تشریف لے آئے اُسوقت اُن مخالفون نے ایک تیسری دلیل عرض کی تو مولوی عبدالحی صاحب نے اُن کی ہٹ دھرمی اور بیجا تعصب کو دیکھکر فرمایا کہ بھائیو جو قرآن و حدیث مین آیا ہے وہ ہم تمکو بتلا چکے اب تمکو اختیار ہے چاہو مانو یا نہ مانو اُسوقت سید صاحب نے اُن مخالفون سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ بھائیو میری طرف متوجہ ہو مین تمکو سمجھاتا ہون اُن اندھون نے کہا کہ آپ صاحبزادے ہین اور یہی تقریر ہے آپ کیسے سمجھاوینگے اس عرصے مین نماز عصر کی تکبیر ہوگئی اور بعد نماز کے وہ مخالف غیب جناب چلے گئے لیکن بعد تشریف بری سید صاحب کے وہ تینون طالب علم غضب الٰہی مین مبتلا ہوکر تھوڑے عرصے مین تباہ و برباد ہوگئے تب مین نے جانا کہ بوجہ مقابلہ حق اور بے ادبی مرشد برحق کے اُنپر عذاب الٰہی نازل ہوا۔ وہی مؤلف لکھتے ہین کہ مولوی غلام جیلانی صاحب جو اکابر علمائے رام پور سے تھے سید صاحب سے بیعت کرکے ہر طرح کے فیض سے فیضیاب ہوے اور رام پور کی خلافت بھی سید صاحب نے انہین کو دی تھی جب مولوی غلام جیلانی صاحب پر نزع کی حالت پہونچی تو انہون نے آثار رحمت الٰہی کے دیکھکر مجمع عام مین فرمایا تھا کہ سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرنا اسوقت میرے کام آگیا اور مین اپنی مراد کو پہونچگیا اور اِس گفتگو کے تھوڑی دیر بعد مولوی غلام جیلانی صاحب کا انتقال ہوگیا وہی مؤلف لکھتے ہین کہ جن ایام مین سید صاحب رامپور مین رونق افروز تھے کئی ولایتی افغان رامپور مین آئے اور انہون نے ایک بڑا دردانگیز قصہ سید صاحب کے روبرو اسطرح پر بیان کیا کہ ہم اثنائے راہ ملک پنجاب مین ایک کنوئے پر پانی پینے کو گئے تھے ہمنے دیکھا کہ چند سکھنیان یعنی سکھون کی عورتین اُس کنوئے پر پانی بھر رہی ہین ہم لوگ دیسی زبان نہین جانتے تھے ہمنے اپنے مونہون پر ہاتھ رکھکر اُنکو اشارون سے بتلایا کہ ہم پیاسے ہین ہمکو پانی پلاؤ تب اُن عورتون نے ادھر اُدھر دیکھکر پشتو زبان مین ہم سے کہا کہ ہم مسلمان افغان زادیان فلانے ملک اور بستی کے رہنے والے ہین یہ سکھ لوگ ہمکو زبردستی پکڑ لائے ہین اور سکھنیان بناکر اپنی جورو مین کرلیا ہے۔ یہ سنکر ہمکو بہت رنج ہوا کہ مسلمان عورتین جبراً اسطرح سے کافر بنائی جاتی ہین اے سید صاحب آپ ولی اللہ ہو کچھ ایسا فکر کرو کہ انکو انکے اس کفر سے نجات ملے تب سید صاحب نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ مین عنقریب سکھون سے جہاد کرونگا۔ پھر یہی مؤلف لکھتا ہے کہ رام پور مین سید رفیع الدرجات نام ایک بڑا شاعر تھا مینے اُس سے کہا کہ ہمارا شجرہ نظم کردو تب اُسنے کہا کہ اگر آپ کسی اور کے مرید ہوتے تو مین آپکا شجرہ ضرور نظم کردیتا مگر آپ سید صاحب کے مرید ہو اسواسطے بلا حکم و اجازت سید صاحب کے مین آپکا شجرہ نظم

نہین کرسکتا ہون تب سید صاحب سے یہ سارا حال بیان کر کے شجرہ کے نظم کرنیکی اجازت چاہی تب
سید صاحب نے فرمایا کہ اسے پٹھان بھائی آدمی کو اسقدر کافی ہے کہ یہ جانے اور سمجھے کہ مین فلان شخص کا
مرید ہون اور وہ فلانے شخص کے مرید تھے کچھ شجرہ کا وظیفہ کرنا ضرور نہین ہے جتنی دیر تم شجرہ کا وظیفہ
کروگے اتنی دیر اللہ کو یاد کر لیا کرو - تم ہی مؤلف پھر خود اپنا حال لکھتا ہے کہ ایک مرتبہ بمقام رام پور جاڑے
تپ لرزہ مین سخت بیمار ہوا بیماری یہانتک بڑھی تھی کہ میرے عزیزون کو میری طرف سے مایوسی ہو گئی
تھی اُس حالت مایوسی مین مینے ایکدن سید صاحب کو خواب مین دیکھا کہ سید صاحب نے مجھ سے فرمایا
کہ تو اتنے ہی صدمہ سے گھبرا گیا جا انشاء اللہ تعالی اب تجھکو تپ لرزہ نہ آویگا سو بموجب فرمانے سید صاحب
کے مین اُسی دن اچھا ہوگیا اپنی صحت پانے کے بعد جب مین سید صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا تو
یہ ساری کیفیت بیماری اور خواب اور صحت کی آپسے بیان کی اور پوچھا کہ اس کیفیت کی آپکو خبر ہوگئی تھی آپنے
بآواز بلند اسکے جواب مین فرمایا کہ مجھکو اسکی کچھ خبر نہ تھی مگر یہ بات جان لو کہ جب کسی شخص کا اعتقاد کامل کسی
شخص سے ہوتا ہے تو اللہ رب العزت اُس شخص کی صورت مثالی بنا کر خواب مین بلکہ بعض وقت بیداری مین
بھی اُس معتقد کو خوشخبری سنوا دیتا ہے یہ سب اللہ رب العزت کے اختیار مین ہے - رامپور سے رخصت
ہو کر آپ مالک میان دواب مین ایک خلقت کثیر کو راہ راست پر لائے مگر چونکہ شرک اور بدعت اسوقت
لوگون کے رگ و ریشہ مین بیٹھا ہوا تھا آپکے مخالف ہو کر جانی دشمن بھی ہو گئے تھے صاحب مقالات طریقت
لکھتا ہے کہ انہی شرک و بدعت کے جھگڑے پر ایک رسالدار کو سید صاحب سے عداوت قلبی ہو گئی تھی وہ ہمیشہ
سید صاحب کے قتل کرنے کی فکر مین رہتا تھا بمقام فتحپور ہسوا رسالدار مذکور مسلح ہو کر بارادہ قتل سید صاحب
اندھادھند آپکے مکان پر آیا اور ایسا جوش مین بھرا ہوا تھا کہ اُسنے آپکے دروازہ پر پہونچنے کے ساتھ ہی اندر گھسنا چاہا
تاکہ فوراً آپکا کام تمام کرے سید صاحب کے ہمراہی لوگون کو بھی اُسکی عداوت اور ارادہ کا حال معلوم تھا - سید
قاسم نصیر آبادی جو آپکے قرابت دارون مین سے تھے سید صاحب کے دروازہ پر مسلح اسی ارادہ سے آ کھڑے تھے کہ جب وہ
رسالدار یہان آ کر اندر جانیکا قصد کریگا تو مین اُسکو یہین قتل کر دونگا - اپنے ساتھ والون کے ارادہ کی خبر
سید صاحب کو ہو گئی تھی فوراً اپنے حجرے سے باہر تشریف لے آئے اور سید قاسم کو گھڑک کر فرمایا کہ اُس سے
کوئی مزاحمت نکرو بلا تکلف اندر آنے دو انہون نے بہ تعمیل حکم اُس جوش و خروش مین اُسکو اندر جانے دیا
غرض وہ اندر پہونچا اسوقت سید صاحب تنہا بیٹھے تھے رسالدار کے اندر پہونچنے کے ساتھ ہی سید صاحب
نے اول اُسکو سلام علیک کیا اور فرمایا کہ رسالدار صاحب بہت مدت کے بعد تشریف لائے اور پھر اُٹھکر بہت
شفقت سے معانقہ اور مصافحہ کیا معانقہ کرنیکے ساتھ ہی وہ شخص بیہوش ہو کر گر پڑا اور بہت دیر تک بیخود

بڑا اسباب جب اسکو کچھ ہوش آیا تو تمامی ہتھیار رکھ کر پھینک دیئے اور دست بستہ ہو کر عرض کی کہ قدومی کا ارادہ تھا سو تھا مگر اب اس ارادہ سے توبہ کر کے آپکے غلاموں میں داخل ہوتا ہوں ہاتھ پھیلا کر سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور آپکے جان نثاروں میں داخل ہو گیا۔ جو کوئی عالم اور فاضل یا نامی جسکے نصیب میں روز ازل سے سعادت لکھی تھی اور آپکی بیعت کا انکار یا ارادہ امتحان کی اختیار کرتا تو الله تعالی آپکے فضائل سے اسکو ملہم کر دیتا چنانچہ بعضے بیعت ہوئے انمیں سے میرٹھ اور دیوبند اور سہارنپور وغیرہ میں) الله تعالی نے خواب میں آپکے فضائل سے مطلع کر کے آپکی بیعت میں داخل ہونے کی راہ آسان کر دی تھی چنانچہ اس قسم کے بیسیوں واقعے مورخوں نے لکھے ہیں جنکو ہم نے بخوف طوالت ترک کر دیا ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ

ساٹھے کے قحط میں سید صاحب کے قافلہ پر برکت کا نازل ہونا

یہاں یہ ذکر کرنا بھی ضرور ہے کہ اسوقت ہندوستان میں ساٹھا یعنی ۱۲۶۰ بکرم کا سخت قحط پڑا ہوا تھا دکھن میں مرہٹوں اور انگریزوں میں جنگ ہو رہی تھی پنجاب میں رنجیت سنگھ کا ظلم اور تعصب بر سر زور تھا ایک روپیہ کا پانچ سیر اناج مشکل ہاتھ آتا تھا مارے بھوک کے خلقت اپنی اولاد کو بیچ رہی تھی مگر اسوقت بھی سید صاحب کے ساتھ ایک سو آدمیوں سے زیادہ کھانا کھاتے تھے مولوی محمد یوسف صاحب داروغہ اور خزانچی کو سید صاحب کا یہ حکم تھا کہ سب بھائیوں کے واسطے ایک ہی قسم کا کھانا ایک ہی جگہ پکایا جائے اور بعد پکانے کے بڑے بڑے کونڈوں میں اسکو نکالکر چادر سے ڈھک دیا جائے اُسوقت سید صاحب تشریف لا کر سب کھانے کو اپنے دست مبارک سے چھو کر یہ دعا مسنونہ اَللّٰهُمَّ زِدْ فِيهِ وَبَارِكْ فِيهِ پڑھتے تب بحصہ برابر ہر ایک بھائی کو کھانا تقسیم ہو جاتا بڑے بڑے چوڑے برتنوں پر دس دس اور بیس بیس آدمی اکٹھے ایک ساتھ بیٹھ کر کھا لیتے بوجہ سختی قحط کے کھانا اگرچہ تھوڑا ہوتا تھا مگر اسمیں ایسی برکت ہوتی تھی کہ سارا قافلہ سیر ہو کر پھر بھی بہت سا کھانا بچ رہتا یا برابر ہو جاتا تھا ٭

اپنے بھائی اسحاق صاحب کی خبر وفات سنکر انکا بریلی جانا

آپ اسی دورہ بیان دواب میں تھے کہ آپکے مکان رائے بریلی سے آپکے بھائی سید اسحاق صاحب کی وفات کی خبر آپکو پہنچی اب سید صاحب کو واسطے عزا و دلجوئی اپنے خویش و اقربا کے رائے بریلی جانیکی ضرورت ہوئی اسواسطے یہاں سے بجانب وطن آپنے مراجعت کی۔

صاحب مخزن احمدیہ لکھتے ہیں کہ جن ایام میں آپ وطن میں تشریف لائے اُسوقت بھی ساٹھے کا کال یعنی قحط سنہ ۱۲۶۰ بکرم موجود تھا وطن میں آپکے ساتھ قریب ستر اسی آدمی کے تھے اور پندرہ ۱۵ سولہ ۱۶ آدمی آپ کے گھر کے عیال و اطفال ہونگے قریب ایک سو آدمیوں کا نان و نفقہ اسوقت آپکے ذمہ

تھا

تھا وطن مین پہونچکر نذر نیاز روزانہ کی آمدنی بھی بند ہوگئی تھی اور آپکے گھر مین کچھ ایسا اثاثہ نہ تھا کہ جس سے
اس انبوہ کثیر تشنہ نفر روزانہ کا انتظام ہوسکے اس سبب سے ان ایام مین بہت تنگی سے گذران ہوتی تھی آپکے
وطن مین پہونچنے کے بعد موسم برسات کا شروع ہوا مینہ کا تار بندھ گیا تھا ایک گھڑی بھی بارش بند نہ
ہوتی تھی گویا آسمان کے دروازے کھولدئے گئے تھے۔ بسبب تنگی خرچ کے حضرت کے گھر اور مسجد مین چراغ
بھی نہ جلتا تھا۔ مولوی سید جعفر علی لکھتے ہین کہ انہین ایام عسرت مین بھوک سے صبر نہ ہوسکا قریب ایک پہر رات
کے بسبب شدت بھوک کے مین اپنے گھر سے باہر نکلکر مسجد مین آیا اسوقت سید صاحب مع چند مردان
خاص کے مسجد مین رونق افروز تھے بیٹھے اسی حالت تاریکی مین مسجد والون کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ
یارو کیا حال ہے مولانا محمد اسمعیل شہید نے میرے نزدیک آکر فرمایا کہ یہان تو تجلی بیرنگی نے اپنی رونق
پھیلا رکھی ہے آؤ تم بھی اس روشنی کا تماشا دیکھو یہ فرماکر دوسرا ہاتھ پکڑکر اپنے پاس بٹھلا لیا مین نے
دیکھا کہ ارباب سرور اور شادمانی کے اہل مجلس پر کشادہ ہیں غم واندوہ زمانہ سے بالکل مبرا ہین جسم مگر
بھوک مین اور حصول اس سرور و شادمانی کا مطلق نہ تھا مینے تو مثل اندھون کے بیٹھنے کے ساتھ ہی حضرت
سید صاحب کا دامن پکڑکر رونا شروع کیا آپنے سبب اس گریہ وزاری کا پوچھا مینے عرض کیا کہ میرے
بچے خورد سال اور میری عورت اور خود مین سب بھوک سے مرے جاتے ہین آپ صابر شاکر اور متوکل
ہو آپ پر اس عسرت کا کچھ صدمہ نہین ہے مگر ہم دنیادارون سے تحمل اس تکلیف کا نہین ہوسکتا
آپ برائے خدا دعا کیجئے کہ دو تین روز کے واسطے بارش بند ہوجائے تو راستے کھل جاوین اور کھانے پینے
کا سامان میسر آوے اُسوقت سید صاحب نے ہنستے ہوئے اپنے یارون سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ
اس بیخود رفتہ کے واسطے جو اضطرار کی حالت کو پہونچ گیا ہے دعا کرو غرض بموجب ارشاد سید
صاحب کے سب یارون نے دعا کے واسطے ہاتھ اٹھائے اور بکمال تضرع وانکساری دعا کرنے لگے اور یا
آمین کہتے جاتے تھے ایک ساعت آپکے ہاتھ اٹھانے کو نہ گذری تھی کہ تمامی ابر آسمان سے اٹھ گیا اور چاند اور
ستارے چمکنے لگے جب آسمان کھل گیا تو حضرت مع اپنے یارون کے سجدہ شکر کرنے لگے ابھی آپنے سجدہ
سے سر نہین اٹھایا تھا کہ دو مسافرون نے دریائے سئی کے (جو زیر مسجد بہتا تھا) پرلے کنارہ سے آواز دینا
شروع کیا کہ اے ملاحو کشتی لاؤ اور ہمکو پار اتارو حضرت یہ آواز سنکر صحن مسجد مین تشریف لے آئے اور کنارہ
مسجد پر کھڑے ہوکر فرمایا کہ بھائیو تم کون ہو اور کہان سے آئے ہو اُنکے جواب مین اُنہون نے عرض کیا کہ ہم
دو آدمی مرسلہ سید محمد حسین بہار و ضلع تو بجانا انگریزی مرید حضور کے ہین اور واسطے کرنے بیعت کے حاضر ہوئے
ہین حضرت نے ایک شناور آدمی کو جو فن ملاحی مین طاق تھا فوراً روانہ کردیا وہ اسیوقت اُن دونون آدمیون

[illegible]

لوہا پر لے آیا - وہ دونو آدمی پانی سے بھیگے ہوئے تھے انہوں نے مسجد میں پہونچکر اور اپنے کپڑے بدلکر چند اشرفیاں
مرسلہ سید محمد لطیف کی اور کچھ روپے اپنی طرف سے نذر کرکے حضرت سے بیعت کی حضرت نے اسوقت مجھکو بلاکر
اور وہ روپے میرے حوالہ فرماکر ارشاد فرمایا کہ اسے بے صبر یہ لے اور اپنا کام چلا میں نے عرض کیا کہ ان روپیوں کو
لیکر کیا کروں مجھکو تو کچھ نہ چاہیئے تب حضرت نے دو آدمیوں کو تین چار روپے دیکر بازار کی طرف بھیجا وہ بازار
سے کھچڑی لے آئے - غرض کھچڑی اسوقت پکوائی گئی اور سب چھوٹے بڑوں میں تقسیم ہوگئی - دوسری فجر کو
جب میں مجلس مبارک میں حاضر ہوا تو حضرت نے میرا کان پکڑ کر فرمایا کہ اسے بے صبر تجھی کھانے کی حاجت
ہے میں نے عرض کیا کہ ایک ہفتہ تک تو آپکی عنایت سے فارغ البالی ہوگئی آگے پھر خدا کا آسرا ہے تب آپنے فرمایا
کہ اے بے صبر بہت تعجب ہے کہ تجھکو ان چند روپیوں کے سبب سے صرف ایک ہفتہ تک فارغ البالی ہوئی لیکن مجھکو تو ساری
عمر اُس رزاق مطلق کی رضامندی کے سبب سے فارغ البالی حاصل ہے اگر ریگستان سندھ یا وادی عرب میں کہ
جہاں دانہ پانی کا نام و نشان بھی نہیں ہے ہفت اقلیم کے کل آدمیوں کو ساتھ لیکر رہوں تو بھی وہ
رزاق اپنے فضل عمیم سے آبادی سے زیادہ وہاں بھی سبکو رزق پہونچاویگا - اسی کے مصداق
مولوی مرتضیٰ خان صاحب لکھتے ہیں کہ ایکروز سید صاحب نے فرمایا کہ اے لوگو کھانا پینا میری حیات
کا سبب نہیں بلکہ یاد الٰہی میری زندگی کا باعث ہے اگر میں یاد الٰہی سے ذرا بھی غافل ہو جاؤں تو
ضرور میرا دم نکل جائے - اور یہ بھی لوگ روایت کرتے ہیں کہ باوجود تن و توش اور قوت اور شجاعت
کے سید صاحب بہت ہی تھوڑا کھانا کھاتے تھے اور باوجود کم خوری کے آپکی قوت اور ہمت اور شجاعت
میں کچھ فرق نہ ہوتا تھا کیونکہ روحی غذا یعنی یاد الٰہی جو باعث آپکی حیات اور قوت و شجاعت کی تھی تو
آپ ہر وقت نوش جان فرماتے رہتے تھے ٭

جب اس قحط سالی میں آپکے لوگوں کو تکلیف ہوئی اور بار ہا نوبت فاقہ کی پہونچی تو آپ ایکروز
بعد نماز صبح کے ایک ٹکڑہ کپڑے کا اور سوئی تاگا لیکر اپنے جد امجد حضرت علم اللہ قدس سرہ کی مسجد
کی چھت پر تشریف لیگئے اور تن تنہا آپنے وہاں بیٹھکر ایک تھیلی اپنے دست مبارک سے سی اور بعد
زوال وہ تھیلی لیکر نیچے تشریف لائے اور مولوی محمد یوسف صاحب اپنے خزانچی کو وہ تھیلی حوالہ کرکے
فرمایا کہ اس تھیلی کو بحفاظت تمام اپنے پاس رکھو اور جو نقد آتا جاوے اُسمیں ڈالتے رہو اور اُسکا حساب
مت رکھو اور نہ کبھی اُسکو جھاڑو اور نہ خالی کرو اور جسقدر منظور ہو بلا حساب اُسمیں سے خرچ کرتے جاؤ اللہ
رب العزت برکت دیویگا - صاحب مخزن لکھتا ہے کہ بعد تیار ہونے اُس تھیلی بابرکت کے آپکے لشکر
پر کبھی خرچ کی تنگی نہیں ہوئی - مولوی محمد یوسف صاحب بار ہا فرمایا کرتے تھے کہ اکثر اوقات دس پانچ

اور روپیہ کے قریب تھیلی میں موجود رہتے ہوتے تھے جنہیں صد ہا اور ہزار ہا روپیہ ترکہ بعد اخراجی انہیں سے لگا اگر خرچ ہوگئے مگر تھیلی کبھی خالی ہوتے نہیں پائی ۔

جب اس طرح آپکی ذات بابرکات سے برکتوں کا ظہور ہونے لگا تو اکثر تمامی مردمان اولاد سید علم اللہ صاحب قدس سرہٗ جو آپکی بیعت سے مشرف ہو چکے تھے آپکی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہمنے اپنے آباؤ اجداد سے سُنا ہے اور اُسکا اثر خود اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے جد امجد سید علم اللہ صاحب قدس سرہٗ نے بہت دفعہ جناب باری میں یہ دعا کی ہے کہ میری اولاد کو فقر اور تنگدستی میں رکھنا اور دنیا کو اُنپر فراخ نکرنا تاکہ بوجہ فراخی دنیا کے تیری نافرمانی میں نہ پڑ جائیں ۔ اور ہمارے خیال ناقص میں وہ دعا حضرت مرحوم کی ہمارے حق میں قبول ہوگئی جسکی تاثیر سے ہم چند پشت سے برابر سخت فقر وفاقہ میں رہتے ہیں اور آپکا درجہ اللہ رب العزت کے حضور میں ہمارے جد امجد سے بڑھا ہوا ہے آپ برائے خدا ہمارے واسطے دعا فرمائیں کہ ہماری تنگی فراخی سے اور عسر یسر سے بدل جائے اور ہم اس فقر وفاقہ سے نجات پائیں سید صاحب نے یہ ساری حقیقت سُنکر فرمایا کہ ہمارے جد امجد کی یہ دعا محض بنظر خیر خواہی ہم لوگوں کے اسواسطے تھی کہ ہم لوگ بسبب اختلاط دنیا اور دنیا داروں کے عتاب الٰہی میں نہ پڑ جاویں اور دنیا کی فراخی (جیسا کہ اُسکا اثر ہے) ہمکو اللہ کی نافرمانیوں میں نہ ڈال دیوے ۔ اگر تم سب جمع ہوکر یہ پکا عہد کرو کہ تم بدعات اور گمراہیوں اور رسومات جاہلیت میں پڑ کر اپنے کو مورد عتاب الٰہی کا نکروگے تو میں تمہارے واسطے فراخی رزق کی دعا کروں اُسیوقت کل مردمان برادری نے جمع ہوکر حسب فرمودہ حضرت کے پکا عہد و پیمان کیا تب حضرت سید صاحب بعد ادائے نماز عصر کے اپنے جد امجد کے مزار مبارک پر مع جمیع مردمان برادری کے تشریف لیگئے اور حاضرین سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ میں تمہارے واسطے دعا کرتا ہوں تم آمین کہو پس بعد کرنے دعا کے حضرت تشریف لے آئے ۔ اور اس دعا کو تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ اُسکے قبولیت کا اثر ظاہر ہونے لگا ۔ بہت سے آدمی آپکی برادری کے حسب لیاقت خود سرکار لکھنؤ میں جاکر نوکر ہوگئے اور یہ سبھی اُسی دعا کا اثر ہے کہ بہت سے آدمی اولاد سید علم اللہ صاحب قدس سرہٗ کے اسوقت بھی بڑے بڑے عہدوں پر سرکار ٹونک وغیرہ میں نوکر ہیں ۔

ایک شخص یار علی نام شیعہ نے مین قیام بریلی کے آپ پر جادو بھی کر دیا تھا جسکے سبب قریب بیس روز کے آپ بسخت علیل رہے اور کوئی علاج نافع نہوا اُسوقت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک رویائے صادقہ میں تشریف لاکر معوذتین یعنی ہر دو سورۂ اخیرۂ قرآن پڑھنے کا آپکو حکم دیا اُنکے پڑھنے سے آپکو صحت ہوگئی ۔

سید محمد اسحاق صاحب آپکے برادر کلان کی بعد آپکی بیوہ کو موجب رواج خاندان شرفائے ہند نکاح ثانی

کرنے سے متنفر تھیں کیونکہ ایک مدت دراز سے یہ رسم قبیح مثل ہندوؤن کے شرفاء اہل اسلام میں بھی جاگھسی
تھی بیوہ کا نکاح ثانی کرنا خلاف شرافت اور باعث کم اصلی و بے شرمی کا سمجھا جاتا تھا اب سید صاحب
کو منظور ہوا کہ اول اس رسم مسنون کو اپنے گھر میں جاری کرکے پھر سارے ہندوستان میں اسکو پھیلا دیوین مگر چونکہ
صدیون گذشتہ سے یہ رسم موقوف ہوکر بجائے صواب کے عیب لوگون کی نظرون میں جاگزین ہو گئے تھے
اس امر مسنون کو ایک رذیلہ پن شمار کئے ہوئے تھے جب آپنے اپنی بھاوج صاحبہ کو اسکی ترغیب دی تو انہون
نے اول منظور نہیں کیا۔ آپ اسی کوشش اور فکر میں تھے کہ آپنے ایک رات خواب میں دیکھا کہ ایک بڑا
بھاری گٹھا لکڑیون کا ہے اور بہت سے آدمی اسکو ملکر اٹھانا چاہتے ہیں مگر بوجہ گرانی اور ثقل کے کوئی
اسکو اٹھا نہیں سکتا۔ اس جگہ وہ بیوہ مخدومہ بھی موجود تھیں سید صاحب نے انسے بجز اسکے بارہا کہا کہ اگر ذرا تم
مدد کرو تو مین اس بوجھل گٹھے کو اٹھا کر گھر میں لیجاؤن اول تو انکو بہت زیادہ بوجھل ہونے کے اس گٹھے کو دیکھ کے
انکار کیا مگر آخر کار بسبب منت وزاری سید صاحب کے انہون نے منظور فرمایا کہ اس گٹھے کو اٹھوا دیا اور
دونو صاحب یعنی سید صاحب اور آپکی بھاوج شریفہ اسکو اٹھا کر گھر میں لیگئے اس خواب کی صبح کو بعد
ادائے نماز فجر کے حضرت نے مولانا محمد اسمعیل شہید اور مولوی عبد الحی صاحب کو بلا کر فرمایا کہ آج توجہ دینا
اور سب دوسرے کام موقوف رکھو مین نے آج کی رات ایک عجیب خواب دیکھا ہے جسکی تعبیر سے معلوم
ہوتا ہے کہ مین اپنی کوشش مین کامیاب ہوکر اس رسم قبیح کو اٹھوا دونگا۔ اسکے بعد آپ اپنے دولتخانہ
مین تشریف لیگئے اور سب عورات برادری کو جو پہلے سے آپکی بیعت سے مشرف ہوچکی تھیں جمع کرکے بہت
دیر تک وعظ اور نصیحت فرماتے رہے خلاصہ اس وعظ کا یہ ہے آپنے فرمایا کہ اے مومنات مسلمانی آدمی
کا نام نہیں ہے کہ صرف زبان سے اپنے کو مسلمان کہنا اور گائے کا گوشت کھانا اور ختنہ کرنا۔ اور مسلمانون
کی مروجہ رسمون کو ادا کرنا اور انکی مجلسون اور محفلون مین شریک ہونا بلکہ مسلمانی اسکا نام ہے کہ تمامی
احکامات الٰہی کی دل وجان سے تعمیل کرنا یہانتک کہ اگر خلیل اللہ کی طرح ذبح فرزند کا حکم بھی ہو تو اسکے
تو بھی بخوشی وخورمی اسکو بجا لانا۔ شریعت مین جو چیزین منع ہین انسے بچنا اور دور رہنا اور اگر کسی منہیات
شرعی کا دل مین خیال بھی آوے تو مدتون تک اس سے توبہ استغفار کرنا چنانچہ انہیں احکامات الٰہی
مین سے ایک نکاح ثانی بیوہ کا ہے خاصکر جبکہ بیوہ جوان ہو اور بڑے افسوس کی بات ہے کہ اس فعل
سنت کو دریچولا لوگون نے بہت قبیح مثل شرک اور کفر کے جان رکھا ہے اسوقت جو بیوہ نکاح ثانی کرلیتی
ہے اسکو بازاری کسبیون کے ساتھ نسبت دیکر زانیہ اور فاسقہ اور فحیہ کا خطاب دیتے ہین اپنے مسلمانی
سو ایسے آنکھون سے اندھے اور زندہ درگور ہین اگر یہ فعل نکاح ثانی کا عیب ہے تو ازواج مطہرات رسول خدا

صلی اللہ علیہ وسلم (جنہیں سوائے حضرت عائشہ کے سب نے آپ سے نکاح ثانی کیا تھا) معاذ اللہ معیوب اور مطعون ہوتی ہیں۔ اسکے بعد آپنے اپنی خالہ شریفہ کی طرف جو حقیقی بھاوج بیوہ سید اسحاق صاحب کی تھیں مخاطب ہو کر بہت عاجزی اور انکساری سے فرمایا کہ آپ جہانتک ممکن ہو یہ بیان اسحاق صاحب مرحوم کو سمجھا کر اس سنت مردہ کو زندہ کراویں اور آپنے فرمایا کہ یہ بھی آپ پر روشن رہے کہ میں تعمیل اس عمل مسعود کی واسطے حظوظ نفسانی کے ایسا نہیں چاہتا کیونکہ میرے گھر میں میری بیوی بکمال حسن وجمال وعصمت موجود ہے بلکہ اس کوشش سے مجھکو منظور ہے کہ اجرائے اس سنت مردہ کا میرے گھر سے شروع ہو کر تمام ملک ہند میں جاری ہو جاوے۔ چند روز کے بعد حسب ملتمس اُس رہ یافتہ کے وہ مخدومہ مکرمہ نکاح ثانی پر راضی ہوگئی اور ملک ہندوستان میں سب سے پہلا نکاح بیوہ کا سید صاحب کے ساتھ ہوا۔ اس نکاح کے تیسرے روز آپنے دو تین تحریرات تیز نویس کو بُلا کر ایک بنام اپنے پیر مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب مشعر اطلاع اس نکاح ثانی اور جاری کرانے اس سنت مردہ کے دہلی اور اسکے نواح میں اور ایک ایک خط اسی مضمون کا بنام جملہ خلفا و مریدان خاص ہر اطراف ہند میں تحریر کرا کر روانہ کرا دیے۔ چنانچہ اس حکم کی تعمیل میں مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کی بیوہ ہمشیرہ کا جو نہایت کبیر سن تھیں مولانا عبدالحی صاحب سے نکاح ثانی ہوا۔ یہ دوسرا نکاح ثانی ہند کے شریف خاندانوں میں ہوا اسکے بعد تو ہزاروں رانڈوں کے نکاح ہوگئے کہ اُسوقت سے یہ سنت مردہ زندہ ہو کر اب تک آپکے مریدوں اور خادموں میں بدستور جاری ہے گو آپکے مخالف اسوقت تک بھی اس نعمت سے محروم ہیں ٭

قصبہ نصیر آباد جو بریلی سے آٹھ کوس ہے مسکن قدیم سید صاحب کے آباو اجداد کا ہے اور اُس قصبہ میں چار محلے ہیں تین محلوں میں حضرات شیعہ رہتے ہیں چنانچہ مولوی دلدار علی صاحب مرحوم مشہور مجتہد لکھنؤ اُسی قصبہ کے باشندے تھے اور ایک محلہ اہل سنت والجماعت سادات کا ہے جب سید صاحب کی شہرت ہوئی اور ہزارہا سنی اور شیعہ اہل سادات سے آپکی بیعت سے مشرف ہوئے تو مولوی دلدار علی صاحب کو یہ بات بہت ناگوار معلوم ہوئی اُنہوں نے چاہا کہ کوئی ایسی چال چلیے جس سے بزور حکومت یہ نشت ہدایت اس نواح سے بند ہو جاوے۔ اس اثنا میں کہ سید صاحب اپنے مکان پر بمقام بریلی مقیم تھے محرم کا چاند نظر آیا اُسوقت مجتہد موصوف نے اپنی مراد دلی بر آنے کا موقع سمجھ کر اپنے توابعین شیعان پر سہ محلہ نصیر آباد کو تاکید تمام لکھ بھیجا کہ اس محرم میں جہانتک ہوسکے سنیوں کے محلے میں جا کر خوب تبرا کہو اور فساد مچاؤ اور جو شخص تمکو مانع ہو اُسکو بلا دریغ تہ تیغ کرو دلیں ضرور ہے کہ سید احمد واسطے اعانت اپنے سنی بھائی بندوں کے نصیر آباد کو آویگا تب میں اسکے طلب پر اس مقدمہ کو

والی لکھنؤ کے گوش گذار کر کے سید احمد کا پورا بندوبست کرونگا۔ شیعیان نصیرآباد نے بحکم اپنے پیر و
مرشد کا پاکر سنیوں کے محلے میں پیام بھیجا کہ آٹھویں تاریخ محرم ہمارے ماتم اور گشت کا دن ہے ہم اُس روز
تمہارے محلے میں سے نالان و گریان تبرا کہتے ہوے باد ف و جھنگ و آواز دہل و مردنگ گذرینگے اگر تمکو سنا
تبرا اور آواز دہل و مردنگ کا منظور ہو تو اپنے گھروں میں اُسدن چُپکا چاپ بیٹھے رہو ورنہ اپنے گھرونسے اُٹھکے
مع زن و بچہ بافراغت شہر میں جاکر قیام کرو ہمکو اس مضمون کا حکم مجتہد صاحب کا پہونچا ہے سو ہم اُسکی تعمیل ضرور
کرینگے اور جو کوئی شخص اُسوقت ہمارا مزاحم یا معترض ہوگا ہم اُسکو سزاے سخت دینگے۔ بیچارے سنّی اس خبر
کو سنکر نہایت حیران ہوے اور جب کچھ چارہ نہ دیکھا تو انہوں نے ایک آدمی سید صاحب کی خدمت میں
بریلی کو روانہ کیا اور مجتہد کا حکم اور شیعوں کا ارادہ اور مضمون پیام مخالفین حضرت کے حضور میں کہلا بھیجا۔
سید صاحب نے یہ سارا حال سنکر اُس قاصد کو تاکید کہدیا کہ انکو اپنے محلے میں ہرگز نہ آنے دو انشاء اللہ
تعالی ساتویں تاریخ کی شام کو میں خود بھی مع اپنے رفیقوں اور مریدوں کے انکی اعانت کے واسطے وہاں
پہونچونگا اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ میں تو شروع ایام شباب سے اپنی جانکو اللہ کی راہ نذر کر چکا ہوں شاید
وہاں ہی میری مراد حاصل ہو۔ جب قاصد واپس پہونچا اور سید صاحب کے اس ارادہ کی خبر سنیوں کو ہوئی
تو انکی جان میں جان آگئی۔ ادھر سید صاحب نے اپنی تیاری شروع کی اور جب آپکی تیاری کی خبر ساکنان
بریلی اور قلعہ اور افغانان جہان آباد وغیرہ کو جو آپکے مرید اور جان نثار تھے پہونچی تو وہ لوگ بھی صدہا آدمی
آپکی روانگی سے ایک روز اول مسلح ہوکر دردولت پر حاضر ہو گئے۔ ساتویں تاریخ کی شام کو آپ نماز عشا بریلی
میں پڑھکر مع رفقاء خود نصیرآباد کو روانہ ہوے اور قبل از طلوع آفتاب کے وہاں پہونچ گئے۔ آپنے وہاں جاکر
دیکھا کہ فرقہ مخالفین تیاری نشان و علم و تعزیہ وغیرہ آلات بدعات و لہو لعب اور خرافات میں مصروف تھا۔
اور بیچارے سنّی سید صاحب کے بروقت نہ پہونچنے کے سبب آپکی اعانت سے نا امید ہوکر بال بچوں کو آخری
وصیت کرکے بعد غسل و وضو ہتیار باندھے ہوے جان دینے پر مستعد ہو اور مناجات میں مشغول تھے۔ گروہ
مخالفین کی عورات اپنے کوٹھوں پر چڑھی ہوئی کمال فرحت اور سرور سے بآواز بلند تبرا کہہ کہکر تعزیوں اور
نشان و علم اور حضرت حسنین سے مرادیں مانگ رہی تھیں۔ ادھر عورات سنیہ اپنے مصلوں پر بیٹھی ہوئیں
نوافل پڑھ پڑھکر بکمال تضرع و زاری و خضوع و انکساری اس فتنہ سے نجات پانے کے واسطے جناب باری
میں دعائیں کر رہی تھیں۔ اُسوقت ایکبارگی صداے بلند تکبیر مجاہدین نے جسکا غلغلہ آسمان تک پہونچا
تھا سوتوں کو جگا دیا اور دونو فریق اس ناگہان صداے بلند اور با ہیبت کو سنکر دریاے حیرت میں غرق
ہو گئے اور دونو فریق کے آدمی اُسکی دریافت کے واسطے جانب شرق قصبہ کے دوڑے اور وہاں جاکر دیکھا

کہ قریب دو سو سوار و پیادے مسلح با سلاح جنگ جنکے پیشرو امیر المومنین سید احمد صاحب تھے تکبیر کہتے ہوے
شادان و فرحان پہنچے آن پہنچے۔ اس لشکر ظفر پیکر کو دیکھکر سُنّی تو مردہ سے زندہ ہو گئے مگر گروہ مخالفین
یہ کیفیت فتوحِ غیبی و نصرتِ لاریبی سُنیوں کی دیکھکر زندہ درگور ہو گئے اور حیران و پریشان روتے
پیٹتے اپنے اپنے گھروں میں جاکر لومڑی کی طرح سے چھپ رہے اور اپنے کوٹھوں کی چھتوں پر چڑھکر یا امام
یا حسین کرکے رونے اور ماتم کرنے لگے۔ سید صاحب مع لشکر مجاہدین اول جامع مسجد قصبہ
نصیر آباد میں تشریف لیگئے اور وہاں جاکر ہر ایک شخص نے دوگانہ تحیۃ المسجد ادا کیا۔ پھر سید صاحب نے
سب سُنیوں کو بلاکر فرمایا کہ بھائیو کسی شخص پر دست درازی نکرنا اگر کوئی شخص مخالفین سے تم پر زیادتی
بھی کرے تو بلا میری اجازت کے اُس سے انتقام نہ لینا۔ بعد اسکے ایک سُنی اور فہمیدہ آدمی کو روسا
اور سرگروہان مخالفین کے پاس بھیجکر یہ پیام کہلا بھیجا کہ بھائیو میں مہمان ہوں اگر براہ مہمان نوازی و مسافر
پروری ہر ایک محلہ کا ایک ایک سردار میری ملاقات کو یہاں تشریف لاوے تو کرم اور عنایت سے
بعید نہوگا اور اگر آپ صاحبوں کی تشریف آوری میں کچھ حرج کار ہو تو مجھکو اجازت ہو جاے میں ہی حاضر
خدمت ہوکر بھائیوں کی ملاقات سے مشرف ہوں۔ جب قاصد یہ پیام لیکر اُنکے پاس پہونچا تو وہ
منکر رسولوں کے نہایت آشفتہ اور گرم ہوکر اُنہوں نے جواب دیا کہ اُس خارجی سے کہدو کہ ہماری
عین تعزیہ داری اور ماتم داری میں اگرچہ خارج ہوا ہے اسواسطے ہم چند تعزیے اپنے ساتھ لیکر اور
حسن حسین کہتے ہوے لکھنؤ کو جاتے ہیں اور بذریعہ مجتہد صاحب اپنی فریاد بحضور بادشاہ وقت
والی لکھنؤ کے پہونچاکر سزا اس حرکت کی تمکو اور تمہارے دوستوں کو ایسی دلوائینگے کہ جو قیامت
تک یادگار خلایق رہے اور دوسرے خارجی اُس سے عبرت پکڑیں۔ اسکے بعد باآواز بلند واویلا
اور واحسیناہ کہتے ہوے ننگے پاؤں ننگے سر چادر کو لپیٹ کر گلے میں ڈالے ہوے دو تین علم اور دو تین
ہلکے ہلکے تعزیے ساتھ لیکر جملہ روسائے مخالفین لکھنؤ کو روانہ ہو گئے اور باقیماندہ شیعوں کو تاکید کر
گئے کہ خبردار نہ کوئی شخص تعزیہ داری کرے اور نہ امام کے چبوترہ پر چراغ جلاوے اور نہ کوئی بآواز
بلند یا امام یا حسین کہے۔ صاحب مخزن اس مقام پر لکھتا ہے کہ یہ فقط سید صاحب کی قدم
کی برکت تھی کہ وہ رسم بد تعزیہ داری کی جسمیں ہزاروں افعال شرک و کفر و بدعات کے ہوتے تھے خود
شیعوں نے اس سال بند کردیے۔ نصیر آباد سے لکھنؤ چار منزل ہے حضرات شیعہ ابھی فقط دوسری
منزل پر پہونچے ہونگے کہ بذریعہ اخبار نویس جالیس کے یہ خبر نواب غازی الدین حیدر والی لکھنؤ کو پہلے ہی
من وعن پہونچ گئی اُسنے وہ پرچہ نواب معتمد الدولہ نائب اور مدار المہام سلطنت کے حوالہ کرکے انتظام

گرفتار کرلیا۔ مدارالمہام صاحب نے اپنے دولت خانہ پر تشریف لا کر فقیر محمد خان [illegible]
خرچ کو [illegible] ایک آدمی کا [illegible] خاص سید صاحب کا تھا [illegible] حکم دیا کہ تم بہت سے
چالاک اور ہوشیار [illegible] آخوند زادے کے [illegible] واسطے مدد سید احمد صاحب کے بہت جلد
نصیر آباد کو [illegible] خزانہ خاص سے واسطے خرچ اس فوج کے [illegible] اور
آخوند زادوں کو [illegible] نواب صاحب نے تنہائی میں بلا کر کہدیا کہ سید احمد صاحب کو بعد سلام
میری طرف سے یہ پیغام پہونچادینا کہ ان [illegible] اور [illegible] کوئی [illegible]
[illegible] اس طرح سے آپکا مددگار رہونگا [illegible] خرچ آپکو [illegible] میری طرف
سے کچھ اندیشہ نکریں۔ اس مقام پر [illegible] لکھتا ہے کہ نواب مدارالمہام [illegible]
[illegible] نواب ممدوح کا یہ مطلب تھا کہ نصیر آباد [illegible]
صاحب اور [illegible] صاحب میں [illegible] کہ اس علاقہ میں کوئی سخت
فتنہ و فساد برپا ہو کر انگریزوں کو اسکی اطلاع پہونچے تب انگریز نواب [illegible]
کیفیت طلب کرینگے [illegible] نواب صاحب [illegible]
[illegible] فتنہ و فساد کے فرو کرنیکا سوائے [illegible]
[illegible] حضرات [illegible] نصیر آباد [illegible]
[illegible] آخوند زادوں [illegible] ایک فوج جرار کے نصیر آباد کو روانہ ہوگیا [illegible]
[illegible] سید صاحب کو [illegible]
[illegible] نصیر آباد [illegible]
[illegible] نصیر آباد پہونچ گئے۔ اس وقت [illegible] سوار و پیادہ [illegible] نصیر آباد [illegible]
[illegible] اسقدر خلقت [illegible] کے واسطے [illegible]
ایک [illegible] اور [illegible]
سے شام تک [illegible]
[illegible]
[illegible]

سے ایک طاق میں رکھا تھا کہ اُسوقت مولوی عبدالباسط صاحب جائسی مع ایک انبوہ کثیر کے تشریف لے آئے خیر اُس انبوہ کو بھی کھانا دیا گیا۔ مولوی عبدالباسط صاحب حضرت سید صاحب کے ساتھ کھانے کو بیٹھے کھانا کھاتے ہوئے مولوی عبدالباسط صاحب نے عرض کیا کہ حضرت مجھ سے حرف قاف ادا نہیں ہوتا تب سید صاحب نے فرمایا کہ مولانا اس کھانے کے تمام ہونے سے پہلے انشاء اللہ تعالیٰ حرف قاف آپ سے ادا ہونے لگیگا سو ابھی آدھا کھانا رکابی میں باقی تھا کہ مولوی عبدالباسط صاحب بولے کہ حضرت حرف قاف مجھسے ادا ہونے لگا ✦

خیر اس عرصے میں آخون زادہ بھی مع لشکر شاہی کے نصیر آباد میں پہونچگیا اور سب سے اول جا کر حضرت سید صاحب کی بیعت سے مشرف ہوا۔ اور اُدھر وہ شیعے بھی جو تعزیہ وغیرہ لیکر نصیر آباد سے نالان و گریان ڈھول بجاتے ہوئے لکھنؤ کو گئے تھے لکھنؤ میں پہونچکر حضرت مجتہد ذی شان سے ملاقی ہوئے مجتہد صاحب پہلے ہی سے یہ قصد کئے ہوئے تھے اب اپنے شیعہ بھائیوں سے اُسکی تفصیل سنکر فوراً نواب معتمد الدولہ کے مکان پر تشریف لیگئے اور خوب نمک مرچ لگا کر اِس قصہ کو بیان کیا مگر نواب صاحب نے جواب دیا کہ حضرت آپ تشریف لیجائیے اور اپنے گھر میں آرام کیجئے یہ آتش فتنہ جو نصیر آباد میں بلند ہوئی ہے خدا کیطرف سے ہے اور آپ اور یہ ریاست محفوظ ہے ایسا نہو کہ اُسکے ساتھ ہم اور آپ اور یہ ریاست بھی تباہ ہو جاوے۔ مجتہد صاحب یہ جواب سنکر چپ چاپ اپنے گھر کو چلے آئے اور اُن مفسد شیعوں سے کہدیا کہ جسطرح ہو سکے تم نصیر آباد جا کر سنیوں سے اور خصوصاً حضرت سید احمد صاحب سے صلح کر کے اپنی تقصیر معاف کرالو کیونکہ معاملہ برعکس ہو چلا اور رضا و مصلحت ٹل گیا۔ ایسی مایوسی کا جواب سنکر ایک اپنی اور مختلف طور پر اللہ و گہر یا دلگیر غمگین ہو کر حسرت اور افسوس کرتے ہوئے حضرات شیعہ نصیر آباد کو واپس آئے جب آخون زادہ افسر فوج شاہی کو اُنکے واپس آنے کی خبر معلوم ہوئی فوراً اپنے سامنے بلوا کر بہت دھمکایا اور کہا کہ تم مفسدون کے واسطے نواب صاحب کا یہ حکم ہے کہ تمکو حوالہ سنیون کے کر دیا جاوے جو چاہیں وہ تم سے صلح کریں یا تمکو ہلاک کریں اور تمہاری یہی سزا بھی یہی ہے۔ لہذا اُسنے اُن سب کو مثل قیدیوں کے زیر حراست کیکے سید صاحب کے حضور میں بھیجدیا۔ اب تو شیعون کی گویا نانی مر گئی نہایت عاجزی سے روتے ہوئے سید صاحب کے پاؤں پکڑ کر گر پڑے اور دست بستہ عرض کیا کہ اے ہادی و پیر و رہبر ہم گستاخ ہیں اپنی حرکات شنیعہ سے توبہ کی آپ بھی ہمارا قصور معاف فرمائیں تب سید صاحب نے فرمایا کہ تم دو کاغذ لکھکر اور اعتراف اپنے قصور اور طلب معافی کے لکھکر سب اپنے مُہر و دستخط کرو اور مفتی اور قاضی کی مُہر بھی اُس پر کرا دو تب اُنمیں سے ایک کاغذ کو تو میں لکھنؤ روانہ کرونگا اور ایک کاغذ اپنے پاس رکھونگا وہ لوگ فوراً دو کاغذ

[illegible]

ہزار تین ہزار ہو وسعت روپیہ ساہو و قاضی مفتی کیے تیار کر کے حضرت کے پاس لے گئے آپ نے اُسی وقت ایک کاغذ محمد نواب معتمد الدولہ بہادر لکھنو کو روانہ کر دیا اور ایک کاغذ کو اپنے پاس رکھ لیا جس اس آتش فتنہ کو اس خیر و خوبی کے ساتھ منطفی کر کے بخیر و عافیت تمام بریلی کو تشریف لے آئے ۔

جب آپ بریلی میں پہونچگئے تو ایک خط نامہ از طرف نواب معتمد الدولہ نائب السلطنت اس مضمون کا سید صاحب کو پہونچا کہ آوازہ وعظ و تذکیر اُس مقتدا کا عالمگیر ہو رہا ہے اگر اپنے قدم کی برکت سے باشندگان لکھنو اور خاصکر اس مشتاق کو مستفید کرو تو بعید از اخوت اور خالی مروت سے نہ ہوگا بعد پہونچنے اس عریضہ کے سید صاحب بمعیت مولانا محمد اسمٰعیل و مولانا عبد الحی صاحب اور ایکسو ستر آدمی کے رونق افروز شہر لکھنو کے ہوئے اور شاہ پیر محمد علیہ الرحمہ عرف پیرن شاہ کے ٹیلے پر مسکن گزین ہوئے لکھنو میں بھی خلق اور شہروں کے ہزار ہا خلقت آپکی بیعت سے مشرف ہوئی - آپکے وہاں پہونچنے کے بعد جب جمعہ کا دن آیا تو اسقدر خلقت واسطے سُننے وعظ اور نصیحت کے جمع ہوئی تھی کہ جامع مسجد میں نہیں سماسکی آس پاس کے مکانوں اور دیواروں اور چھتوں پر لوگ چڑھ گئے اُسدن بہت سے علماء فرنگی محل (جو ایک مشہور مکان علماء معقول کی تھی) اور چند شاگرد مولوی دلدار علی صاحب مجتہد وقت کے بارادۂ بحث آپکی خدمت میں حاضر ہوئے - بعد نماز جمعہ کے آپنے مولوی عبد الحی صاحب کو وعظ کہنے کا حکم دیا انہوں نے قرآن مجید کھولکر آیت وَذَا النُّونِ اِذْ ذَّهَبَ الآیہ تک پڑھکر اُسکا بیان شروع کیا - اس وعظ کا ایسا اثر ہوا کہ سامعین سکتہ کی حالت میں ہوگئے اور ہر ایک کے منھ سے صدائے واہ واہ جاری تھا اور اس فصاحت اور بلاغت سے یہ بیان ہوا کہ علما اور فضلا و فریقین (یعنی سُنی و شیعہ) جو مسجد میں حاضر تھے مولوی صاحب کی فصاحت اور بلاغت اور قوت بیانیہ کے قائل ہوگئے اور کہنے لگے کہ اس فاضل عصر اور علامۂ دہر کا علم اور فضل ہم سب سے زیادہ ہے اور یہ بھی بولے کہ حق تو یہ ہے کہ ہماری ساری عمر جہل اور نادانی میں کٹ گئی اور اس وادی کا راہ آج تک ہمکو نہیں ملا اور ہمنے منطق اور فلسفے کے پیچھے پڑ کر ساری عمر برباد کر دی غرض اسی آیت مذکورۂ بالا کا وعظ تین جمعہ تک ہوتا رہا - اثنائے اقامت لکھنو میں نواب معتمد الدولہ نائب سلطنت نے آپکی دعوت کی بہت عجز اور انکساری سے آپکو اپنے گھر بلایا حضرت سید صاحب مع مولانا محمد اسمٰعیل شہید و مولوی عبد الحی صاحب اور دو تین خاص لوگوں کے بوقت شب نواب معتمد الدولہ کے یہاں تشریف لیگئے بعد مصافحہ اور معانقہ کے جب آپ اُس مجلس میں رونق افزا ہوئے تو سبحان علی خان نے (جو ایک مشہور علامۂ دہر اور جلیس خاص نواب صاحب موصوف سے تھا) ہر دو مولانا سے معنی حدیث اَلْحَیَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ کے دریافت کئے مولوی عبد الحی صاحب نے حضرت سید صاحب

سے اجازت لیکر اول معانی حدیث جسکا یہ ایک ٹکڑا ہے پڑھی اور پھر اسکی تقریر کی - سید صاحب نے اسکی تقریر دلپذیر کی
کہ سب عالم اور جاہل جو اس مجلس میں حاضر تھے آفرین اور تحسین کرنے لگے اسکے بعد جب آپ ٹونک آئے تو اول امام
نواب معتمد الدولہ نے پانچ ہزار روپیہ نقد آپکی نذر کرکے آپکو رخصت کیا - غرض سید صاحب تمام ملک میں
سید صاحب کی بیعت سے مشرف ہوئے مگر مولانا محمد اشرف صاحب جو اس ملک کے علماء میں معقول و
منقول میں مشہور اور ظرافت اور ذہانت میں معروف تھے بوجہ اسکی ... سید صاحب آپکی بیعت سے
پرہیز کرتے تھے آخر جب انکا بھی نصیب ہوا تو انہوں نے مولوی ولایت علی صاحب علیہ الرحمۃ کو جو
اسوقت اُنکے پاس معقول اور منقول کی تحصیل کرتے تھے واسطے تفتیش اور دریافت کرنے حال سید صاحب
کے انکی خدمت میں بھیجا اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ میں تنہائی میں آپ سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں جب یہ پیغام
سید صاحب کو پہونچا تو آپنے فوراً ملاقات تنہائی کی منظور کرلیا اور دوسرے دن بعد عصر حاضر ہونیکی اجازت
دی اسکے دوسرے روز مولانا محمد اشرف صاحب باجماعت مولوی ولایت علی صاحب علیہ الرحمۃ بوقت عصر
حضور میں حاضر ہوکر ایک علیحدہ مکان میں آپکی ملاقات سے مشرف ہوئے اس مکان میں جناب سید صاحب
اور مولانا محمد اشرف صاحب اور مولوی ولایت علی صاحب صرف تین آدمی تھے - مولوی محمد اشرف صاحب
نے بعد مزاج پرسی کے عرض کیا الحمد للہ رب العزت نے جناب رسالتمآب کو وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا
رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ فرمایا ہے اسکی تفصیل کیونکر ہے تب سید صاحب نے کلام الٰہی و کلام رسالت سے اسکا بیان فرمایا
ان دونوں صاحبوں کا یہ حال تھا کہ رو رہے تھے آنسوؤں سے ڈاڑھی تر ہوگئی تھی صاحب مقالات طریقت
لکھتا ہے کہ مولوی محمد اشرف صاحب نے سورۂ والضحیٰ کی تفسیر پوچھی تھی غرض جو جو آپنے بیان کیا کہ مولوی
محمد اشرف صاحب نے باوجود اسقدر علم اور کمال کے وہ بیان نہ کبھی سنا تھا اور نہ کسی کتاب میں دیکھا تھا
مبہوت ہوگئے اور سوا اسکے اور کچھ نہ بن آیا کہ ان دونوں عالموں نے اپنے ہاتھ واسطے بیعت کے پھیلا کر آپکے
ہاتھ پر بیعت کی اور عذر کیا کہ یہ جو ہماری نا سمجھی تھا کہ حضور سے ملاقات تنہائی کی درخواست کی
تھی اب معاف کیجئے اور ہمکو اپنے خادمان خاص سے تصور فرمائیے - صاحب مقالات طریقت یہ بھی لکھتا
ہے کہ مولوی محمد اشرف صاحب فرماتے تھے کہ جس روز میں نے سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی اسی رات
کو جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا اور اسکے سوا اور جو جو فیض و برکات اس
بیعت سے مجھکو حاصل ہوئے میں اُنکا بیان نہیں کرسکتا ہوں - مؤرخ اس بات پر متفق ہیں کہ آپکی بیعت
میں ایک بڑی برکت اور ظاہر علامت آپکی کرامت اور عادہ برکت کی تھی کہ بیعت کرنیکے ساتھ ہی آدمی کا رنگ
ڈھنگ بدل جاتا تھا فاسق سا فاسق اور بدکار سا بدکار ایکدم میں متقی اور ولی ہوجاتا تھا اور خمیر محبت الٰہی سے

انھیں نے رجوع کیا اور [illegible] سے آنکھ جاتی رہی تھی ۔

نواب شمس الدولہ مرحوم لکھتے ہیں کہ بوقت قیام لکھنؤ کے جب ایک روز آپ اپنی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے ناگاہ ایک نوجوان حسین شہزادہ یا امیرزادہ ملبوس فاخرہ مجلس مقدس میں حاضر ہوکر [illegible] اظہار ارادت اور [illegible] کا کرنے لگا اور سائل توجہ اور فیض کا آپ سے ہوا آپ نے اسوقت اپنے ایک مرید خاص کو اُسکے توجہ دینے کا حکم دیا اُس شخص نے اسکو گوشہ میں لیجا کر [illegible] اپنے مقابل بٹھلا کر [illegible] شغل [illegible] کا اسکو تعلیم کیا کہ آپ [illegible] آنکھیں بند کرکے بیٹھو [illegible] اور کہا کہ [illegible] شغل [illegible] ہوا اس سے [illegible] کوئی شغل [illegible] تب اُس [illegible] نے سلطان الاذکار کی اسکو تعلیم دی [illegible] شغل سابق ایک [illegible] آنکھیں بند کرکے پھر کھولدیں اور کہا کہ اس شغل سے [illegible] شغل [illegible] تیسری بار کی توجہ میں بفضل الٰہی [illegible] بیہوش ہوکر [illegible] اور [illegible] صاحب [illegible] کوئی جواب [illegible] [illegible]

[illegible] فردوس ہوا

[illegible] صاحب [illegible] کے مکان پر تشریف لیگئے اُسوقت مولوی [illegible] صاحب [illegible]

مولوی اسمٰعیل صاحب کا مجتہد کے مکان پر جا کر تقیہ اور نفاق کا فرق دریافت کرنا

تھے۔ مولانا شہید بطرز دلیرانہ سلام علیک کرکے وہان بیٹھ گئے۔ چونکہ مجتہد صاحب کے یہان سوائے بندگی
اور آداب اور تسلیمات کے سلام علیک کا دستور نہ تھا اُنہون نے متعجب ہوکر پوچھا تم کون ہو اور کہان سے
آنا ہوا مولانا نے جواب دیا کہ مین ایک مسافر سپاہی ہون ایک مسئلہ کی تحقیق کرنے کو آپکے پاس آیا ہون
مجتہد صاحب نے فرمایا کہ وہ کیا مسئلہ ہے مولانا نے عرض کیا کہ تقیہ اور نفاق مین کیا فرق ہے ذرا اسکو سمجھا
دیجئے مجتہد صاحب نے بہت سے دلائل سے اُن دونو کا فرق بیان کیا مولانا نے اُن سب دلائل کو رد کرکے
دونو کو ایک کرکے دکھا دیا تب مجتہد صاحب نے اور دلائل اپنے دعوے کے بیان کئے مولانا نے اُن دلائل
کو بھی رد کردیا مجتہد صاحب نے تیسری بار اور وجوہات معقول اُنکے فرق کی پیش کین مگر مولانا نے اُنکو بھی
فورًا رد کردیا تب تو مجتہد صاحب کی آنکھین کھلگئین اور اپنے دلمین کہا کہ یہ کیسا سپاہی ہے جو ہمارے دلائل
کا ایک شمہ بھی باقی نہین چھوڑتا۔ مجتہد صاحب اپنے طالب علمون کے سامنے لاجواب ہوکر بہت خفیف ہوے
اور سمجھ گئے کہ نرا سپاہی ہی نہین ہے بلکہ کوئی بڑا علامۂ دہر اور فاضل عصر ہے اُسوقت مولانا سے پوچھا کہ آپکا اسم
شریف کیا ہے مولانا نے کہا عاجز عبد العبد ہے۔ اُسوقت مجتہد صاحب نے اپنے طلبا کے سامنے اپنی خفت
دور کرنیکو یہ بات بنائی کہ ایسے مسائل زبانی تقریر سے طے نہین ہوسکتے آپ تحریری بحث کرین تب مولانا
سلام علیک کرکے وہان سے چل دیے مجتہد صاحب نے آپکے پیچھے آدمی دوڑا کر فرمایا کہ دیکھو یہ کون شخص ہے
اور کہان کو جاتا ہے۔ اُن آدمیون نے بعد دریافت مجتہد صاحب سے جاکر کہا کہ یہ مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی مرید
رشید سید صاحب کے ہین تب مجتہد صاحب نے چند آدمی آپکے پیچھے دوڑا کر بمنت و آرزو آپکو واپس بلوا بھیجا
جب آپ دوبارہ مجتہد صاحب کے مکان پر پہونچے تو مجتہد صاحب نے سروقد اُٹھکر بہت تعظیم سے آپسے معانقہ اور
مصافحہ کیا اور اول بار بہ آداب پیش آنیکی معذرت کی مولانا تھوڑی دیر بیٹھکر پھر رخصت ہوکر اپنے پیر و
مرشد کی خدمت مین حاضر ہو گئے مجتہد صاحب نے جملہ اکابر علماء شیعہ کو جمع کرکے ایک بڑا لمبا چوڑا استفتا امر متنازع
فیہ کا مع جواب مدلل بدلائل عقلی و نقلی و حوالہ جات لغات مشکلہ و مضامین تفاسیر و احادیث و کتب سیر و تواریخ
وغیرہ لکھکر آپکے پاس بھیجا۔ جب مولوی دلدار علی صاحب کا آدمی اس کاغذ کو لیکر آیا مولانا صاحب بہیئت
ایک سپاہی کے گلے مین تلوار لٹکائے ہوے ٹہل رہے تھے اور مولوی عبد الحی صاحب مع چند آدمیون کے
ایک طرف کو بیٹھے تھے حامل کو ہرگز شک بھی نہوا کہ یہ سپاہی مسلح بشمشیر مولوی ہوگا اُسنے مولوی عبد الحی
صاحب کو مولانا محمد اسمٰعیل اپنا مکتوب الیہ سمجھکر کاغذ اُنکے حوالہ کردیا مولوی عبد الحی صاحب نے اُن مضامین
ادق کو جو اُس کاغذ مین بھرے تھے دیکھکر سمجھا کہ بلا موجودگی صدہا کتب ہر علم اور فن کے جنکا حوالہ اس کاغذ مین
ہے اسکا جواب لاجواب تحریر ہونا محال ہے اور یہ سب کتابین ایسی حالت سفر مین یک بیک میسر ہونا دشوار ہے

خیر بعد ملاحظہ کے مولوی عبد الحی صاحب نے اُس کاغذ کو مولانا شہید کے پاس بھجوا دیا مولانا شہید نے جب تخلیے میں اُس
کاغذ کو اول سے آخر تک دیکھا اور اُسی دم کاغذ اور قلم دوات لیکر ایک چٹائی پر بیٹھ گئے اور تھوڑی دیر میں جواب
بجواب اُس مسئلہ مجتہد کلہ کا لکھکر قیاسی و دلائل مندرجہ کاغذ کو اس خوبی سے رد کر دیا کہ پھر اُسکا رد جناب مجتہد صاحب
سے نہ بن آیا - مگر افسوس ہے کہ اس بحث کے کاغذات باوجود تلاش کے آج تک ہمکو نہیں ملے - بوقت قیام لکھنؤ
کے مولانا شہید نے چاہا کہ کچھ شیعوں کے رد میں بیان کریں مگر بوجہ سلطنت شیعوں کے بہت سے دور اندیش
لوگ آپکو مانع ہوئے مگر آپنے فرمایا کہ حکیم کو ضرور ہے کہ جو مرض ہو اُسی کی دوا دیوے اسوقت مرض رفض میان
حد اعتدال سے گذرا ہوا ہے اسواسطے مجھکو اُسی مرض کا علاج کرنا ضرور ہے اور میں اسکی کچھ پروا نہیں کرتا کہ کوئی
خوش ہو یا ناخوش ہو چنانچہ آپنے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ الآیہ کا بیان شروع کیا اور اسی آیت
سے ترتیب خلافت اور فضائل خلفاء راشدین خوبی سے بیان کیے کہ شیعوں سے سوا اسکے اور کچھ نہ بن آیا کہ
اس آیت کی ترتیب کو جامع القرآن حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے بدل ڈالا ہے اُسوقت مولانا شہید نے
ایک تاریخی قصہ عہد نادر شاہ درانی کا بیان فرمایا کہ اُسوقت بھی شیعوں نے جب نادر شاہ نے اپنے سامنے
بحث کرائی تھی اس آیت کے زیر بالا ہونیکا عذر کیا تھا مگر جب نادر شاہ نے علماء یہود و نصاریٰ سے جنکی
کتابوں کا حوالہ اس رکوع میں ہے استفسار کیا تو اُنہوں نے کہا تھا کہ ہماری کتابوں میں بھی ترتیب
خلافت خلفاء راشدین حتی آخر الزمان کی اسی طرح پر ہے اُسوقت نادر شاہ کا غصہ بھڑکا چنانچہ اُسی غصہ میں
اُسنے چند شیعوں کو قتل کرا کے آپ رفض سے تائب ہو گیا تھا ٭

مولوی مرزا حسن علی صاحب محدث لکھنوی مولوی عبد الحی صاحب و مولوی اسمٰعیل صاحب
کے وعظ میں ہجوم خلائق دیکھکر ذرا حسد اپنے توابعین سے فرمایا کرتے تھے کہ میں بھی قرآن و حدیث کا وعظ
کرتا ہوں اور یہ دونو عالم بھی قرآن و حدیث کا وعظ کرتے ہیں مگر میرے وعظ میں دس پانچ آدمی سے زیادہ
جمع نہیں ہوتے اور انکے وعظ میں سارا شہر ٹوٹا پڑتا ہے مسجدوں میں سامعین کو بیٹھنے کی جگہ بھی نہیں
ملتی - مولوی عبد الحی صاحب نے اس محدث خشک کا یہ کلام سنکر فرمایا تھا کہ اس سید بابرکت کی تشریف
آوری کے قبل ہمارا بھی ایسا ہی حال تھا مگر جب برسوں اس ہادی وقت کے سامنے ہم دو زانو بیٹھے
ہیں تب یہ تاثیر انکی برکت سے ہماری زبان میں پیدا ہوئی جس پر خلقت شیدا ہو رہی ہے اور مولوی اسمٰعیل
صاحب بھی فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے وعظ سے گو ہزاروں خلقت راہ راست پر آگئی مگر وہ طریقہ توسط جو ہمنے
سید صاحب سے سیکھا ہے کسی نے اختیار نہیں کیا اکثر آدمی راہ افراط و تفریط کی چلتے ہیں ٭
قریب ایک ماہ تک سید صاحب کا قیام لکھنؤ میں رہا اس عرصہ میں ہزارہا خلقت شرفا و

علماء اہل حرمین و مدینہ الطیبہ [illegible] آپکی حدیث سے مشرف ہوئے ۔ جو [illegible] کے بعد آپ اپنے
وطن پھلت کو تشریف لے آئے

ان ایام میں آپکی مراجعت کا [illegible] شہر [illegible] ہوا [illegible]
اور [illegible] مکان [illegible] کے واسطے کافی نہ تھا [illegible]
طرف [illegible] ایک [illegible] مکان [illegible] کے تعمیر [illegible]
[illegible] اور [illegible] منگوا کر ایک [illegible] آپ [illegible] اور [illegible]
[illegible] شروع کی [illegible] اس وقت [illegible] عرض کی [illegible] آپ [illegible]
[illegible] کے واسطے حاضر [illegible] آپ نے فرمایا [illegible] وقت [illegible]
[illegible] اپنے سر مبارک پر [illegible] اٹھا کر [illegible] اور [illegible] اس کام
میں [illegible] شریک [illegible] اور [illegible] کام کرو [illegible]
کام [illegible] کروں ۔ حاصل کلام یہ ہے کہ [illegible]
[illegible] تیار [illegible] اور [illegible] ایک [illegible]
[illegible] کے واسطے خالی کر دیا ۔ اس [illegible] اتفاق سے [illegible] آپ [illegible]
[illegible] وقت [illegible] ظہر [illegible] کام [illegible] تھا ۔ اس [illegible] کے [illegible] ایک بڑا بھاری
درخت اس مکان [illegible] فاصلہ [illegible] درخت [illegible]
[illegible] درخت کسی طرح سے اس مکان کے [illegible]
[illegible] درخت ایسا بھاری اور [illegible] تھا کہ [illegible]
[illegible] لوگوں نے [illegible]
اس وقت [illegible] موجود [illegible]
[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] اس درخت کو [illegible]
[illegible] آخر کار [illegible] دعا کی [illegible]
[illegible] درخت [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] درخت [illegible]

اور تھوڑی دیر مین منزل مقصود تک پہونچ گیا۔ اُسوقت سب دوسرے آدمی ہنستے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے
کہ حضرت جب ایسا کرنا تھا تو ہماری زور آزمائی کی کیا ضرورت تھی آپکے ساتھ ساتھ چلے آتے تھے اور حضرت
یہ فرماتے جاتے تھے کہ بھائیو یہ برکت تم ہی لوگون کی ہے ورنہ مین تو ایک بندہ خاکسار ہون۔ صاحب مخزن
لکھتا ہے کہ اُسوقت آپ پر ایک حالت مجذوبانہ ہو رہی تھی اُسی حالت مین آپ ایسا دھکا دیتے تھے کہ وہ
مثل گیند کے آگے آگے لڑکتا چلا جاتا تھا ؎

اِس مکان کی تعمیر کے بعد آپنے دو مسجد ایک متصل تکیہ شاہ علم اللہ صاحب قدس سرہ اور ایک وسط
شہر بانس بریلی مین تعمیر کین تاکہ سنت اپنے جد امجد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کیونکہ انہون نے بھی دو مسجدین یعنی
ایک مسجد قبا اور دوسری مسجد نبوی تعمیر کی تھی ادا ہو جائے - یہ دونو مسجدین بھی تین مہینے کے اندر تیار ہو گئین
اور بوقت تعمیر ان دونو مسجدون کے بھی مثل دوسرے لوگون کے بغرض ادائے سنت اپنے جد امجد کے آپ
بھی سب کام اپنے ہاتھ سے کرتے تھے - ان مسجدون کی تعمیر پر مزدورون کا کام خود آپ یا آپکے یار کیا کرتے تھے
صاحب مخزن لکھتا ہے کہ جس کسیکو باشارۂ حق سبحانہ تعالی سید صاحب بہ نیت برکت ایک روپیہ
بھی دیدیتے تھے تو وہ شخص مالدار ہو جاتا تھا فقر و فاقہ اُسکے گرد نہ پھٹکتا تھا - یہی مؤلف خود اپنی والدہ کا چشمدید
سید صاحب کی تھی ایک واقعہ اسی قسم کا لکھتا ہے کہ میری والدہ کو سید صاحب نے ایک روپیہ بہ نیت
نزول برکت دیا تھا سو میری والدہ نے اُس روپیہ کو ایک صندوقچہ مین رکھ لیا اور جسقدر روپیون کی اُنکو ضرورت
ہوتی اُس صندوقچہ سے نکالکر خرچ کیا کرتی تھین اُسمین کبھی کمی نہ ہوتی - ایک مرتبہ والدۂ مؤلف نے ذکر اس
برکت کا حضرت کی مجلس مین کیا تو حضرت نے حال اس برکت کا سنکر سجدہ شکر ادا کیا اور پھر اپنی بہن کی طرف
مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے ہمشیرہ بموجب حدیث نبوی کے اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِی بِی تمہارے خیال کے
موافق تمہارے رب نے وہ برکت اُس ایک روپیہ کے سبب سے کی اور اپنے خزانہ غیب سے اُس صندوق کے اندر
بموجب تمہارے ظن کے روپیے پہونچا دیئے ورنہ اصل بات یہ ہے کہ وہ روپیہ کچھ نہین دیتا بلکہ جس کسیکو
بہ نیت برکت مین روپیہ دیتا ہون اللہ تعالی اُسکے گھر مین برکت کرتا ہے اور طرح طرح کے حیلون اور ذریعون
سے اُسکی ہر حاجت کو پوری کر دیتا ہے۔ مؤلف مذکور لکھتا ہے کہ اس تاریخ کے بعد سے میری والدہ کے ساتھ
بھی یہی کیفیت برکت کی جاری ہو گئی یعنی جب اُنکو کچھ حاجت ہوتی تو اللہ تعالی کچھ نہ کچھ سبب کھڑا کر کے
اپنے خزانہ غیب سے اُنکی حاجت پوری کر دیتا مگر صندوقچہ کے اندر بڑھنا روپیہ کا بند ہو گیا۔

صاحب مقالات طریقت لکھتا ہے کہ بریلی مین عشاقی نام ایک زنانہ (مخنث) رہتا تھا مثل عورتون کے
ہاتھ پاؤن مین مہندی لگاتا اور کپڑے چھڑے اور چوڑیان پہنتا - اور ڈاڑھی مونچھ منڈوا کر عورتون کی طرح

کیا چال اُنکا اُنگلی چلی کرتا اور سرخ کپڑے پہنتا تھا ہزاروں جگت اور چٹکلے اور فقرے اُسکو یاد تھے اپنے فن کا بڑا اُستاد اور نہایت حاضر جواب تھا - جب سید صاحب کی شہرت ہوئی اور ہزاروں خلقت آپسے فیض پانے لگی تو اُسکے بھی نصیب بیدار ہوئے اور اُسکی ازلی قبولیت نے جو ان خرافاتوں میں مکنون او مستور تھی جوش مارا - اُسکے دل میں بھی حاضری خدمت اور توبہ کرنیکا شوق پیدا ہوا - اول اُسنے جو مسخرہ کرکے کچھ روپیہ جمع کیا اور اُس روپیہ سے ایک جوڑا شرعی لباس کا تیار کرایا جب یہ سب تیار ہو چکا تو پھر ایک دن اُس ہیئت اور شکل سے کچھ شیرینی اور وہ شرعی جوڑا لئے ہوئے خدمت شریف میں حاضر ہوا اُسوقت مولوی عبد الحی صاحب وعظ فرما رہے تھے یہ میان مسخرہ اُس مجلس کے کنارہ پر پہونچکر ادب سے دور ہی کھڑا رہا - حاضرین مجلس اُسکی وضع اور ہیئت دیکھکر بہت متعجب ہوئے - بعد تمام ہو جانے وعظ کے حضرت سید صاحب کی نظر فیض اثر اُس طالب راہ حق پر جا پڑی آپنے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون ہے انہوں نے عرض کیا کہ کوئی زنانہ ہے تب آپنے بہت نرمی اور محبت سے اُسکو نزدیک بلایا اور پوچھا کہ کیا ارادہ ہے اُسنے اپنے زنانے کے قاعدہ میں جواب دیا کہ واری جاؤں بلائیں لوں میان کی قدموں میں آئی ہوں حاضر ہونگی جو حکم ہوگا آپنے فرمایا بسم اللہ دیر کیا ہے اُسوقت اُس نے بیعت کی وہ سب زنانہ لباس اُسپر سے اُتار دیا اور وہ شرعی جوڑا جو وہ ساتھ لایا تھا پہنوا کر ہدایت اللہ اُسکا نام رکھا - اُسوقت صرف اُسکا نام اور لباس ہی نہیں بدلا بلکہ برکت بیعت کے اُسی گھڑی اُسکے باطن اور اندرونی خیالات کی کایا پلٹ ہوگئی اب یہ میان ہدایت اللہ نہایت متقی اور پرہیزگار اور شجاع اور بہادر ہوگیا - وہ زنانی زمانہ جو چند روز پیشتر بریلی کی گلیوں میں زنانہ لباس پہنے ہوئے غزلیں گاتا پھرتا تھا سینہ میں محبت الٰہی کی آگ اُسکی آنکھوں میں شعلہ ہو گئیں اگر اسوقت کوئی صدا اُسکے منہ سے نکلتی تھی تو سبحان اللہ و الحمد للہ و اللہ اکبر اس سوز و گداز سے بلند ہوتا تھا کہ سننے والوں کے دل ہل جاتے تھے اب بجائے چوڑیان اور کنگھون کے اُسکے ہاتھ میں شمشیر اور بجائے ڈھولک کے اُسکی پیٹھ پر ڈھال لٹکی رہتی تھی اب وہی زنانہ آپکے ہمراہ رکاب اکابر خراسان کو گیا اور داد مردانگی کی دیکر آخر شہید ہوا اور مراد کو پہونچ گیا -

نواب وزیر الدولہ مرحوم لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک مجذوب جو سراسر بیہوش تھا آپسے دوچار ہوگیا آپنے تھوڑی سی توجہ اُسکی طرف کی وہ اُسی دم ہوش میں آگیا آپکے ساتھ ہو لیا اور ٹھیک سالک باخدا ہوا اور تادم شہادت آپکی خدمت میں رہکر ایک بڑے معرکہ جنگ میں داد مردانگی کی دیکر شہید ہوا - پھر وہی مؤلف لکھتے ہیں کہ اسی طرح بہت سے مجانین اور دیوانے اور مجذوب آپکی ایک نظر فیض اثر سے ہوش میں آکر سالک ہوجاتے تھے - اور جنکے واسطے آپنے دعا کے لئے ہاتھ اُٹھایا یا بدن پر ہاتھ پھیرا یا پڑھکر دم کر دیا خدا نے اچھا ہو کر ہوش میں آگیا ؛

اسکے بعد نواب صاحب مرحوم ایک واقعہ عجیبہ تحریر کرتے ہین کہ ایکدن جب آپ اپنی مجلس مین رونق افروز
تھے دو کسبی عورتین جو نہایت حسین جمیل تھین لباس اور زیور سے آراستہ پیراستہ کنارۂ مجلس بلا تکلف پاس پر
آکر با ادب کھڑی ہوگئین اور اپنے معمولی طریقے سے بہت جھک کر آداب تسلیمات بجا لائین حاضرین مجلس انکو
ناپاک سمجھ کر دور دور کرنے لگے مگر جو انکے کچھ نصیب جاگے تو سید صاحب کی نظر ہدایت اثر انپر جا پڑی آپنے انکو
فوراً انکو اپنی مسجد مین بلایا اور چند کلمے نصیحت آمیز انکو سنا کر اللہ کے خوف سے ڈرایا پس آپکے کلام معجز نظام
انکے سینون کے وار پار ہوکر مارے خوف الٰہی کے تھرتھرا گئین اور ڈھاڑین مار کر رونے لگین اور اسی وقت اپنے
افعال ناشایستہ سے آپکے ہاتھ پر توبہ کرکے حسب قاعدہ شریعت کے دو مسلمانون کے نکاح مین داخل ہوگئین
اور تادم زیست یاد الٰہی مین مشغول رہکر عمدہ خانہ داری کے ساتھ اپنے رب سے جا ملین۔ نواب صاحب مرحوم نے ایک
شخص کا خدمت بابرکت مین حاضر ہوکر تائب ہونا اور آپکے ساتھ خراسان مین جاکر شہید ہونے کا بھی اجمالی
شامل قصہ میان مصفائی تخم ہدایت اللہ کے بیان کیا ہے۔ پھر نواب صاحب لکھتے ہین کہ اس بزرگ تاثیر
کے سبب آپکے مخالف اور شقی ازلی زبان طعن اقوال قدیم گفتار دون کے آپکو جادوگر بتلایا کرتے تھے اور مارے
ڈر کے آپکی نظر ہدایت اثر کے سامنے نہ ہوتے تھے اور نہ آپکی مجلس مین آتے تھے اور کہتے تھے کہ جو کوئی آپکے سامنے
جاتا ہے وہ سحر مین پھنس کر گرویدہ ہو جاتا ہے۔ پھر اسکے بعد نواب صاحب مرحوم تحریر کرتے ہین کہ اطراف
ہندوستان مین صرف آپ ہی کے سبب سے ہدایت پھیلی اور آپ ہی کی ذات بابرکات کے باعث سے
ہندوستان کا شرک و بدعت دور ہوا پھر لکھتے ہین کہ آپکو مقام دعا اور مرتبہ دعوت مین بڑی مہارت اور
مشق تھی گھنٹون اور پہرون تک آپ رو رو کر دعائین مانگا کرتے تھے۔ جب آپ کسی اہم امر کے واسطے دعا
کرتے تھے تو حاضرین مجلس سے آمین کہلوایا کرتے تھے۔ جب بڑے بڑے مجمعون مین آپ دعا کے واسطے
ہاتھ اٹھا کر باواز بلند نہایت عجز اور انکساری سے بعد اظہار عبودیت سوال کے دعا کرتے اسوقت حاضرین مجلس
پر ایک عجیب رقت طاری ہوتی تھی روتے روتے ہچکیان بندھ جاتی تھین بلکہ اکثر آدمی بیہوش ہو جایا
کرتے تھے اور جب بعد معلوم کرلیتے تھے کہ آپ کسی خاص مطلب کے واسطے ہاتھ اٹھاتے تو کبھی ایسا نہوا
کہ وہ مطلب حاصل نہوا ہو۔ اور آپکی خدمت مین حاضر رہنے سے صفائی قلب اور تزکیہ نفس ایسا جلد ہو جاتا
تھا کہ سینکڑون چلون اور برسون کی ریاضت مین بھی وہ بات حاصل نہو۔ آپکی عادت شریفہ یہ تھا کہ
مولویون کو مولانا کہکر پکارا کرتے تھے۔ آپکے خشوع خضوع اور لذت عبادات کا بھی یہ حال تھا کہ دو گھنٹہ
نماز تہجد دو پہر مین تمام کیا کرتے تھے اور بیعت لینے کے وقت ہر ایک مرید کو تہجد پڑھنے کی تاکید اکید فرمایا کرتے
تھے اسوقت کیا مرد و عورت ہندوستان مین تہجد گذار تھے بقول شاعر سے ع [illegible]

[illegible]

لیئے بہت تیار ہو اپنے شوہر سے ہوئی ہو جو کوئی ہم بستر ہو اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ جو کچھ مجکو حاصل ہوا وہ بسبب برکت نماز تہجد کے حاصل ہوا اور پیرنے کی بھی آپکو ایسی مشق تھی کہ آپ غوطہ لگا کر تہ دریا مین دو رکعت نفل پڑھ لیتے تھے - اور با این تن و توش اور قوت و شجاعت کے آپ کھانا بہت کم کھاتے تھے بلکہ ایک روز آپنے فرمایا کہ بھائیو یہ مت سمجھو کہ باعث میری حیات کا یہ کھانا پانی ہے بلکہ ایسا ہرگز نہین ہے میری زندگانی کا سبب یاد الٰہی ہے اگر یاد الٰہی سے ذرا بھی غافل ہو جاؤن تو فوراً میرا دم نکل جاوے ٭

مولوی مرتضیٰ خان صاحب تحریر کرتے ہین کہ آپنے فرمایا کہ بھائیو مین تمکو قرآن مجید کی ایک مثال ہندی زبان مین سناتا ہون جس سے تم اصل مطلب نزول قرآن مجید کا سمجھ لوگے - سو اسکو اسطرح سے سمجھنا چاہئے جیسے ایک شہنشاہ ہے اُسنے اپنے بہت سے غلام اور لونڈیون کو ایک ملک مین بھیجا اور پھر اپنے کسی مقرب کی معرفت ایک فرمان شاہی اُنکے پاس روانہ کیا تب اُس مقرب نے وہان پہونچکر وہ فرمان اُنکو سنایا - اب اُسکو سنکر وہ لوگ تین فرقے ہو گئے - ایک فرقے نے فرمان کو سنکر صاف انکار کیا اور کہا کہ نہ یہ فرمان شاہی ہے اور نہ تم بادشاہ کی طرف سے آئے ہو بلکہ یہ سب تمہاری بناوٹ ہے سو یہ فرقہ بوجہ اپنے انکار اور نافرمانی کے باغی اور سرکش ہوا اس فرقے کے لوگ جب گرفتار ہوکر بادشاہ کے پاس آتے ہین تو سخت قید مین دائم الحبس کئے جاتے ہین اور ہمیشہ کے واسطے طرح طرح کے عذاب مین گرفتار رہتے ہین - دوسرے فرقے فرمان شاہی کو سنکر کہنے لگا کہ بلاشبہ یہ فرمان سلطانی ہے اور آوردہ فرمان بھی بلاشک مقرب شاہی ہے انہون نے اُس فرمان کو چوما چاٹا اور سر پر رکھا اور ہاتھ باندھ کر اُسکے سامنے کھڑے ہو رہے مگر جو حکم اُسمین آسان تھے اُنپر چلنے لگے اور مشکل حکمون سے جی چرایا سو یہ فرقہ نمک حرامونکا ہے - تیسرے فرقے نے فرمان شاہی کو سنکر اُسکے کل حکمون کو مان لیا اور آوردہ فرمان کو مقرب مرسلہ سلطانی یقین کرکے اُسکی اطاعت اور فرمانبرداری کی سو یہ تیسرا فرقہ نمک حلالون کا ہے - سو قرآن مجید نے بنی آدم کو تین فرقون یعنی کافرون اور منافقون اور مسلمانون مین تقسیم کر دیا - مسلمان فرمانبردار اور حکم بردار کو کہتے ہین پس جو سارے حکمون پر ہے وہی مسلمان یعنی فرمانبردار اور حکم بردار ہے ٭

نیز مولوی مرتضیٰ خان صاحب تحریر فرماتے ہین کہ میر امید علی صاحب باشندہ لکھنؤ کو جو ایک بڑے دیندار پرہیزگار اور متقی قطب لکھنؤ کے مشہور تھے سید صاحب کے ظہور سے قبل اُنکو یہ الہام ہوا تھا کہ اب عنقریب ایک امام مسلمانون مین پیدا ہونگے اور اُنسے خلقت کو بہت ہدایت ہوگی سو جب سید صاحب کا ظہور ہوا میر امید علی صاحب القاء ربانی سے سید صاحب کو امام ملہم سمجھ کر آپکے مرید اور فرمانبردار ہو گئے تھے جب سید صاحب بریلی مین مقیم تھے ایکمرتبہ میر امید علی صاحب آپکی زیارت کے واسطے

لکھنؤ سے تشریف لائے ہوئے تھے اُنہیں ایام میں فقیر محمد خان صاحب افسر فوج سرکار لکھنؤ نے جو سید صاحب کے
مریدان ناصر سے تھے (ایک بڑی مضبوط گڑھی باغیوں کا محاصرہ کئے ہوئے تھے اور وہ گڑھی باوجود کثرت
جمیعت کے حملوں سے فتح نہ ہوتی تھی) اسوقت لاچار ہوکر فقیر محمد خان صاحب نے حضور سید صاحب کو ایک عرضی
اس مضمون کی روانہ کی کہ آپ واسطے فتح ہونے گڑھی کے دعا کریں اور میر امید علی صاحب کو میرے پاس
بھیجدیں - غرض سید صاحب نے دعا کی اور میر امید علی صاحب کو اُنکے پاس بھیجا سو میر امید علی صاحب
کا وہاں پہونچنا تھا کہ گڑھی مذکور بعنایت الٰہی فوراً فتح ہوگئی - بعض لوگ یہ بھی روایت کرتے ہیں کہ اُس
گڑھی کے نہ فتح ہونے کی شان الٰہی معلوم کرکے ایک بزرگ مستجاب الدعوات اُس گڑھی کے قائم رہنے کے
واسطے وہاں بیٹھا ہوا دعا کرتا تھا اور اسی سبب سے وہ گڑھی مدت سے قائم تھی اور فوج شاہی اُس سے عاجز
آگئی تھی لیکن جب یہ برکت دعا سید صاحب کے وہ شان الٰہی پلٹی اور ایک مخاطب مرسلہ سید صاحب
وہاں پہونچے تو اُس بزرگ مستجیب گڑھی کو ابھی کہ حال متغیر ہونے شان الٰہی کا معلوم نہ تھا وہ بدستور
اُسکے قیام کی دعا کر رہا تھا اسواسطے سید صاحب نے تشریف لیکر اُسکو وہاں سے اُٹھا اور اُس سے حال متغیر ہونے
شان الٰہی کا بیان کیا تب وہ فوراً وہان سے چلا گیا اور گڑھی اُسیوقت فتح ہوگئی واللہ اعلم بالصواب

مولوی مرتضیٰ خان صاحب آپکے اخلاق اور دانائی کی ایک حکایت اسطرح لکھتے ہیں کہ ایک روز
ایک شخص دنیادار سید صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ بھی سید ہیں اور میں بھی
سید ہوں میری دو بیٹیاں جوان قابل شادی کے ہیں سو مجھکو آپ کچھ دلوا دیجئے جس سے اُنکا بیاہ ہو جائے
آپنے فرمایا کہ سید بھائی آپکی بیٹیاں ہماری بھتیجیاں ہیں ہم اُنکے نکاح ہو جانے کے واسطے آپکو بہتر روپیہ
دینگے مگر جو تمنے اپنے خیال سے اپنے دل میں تجویز کر رکھا ہے کہ یہ چیز بھی ہو اور وہ چیز بھی ہو سو اس خیال
کو تو تم موقوف کرو اور جسطرح اللہ اور اُسکے رسول نے بیاہ کے مقدمہ میں حکم دیا ہے اُسپر عمل کرو اسواسطے ہم
اپنا ایک آدمی تمہارے ساتھ کر دیتے ہیں موافق قرآن و حدیث کے جو چیز اُنکے بیاہ کے واسطے درکار ہوگی سو
یہ آدمی سب مہیا کر دیویگا - اِس جواب باصواب کو سنکر وہ شخص کافور ہوگیا

وہی مولوی مرتضیٰ خانصاحب لکھتے ہیں کہ جب سفر کے وقت آپکے قافلے کے آدمی بہت خرچ
قافلہ واسطے چیرنے اور لانے لکڑیوں کے جنگل کو جاتے تو اکثر اوقات سید صاحب بھی اُنکے ساتھ جنگل
کو تشریف لیجاتے اور کلہاڑی دست مبارک میں لیکر دم بھر میں منوں لکڑیاں چیر کر پھینک دیتے جب دوسرے
لوگ آپکا یہ حال اور مشقت دیکھ کر آپ سے کلہاڑی مانگتے تو آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں تم سے قوت میں کم
نہیں ہوں اور ثواب کا تم سے زیادہ حریص ہوں +

وہی مولانا مرتضی خان صاحب لکھتے ہین کہ مین بجاے قبلہ کے بغداد کی طرف مونہہ کرکے مراقبہ کیا کرتا تھا مجھکو حاجی عبد الرحیم صاحب نے جو ایک بزرگ خادمان خاص سید صاحب سے تھے بارہا اس حرکت سے منع بھی کیا مگر مین نے نمانا اور یہ عذر کیا کہ بغداد کی طرف مونہہ کرکے بیٹھنے سے مجھکو مراقبہ مین لذت حاصل ہوتی ہے۔ ایک مرتبہ جب مین بمقام بریلی سید صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا اُسوقت حاجی عبد الرحیم صاحب نے یہ حال میرے بغداد کی طرف مراقب بیٹھنے اور میرے اصرار کرنیکا سید صاحب کے گوش گذار کر دیا لیکن سید صاحب نے یہ سارا حال سُنکر اپنی زبان مبارک سے مجھسے کچھ نہین فرمایا مگر میری طرف بہت توجہ کی مین یہ خیال کر رہا تھا کہ اُسی توجہ نے اُسی دم میرے قلب کو بدل دیا بغداد رو بیٹھنے کی بُرائی میرے دل مین قائم ہو گئی اُس تاریخ کے بعد پھر مین بغداد رو ہوکر کبھی مراقب نہین بیٹھا ۔

وہی مولانا لکھتے ہین کہ مین نے ایکروز سید صاحب سے عرض کیا کہ آپکی برکت سے مین اپنا حال پہلے سے اچھا پاتا ہون اسواسطے میری تمنا ہے کہ جو میرے دوست اور عزیز ہین آپکی برکت سے اُنکا بھی ایسا ہی حال ہوجاے۔ آپنے فرمایا کہ جب ہم تمکو خلافت دینگے اور تم مسلمانون کی خیرخواہی کروگے تو انشاء اللہ تعالی اُسوقت اُن لوگون کا حال بھی اچھا ہوجائیگا۔ پھر آپنے مجھکو خلافت عطا کی اور باواز بلند میرے واسطے بہت دعا کی اور مجھکو امید ہے کہ وہ دعائین میرے حق مین قبول ہوئی ہونگی چنانچہ منجملہ اُن دعاؤن کے ایک دعا کی قبولیت کا اثر مین ظاہر باہر دیکھتا ہون وہ یہ ہے کہ آپنے میرے واسطے دعا کی تھی کہ جو کوئی امر سے دین کے کام مین جھگڑے اور یہ حق پر ہو تو ناحق والون کو اسپر غالب نکریو۔ سو آجتک کبھی ایسا اتفاق نہین ہوا کہ کوئی ناحق والا مجھپر غالب ہوا ہو بلکہ میرے مخالفان دین کو ہمیشہ ذلت اور خواری نصیب ہوتی رہی ہے۔ بعد ملنے خلافت کے مین نے حضرت سے خیرخواہی مسلمانون کی تفصیل پوچھی تو آپنے فرمایا کہ خیرخواہی یہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان بھوکا ہو اور تمہارے پاس کھانا موجود ہو تو اُسکو کھانا کھلائیو۔ اور جب کسی مسلمان کے کپڑے پھٹے ہون اور تمہارے پاس کپڑے موجود ہون تو اُسکو کپڑے پہنائیو۔ اور اگر کسی بھائی کو روپے پیسے کی حاجت ہو تو حسب مقدور روپے پیسے سے بھی اُسکی مدد کرو۔ اور اگر کوئی مسلمان کسی کام کے واسطے تمکو کہین بھیجے اور وہان جانا خلاف شرع بھی نہو تو وہان جاکر اُسکا کام کرائیو۔ اگر وہ بیمار ہو تو اُسکی خدمت اور عیادت کرو۔ پس جب وہ تمکو اپنا دوست سمجھیگا تو تمہارے کہنے کو مانیگا کیونکہ ہر آدمی اپنے دوست کا کہنا مانتا ہے اور جب تم سمجھو کہ اُسکو تمہاری دوستی کا یقین ہوگیا تب اُسکو نصیحت کرو اُسوقت وہ ضرور تمہارے کہنے کو دل سے قبول کریگا پہلے اہل سنت والجماعت کے عقائد اُسکو بتلاؤ نماز روزہ حج زکوٰۃ کے مسائل یاد کرا ذکر فکر اور دعا اور درود و استغفار اُسکو سکھلاؤ۔ اور تنہائی مین اُسکے واسطے دعا بھی کرتے رہو

ہدایت اللہ ایسے شخص کو اپنی سیدھی راہ پر قائم کرے ۔

وہی مولانا لکھتے ہیں کہ سید صاحب نے مجھ سے اپنا حال ایکروز کا اسطرح سے بیان کیا کہ میں (یعنی سید صاحب) ایک دن مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کے دولت خانہ پر حاضر ہوا اُس وقت آپکے پاس مولوی رشید الدین صاحب بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے میں (یعنی سید صاحب) بہت دیر تک باشتغال تنہا یہ دالان میں ٹہلتا رہا کہ جب یہ صاحب تشریف لیجائیں تو میں مولانا صاحب سے کچھ عرض کروں ۔ اُسی ٹہلنے کی حالت میں مجھکو یہ الہام ہوا کہ اگر تو بندوں کی طرف التجا کریگا تو پھر ہم تیری دستگیری نکرینگے

یہ قصہ لکھنے کے بعد مولوی مرتضیٰ خانصاحب اپنی رائے اور اجتہاد سے یہ لکھتے ہیں کہ اس الہام سے معلوم ہوتا ہے کہ ان ایام میں سید صاحب کا درجہ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب سے بڑھا ہوا تھا ۔ جامع کہتا ہے کہ یہ بات تو میں نے بہت لوگوں سے سُنی ہے کہ جب سید صاحب حج کو تشریف لیگئے اُس وقت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کو سید صاحب کی علو رتبت کا حال غیب سے ظاہر ہوا اُس وقت سے مولانا صاحب یہ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے سید صاحب کے میں آنکے ہاتھ پر بیعت کرونگا وہ شرف جسکا وعدہ ہے ضرور حاصل کرونگا ۔ مگر افسوس ہے کہ یہ امید مولانا صاحب کی حاصل نہوئی کیونکہ سید صاحب کے دوبارہ دہلی آنے سے پہلے ہی مولانا صاحب کا انتقال ہوگیا تھا ۔

وہی مولانا لکھتے ہیں کہ سید صاحب نے ایکروز مجھ سے فرمایا کہ خدا کا ذکر شریعت کا مددگار ہے اور شریعت کے کام ذکر کے مددگار ہیں اور آدمی کو تین طرح کی بینائی ہوتی ہے ۔ ایک تو یہ کہ ظاہری بینائی جس سے دنیا کی تمام چیزوں اور کل موجودات کو دیکھتا ہے اس بینائی میں سب مسلمان اور کافر یکساں ہیں ۔ دوسری عقل کی بینائی آدمی اُن آنکھوں سے دین حق کے مسائل کو دیکھتا اور سمجھتا ہے اس دوسری بینائی والے اور پھر ایک تیسری بینائی عطا ہوتی ہے اور وہ دل کی بینائی ہے سو اس قلبی بینائی سے وہ بعض حالات مذکورہ دین بقدر وسعت اپنی بینائی قلبی کے دیکھتا ہے پھر آپ نے فرمایا کہ دیکھو یہ کافر اور فاجر جو کیسے ہی عقلمند ہوں مگر چونکہ عقل اور قلب کی بینائی سے اندھے ہیں اسواسطے راہ حق کی شناخت انکو ہرگز نہیں ہے ۔

صاحب مخزن لکھتے ہیں کہ جن ایام میں آپ دہلی میں تشریف رکھتے تھے بہت سے عوام الناس آیا اور انکے اطراف اور جوانب سے بطلب حضرت کے متواتر چلے آتے تھے آخر کار بیعت ایک سو آدمیوں کے آپ دہلی سے بجانب الٰہ آباد روانہ ہوئے مگر ہمیشہ یہ کیفیت رہتی تھی کہ جس گاؤں ایک میل راہ چلے نہیں پاتے تھے کہ بہت سے آدمی دیہات مختلف طرف سے جمع ہوکر کمال عجز و انکساری آپکو اپنے گاؤں میں لیجا کر قریب تمام گاؤں کے کل مسلمان مرد و عورت اور بچے آپکی بیعت سے مشرف ہو جاتے تھے اور باصرار تمام ایکدو روز اپنے یہاں رکھکر

دعوتین کیا کرتے تھے قصہ کوتاہ پھلت سے الہ آباد کو جو صرف چار منزل ہے تشریف لیجاتے کہ چودہ منزل میں آپ پہونچے
اسی سفر مین ایک روز بعد سفر کے ایک ایسے ویران گانون مین جاکر فروکش ہوئے جہان بمشکل تمام سر شتہ
و دوسری کھچڑی میسر آئی مگر کھچڑی پکانے کے واسطے کوئی برتن موجود نہ تھا تب دس بارہ ٹھیکرے مٹی کے خرید کر
انہین وہ کھچڑی پکائی گئی۔ جب پک کر تیار ہوئی تو پھر کوئی ایسا برتن موجود نہ تھا کہ جسمین ڈالکر کھائی جائے
اسواسطے ایک کنوئے کے چوبچے اور سن کو جو پختہ بنے ہوئے تھے صاف اور پاک کرکے وہ کھانا اسپر انڈیلا گیا اور
سب لوگون نے وہان بیٹھکر کھایا۔ آپ داخل الہ آباد ہوئے اور قریب دس بارہ روز کے الہ آباد مین مقام
رہا وہان ہزارہا خلقت آپکی بیعت سے مشرف ہوئی - اسی عرصے مین بہت سے خطوط طلب حضرت
کے بنارس سے پہونچے تب الہ آباد سے روانہ ہوکر دیہات مفصلہ کو ہدایت کرتے ہوئے ایک ہفتہ عشرہ
کے اندر بنارس پہونچ گئے اور وہان جاکر مسجد معروف بہ جیسیمر مین قیام ہوا اور قریب ایکماہ تک بنارس
مین مقیم رہے - اس عرصہ مین قریب دس پندرہ ہزار آدمیون کے آپکی بیعت سے مشرف ہوئے اثنائے
قیام بنارس کے آپنے اپنے ہمراہیون کو تاکید بہ سنت کردی تھی کہ یہ شہر تاریکی کفر اور شرک سے بھرا ہوا ہے تم
لوگ تاقیام اس شہر کے ذکر جہری (اور سری) ہر وقت کرتے رہا کرو اور انوار ذکر سے اس تاریکی کو دور کردو -
ایک ہفتہ آپکو بنارس مین پہونچے ہوا تھا کہ بہت سے پنڈت اور سادھو سنت لوگ ہندوون کے گروہ کے گروہ
بغرض استغاثہ اور فریاد آپکی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ جسقدر جلد ممکن ہو آپ اس شہر سے
تشریف لیجاوین آپکے ذکر اور فکر سے ایک شور عظیم ہمارے دیوتاؤن اور انکے کرشمون مین واقع ہوگیا حضرت
نے بہت ملائمت سے انکو دعوت اسلام کی مگر وہ ازلی کافر بہت اچھا اور بہت خوب کرکے چلے گئے
اثنائے قیام بنارس مین دو تین آدمی خاندان تیموریہ کے اور ایک مالدار عورت حیات النسا بیگم نامی
مدخولۃ الکسٹنس بیوکس صاحب فرنگی کی آپکی بیعت سے مشرف ہوئی - یہ عورت حضرت کی بیعت سے
مشرف ہونے کے بعد اپنے شوہر نصرانی سے ہمیشہ کے واسطے علیحدہ ہوگئی اور باقی عمر یاد الٰہی مین صرف
کرکے مسلمان ہوکر مری - مولوی مرتضی خان صاحب لکھتے ہین کہ کچھ شہزادے خاندان ٹیپو سلطان کے بھی
آپکی بیعت سے مشرف ہوئے تھے انہون نے عمدہ عمدہ قیمتی کپڑے اور قسم قسم کے تھان آپکے نذر کئے
تھے آپنے ان کپڑون کو مولوی محمد یوسف صاحب داروغہ کے حوالہ کرکے فرمایا کہ ان دنیادارون کے کپڑون
کو فروخت کرکے بعوض انکے رضائیون کے ابرے اور روئی اور گاڑھے اور گزی کے تھان انسانون کی
ضروریات کی چیزین منگواکر حاجتمند بھائی بندون مین تقسیم کردو +
ایک شیخ غلام علی صاحب الہ آبادی ایک عمدہ قالین سید صاحب کے واسطے لائے تھے شیخ غلام علی

دفعہ اول بنارس مین رونق افروز ہونا

صاحب کا دل خوش کرنیکے واسطے ایکدور آپ اُسپر بیٹھ گئے۔ اسی عرصہ مین ایکروز ایک شخص نے عرض کیا
کہ میرے پاس رضائی نہین ہے اور جاڑے سے مرتا ہون تب آپنے وہی قالین اُسکے حوالہ کردیا۔
بنارس سے روانہ ہوکر حضرت سید صاحب سلطانپور اور اُسکے مضافات کو جہان لشکر غلام
ناظم والی لکھنؤ کا مقیم تھا تشریف لیگئے اُس لشکر مین ہزارہا مرید آپکے موجود تھے کوئی دو ہفتہ تک وہان
قیام کرکے پھر دہلی اپنے مسکن مبارک کو مراجعت کرگئے۔

صاحب مخزن لکھتا ہے کہ ایام طفولیت سے آپکی طبیعت اور جبلت مین شوق و ذوق اعلاء کلمۃ اللہ
و انطفاء نائرہ کفر و بدعت بھرا ہوا تھا اسواسطے ہر گھڑی اور ہر ساعت جہاد اور قتال کفار کا ارادہ کرتے رہتے
تھے اور سرکار انگریزی گو کافر تھی مگر اُسکی مسلمان رعایا کی آزادی اور سرکار انگریزی کی بے رو ریائی اور وجہ
موجودگی ان حالات کے بموجب شریعت کے شرائط سرکار انگریزی سے جہاد کرنے کو مانع تھیں اسواسطے
آپکو منظور ہوا کہ اقوام سکھ پنجاب سے جو نہایت ظالم اور احکامات شریعت کی حارج اور مانع تھے جہاد کیا
جاوے مگر جہاد کا کام ایسا نہین ہے کہ جھٹ پٹ انجام کو پہونچ جاوے اور اس سے فارغ ہوکر اپنے گھر کو
لوٹ آوے لہذا آپنے چاہا کہ جہاد کرنے سے پہلے فرض حج کو ادا کرلیں اور بعد ادائے اس فرض کے سکون
سے جہاد شروع کرین۔ آپ نے اپنے وطن مین ٹھہرکر ارادۂ حج کے اطلاعی خطوط بنام ساکنان دہلی و
پھلت و سہارنپور وغیرہ روانہ کئے اور مولوی محمد اسمٰعیل شہید اور مولوی عبدالحی صاحب کو بھی اسی کام
کی تیاری کرنے اور اپنے قبائل لانے کے واسطے دہلی کو بھیجدیا۔ جب یہ اطلاع آپکے مریدوں اور معتقدون
کو پہونچی تو وہ لوگ اپنے اپنے باغ اور زمین وغیرہ فروخت کرکے دہلی مین آکر مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کے پاس
جمع ہوگئے اور ہر شخص اپنے شمولیت حج کے لئے بخدمت سید صاحب کے روانہ ہوئین۔

ان دنون مین کہ آپ تیاری حج کی کرتے تھے ساکنان کانپور و کوڑہ و جہان آباد و کھجوہ و فتحپور
وغیرہ کی بہت سی عرضیان بطلب حضرت کے پہونچین۔ صاحب مخزن لکھتا ہے کہ قبل از روانگی اس سفر
کانپور کے آپنے فرمایا کہ خداوند تعالی نے اس دورہ سیر مین بہت سے انعامات و سعادات کا مجھسے وعدہ فرمایا
ہے تو بھی (یعنی صاحب مخزن) اس سفر مین ہمارے ساتھ چل اور ہمیشہ اپنے اوپر واجب کرلے کہ بعد ادائے نماز
فجر تا اشراق اور بعد ادائے نماز عصر تا مغرب ہماری مجلس مین حاضر ہوکر فائدہ اخروی اٹھایا کر۔ غرض آپ بریلی
سے روانہ ہوکر دیہات ضلع کو ہدایت کرتے ہوئے ایک ہفتہ کے بعد دریائے گنگا سے پار ہوکر آپ کانپور
پہونچے اور وہاں سید محمد یٰسین صاحب کے مکان پر قیام فرمایا۔ کانپور مین بھی ہزارہا خلقت آپکی بیعت
سے مشرف ہوئی منجملہ بیعت کنندگان کے مسٹر رو صاحب فرنگی کی عورت تھی جسنے بعد بیعت کرنے کے سات

روز تک دونون وقت آپکی دعوت کی اور ایک مکان عظیم الشان مع اسباب و سامان ضروری کے آپکی
نذر کیا سید صاحب نے فرمایا کہ بھیئے تمہاری نذر قبول کی تم ہماری طرف سے اس مکان کی متولی ہوکر خدمت
مسافرین اور خصوصا مریدان اس گروہ کی کرتے رہو۔ کانپور سے چلکر گڈھ جہانابادمین ہدایت کرتے
ہوئے آپ بجھاون تشریف لیگئے اور وہان قاضی کی مسجد مین قیام فرمایا اور کل مسلمان مرد و عورت اُس قصبہ
کے آپکی بیعت سے مشرف ہوئے۔ بوقت قیام قصبۂ بجھاون کے وہان ایک عجیب واردات ظہور مین آئی
ایکروز حضرت سید صاحب بعد ادائے نماز فجر کے مراقبہ مین بیٹھے تھے آخر کو قریب چاشت کے آپنے مراقبہ
سے سر اٹھاکر با آواز بلند تکبیر کہکر شکر نعماء الٰہی بکمال خشوع و خضوع گریان و خندان کرنا شروع کیا بعد حمد و
ثنا کے آپ سجدے مین گر پڑے اور دیر سے سر اٹھاکر مبارکباد دیکر فرمایا کہ آج ہاتف غیب نے مجھکو بشارت
دی ہے کہ اسوقت تجھکو اور تیرے کل ہمراہیون کو بہشت بخشدیا اور بعد اس ندا کے ایک ہاتھ غیب سے ظاہر
ہوا اُس ہاتھ نے اس مسجد کو حقیقتاً ملا دی مین لیجا کر داخل کردیا اسوقت آپنے فرمایا کہ اس مسجد مین جسقدر
آدمی موجود ہین اُن سبکے نام ایک کاغذ پر لکھوالو اور ان کو مثل اصحاب بدر کے منظور اور مقبول بارگاہ ایزدی
کا تصور کرو۔ وہانسے چلکر آپ کجوہ پہونچے اور وہانکے لوگون کو شرف بیعت سے مشرف کرکے فتحپور تشریف
لیگئے اس بستی مین جو بعد نماز عصر کے آپ مراقب بیٹھے تو قریب نماز مغرب کے مراقبہ سے سر اٹھاکر فرمایا کہ
خداوند تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ آج اُس رب العزت نے تمامی اولیا و مقبولین سلف سے مجھکو ممتاز کر کے
ارشاد فرمایا کہ جو کوئی تیرے ہاتھ پر بیعت کریگا اُسکو تمامی مکروہات دنیا اور آخرت سے محفوظ رکھکر اپنی
رضامندی اور انعام سے سرفراز کرونگا اس بشارت مین آپکے خلیفون اور خلیفون کے خلیفون کی بیعت
بھی شامل ہے) اُسوقت میننے (یعنی سید صاحب نے) عرض کیا کہ اے کریم و رحیم میرے آباو اجداد کو بھی میری
بیعت سے مشرف کر تاکہ وہ بھی اس وعدۂ مغفرت مین شریک ہو جائین کئی روز تک اس آخری دعا کی
قبولیت مین توقف رہا۔ اس عرصے مین سید صاحب وطن مین واپس پہونچگئے وطن مین پہونچکر اس
دعا کی قبولیت کے واسطے آپ بہت گڑگڑائے آخر اُس کریم و رحیم نے اپنے فضل عمیم سے اُس دعا کو بھی قبول
فرمایا اور حکم دیا کہ سید محمد (مؤلف مخزن احمدی) کو اپنے آباو اجداد کی طرف سے وکیل کر کے انکی طرف سے
اُس سے بیعت لیلے۔ بعد معلوم کرنے اس بشارت کے سید صاحب نے سید محمد کو اپنے آباو اجداد کی طرف
سے وکیل کر کے وکالتاً اپنے کل بزرگون کی طرف سے اُس سے بیعت لیلی۔ اس سفر سے واپس آکر ایک
مہینے تک آپ بریلی مین مقیم رہے۔ اس عرصہ مین حاجیون کے قافلے دہلی وغیرہ سے پہونچنے شروع
ہوئے اور قریب ڈھائی سو مرد و عورتون کے اطراف دہلی سے بارادہ حج پہونچگئے اور قریب ایکسو آدمیون

[illegible]

کے اطراف بریلی سے جمع ہو گئے تھے اور غریب چالیس آدمیوں کے آپکے خویش و اقارب تھے غرض قریب چار سو آدمیوں
کے آپکے ساتھ چلنے واسطے جمع ہوئے جس فجر کو آپ روانہ ہونیکو تھے اُس رات آپکے مکان نو تیار شدہ کی
روح بہیئت انسانی ظاہر ہوئی اور آپکی جدائی میں بہت رنج و ملال ظاہر کر کے ایک دوسری مخلوق الٰہی
سے جو وہاں حاضر تھی مخاطب ہو کر کہنے لگی کہ کل کو ہمارا آقا و ہمارا مالک مجھکو چھوڑ کر چلا جائیگا یہ کہکر ایسا زار زار
رونا شروع کیا کہ اثر اُس گریہ و زاری کا سید صاحب کو بھی ہو گیا اور آپ بھی رونے لگے اور چونکہ اُسوقت
سید صاحب کو کچھ حضوری الٰہی ہو رہی تھی آپنے اللہ رب العزت سے عرض کیا کہ یہ سب تیرا فضل و کرم
اور یہ الفت اِس روح کو تیرے ہی انعام کے سبب سے ہے ورنہ مثل میرے ہزاروں آدمی اپنے اپنے مکانات کو
چھوڑ کر چلے جاتے ہیں کبھی کوئی مکان اُنکے واسطے رنج و ملال نہیں کرتا سو اُسکے سبب تو ہی اپنے فضل سے
اس مکان کو تسکین دے اُسیوقت جناب باری سے حکم ہوا کہ اِس مکان کو بھی ہم جنت میں داخل کرینگے
یہ خطاب اُس روح مکان نے خود بھی سنا اور میں نے بھی بتعمیل حکم الٰہی اُسکو یہ بات سنا دی تب اُس مکان
نے خوش و خرم ہو کر تسلی پائی اور خوش ہو گیا ۔

یکم شوال ۱۲۴۱ ہجری یعنی روز عید الفطر بعد ادائے نماز عید مع چار سو مرد و عورت اور بچوں کے ہمراہ
جمع آپ بریلی سے روانہ ہوئے - بروز روانگی آپکے خزانچی کے پاس صرف نقد ایک سو روپیہ کے موجود تھے
اُنمیں سے بھی آپ فقیروں اور مسکینوں اور نائی دھوبی وغیرہ کو تقسیم کرتے تھے - اُسوقت جو آیا خالی ہاتھ
نہ گیا - اُس روز بقدر ایک کوس چل کے تکیہ ایک باغ میں ڈیرہ ہوا وہاں جاکر جو کل اہل قافلہ کی شمار کی گئی تو کل
چار سو سات آدمی مرد و عورت اور بچے شمار ہوئے - اسی جگہ آپنے مولوی محمد یوسف صاحب اپنے خزانچی سے
دریافت کیا کہ اسوقت کتنی رقم تمہارے پاس موجود ہے اُنہوں نے عرض کیا کہ کل چھ یا سات روپیہ میرے
میرے پاس موجود ہیں تب آپنے فرمایا کہ اتنے روپیوں سے تو اس قافلہ کا ایک وقت کا خرچ بھی نہیں چل سکتا
بہتر ہے کہ ان روپیوں کو بھی ان فقرا بریلی کو جو اسوقت حاضر ہیں دیدو - مولوی محمد یوسف صاحب نے
بتعمیل حکم وہ کل روپیہ اُسیوقت تقسیم کردیا - اِس سارے قافلہ کا کل خرچ سید صاحب کے ذمہ تھا اور اسوقت
سید صاحب کے پاس ایک حبہ موجود نہیں تھا مگر اللہ رب العزت کی رزاقی کا آپکو علم الیقین واثق تھا کہ آپ
ذرا بھی نہ گھبرائے مگر ہم جیسے بے صبروں نے جب آپکی بے غرضی اور اس سفر دور دراز اور قافلہ کثیر کا موازنہ
کرکے دیکھا تو حواس باختہ ہو گئے اُسوقت ایک دوسرے سے کہتا تھا کہ بھائیو اللہ ہی حافظ ہے دیکھئے یہ
ناؤ کیسے پار ہو سید صاحب نے اُسوقت اپنے سر مبارک سے ٹوپی اُتار کر یہ دعا کی کہ اے کریم کارساز تو نے
اپنی اسقدر مخلوق کو مجھ ناچیز کمینہ کے ساتھ کردیا ہے سو جیسا چاہے ویسا لطف اور کرم کر کے بخیت خیر و خوبی

کے ساتھ انکی پرانا وداد اپنے مزار عنبیت سے مہیا فرما کے اپنے انعام عام کے ساتھ انکو منزل مقصود تک پہونچائے
یہ دعا کر کے بعد منزل اول باغ سے کوچ کر کے آپ ڈلمؤ کو روانہ ہوئے۔ موسم برسات کا تھا مینہ برابر ہوتا تھا اور
سڑک پانی سے پٹی تھی جب ڈلمؤ بقدر دو میل کے رہگیا تو ایک باغ میں بسر راہ آپ آرام کرنیکو ٹھیر گئے تھوڑی ہی
دیر وہاں پہونچے ہوئے گذری تھی تو دیکھا کہ دو سوار تیز رفتار مع چالیس پچاس پیادہ آدمیوں کے ڈلمؤ کی طرف
چلے آتے ہیں تھوڑی دیر میں وہ لوگ وہاں پہونچکر حضرت کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اور بعد مصافحہ
اور معانقہ کے اُسی سبز گھاس پر جہاں حضرت رونق افروز تھے حضرت کے سامنے بیٹھ گئے اول انہوں نے
بیعت کی پھر ایک نے اُنمیں سے عرض کیا کہ ہم دونو حقیقی بھائی ہیں یہ بڑا بھائی اور یہ چھوٹا بھائی ہے میں نے جس
روز سے خبر تشریف آوری حضور کی مع قافلہ حجاج سنی تھی اُسی روز سے ارادہ دعوت سارے قافلہ کا کر رکھا تھا
سو آج جب میں کھانا پکانے کی تیاری کرنے لگا تو اس میرے چھوٹے بھائی نے جو آپکے حضور میں حاضر ہے
تیاری دعوت سے مجھکو منع کیا اور کہا کہ آج میں دعوت کرونگا کل تم دعوت کرنا سو جب میرا اور اسکا جھگڑا
اول دعوت پر ہوا تو شہر کے لوگوں نے ہم دونو کو حضور کی خدمت میں بھیجا ہے اب آپ جسکو حکم دیں وہ آج
اول دعوت کرے سید صاحب نے دونو بھائیوں کو آپس میں رضامند کر کے اُسی بڑے بھائی کے گھر پہلی دعوت
کا حکم دیا وہ دونو بھائی خوشی خوشی واپس چلے گئے۔ جب کچھ شدت گرمی کی کم ہوئی تو حضرت بھی مع قافلہ
اُس باغ سے روانہ ہو کر بوقت شام داخل قصبہ ڈلمؤ ہوئے اُس رات کو ہزارہا مرد عورت بیعت سے مشرف
ہوئے آپ ایک ہفتہ تک اس قصبہ میں مہمان رہے نویں روز پانسو روپیہ پر کشتیاں کرایہ کر کے اور سو روپیہ
بطور بیعانہ ملاحوں کو دیکر وہاں سے آگے کو روانہ ہوئے اور جسقدر روپیہ کی ضرورت تھی سب اسی قصبہ ڈلمؤ
سے بلا طلب جمع ہو گیا + جسوقت کشتیوں پر اسباب لادا جاتا تھا اُسوقت آپکو معلوم ہوا فلانی کشتی جو تیار
ہوا ہے قافلہ کا اسباب لادا گیا ہے دریا میں غرق ہو جاویگی اُسوقت آپکے واسطے ایک دوسری کشتی سواری
کے لئے تجویز ہوئی تھی آپنے شان الٰہی معلوم کر کے اُس اسباب والی کشتی کا اسباب نکلوا کر اُسمیں آپ سوار ہو گئے
اور اپنی سواری والی کشتی میں اسباب لدوا دیا کہ اگر یہ کشتی ڈوبیگی تو غربا لوگوں کا اسباب تو ضائع نہوگا مجھکو بیکر
ڈر ہے تو ڈوبے اسکی مجھکو کچھ پروا نہیں ہے جب اُس ڈوبنے والی کشتی میں آپ سوار ہو گئے تو پھر آپکو غیب
سے بشارت ہوئی کہ اب یہ کشتی ڈوبنے سے بچ جاویگی تب آپنے شکر الٰہی ادا کیا اور آگے کو روانہ ہو گئے +

ابھی آپ کشتی پر سوار نہوئے تھے کہ شیخ مظہر علی صاحب ساکن قصبہ جو بمقام ڈلمؤ آپکے استقبال کو
آئے ہوئے تھے منتظر ہوئے کہ آوازہ تشریف آوری حضور کا سنکر عرصہ سے سامان دعوت تیار ہے اور میرا مکان
یہانسے قریب پانچ کوس کے برلب دریائے گنگ واقع ہے اگر حضور میری دعوت کو قبول فرماکر

دریا تک۔ تو ہم بہ عجز عرض کرتے ہیں تو بھی بندہ نوازی ہے حضرت نے قبول فرما لیا اور شیخ منظہر علی صاحب اُسیوقت گھوڑے پر
سوار ہو کر پیشتر اپنے مکان کو تشریف لیگئے اور حضرت مع قافلہ سواری کشتی محاذی موضع دعدھہ کے پہونچ گئے
قریب سہ پہر رات کے شیخ منظہر علی صاحب مع طعام سارے قافلہ کے حاضر ہوئے کھانا اس کثرت سے تھا
کہ سارا قافلہ سیر ہو کر ناشتہ کے واسطے بھی بچ رہا صبح کو قریب تین سو آدمیوں کے بیعت سے مشرف ہوئے
پھر لنگر وہاں سے اٹھایا گیا جب کشتی محاذی موضع ڈ گڑگی کے پہونچی تو شیخ محمد شاہ مع اپنے فرزند شیخ محمد کلفاء
کے کنارہ دریائے گنگا پر کھڑے ہوئے باواز بلند کشتیوں کو اپنی طرف بلاتے تھے حسب ایماء سید انقافلہ
کشتیاں کنارہ پہ پہونچیں تو اُسوقت وہ دونو صاحب کشتیوں میں چڑھ آئے اور حضرت سے معانقہ
کر کے عرض کیا کہ حضرت سے خبر تشریف آوری حضور کی سنکر اسباب مہمانی کا تیار کر رکھا ہے اور بہت
بہت سے آدمی آکر بامید حصول بیعت ہمارے مکان ڈ گڑگی میں جمع ہیں اگر دو تین روز یہاں قیام فرمائیں
تو عین بندہ نوازی ہے تب حضرت نے قیام کرنیکا حکم دیا سب اہل قافلہ کشتیوں سے اتر پڑے شام کو
بہت آدمی آپکی بیعت سے مشرف ہوئے اُس بستی میں بہت سے تعزیے امام حسین کے نام سے بنے ہوئے
تھے حضرت نے معلوم کر کے اُنکے گرا دینے کا حکم دیا اُن لوگوں نے اُسی شب انکو پھاڑ ڈالا اور پٹکے
اپنے گھروں سے لاکر فوراً اُن نشانات شرک کو گرا کر زمین کے ہموار کر دیا۔ اور بہت سے علم اور شدے اور پٹکے
وغیرہ اُنکے گھروں میں موجود تھے سب کو توڑ پھوڑ کر اُنکی چاندی بقدر دو سو روپیہ کے تھی حضرت کے حوالہ کر کے
کہا کہ پہلے یہ مال نذر شیطان کا تھا اب آپکے ذریعہ سے اصلی طور پر روح پر فتوح حضرت امام حسین کو پہونچا۔
دوسرے دن قریب شام کے اُس گاؤں سے رخصت ہو کر کشتیوں پر پہونچے اُسوقت حضرت نے کھانا پکوانے
کا حکم دیا لوگوں نے عرض کیا کہ یہاں سے کنارہ آدھ کوس سے اور بیچ میں راستہ میں کیچڑ پانی بہت زیادہ
ہے کہ راہ چلنا محال ہے اسوقت کھانا پکانے کا بندوبست نہیں ہو سکتا۔ اُس رات سارے قافلے میں مع
عورتوں اور بچوں کے فاقہ کا سامان ہوا ہر ایک خاموش اور شاکر و صابر تھا جب نماز عشا کی ہو چکی اُسوقت
دیدبانوں نے عرض کیا کہ فاصلہ دور دراز سے دو تین مشعلیں اس طرف کو آتی ہوئی نظر آتی ہیں آتے آتے
جب وہ مشعلیں کنارہ کے نزدیک پہونچیں تو دیکھا کہ ایک انگریز گھوڑے پر سوار اور بہت سا کھانا قسم قسم کا بہنگیوں
میں رکھوائے ہوئے چلا آتا ہے۔ اُسنے کشتی کے نزدیک آکر پوچھا کہ پادری صاحب کہاں ہیں حضرت نے
کشتی میں سے جواب دیا تو وہ گھوڑے سے اُتر کر اور اپنی ٹوپی سر سے اُتار کر بہت ادب سے حضرت کے سامنے کشتی میں آیا
اور بعد سلام و مزاج پرسی کے عرض کیا کہ تین روز سے میں نے لوگوں کو واسطے دریافت خبر تشریف آوری حضور اسطرف تعینات
کر رکھے تھے آج انہوں نے مجھکو خبر دی۔ سو یہ ماحضر واسطے حضور اور کل قافلے کے تیار کر کے لایا ہوں

براہ بندہ نوازی اسکو قبول فرمائیں۔ حضرت نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ فوراً وہ کھانا اپنے برتنوں میں لیکر
قافلے میں تقسیم کر دو۔ قریب دو گھڑی تک وہ انگریز حضور میں حاضر رہا اور پھر رخصت لیکر مع اپنے آدمیوں
کے واپس چلا گیا۔ وہ انگریز ایک نیل کا سوداگر تھا اسی کنارہ کے قریب اسکا نیل کا کارخانہ تھا اس تقریب
سے وہاں وہ سکونت رکھتا تھا۔ اور درحقیقت اس قافلہ کو اللہ نے اس رات بھوکا رہنے نہ دیا
اور اپنی قدرت کے ظاہر کرنیکو ایک نصرانی غیر ملک کے آدمی کے ہاں سے کھانا پہونچوا دیا۔ وہاں سے چلکر
راہ میں چودہ کے گھاٹ پر لنگر ڈالا گیا اس گھاٹ پر شیخ حسن علی جو ایک مریدان خاص حضرت سے تھے پہلے
سے منتظر کھڑے تھے انہوں نے تین روز تک سارے قافلے کی دعوت کر کے چوتھے روز آپ بھی مع اہل و عیال
خود بارادہ حج بیت اللہ شمول قافلہ ہو گئے اسدن ایک زمیندار موضع ... کا سارے قافلہ کی دعوت کا
سامان لایا پانچویں روز وہاں سے لنگر اٹھا کر بروا گھاٹ پر شہر الہ آباد میں لنگر ڈالا گیا اور سارا قافلہ مع زن و
بچہ حسب تجویز شیخ غلام علی صاحب کے راجہ اودت نرائن کی بارہ دری میں جو برلب ... فروکش ہوا۔
الہ آباد میں پندرہ روز تک شیخ غلام علی صاحب نے سارے قافلہ کی دعوت کی شیخ صاحب ایک ہزار روپیہ روزانہ دعوت
قافلہ پر خرچ کر کے عمدہ عمدہ کھانے پکوا کر کھلاتے تھے اور کھانا بھی اس کثرت سے آتا تھا کہ صدہا مساکین الہ آباد
کے پندرہ روز تک قافلہ کے ساتھ ہی کھاتے رہے۔ الہ آباد تک پہونچنے میں تعداد مردمان قافلہ کی سات سو
ہو گئی تھی۔ شیخ غلام علی صاحب نے تیرہ سو خیمے اور ہر ایک حاجی کے واسطے ایک ایک جوڑہ یارچہ احرام اور
ہر ایک اہل قافلہ کے واسطے ایک ایک روپیہ نقد اور حضرت کے قرابت داروں کے واسطے دس دس روپیہ
نقد اور خود حضرت کے واسطے چار ہزار پانسو روپیہ نقد نذر کیے۔ یہاں الہ آباد میں بھی ہزارہا خلقت آپکی بیعت
سے مشرف ہوئی۔ شاہ اجمل صاحب تکیہ والے مشہور مشائخوں میں سے بہت لوگ آپکے مرید ہوئے۔
دو تین ہفتے کے بعد الہ آباد سے رخصت ہو کر مرزاپور میں لنگر ڈالا گیا وہاں شیخ عبداللطیف صاحب سوداگر نے
ایک ہفتہ تک سارے قافلہ کی مہمانی بڑی دھوم دھام سے کی چار ہزار روپیہ نقد حضرت کو نذر کیے اور خود بھی
بارادہ حج شریک قافلہ ہو گئے۔ یہاں بھی ہزارہا خلقت آپکی بیعت سے مشرف ہوئی بعد ایک ہفتہ کے مرزا
پور سے روانہ ہو کر دو تین روز چنار گڈھ میں قیام رہا اور وہاں سے چلکر داخل شہر بنارس ہوئے۔ چونکہ اس شہر میں
آپکے مرید اور مخلص کثرت سے موجود تھے اور بوجہ شدت بارش کے موسم بھی قابل سفر دریا کے نہ تھا اسواسطے ایک ماہ
تک بنارس میں قیام کیا گیا دونو وقت سارے قافلہ کی دعوتیں ہوتی تھیں جیا ... الف ... اور شاہزادگان
خاندان تیموریہ جو پہلے سے آپکے مریدوں میں تھے بڑی تواضع سے پیش آئے نماز عید الضحیٰ بھی اس شہر میں ہوئی
اور گوشت قربانی اس کثرت سے جمع ہوا تھا کہ سوائے مردمان قافلہ کے صدہا باشندگان بنارس اسی گوشت کو

بیان ضیافت شیخ غلام علی صاحب الہ آباد میں

تین روز تک کھاتے رہے ۔

صاحب مقالات طریقت لکھتا ہے کہ ایک شخص حافظ اکرام الدین نام جنہے صرف میر قطبی تک اور ترجمہ فتح الرحمن مولوی وحید الدین صاحب سے تمام دہلی پڑھا تھا اور دہلی کے بازار دریبے میں عطاری کی دوکان کرتا تھا اسوقت شہر بنارس میں موجود تھا ۔ مولوی وحید الدین صاحب اپنے استاد سے جو اسوقت سید صاحب کے ساتھ تھے آکر ملا ۔ عند الملاقات مولوی وحید الدین صاحب نے اس سے فرمایا کہ تم مدت سے مرشد کی تلاش میں تھے اب چلو سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرلو ایسا پیر پھر ملنا دشوار ہے ۔ اسنے کہا کہ حضرت کی خدمت میں چلنے کا تو مضائقہ نہیں مگر جب تک میری تسلی نہ ہوگی کسیکا مرید نہ ہونگا ۔ مولوی صاحب نے اس سے پوچھا کہ بھائی تمہاری تسلی کیسے ہوگی ۔ اسنے کہا کہ جب تک رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مجھکو اجازت نہ دیوینگے میں بیعت نکرونگا ۔ مولوی وحید الدین صاحب اس بات سے لاجواب ہو کر بعد ملاقات اپنے ڈیرے کو چلے آئے اور سید صاحب کی خدمت میں یہ سارا قصہ بیان کیا آپنے سنکر فرمایا کہ وہ تو اچھی بات کہتے ہیں آدمی کو ایسے امور میں خوب تحقیقات کرلینی چاہیے ۔ پھر آپنے ایک پرچہ کاغذ پر درود شریف لکھکر مولوی وحید الدین کو دیا اور فرمایا کہ یہ لیجا کر انکو دیدو اور کہدو کہ رات کو پڑھکر سورہو انشاء اللہ تعالی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوگی اسوقت حضرت سے اجازت لے یا حضرت ہی کے ہاتھ پر بیعت کرلیوے غرض مولوی وحید الدین صاحب نے وہ درود اسکو پہونچا کر حسب ارشاد حضرت کے سمجھا دیا کہ وہ اس رات کو درود پڑھکر سورہے ۔ اس شب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اسکو زیارت نصیب ہوئی تب اسنے حضرت سے پوچھا کہ حضرت سید احمد آپکے فرزند ہیں آپنے فرمایا کہ ہاں وہ میرا فرزند ہے ۔ پھر اسنے عرض کیا کہ کیا انکے ہاتھ پر بیعت کرلوں آپنے فرمایا کہ اسکے ہاتھ پر بیعت کرنا گویا میرے ہاتھ پر بیعت کرنا ہے ۔ جب پچھلی رات کو بعد دیکھنے اس خواب کے اسکی آنکھ کھلی تو اسی وقت درود پڑھتا ہوا مولوی وحید الدین صاحب کے پاس پہونچا اور یہ قصہ اپنے خواب کا بیان کرکے حضرت سے بیعت کرنیکا خواہاں ہوا ۔ فجر کو بعد نماز صبح کے مولوی وحید الدین صاحب اسکو حضرت کے حضور میں لیگئے اور بیعت سے مشرف کرایا ۔ ایک روز سید صاحب نے اسکو فرمایا کہ بھائی حافظ اکرام الدین ہمنے تمکو اپنا خلیفہ کیا تم وعظ کیا کرو اور خلقت کو فائدہ پہونچاؤ ۔ اسنے عرض کیا کہ یا حضرت یہ کام مجھ سے کیسے ہوگا میں تو عالم نہیں ہوں ۔ دو ایک کتابیں مولوی وحید الدین صاحب سے ایک عرصہ ہوا دیکھیں تھیں سو وہ بھی بھول بھال گئیں پھر آپنے فرمایا کچھ مضائقہ نہیں اگر تمکو علم نہیں ہے تو کیا ہوا تم وعظ کہنا شروع کردو ۔ اسنے پھر انکار کیا اور کہا کہ حضرت یہ کام بغیر علم کے ممکن ہی نہیں پھر آپنے فرمایا کہ خدا تعالی تمکو علم بھی عطا کریگا تب اسنے عرض کیا کہ آپ میرے واسطے دعا کریں ۔ اسوقت آپ دعا کرنے پر

مستعد ہو گئے اور تمام حاضرین سے فرمایا کہ میں بھائی حافظ اکرام الدین کے واسطے دعا کرتا ہوں تم آمین کہو۔ آپ دعا کے
واسطے ہاتھ اُٹھا کر کہا کہ یا الٰہی تو نے جہان کو بے سبب پیدا کیا اور آسمان کو بے ستون کھڑا کیا تو نے پانی جاری کیا
پتھر سے ناقہ نکالا آدم علیہ السلام کو بغیر ماں باپ کے بنایا۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کو بے باپ
کے پیدا کیا اور ہمارے نبی اُمی کو علم اولین اور آخرین سے سرفراز کیا سو واسطے اللہ اپنے نبی اُمی کی برکت
سے اس شخص کو علم ظاہر و باطن کا عطا فرما۔ اسکے بعد فرمایا کہ بیٹا اور سب بھائی مسلمانوں نے تمہارے
واسطے دعا کی ہے اسواسطے امید قوی ہے کہ اللہ رب العزت تمکو علم ظاہری اور باطنی سے سرفراز کریگا۔ اب تم
وعظ کہنا شروع کرو۔ اس دعا کے ساتھ اسکی شرح صدر ہو گئی تب اُسنے وعظ کہنا شروع کیا اور
ایسا سحر البیان واعظ ہوا کہ اب جو کوئی اسکا وعظ سنتا تھا حیران ہو جاتا تھا۔ جب کسی شخص نے دلی
میں جا کر اُسکی وعظ گوئی کی تعریف کی تو کسیکو یقین نہوا۔ بعد ایک مدت کے مولوی اکرام الدین صاحب خود
دلی میں آئے اور جامع مسجد میں وعظ کہا ۔۔۔ تمام شہر میں انکے وعظ کا چرچا پھیلا لوگ کہتے تھے کہ
بعد مولوی محمد اسمٰعیل شہید کے جیسا وعظ کسیکا نہیں سنا مگر مفتی صدر الدین خان اور مولوی فضل حق
صاحب نے اس خبر کو سچ نہیں جانا آخر ایک جمعہ کو یہ دونو عالم بھی اُنکے وعظ میں حاضر ہوئے اور چند سوال بھی
سوچ کر لائے تھے کہ اُنسے دریافت کرینگے۔ جب اُنہوں نے وعظ کہنا شروع کیا تو تمام علوم اور فنون اور
عجائبات اور نکات قرآنی بیان کرنے لگے اور ہر طرح کے جو سوال یہ دونو صاحب سوچ کر آئے تھے وہ سب سوال بیان
کر کے اُنکے جواب بھی نہایت خوبی سے دیدیئے۔ اُن دونو فاضلوں نے بعد وعظ کے اُنسے مصافحہ کیا اور کہا کہ
بھائی تمہارا یہ علم برکت حضرت سید صاحب وہبی ہے کسبی نہیں ہے۔ مولوی اکرام الدین صاحب کے علم
کا حال تفسیر سورۂ فاتحہ سے جو اُنہوں نے لکھی ہے بخوبی ظاہر ہوتا ہے۔ شاہ پور سے اب بعد ایکماہ کے قافلہ کوچ
کا حاکمی پور اور راستہ میں ایک دو مقام کرکے شاہجہانپور پہنچے۔ وہاں پور کے لوگ حضرت کی بیعت کے مشتاق تھے اور تمام
شہر آپکی پیشوائی کو آئے تھے اسلئے یہاں ایک ہفتہ تک قیام رہا۔ اس ہفتہ میں مولوی محمد اسمٰعیل شہید اور
مولوی عبدالحی صاحب روزانہ جابجا وعظ کیا کرتے تھے انکے وعظ کی تاثیر سے ہزار ہا خلقت شرک و بدعات سے
تائب ہو کر سید صاحب کی بیعت سے مشرف ہوئے۔ بہت سی کسبیاں اپنے پیشۂ زناکاری سے تائب ہو کر
لوگوں کے نکاح میں داخل ہو گئیں۔ بعد ایک ہفتہ کے یہاں سے روانہ ہو کر آپ داخل شہر عظیم آباد پٹنہ کے
ہوئے اور قریب دو ہفتہ کے اس شہر میں قیام رہا ہزار ہا خلقت اس شہر کی بھی شرک و بدعات مروجہ سے تائب
ہو کر آپکی بیعت میں داخل ہوئے چنانچہ مولوی ولایت علی صاحب علیہ الرحمۃ آپکے ایک مشہور و مقبول
خلیفہ جنسے لکھوکہا خلقت کو آپکے بعد ہدایت ہوئی اسی شہر کے باشندہ تھے اس شہر کے لوگ [illegible]

اور یہاں شادی میں آپکے سارے مریدوں پر سبقت لیگئے اس شہر کا خاندان صادق پور آپکے کل تابعدار
کا پیشرو سمجھا گیا ہے۔ پٹنہ سے روانہ ہو کر مونگیر اور بھاگل پور میں ٹھہرتے اور ہدایت کرتے ہوئے آپ
مرشدآباد پہونچے۔ مرشدآباد میں چار پانچ روز قیام رہا مگر بوجہ ظلمت رفض کے جس سے یہ شہر بھرا ہوا
ہے ایک فرد بشر بھی ساکنان شہر سے آپکی ملاقات کے واسطے نہیں آیا۔ یہاں سے چلکر ہوگلی پہونچے قریب ایک ہفتہ
ہوگلی میں قیام رہا اور آپکے مواعظ ہو کر تمام شیعی امام بیوین داخل ہوئے یہاں سید عبد الصمد ابن سید سجاد علی
جنکو آپنے یہاں خلافت بھی دی تھی اور بہت سے آدمی اس شہر کے آپکی بیعت سے مشرف ہوئے۔
یہاں سے روانہ ہو کر قریب کلکتہ دوپہر کا کھانا پکانے کے لئے کشتیاں ٹھہرائی گئیں اسوقت منشی امین الدین
صاحب وکیل سرکار ریزیڈنٹ کو ساتھ لئے اہل اسلام کلکتہ سے تھے مع بہت سے عمائد ساکنان کلکتہ کے خدمت
شریف میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ تا قیام کلکتہ کے اس خاکسار کے غریب خانہ میں رونق افروز
رہیں اور جوان و نکا سبیشتر ہو قبول فرمایئے تب حضرت نے انکی درخواست کو قبول کر لیا۔ اُنکے تھوڑی
دیر کے بعد اور بہت سے شرفاء و نجیب کلکتہ کے وہاں پہونچے اور حضرت کو لیچلے اپنے مکانات کو لیجانا چاہا
مگر چونکہ حضرت نے منشی امین الدین سے وعدہ کر لیا تھا اسواسطے اُنکی درخواست کو منظور نفرمایا۔ بعد نماز
مغرب کے اول حضرت سواری پالکی منشی امین الدین صاحب کے مکان کو تشریف لیگئے اور پھر منشی صاحب
نے ہر قسم کی سواریاں بھیجکر آدھی رات تک سارے قافلہ کو اپنے مکان میں پہونچوا دیا۔
ایک عمدہ باغ میں قافلہ کا ڈیرہ کرایا گیا رات کو نہایت عمدہ اور پرتکلف کھانا منشی صاحب کے یہاں
سے آیا اور بافراغت سارے قافلہ نے سیر ہو کر کھایا۔ صبح کو منشی صاحب نے سارے قافلہ کے واسطے جوتے
خرید کر ہر ایک کو تقسیم کر دیئے اور جس جس کے پاس کپڑا نہ رہا تھا اُسکو کپڑے بنوا دیئے۔ لیکن اُس تاریخ سے
سید صاحب کو اس مکان میں اتارا گرچہ منشی امین الدین صاحب رخصت ہوئے پھر آکر انہوں نے کبھی منہ
نہیں دکھلایا اگرچہ دونو وقت اُنکے یہاں سے سارے قافلہ کو کھانا آتا تھا اور اُنکے آدمی ہر وقت خدمت
کے واسطے موجود رہتے تھے مگر وہ خود کبھی نہ آئے اسی طرح پر قریب ایک مہینے گذر گیا اور یہاں حضرت کو
بھی بارے کثرت بیعت کرنیوالوں کے ذرا بھی فرصت نہوئی جو اُنکے پرسان حال ہوتے ایکروز شام کو خود بخود
مولوی وحید الدین صاحب واسطے استفسار حال منشی صاحب کے اُنکی جائے سکونت پر تشریف لیگئے
منشی صاحب بہت تپاک اور محبت سے پیش آئے مگر مولوی صاحب نے دیکھا کہ منشی صاحب کا مکان ہر قسم
کی ممنوعات شرعی مثل ظروف نقرئی و شراب و باجہ و تصاویر وغیرہ سے بھرا ہوا ہے مولوی صاحب نے
بعد مزاج پرسی اُس اسباب ممنوعہ کی برائی اور خوف مواخذہ الٰہی اور دنیا دافریب کی ناپائیداری بہت

خوبی سے بیان کی کہ اُن کلمات نصیحت آمیز کو سنکر کچھ ایسا اثر منشی صاحب پر ہوا کہ اُنہون نے اُسی وقت
ہزار ہا روپے کا اسباب شراب خواری کا اُٹھوا کر پھنکوا دیا اور تمامی ظروف نقرئی وغیرہ علیحدہ اُٹھوا کر اُسکے ٹکڑے کرنے
کا حکم دیدیا۔ اُسکے بعد مولوی صاحب نے سبب عدم حاضری مجلس سید صاحب اُنسے پوچھا اُسوقت منشی
صاحب نے نہایت شرم و حیا کے ساتھ عرض کیا کہ مین ایک بڑی مصیبت مین گرفتار ہون اور بالمشافہ آپسے
اُسکا ذکر کرنا بے ادبی سمجھتا ہون یہ میرے رفیق آپسے عرض کرینگے اُس رفیق کو مولوی صاحب نے تنہائی مین لیجا کر
پوچھا تو اُنہون نے عرض کیا کہ اس شہر مین ایک کسبی نہایت حسینہ جمیلہ اور بڑی مالدار رہتی ہے اور بہت سے
مالدار آدمی اُسکے شیدا ہین منجملہ اُنکے ایک منشی صاحب بھی اُسکے عاشق زار ہین مگر وہ غارتگر ایمان ہفتے
مین صرف ایکبار یہان شب باش ہوتی ہے اور منشی صاحب اُس سے نکاح بھی کرنا چاہتے ہین مگر وہ
کمبخت راضی نہین ہوتی اب منشی صاحب سخت مخمصہ مین پڑے ہین اگر سید صاحب کی خدمت مین حاضر
ہون تو وہان بیعت توبہ کرنی ہوگی اور اُس غارتگر ایمان کو ترک کرنے پر بوجہ غلبہ محبت کے اُنکی جان نہین
رہتی مولوی وحید الدین صاحب یہ ساری کیفیت سنکر سید صاحب کی خدمت مین حاضر ہوئے اور یہ
سارا حال آپکے گوش گذار کردیا حضرت نے فرمایا کہ اُنسے کہدو کہ اگر وہ خدا کی راہ مین سچی توبہ کرینگے تو خداوند تعالیٰ
اُنکو اُنکے عہد پر قائم رکھیگا۔ دوسرے دن مولوی وحید الدین پھر منشی صاحب کے مکان پر تشریف لیگئے
یہ بشارت زبانی حضرت کے اُنکو سنادی۔ اتفاق حسنہ سے وہ دن اُس کسبی کے آنیکا تھا مولوی وحید الدین
صاحب کی موجودگی ہی مین مثل برق وہ بھی آن پہونچی اور مولوی صاحب کے سامنے آکر بیٹھ گئی مگر منشی جی
بہت محجوب ہوئے۔ اُس کسبی نے مولوی صاحب سے مخاطب ہوکر بعد مزاج پرسی کے کہا کہ کہان سے تشریف
لائے مولوی صاحب نے کہا کہ سید صاحب کے قافلہ کا ایک درویش ہون۔ اس عرصہ مین سید صاحب
کو بھی الہام ہوا آپ بھی اپنے چند رفیقون کو ساتھ لیکر منشی صاحب کے مکان کی طرف چل دیے منشی
صاحب نے آپکی تشریف آوری کی خبر سنکر جھٹ پٹ اُس بیسوا کو ایک کوٹھری ملحقہ مین داخل کرکے دروازہ
بند کردیا اور آپ استقبال کرکے سید صاحب کو اندر لے آئے اُس کوٹھری کے سامنے جسمین وہ کسبی بند تھی
حضرت بیٹھ گئے۔ اُسوقت منشی جی حضرت کے سامنے دست بستہ مؤدب بیٹھے تھے۔ مولوی وحید الدین صاحب
نے حضرت سے عرض کیا کہ آج اتفاق حسنہ سے مریض مع اسباب مرض کے حضور مین طبیب حاذق کے
حاضر ہے۔ اب طبیب کی التفات چاہیئے۔ یہ سنتے ہی حضرت نے احسن الخالقین کا وعظ شروع کیا اور اس
زور شور سے اُس خالق ارض و سما کی احسن الخالقیت اور شرح شکر نعمائے الٰہی کہ حسن اور خوبصورتی کا کیا شکر ہے اور
دولتمندی کا کیا شکر ہے اور پھر ان سب چیزون کے فانی اور قابل زوال ہونیکی کیفیت اور پھر موت اور مواخذہ

منشی امین الدین صاحب کا [illegible] کے ساتھ نکاح ہو جانا

آپنی کا حال اور قبر اور عالم حشر کی ایسی آنکھوں کے سامنے تصویر کھینچ کے دکھلا دی کہ اُسکی تاثیر سے اہل مجلس بیہوش ہو گئے اور وہ کسبی عورت جو ہر روز نظارۂ وعظ کا شوق رکھتی تھی کوٹھری کے اندر ہی مثل نیم بسمل کے تڑپنے لگی اور بعد اتمام وعظ کے خود کوٹھری کا دروازہ کھولکر دھاڑیں مارتی ہوئی باہر نکل آئی اور اپنے کل افعال ناشائستہ سے توبہ کر کے سب سے اول بیعت سے مشرف ہوئی اُسکے بعد منشی جی نے بھی بیعت کی اُس کسبی نے بعد مشرف ہونے بیعت کے خود حضرت کو وکیل اپنے نکاح کا کر کے عرض کیا کہ جس ادنیٰ اعلیٰ سے حضور چاہیں اس لونڈی کا نکاح کر دیں تب حضرت نے اُس مجلس میں منشی جی سے اُسکا نکاح کر دیا۔ بعد اس بیعت کے یہ دونو میاں بیوی بڑے صالح اور متقی ہوئے مگر صاحب مخزن احمدی نے دوسرے طور پر اس قصہ کو بیان کیا ہے اگرچہ ماحصل دونو قصوں کا ایک ہی ہے۔ کلکتہ ہی کی ایک یہ بھی روایت ہے کہ ایک مالدار مسلمان دائم الخمر نے جسکے رگ و ریشہ میں شراب بسی ہوئی تھی آپکی خدمت بابرکت میں عرض کیا کہ حضرت شراب نوشی کی تو میں ایسا عادی ہوں کہ اُس بدون ایک لحظہ بھی جی نہیں سکتا ہوں اور سب منہیات شرعی سے آپکے ہاتھ پر توبہ کرتا ہوں مگر شراب کو چھوڑ نہیں سکتا آپنے فرمایا کیا مضائقہ ہے مگر ہمارے سامنے شراب نہ پیا کرو اُسنے بخوشی تمام اس شرط کو منظور کر کے اور سب منہیات شرعی سے توبہ کر کے آپکے ہاتھ پر بیعت کر لی اور اپنے گھر میں جا کر جب نشۂ شراب کی خواہش نے زور کیا تو نوکر سے شراب مانگی وہ ایک پیالہ میں ڈالکر شراب لے آیا جونہیں پیالہ ہاتھ میں لیکر منہہ کے نزدیک لیگیا تو دیکھا کہ دانتوں میں انگلی دبائے ہوئے سامنے سید صاحب کھڑے ہیں فوراً پیالہ شراب کا ہاتھ سے پھینک کر توبہ توبہ کرتا ہوا کھڑا ہو گیا مگر پھر دیکھا تو سید صاحب وہاں نہیں ہیں سمجھا کہ شاید مجھکو کچھ وہم ہو گیا تھا سید صاحب یہاں کیسے آوینگے پھر نوکر کو حکم دیا کہ ایک اور پیالہ شراب کا لاؤ جب نوکر شراب لیکر آیا اور اُسنے پیالہ ہاتھ میں لیکر منہہ کے نزدیک کیا تو پھر دیکھا کہ مثل سابق سید صاحب سامنے کھڑے ہیں اسوقت پیالہ پھینک دیا اور کھڑا ہو کر حضرت حضرت کر کے اُس طرف کو دوڑا پھر دیکھا کہ وہاں کوئی بھی نہیں ہے تب مکان کے کل دروازوں کو مقفل کرا کے ایک کوٹھری میں گھسکر وہاں شراب طلب کی تو منہہ کے نزدیک پیالہ لیجانے کے ساتھ ہی پھر سید صاحب کو سامنے کھڑے دیکھا تب بھی پیالہ پھینک دیا مگر سید صاحب کو ڈھونڈھا تو اُنکا کچھ پتا نہ پایا آخر لاچار ہو کر پاخانہ میں جا کر شراب طلب کی تو وہاں بھی حضرت کو سامنے کھڑے دیکھا اُسوقت اُسنے شراب سے بھی توبہ کر کے سب شیشے اور ظروف شراب نوشی کے توڑوا کر پھنکوا دیے +

صاحب تذکرہ علمی بروایت نثار علی صاحب شاگرد رشید مولانا شاہ عبد العزیز صاحب تحریر

کرتے ہین کہ بعد عروج سید صاحب کے مولوی شاہ عبد العزیز صاحب نے اپنے کل مریدون اور شاگردون سے کہدیا تھا کہ جو کچھ ہونا ہے اب سید صاحب سے ہوگا تم سب اُنہین کے ساتھ ہو جاؤ - یہ سنکر مولانا عبدالحی صاحب بھی آپکے ساتھ ہوگئے اور کلکتہ مین بھی آپکے ساتھ تھے سو وہ ذکر کرتے ہین کہ بوقت قیام کلکتہ کے ایکروز مولوی راشد صاحب جنہون نے ہدایہ کا فارسی ترجمہ کیا ہے اور مولوی غلام حسین اور ایک تیسرے عالم جنکا نام راوی یا صاحب فکر علی کو یاد نہین رہا ایسی تنہائی اور تخلیہ کے وقت مین سید صاحب کے مکان پر آئے کہ اُسوقت سوا سید صاحب و راقم کے اور کوئی عالم مولوی وہان موجود نہ تھا - اور بغرض امتحان علم و کمال سید صاحب کے اُس تنہائی مین سورۂ فاتحہ کی تفسیر آپ سے پوچھی اُسوقت اس سورہ کی تفسیر کو آپنے اس خوبی اور فصاحت کے ساتھ بیان کیا کہ یہ تینون عالم سنکر دنگ ہوگئے اور اُسی وقت آپکے دست مبارک پر بیعت کرکے ملاقات تنہائی اور سوء ظنی کی معذرت کرنے لگے *

حین قیام کلکتہ کے ایکروز آپکی دعوت شاہزادگان ٹیپو سلطان کے مکان پر ہوئی حضرت مع مولانا محمد اسمٰعیل اور دوسرے رفقائے کاملین کے وہان تشریف لیگئے ایک پوتا ٹیپو سلطان کا جو شاگرد عبدالرحیم عرف عبدالرحیم مغرور کا تھا اپنے تئین مثل اپنے استاد کے ہم پایہ سقراط اور افلاطون کے سمجھتا تھا سید صاحب کے سامنے بیٹھکر انکار واجب الوجود جل شانہ و اعظم برہانہ و انکار نبی اُمّی اور قرآن مجید کا زبان عربی مین کرنے لگا سید صاحب نے فرمایا کہ ہماری پیدائش اور نشو و نما ملک ہند مین ہوا ہے اور کبھی اہل عرب مین باتچیت کرنیکا اتفاق نہین ہوا اور چونکہ اصل غرض مقصد کا ظاہر کرنا ہے بہتر ہے کہ آپ زبان ہندی مین باتچیت کرو تاکہ مین اور تم اور سب حاضرین مجلس اُس کلام کو سمجھین اُسنے یہ بات سنکر اور تھوڑی دیر توقف کرکے پھر زبان فارسی مین گفتگو شروع کی - اُسوقت آپنے فرمایا ہر چند کہ زبان فارسی بھی مین سمجھتا ہون اور تمہاری زبان دانی عربی اور فارسی کی بھی سب حاضرین مجلس پر ظاہر ہوگئی اور چونکہ یہ سب لوگ صاحب ہندی ہین بہتر ہے کہ آپ اپنی مادری زبان اردو مین گفتگو شروع کرو تب لاچار اُسنے اردو مین برعایت قواعد منطقیہ و دلائل کلامیہ گفتگو شروع کی اُسوقت مولانا اسمٰعیل صاحب کے خیال مین آیا کہ شاید حضرت اسکا جواب دینے کا مجھکو ارشاد فرمائینگے تب مین اسکی خوب خبر لونگا مگر سید صاحب خود اُسکا جواب دینے کو تیار ہوئے اور کچھ لحاظ قواعد منطقیہ کا نفرمایا جیسے کسی طفل مکتب کو تعلیم کرتے ہین آپنے کلام عارفانہ بلکہ سپاہیانہ سے اُسکو اسطرح پر سمجھانا شروع کیا کہ دیکھو اس ملک کی عالم سرکار کمپنی ہے کسی نے اُسکو نہین دیکھا اور نہ کچھ اُسکے اوصاف سُنے ہین اگر کوئی شخص کمپنی کا بھیجا ہوا تمہارے پاس آئے اور کہے کہ کمپنی تمکو اسیوقت طلب کرتی ہے ننگے پاؤن میرے ساتھ چلو تم اس حکم کو قبول کروگے یا نہین اُسنے کہا

ایک شاہزادہ ملحد کا وجود واجب الوجود سے انکار کرنا اور قائل ہوکر سید صاحب سے بیعت کرنا

ہاں اُسوقت ہم قبول کرونگا کیونکہ وہ حاکم ہے اور ہم محکوم سید صاحب نے فرمایا کہ تم نے کبھی کمپنی کو دیکھا اور
نہ کبھی اُسکے اوصاف سنے کسطرح جانوگے کہ یہ شخص کمپنی کا بھیجا ہوا ہے اُسنے کہا کہ کوئی نشانی مثل چپراس
وغیرہ کے دیکھکر یقین کر لینگے آپنے فرمایا کہ بہت کاریگر ایسے ہیں کہ اگر ویسے چپراس یا نشانی بنا کر دیں پھر تمکو کیسے یقین
ہوگا کہ یہ شخص درحقیقت سلسلہ کمپنی کا ہے جسکے ساتھ تم ننگے پاؤں چلے جاؤگے اُسنے کہا کہ وہ حاکم اور ہم
محکوم ہیں ہمکو اُسکا حکم بیچون وچرا ماننا ضرور ہے تب سید صاحب نے فرمایا کہ کمپنی موجود نہ آپکو اس قدر
کا ایمان ہے کہ اُسمیں خیال اپنی بیحرمتی کا بھی نہیں کرتے اور اُسکو حاکم اور اپنے تئیں محکوم کہتے ہو اور یہ
قرآن کلام معجز نظام کہ جسکی شان میں اللہ رب العزت فرماتا ہے کہ اگر سب جن اور آدمی جمع ہوکر ایسا
قرآن بنانا چاہیں تو ہرگز مثل اُسکے نہیں لاسکینگے اگرچہ اُسکے بنانے میں ایکدوسرے کا مددگار ہو اور حضرت
رسالت پناہ بتائید معجزات باہرہ کہ منجملہ اُنکے ایک قرآن ہے شرف افزا اس عالم کے ہوئے اسقدر کلام
اُنکی زبان مبارک سے سنکر وہ کافر بہت شرمسار ہوگیا اور حیران ہوکر کہنے لگا کہ آپ تو فرماتے ہیں کہ ہم خواندہ نہیں
ہیں یہ علم آپنے کہاں سے سیکھا تب آپنے فرمایا کہ یہ علم اُس مالک الملک کا سکھایا ہوا ہے جسکے وجود کا تم انکار
کرتے ہو . الحمد للہ والمنۃ کہ اسقدر کلام ہدایت التیام سننے کے بعد اُس ملحد نے طریقہ الحاد سے توبہ کرکے
آپکے ہاتھ پر بیعت کرلی اور اُسکے اُستاد کو بھی سید صاحب کی خدمت میں حاضر کرنیکی کوشش کی گئی
مگر اُس بدبخت ازلی کے نصیب خفتہ بیدار نہوئے اور مسلمان ہوجانیکے ڈر سے وہ دور دور بھاگتا پھرا ؛

صاحب تذکرہ جلی زبانی مولوی محمد علی رامپوری کے لکھتے ہیں کہ غلام حسین نام دلال کلکتہ میں ایک
بڑا مالدار آدمی تھا اُسکے پاس نو سے لاکھ روپیہ نقد موجود تھے مگر وہ شہوات نفسانیہ کے پھیر میں پڑا ہوا تھا اُسکو رات
دن ایک کروڑ پورا کرنیکی تمنا تھی . یہ شخص بڑا شرابی اور بدکار تھا اُسکو سید صاحب سے اس سبب سخت
عداوت پیدا ہوگئی کہ آپ شراب نوشی اور ناچ راگ وغیرہ عیش و عشرت کی چیزوں سے کیوں منع کرتے
ہیں اور یہانتک اُسکو سید صاحب سے مخالفت ہوگئی تھی کہا کرتا تھا کہ جسقدر سید صاحب ان چیزوں
سے منع کرتے ہیں اُسی قدر ہماری لذت بڑھتی جاتی ہے سید صاحب کو بھی اُسکی مخالفت اور عداوت
کا حال معلوم تھا مگر اُن سب باتوں کو سنکر آپ خاموش رہتے تھے ایکروز بعد نماز عصر کے آپ ایک میدان
میں ٹہل رہے تھے اُسوقت یکایک آپنے اپنی ٹوپی سر سے اُتاری اور فرمایا کہ خدا کا غضب غلام حسین
دلال پر نازل ہوگیا جب شہر میں لوٹ کر آئے تو معلوم ہوا کہ وہ اُسیوقت دیوانہ اور مجنون ہوگیا تھا جب اُسکو
کبھی کچھ ہوش آجاتا تھا تو یہی پکارا کرتا تھا کہ سید صاحب برحق کو لاؤ یا مجھکو اُنکے پاس لیچلو جب لوگ
اُسکو حضرت کی خدمت میں لاتے تو اُسکو ایک گونہ تخفیف ہوجاتی اور جب حضرت سے جدا ہوتا تو پھر جنون

کرتا تا آخر اسی حالت مین سب وطن و دولت چھوڑ کر مر گیا اور ایک کروڑ پورا کرنیکی حسرت ساتھ ہی لیگیا

وہی صاحب تذکرہ جلی بروایت مولوی محمد علی صاحب رامپوری بیان کرتے ہین کہ جو کوئی جس کرامت کے واسطے سید صاحب کو آزماتا تھا تو اللہ تعالی وہی کرامت آپکے ہاتھ سے ظاہر کراتا تھا اور باتباع اپنے جد امجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ بھی آپکی عادات شریفہ سے تھا کہ جب کوئی آپکے پاس آتا یا آپ کسیکے پاس جاتے تو ہمیشہ آپ پہلے سلام علیک کہا کرتے تھے بلکہ بعض لوگ دبے پانو آپکی پشت کی جانب سے آئے تو بھی اللہ تعالی نے انکا آنا آپکو معلوم کرا دیا اور بلا دیکھے منہ پھیرے کے آپنے انکا نام لیکر پہلے ہی سلام علیک کہدیا غرضکہ سلام علیک مین آپ کسی دوسرے کو سبقت کرنے نہ دیتے تھے ۔

وہی صاحب تذکرہ جلی زبانی جلیل القدر سید کرامت علی صاحب کے لکھتا ہے کہ ایکدن بوقت شام تھا کہ کلکتہ مین آپ گنگا کے کنارے پر ٹہل رہے تھے اُس جگہ کے قریب ایک پادری کا گھر تھا وہ پادری آپکو ٹہلتا ہوا دیکھکر آپکی خدمت مین حاضر ہو گیا اور بہت آرزو اور منت خوشامد سے آپکو اپنے مکان مین لیگیا اور وہان لیجا کر آپسے عرض کیا کہ آپسے کچھ سننا چاہتا ہون آپنے فرمایا کیا سنوگے اُس شقی ازلی نے محض بغرض امتحان عرض کیا کہ علم ریاضی مین کچھ بیان فرمایئے آپنے علم ریاضی کا کبھی ایک مقولہ بھی نہ سنا تھا مگر سبحان اللہ اُسوقت اُس علم کی باتین اس خوبی سے آپ بیان کین کہ اگر اقلیدس بھی زندہ ہوتا تو آپکی شاگردی کرتا وہ پادری سنکر دنگ ہو گیا اور کہنے لگا کہ ہمارا دعوی ریاضی دانی کا سراسر غلط ہے اس شخص سے بڑھکر کوئی دنیا مین ریاضی دان نہو گا ۔

شہر کلکتہ مین بیعت کرنے والونکی یہ کثرت تھی کہ ہزار پانسو آدمیون کو ایک جگہ جمع کر کے سات آٹھ پگڑیون کو اُس مجمع مین پھیلا کر ہر ایک بیعت کنندہ کو حکم دیتے تھے کہ ایک کنارہ کسی پگڑی کا منجملہ اُن پگڑیون کے پکڑ لیوے پھر آپ اُن پگڑیونکا ایک کنارہ اپنے ہاتھ مین تھام کر کلمات بیعت کو باواز بلند تلقین کرتے تھے اور یہ کیفیت دن بھر رہتی تھی ۔ آپکے تشریف لانے سے پہلے ہزارہا بے نکاحی عورتین وہانکے لوگون کے گھرون مین تھین اور ہزارہا مسلمان غیر مختون اُس شہر مین موجود تھے ۔ شراب تو ایک عام بات تھی اُس سے شاذ و نادر کوئی خالی ہوگا اگر کوئی نماز روزہ کو کہتا تو جواب دیا کرتے تھے کہ نماز روزہ کے واسطے نہ کوئی کمپنی کا حکم ہے اور نہ کونسل کا آرڈر ہے بغیر حکم ہم اُسکو کیسے کرین اب آپکی برکت سے وہی کلکتہ رشک ارم ہو گیا ہر ایک بیعت کرنے والے سے نکاح اور ختنہ کا حال پوچھا جاتا تھا اگر غیر مختون یا بے نکاحی جورو والا ہوتا تو فورا یہ سنت ادا کرادی جاتی بلکہ ان دونو امور کی شناخت کے واسطے ہر محلہ اور

[illegible]

محلّی کے چودھری تعینات تھے ایسے لوگونکو نشان دیتے جاتے ہین۔ ہر روز دس پندرہ ہندو بھی مسلمان ہوتے تھے انکا بھی ختنہ کرنے کے ایک علیحدہ مکان مین اکثر رکھا جاتا تھا اس کثرت سے ختنون آدمی اس مکان مین جمع ہوگئے تھے کہ دس پندرہ آدمی اہل قافلہ سے انکی خدمت کے واسطے تعینات تھے سبب قرب کلکتہ اور اُسکے نواح مین اسقدر کثرت آپکے مریدون کی ہوئی کہ جو کسی کے آپسے بیعت کرتا تھا اُسکو برادری سے خارج کردیتے تھے اس وجہ سے رافضیون کی اور بھی کثرت ہوگئی مولوی عبد الحی صاحب اور مولوی محمد اسمٰعیل شہید ہر دن گلی اور جمعہ کو ظہر سے شام تک وعظ فرمایا کرتے تھے اور ان بزرگون کے وعظ کی یہ تاثیر ہوئی کہ خلقت مثل پروانہ گرویدہ ہوگئی۔ ہر ایک بیعت کنندہ کے شراب نوشی سے تائب ہونے پر شراب کی دکانین بند ہوگئین ٹھیکہ داران شراب نے اسکی نالش حضور حکام ضلع کرکے استعفا داخل کردیے اور کہا کہ صبح سے شام تک ایک خریدار نہین آتا کسکے ہاتھ فروخت کرین۔ صاحب کلکٹر نے اسکی تحقیقات کرکے ٹھیکہ دارون سے کہا کہ بسبب تشریف آوری اس درویش باکمال کے یہ الزام تم پر نازل ہوئی ہے مگر جلد یہ درویش ملک عرب کو جانیوالا ہے اسکے جانیکے بعد پھر تمہاری دکانین بدستور سابق جاری ہوجائینگی۔ آخر انھون نے کہا کہ قیامت تک بھی اثر اس درویش کا یہان سے نجاویگا۔ ان دنون مین اگرچہ سید صاحب کے ساتھ قافلہ حجاج کے صرف سات آٹھ سو آدمی تھے مگر باہر کے مہمانون کی اسقدر کثرت تھی کہ روزانہ دو ہزار آدمی سے کم کھانا کھانے والے نہوتے تھے لیکن بفضل الٰہی ببرکت قدم سید صاحب کے کھانا بھی اس کثرت سے آتا تھا کہ سب آدمی سیر ہوکر بہت کچھ بچ رہتا تھا۔ سید صاحب کی داد و دہش کا بھی یہ حال تھا کہ جس سائل نے جو مانگا وہی اُسکو دلوادیا بقول شاعر ہے ؎ نرفت لا بزبان مبارکش ہرگز + مگر باشہدان لا الٰہ الا اللہ + شیخ عبد اللطیف صاحب سوداگر مرزاپوری جنکے ذمہ یہ کام داد و دہش کا سپرد تھا فرماتے تھے کہ قریب دس ہزار روپیہ نقد کے بمقام کلکتہ سائلون کو دیے گئے +

صاحب مخزن احمدی اور نواب وزیر الدولہ مرحوم دونو مؤرخ باتفاق تحریر کرتے ہین کہ شہر سلہٹ واقع بنگالہ مین ایک ثنا اللہ نامی ہندو سیٹھ بمسر قارون رہتا تھا ایکرات کو اُسنے خواب مین دیکھا کہ ایک بہت لمبی سیڑھی آسمان سے نازل ہوئی وہ اس سیڑھی پر چڑھکر آسمان پر گیا ایک دروازہ سے آسمان مین داخل ہوکر اُسنے ایک شخص خوشرو خوش لباس کو ایک کرسی پر بیٹھے ہوے دیکھا اور اُسکے نزدیک بآداب تمام اُسکو سلام کیا اور پوچھا کہ حضور کا اسم شریف کیا ہے اُسنے جواب دیا کہ مین حضرت آدم علیؑ باپ کل بنی آدم کا ہون (سیٹھ صاحب نے کہا) کہ اس کرسی نشین سے باتین کرنیکے وقت میری نگاہ بائین طرف کو جاپڑی تو دیکھا کہ وہان ایک دروازہ ہے اور اُس دروازے کے اندر سے عجیب شور و شر

اور نالہ و فریاد برپا ہو رہا ہے جب میں غور سے اُسکے اندر نگاہ کی تو دیکھا کہ آگ کے بڑے بڑے شرار اور انگارے اچھل رہے ہیں اور دھوئیں کا دل بادل ہو کر سارے مکان کو گھیرے ہوئے اُس مکان کے اندر سے ایسی بدبو آتی ہے کہ دماغ پراگندہ ہوا جاتا ہے اور معذبین کی آہ و فریاد اور آہ و نالہ و زاری سے دل پاش پاش ہوا جاتا ہے یہ کیفیت دیکھنے کے ساتھ ہی مین بیہوش ہو کر گر پڑا تب اُس کرسی نشین نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ اسکو یہان سے اُٹھا کر دہنی طرف والے دروازہ پر لیجاؤ جب مین وہان لایا گیا تو اُس دروازہ کی نسیم عنبر شمیم نے میرے ہوش و حواس درست کر دیئے تب مین نے آنکھ کھولکر دیکھا کہ اُس دروازہ کے اندر عمدہ عمدہ مکانات ہیرے اور یاقوت اور زمرد و موتیون سے بنے ہوئے ہین درخت سبز اقسام اقسام کے میوون سے لدے ہوئے اُنپر جانور چہچہے کر رہے ہین آب صافی کی نہرین نہایت لطافت اور خوبی سے جاری ہین یہ کیفیت دیکھکر میرے دل کو نہایت سرور ہوا تب مین نے اُس کرسی نشین کے پاس جا کر حال اُن متضاد مکانون کا پوچھا اُسنے فرمایا کہ دہنی طرف بہشت بریں جائے سکونت مومنین موحدین کی ہے اور بائین طرف دوزخ زندانخانہ کفار اشرار کا ہے جو بتون اور غیر اللہ کو پوجتے ہین اور رسولون کے حکم کو نہین مانتے اور تو کہ زمرۂ کفار مشرکین سے ہے اگر تو اسی کفر پر مر گیا تو تیرا ٹھکانا یہی دوزخ ہے جسکو تو نے اپنی آنکھون سے دیکھ لیا چونکہ ابھی تیری موت نہین آئی تجھکو ابھی اختیار ہے کہ اپنے مرنے سے پہلے بت پرستی اور کفر سے تائب ہو کر مومن موحد ہو جائے اور بہشت بریں کو جسکا تو ابھی نظارہ کر چکا ہے اپنا ٹھکانا کر لیوے۔ بعد فرمانے اس تفصیل و تشریح دونون مکانون کے اس کرسی نشین نے فرمایا کہ ورثیولا ایک ہادی دین العرب سید احمد نام ارادہ حج بیت اللہ کلکتہ مین وارد ہے اور عنقریب ملک عرب کو جانیوالا ہے تو جلد کلکتہ کو جا کر اُسکے ہاتھ پر کفر سے توبہ کر کے مومنین موحدین مین داخل ہو جا۔ جب وہ سیٹھ یہ خواب دیکھکر اُٹھا تو اُسیوقت بسواری ڈاک گاڑی سلہٹ سے طرف کلکتہ کے روانہ ہوا اور کلکتہ مین پہونچکر فوراً حضرت کی خدمت شریف مین حاضر ہوا اور یہ سارا قصہ خواب کا حضرت سے روبرو بیان کر کے کفر سے توبہ کر کے مومنون مین داخل ہو گیا حضرت نے حسب قاعدہ اُسکی ختنہ کرا کر اول مختون خانہ مین داخل کرا دیا اور بعد صحت وہ حضرت کے ہاتھ پر بیعت کر کے اپنے گھر کو وہ واپس چلا آیا +

اُنہین دنون مین جب شہرہ حضرت اور حضرت کے خلفا کے وعظ و نصیحت کا کلکتہ مین ہو رہا تھا انگریزون کو بھی حضرت کے کلمات نصیحت آمیز سننے کا شوق ہوا معرفت حاجی جیون بخش صاحب نام ایک مشہور سوداگر کے آپکی خدمت بابرکت مین درخواست بھیجی کہ ایکروز تکلیف فرما کر ہم مشتاقون کو

بھی اپنے کلمات ہدایت آمیز سے سرفرازی بخشی۔ حضرت نے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شہید کو انکے پاس بھیجدیا اُسدن قریب دس ہزار کے میم اور صاحب لوگ آپکا وعظ سننے کو جمع ہوئے مولوی صاحب کے سامنے فقط ایک دو شیشی اور حاجی حیون بخش صاحب سوداگر بیٹھے مولانا نے سورۂ مریم کا بیان شروع کیا اور اس زور شور اور فصاحت اور بلاغت سے یہ بیان ہوا کہ دس ہزار سامعین کی روتے روتے ہچکیاں بندھ گئی تھیں رومال سے آنسوؤں کو پونچھتے پونچھتے رومال تر ہو گئے تھے بعد اختتام وعظ کے انگریزوں نے بہت سی اشرفیاں بطور انعام کے آپکو دینی چاہئیں مگر مولانا نے قبول نہیں فرمائیں اور کہا کہ ہم لوگ محض خدا کے واسطے بیان کرتے ہیں اور اسکا عوض کسی سے نہیں لیتے ۔

یہ بھی صحیح روایت ہے کہ اثنائے قیام کلکتہ میں جب ایک روز مولانا محمد اسمٰعیل شہید وعظ فرما رہے تھے ایک شخص نے مولانا سے یہ فتویٰ پوچھا کہ سرکار انگریزی پر جہاد کرنا درست ہے یا نہیں اُسکے جواب میں مولانا نے فرمایا کہ ایسی بے رو و ریا اور غیر متعصب سرکار پر کسی طرح بھی جہاد کرنا درست نہیں ہے اسوقت پنجاب کے سکھوں کا ظلم اس حد کو پہنچ گیا ہے کہ انپر جہاد کیا جائے ۔

اسوقت اثنائے قیام کلکتہ کے ایک بڑے مشہور دہریے فاضل عبدالرحیم معروف بہ عبدالرحیم سے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شہید نے بحث کر کے اُنکو راہ راست پر لانا چاہا تھا کیونکہ یہ عبدالرحیم مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کا شاگرد اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کا ہم سبق تھا۔ اسکی طبیعت روز اول سے نہایت پیچیدہ اور بلا کی تیز تھی ایسکے تیز تیکھے اور پیچیدہ سوالوں کو سنکر شاہ صاحب فرمایا کرتے تھے کہ اس طالب علم سے مجھکو اندیشہ ہے کہ کہیں دہریہ نہو جاے سو موافق اس پیشین گوئی کے بعد تحصیل علم معقول کے یہ شخص دہریہ ہو گیا تھا خدا کا بھی قائل نہ تھا اور یہ کہا کرتا تھا کہ میرے نزدیک قابل تعظیم فقط سورج ہے جس سے بہت نفع عالم تکوین کو پہنچتا ہے اسکو جو کہو سو بجا ہے اسکے سوا اور کوئی شے قابل عبادت و تعظیم نظر نہیں آتی صبح شام یہ شخص سورج کو سلام کیا کرتا تھا ایسا بڑا عالم تھا کہ کلکتہ کے سب مولویوں کو طفل مکتب کہا کرتا تھا بلکہ ہندوستان بھر میں کسی مولوی کے علم کا قائل نہ تھا مولوی محمد اسمٰعیل کو کہا کرتا تھا کہ وہ ایک اچھا طالب علم اور ذہین آدمی ہے اس گھمنڈ سے سید صاحب کی خدمت میں بھی حاضر نہ ہوا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے بوجہ الفت ہم مکتبی اُسکو سمجھانے اور قائل کرنیکا ارادہ کیا تھا مگر افسوس ہے کہ یہ شخص شقی ازلی تھا مولانا صاحب کے اس ارادہ سے واقف ہو کر فوراً کلکتہ سے بھاگ گیا اور جہانتک مجھکو علم ہے اُسی عقیدۂ کفر پر مر گیا اور بمقابلہ نوشتہ تقدیر کے وہ علم اور شاہ صاحب کی صحبت اُسکو کچھ کام نہ آئی بلکہ اُسکے علم نے بھی باتباع نوشتہ تقدیر کے اسپر اُلٹا اثر ظاہر کیا ۔

تین مہینے کامل حضرت کا قیام کلکتہ میں رہا جب تبلیغ احکام الٰہی بخوبی پوری ہو گئی تب یہان سے

چلنے کی تیاریاں ہونے لگیں یہاں سے گیارہ جہاز کرایہ کئے گئے اور گیارہ ہزار روپیہ بطور نذرانہ انکو بخشش ادا کر دیئے
گئے۔ ہر ایک جہاز پر سوار ہونے کے واسطے اہل قافلہ کو حضرت نے تقسیم کر کے ہر جہاز پر ایک ایک لائق آدمی کو امیر قافلہ
مقرر کیا اور بقدر بارہ ہزار روپیہ کے غلہ وغیرہ زاد راہ سفر دریائی یہاں سے خرید کر جہازوں پر لادا گیا۔ جہاز موسوم
صدیاتی ہے کہ جسکا ناخدا سید عبدالرحمن باشندہ حضرموت اور معلم جہاز شیخ داؤد باشندہ سورت تھا حضرت
مع اپنے قرابت داروں کے سوار ہوئے جب سب اہل قافلہ سوار ہو چکے تو لنگر جہازوں کا اٹھا دیا گیا۔ دو رات دن
جہاز گنگا ساگر کے میٹھے پانی میں رہے تیسرے دن کیلا گچھیا سے گذر کر جہاز کھاری پانی میں پہنچے۔ یہاں ایک
واقعہ عجیب اور حادثہ غریب ظہور میں آیا اور وہ یہ ہے کہ روحانیت سمندر کی ایک مہیب ناک صورت بنکر
حضرت کے سامنے آئی اور بہت غرور و تکبر سے بولی کہ تو نے اپنی جان سے سیر ہو کر ایسی جسارت کر کے میرے
اندر ہلاک ہونے کیوں آیا ہے تو نہیں جانتا کہ میں وہ سمندر ہوں جسنے ایکدم میں فرعونیوں کو ہلاک کر دیا تھا اور
میں وہ ہوں کہ ہزاروں جہاز اور کشتیاں ہر سال میرے اندر تباہ ہوتی ہیں اور میں وہ بحر محیط ہوں کہ ساری
زمین کو مع سارے ساکنان زمین کے گھیرے ہوئے ہوں اگر میں چاہوں تو ایکدم میں سارے ساکنان زمین کو غرق
کر دوں پس معلوم ہوتا ہے کہ تو اپنی جان سے بیزار ہو گیا ہے مگر اسقدر خلقت کو اپنے ساتھ لیکر کیوں ہلاک کرنا
چاہتا ہے۔ سید صاحب نے جب یہ کلمات نخوت آمیز سمندر سے سنے تو اسوقت آپکو یہ الہام ہوا کہ تو سمندر
سے کہدے کہ تو کیسی غرور اور تکبر کی بات کرتا ہے میں اور تو دونو غلامان غلام اس جبار اور قہار کے ہیں تو اللہ
سے ڈر اور میرے روبرو اسقدر شیخی نہ بگھار یہ کبر و منی فقط اسی رب الارباب کو شایان ہے جسکے بحر قدرت کے سامنے
تو مثل ایک قطرہ کے ہے تجھے کچھ بھی نہیں بڑا کیا اختیار ہے کہ تو کسی کو غرق کرے بلا حکم اُس قہار کے تو ایک تنکا بھی سرکانے
پر بھی قادر نہیں ہے جب حضرت کے منہ سے یہ کلمات دلیرانہ اور صوفیانہ سنے جناب سمندر مثل حباب غائب
ہو گئے اور پھر تھوڑی دیر کے بعد مثل سید کا پیشتر ہو کے حضرت کے سامنے حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ میں تو
اُس قادر کریم کی مخلوقات میں سے ایک ادنی مخلوق ہوں اور رات دن اُسکے خوف سے تھراتا اور اُسکی
عظمت کے سامنے سر جھکاتا رہتا ہوں میری کیا طاقت کہ بغیر اُسکے حکم کے حرکت کر سکوں دیکھو تمھارا پیچھا اسکو
میں نے پہلی بار فقط آپکا ایمان جانچنے کے واسطے حاضر ہوا تھا جب میں نے آپکو پختہ پایا تو اب میں واسطے اظہار الفت
کے حاضر ہوا ہوں آپکا غلام فرمانبردار اور خیر خواہ ہوں۔ اور یہ کہکر رخصت ہوا جبکہ جہاز سمندر میں دور پہنچے
تو بڑے موجوں کے اٹھنے لگے اسوقت حضرت نے سب لوگوں کو جمع کر کے بکمال تضرع و زاری واسطے حفظ
و امان جان و مال اہل قافلہ کے دعا کی اور حاضرین آمین کہتے تھے۔ اسوقت حضرت کے اوپر ایک ایسی حالت
اور رقت طاری تھی کہ اس دعا کی قبولیت کی صدا ہر دو طرف سے نکلتی تھی جبرکت اس دعا کے ... وقت ہوا موافق

[illegible]

[illegible]

ہو کر تلاطم اور موجون کا صدمہ کم ہو گیا اور جہاز مثل برق کے اُڑے سے چلے جانے لگے - جب جہاز کچھ آگے بڑھے تو چاروں طرف پانی ہی پانی نظر آتا تھا زمین کا نشان نہ رہا - جب خلیج بنگال سے نکلکر جہاز محاذی جزیرہ لنکا کے پہونچے اُس رات کو حضرت تمام شب بیدار رہے اور مانند پاسبانون کے کبھی اوپر اور کبھی نیچے آتے جاتے تھے اور فرماتے تھے کہ عفاریت (دیو) اور شیاطین اس گروہ قلیل پر حملہ کرنا چاہتے تھے مگر خداوند تعالیٰ نے انکو رو سیاہ کر کے پسپا کر دیا - جب صبح ہوئی اور جہاز جائے خطرناک سے پار ہو گیا تو ناخدا جہاز نے آپکے شکر میں حلوا تیار کر کے مجلس مولود شریف کی مرتب کی اور بعد پڑھنے غزل و قصائد مولود مسعود کے اُس حلوے کو تقسیم کرا دیا - یہاں سے آگے چلکر بندر کالی کٹ اور مالا بار اور جزیرۂ آمینی اور سقوطرہ میں بقدر ضرورت توقف کرتے ہوے دریاے ہند سے نکلکر بحر عرب میں جا پہونچے - تھوڑے سے دن جہاز بحر عرب میں چلکر عدن میں پہونچے بعض معتبر راویوں کا یہ بھی بیان ہے کہ اس سفر دریائی میں ایک مرتبہ جہاز میں میٹھا پانی نہ رہا تھا ناخدا جہاز نے اسکی اطلاع حضرت سے کی اور حضرت اپنے مالک حقیقی سے دعا کرنے کو بیٹھ گئے عین حالت دعا میں آپکو یہ الہام ہوا کہ اس مقام پر ہمنے سمندر کا پانی میٹھا کر دیا ہے جسقدر چاہو جہاز میں بھر لو - حضرت نے مالک جہاز کو یہ بشارت سنا دی انہوں نے تو بقدر ضرورت خود اُس جگہ سے میٹھا پانی بھر لیا - یہ پانی نہایت صاف شفاف اور شیرین تھا - عدن میں پہونچکر بھی ایک ماجراے عجیب اور واقعہ غریب ظہور میں آیا - جب حضرت مع چند آدمیوں کے ایک کشتی پر سوار ہو کر کنارہ پر پہونچے تو معلوم ہوا کہ شہر عدن بندر سے بہت فاصلہ پر ہے اُسوقت گرمی بلا کی پڑ رہی تھی بسبب شدت حرارت کے ایک قدم بھی چلنا مشکل تھا - یہان کوئی سواری بھی موجود نہ تھی اور اکثر رفیق برہنہ پا تھے - جب سواری کی تلاش کی تو معلوم ہوا کہ سامنے والے پہاڑ پر سے اونٹ کرایہ پر مل سکتے ہیں مگر اُس شدت تپش میں اُس پہاڑ تک جانا اور اونٹ لانا محال بلکہ غیر ممکن تھا اُسوقت سب ہمراہیوں نے لاچار ہو کر حضرت کی توجہ چاہی آپنے فرمایا کہ جس چیز کی ضرورت ہوگی اللہ تعالیٰ اسکو آپ پہونچا دیگا تم کچھ فکر نہ کرو لیکن ہر آدمی سات سات بار سورۂ فاتحہ پڑھ لے - ہمراہیوں نے جب ارشاد حضور کے سورۂ فاتحہ پڑھنا شروع کیا اور ابھی عدد مطلوبہ سورۂ فاتحہ کا پورا نہ ہوا تھا دیکھا کہ جانب پہاڑ سے چند اونٹ چلے آتے ہیں اور بغیر بلائے سیدھے آپکے پاس چلے آئے - اور ناخدا سب کو سوار کرا کے شہر عدن میں لیگئے اور طرفہ یہ کہ آپکے پہونچانے کے بعد وہ شتر مع شتربانون کے کہیں غائب ہو گئے - واسطے دینے کرایہ کے ہر چند انکو تلاش کیا مگر کہیں اُنکا پتہ نہ لگا لاچار ہو کر قاضی شہر کے پاس گئے کہ یہاں کرایہ جمع کر دیں جب وہ شتربان آئیگا قاضی صاحب اُسکو دیدینگے - جب قاضی شہر سے شتربان اور شترون کا حلیہ بیان کیا تو وہ بولے کہ نہ ایسے حلیہ اور صورت کا کوئی شتربان یہاں رہتا ہے اور نہ ایسے رنگ ڈھنگ کا کوئی اونٹ اس شہر میں موجود ہے

مدد غیبی تھی جو تمکو سیدھا کر چلی گئی اگر اس شدت طوفان میں تمکو مدد غیبی نہ پہونچتی تو تم ہندی آدمی وہان ہلاک ہو جاتے اب ہم کرایہ تم سے لیکر کسکو دینگے۔ عدن میں پہونچنے کے بعد حضرت سید صاحب باجناب سید عیدروس صاحب کے مرقد مبارک پر جو اُس شہر میں واقع ہے واسطے زیارت کے تشریف لیگئے اور تین روز عدن میں مقام رہا اور چونکہ اہل قافلہ جہاز پر بسبب نہ ملنے گوشت کے گوشت کو ترس گئے تھے یہان تین روز تک خوب گوشت کھا کر سیر ہو گئے۔ بعد تین روز کے جہاز عدن سے روانہ ہو کر سہ شبانہ روز میں مخا پہونچگئے۔ اس مقام پر پہونچکر سید عبد الرحمن ناخدا جہاز نے اپنے گھر جانیکے واسطے ایک مہینے کی رخصت حضرت سے چاہی حضرت نے اُنکی درخواست کو منظور کر کے ایک مہینے تک مخا میں قیام کرنیکا حکم دیا اور ایک عربی متصل درگاہ شاذلی صاحب علیہ الرحمۃ کرایہ پر لیکر اُسمیں فروکش ہوئے۔ بعد ایک مہینے کے سامان ضروری سفر کا خرید کر کے یہان سے آگے کو روانہ ہوئے اور چار روز بندر حدیدہ میں قیام کر کے محاذی یلملم کے جو میقات اہل ہند کا ہے پہونچے تو ناخدا جہاز نے خدمت شریف میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضور سارے قافلہ کو حکم دیں کہ وہ غسل کر کے احرام باندھیں تب حضرت نے سارے قافلہ کو جمع کر کے غسل کرایا اور احرام کے کپڑے پہنوائے اور پھر آپنے ساری جماعت کے سامنے بیٹھکر دونو ہاتھ بلند کر کے بہت دیر تک حمد و ثنا اُس رب الارباب کی کر کے نہایت زاری اور گڑگڑا کر بہت دعا مانگی کہ اثر اس دعا کا سامعین کے قلب پر حد سے زیادہ ہوا اُسکے بعد سجدے میں سر رکھکر بہت دیر تک سجدہ شکر کرتے رہے پھر سجدے سے سر اُٹھا کر بہت خندان و فرحان فرمایا کہ اے یارو تم سبھی اپنی مراد کو پہونچگئے یلملم سے چلکر تین چار روز میں جہاز جدہ میں داخل ہوئے ؛

جدہ میں جہاز سے اُتر کر پانچ روز قیام رہا۔ جب سب لوگ تکلیف سفر بحری سے آسودہ ہو گئے پانچوین روز کی شام کو بعد ادائے نماز عشا کے اونٹون پر سوار ہو کر مکۂ معظمہ کو روانہ ہوئے اور حدیبیہ میں پہونچکر سب یارون کو ساتھ لیکر دعا میں مشغول ہوئے اور حدیبیہ سے چلکر واقعہ ۲۸ ماہ شعبان المعظم ۱۲۳۷ ہجری بعد سفر گیارہ مہینے کے داخل حرم محترم ہوئے مسجد بیت الحرام کو دیکھکر ہر ایک آدمی اس قافلہ کو اسقدر رقت اور زاری ہوئی کہ ہچکیاں بندھ گئیں کسی کو طاقت بات کرنیکی نرہی یہانتک کہ معلم اور مطوف وغیرہ جو وہان حاضر تھے وہ بھی سب رونے لگے اور کہنے لگے کہ ہمنے اپنی ساری عمر میں ایسا بابرکت قافلہ کبھی کسی ملک سے آتا ہوا نہیں دیکھا وہان پہونچکر ہر ایک شخص نے سات سات طواف کر کے دو دو رکعت نماز مقام ابراہیم میں ادا کی اور براہ باب الصفا حرم محترم سے باہر ہو کر اور میدان صفا و مروہ میں جا کر تسبیح اور تکبیر کہتے ہوئے کمال خشوع اور خضوع کے ساتھ سعی کی اُسوقت حضرت نے معیت سارے قافلہ کے بہت زاری اور انکساری سے دعا کی اُسوقت کوئی حلق اور کوئی قصر کرا کے احرام عمرہ سے باہر ہو گئے اور اپنا اپنا لباس معمولی پہنکر حضرت کے ساتھ مسجد الحرام میں جا کر سب کے سب

بیٹھ گئے اور ایک دوسرے کو مبارکباد دینے لگے ؛

اسکے بعد چاند رمضان المبارک کا دکھائی دیا بمجرد رویت ہلال رمضان المبارک کے خادمان مسجد بیت الحرام نے اسقدر قندیلیں اور چراغ اور جھاڑ فانوس روشن کئے کہ جنکی روشنی افق آسمان تک پہنچ گئی اور بجائے شب تاریک کے روز روشن ہوگیا۔ رمضان المبارک کی راتوں میں ہفتے میں دو بار سید صاحب تراویح کا عمرہ ادا کرنیکے واسطے مسجد تنعیم تک کہ بقدر تین میل کے ہے پاپیادہ وہانسے احرام باندھکر آتے اور بعد طواف اور سعی کے نماز صبح سے اول فارغ ہو جاتے اور صبح کی نماز اول وقت شافعی مصلے پر پڑھکر اپنے مکان کو چلے آتے۔ بیسویں تاریخ رمضان المبارک کو حضرت مع ہمراہیان مسجد بیت الحرام میں معتکف بیٹھ گئے اور عید کا چاند دیکھکر بعد ادائے نماز مغرب کے اپنے مکان کو تشریف لے آئے۔ اور ماہ شوال و ذیقعدہ کے مکہ معظمہ میں رہکر طواف خانہ کعبہ کرتے رہے ؛

ملک عرب کے بھی بہت لوگ آپکے ہاتھ پر بیعت کرکے مرید ہوئے۔ ملک بلغار کے قافلہ کا ایک بہت بڑا عالم جو فارسی زبان جانتا تھا حضرت کی بیعت سے مشرف ہوا اور حضرت نے اسکو ملک بلغار کی ہدایت کے واسطے اپنا خلیفہ کرکے سند خلافت اور ایک نقل کتاب صراط المستقیم کی عنایت کی۔ اور شیخ عمر مفتی مکہ المعروف بعبد الرسول جو استاد عبد اللہ سراج شیخ العلما کے تھے اور شیخ عقیل اور سید حمزہ تینوں بزرگ بڑے صاحب کمال اور اخیار مکہ معظمہ سے تھے جب سید صاحب مکہ معظمہ میں پہنچے تو ان بزرگون نے اپنے کشف سے سید صاحب کا مرتبہ معلوم کرکے آپکی اطاعت اور فرمانبرداری اختیار کی اور ان تینوں بزرگون کا یہ حال تھا کہ جب سید صاحب طواف کیا کرتے تو یہ بھی اُس طواف میں شریک ہوتے کسی دل کے اندھے اہل عرب نے ان بزرگون پر اعتراض بھی کیا تھا کہ آپ ایسے بزرگ اور ولی کامل ہوکر سید صاحب کے ساتھ کیوں طواف کرتے ہو تو انھوں نے اُس ناسمجھ سائل سے کہا تھا کہ ہمنے اپنے کشف باطن سے معلوم کر لیا ہے کہ اس بزرگ کا ہر ایک طواف مقبول بارگاہ ایزدی ہے اور جو لوگ اُس طواف میں آپکے ساتھ رہتے ہیں اُنکا طواف بھی مقبول ہے اس سبب سے ہم ہمیشہ اُنکے طواف میں ساتھ رہا کرتے ہیں ؛

جب ہلال ماہ مبارک عید الضحی ۱۲۳۷ ہجری کا نظر آیا تو آٹھویں تاریخ یوم ترویہ کو امیر الحاج نے جو سلطان روم کی جانب سے ہمراہ قافلہ روم و شام و مصر کے آیا تھا منبر مسجد بیت الحرام پر چڑھکر کمال فصاحت اور بلاغت سے ایک خطبہ مشتمل مناسک حج پڑھکر سُنایا اُسوقت قریب ایک لاکھ آدمیوں کے حاضر تھے اُس دن بعد ادائے نماز عصر کے تمامی اہل مکہ اپنے اپنے گھروں کو مقفل کرکے اور مزدور لوگون کو مطلوبہ اسباب تفویض کرکے منا کو روانہ ہوئے اور کل حاجی بھی اُسی رات شہر منا میں جاکر شب باش ہوئے اور صبح کو بعد ادا

نماز ہو اسطے عرفات کو روانہ ہوئے اور قریب دو پہر کے ہر ایک حاجی میدان عرفات میں حاضر ہو گیا بعد زوال
کے مسجد نمرہ میں ظہر کی اذان ہوئی اور سب حاجیوں نے اُس مسجد عالی شان میں جا کر نماز ظہر اور عصر کو جمع
کر کے پڑھا — بعد نماز ظہر کے امام الحاج نے جبل رحمت پر جا کر اور ایک سانڈنی پر سوار ہو کر خطبہ پڑھا اور وہ جا
کی اُسوقت دو تین آدمی بڑے بڑے رومالوں سے اور چند آدمی نیزوں سے خطیب کا اشارہ کرتے جاتے تھے
جب سب حاجی ایک ساتھ لبیک کہتے تھے تو زمین ہل جاتی تھی اور آسمان تک اُسکی آواز پہونچتی تھی —
اُسوقت سید صاحب نے جبل رحمت کے نیچے کھڑے ہو کر دعا کے واسطے ہاتھ اٹھائے اور واسطے تمامی حاضرین
اور غائبین اس گروہ کے کمال عجز اور انکسار سے دعا کی اور اُس دعا میں ایسی رقت ہوئی کہ سامعین اور
آمین گویوں کے دلوں پر اُسکی قبولیت کے آثار منقش ہو گئے منجملہ اُن دعاؤں کے جو اُسوقت حضرت نے
مانگی تھی ایک یہ بھی تھی کہ الٰہی خداوند کریم تو نے اس عاجز مستمند کو ساتھ قافلہ نیازمندوں کے محض اپنے فضل
عمیم سے بے بدل اپنے عطیہ اور انعام سے معزز اور ممتاز فرمایا کہ اس نعمت عظمیٰ کا شریک کیا ہے سو تو ہم میں سے
کسی کو بھی ساتھ لقب حاجی کے ملقب نفرما اور میدان قیامت میں تو ہی خاص اپنی نوازش کر — سب مخبرین
اس بات پر متفق ہیں کہ بوجہ قبولیت اس دعا کے آجتک کوئی آدمی بھی اُس قافلہ کا ملقب ساتھ لقب حاجی
کے نہیں ہوا اسواسطے امید قوی ہے کہ باقی دعائیں بھی حضرت کی قبول ہوئی ہونگی ۔

بعد خطبہ کے امیر الحاج نے ناقہ سے اتر کر ندا سے حج مبارک کی ہر ایک کو پہونچائی اُسوقت ہر ایک آدمی لبیکا
سرت طرف مزدلفہ کے جسکو مشعر الحرام بھی کہتے ہیں اور جو عرفات سے بقدر مسافت تین کوس بجانب مکہ معظمہ
واقع ہے روانہ ہوا اور مزدلفہ میں نماز مغرب اور عشا کو جمع کر کے پڑھا اور وہیں سب حاجیوں نے رات کو آرام کیا
بوقت طلوع صبح صادق کے نماز فجر ادا کر کے خطیب نے ایک خطبہ میں حمد و ثنا اور نعت رسول اور احکامات قربانی
اور مناسک کو مشرح اور مفصل کر کے بیان کیا بعد سننے خطبہ کے سب لوگ بجانب منا جو مزدلفہ سے بقدر تین
میل کے ہے روانہ ہوئے اور وہاں پہونچکر قربانی اور رمی جمار اور حلق و قصر کر کے تین روز تک وہاں شب باش
رہے — چودھویں تاریخ ذی الحجہ سے نصف ماہ صفر تک حضرت طواف اور صلوٰۃ اور اوراد کے عمرہ میں لگے رہے

اس عرصہ میں حضرت نے ایک خط بحضور پر نور جناب مولانا و مرشدنا شاہ عبد العزیز صاحب محدث
دہلوی کے مکہ معظمہ سے روانہ کیا تھا اور وہ خط آپکے سفر حج کا لب لباب اور قابل دید ہے — اس کتاب کے
ضمیمہ میں بہ نمبر اول وہ اصل خط درج ہے وہاں ملاحظہ کرنا چاہیے ۔

چونکہ اب سید صاحب ایک کامل شخص اولاد علی کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ سے اصلاح علوم ظاہری اور باطنی
کی یہاں مکہ معظمہ میں ہو چکی تھی اسواسطے جن ایام میں یہ خط شاہ صاحب کو پہونچا تو ۲۴ ماہ رجب المرجب کو

شاہ صاحب موصوف نے ایک عجیب و غریب اور عبرت انگیز اور ہدایت آمیز خواب اس طرح پر دیکھا کہ ایک بڑا لمبا چوڑا
اور وسیع میدان ہے اسمیں سفید فرش مثل براق نہایت عمدگی اور آب و تاب سے بچھا ہوا ہے اور اس فرش پر
بہت سے آدمی نورانی چہرہ اور عمدہ شکلوں والے لباس فاخرہ پہنے ہوئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تشریف آوری کے
منتظر ہیں شاہ عبد العزیز صاحب بھی حال [illegible] جناب امیر کا معلوم کر کے اسی فرش پر ایک جگہ بیٹھ گئے
ناگاہ تھوڑی دیر کے بعد حضرت امیر جناب قبلہ [illegible] نمایاں ہو کر رونق افروز اس مجلس کے ہوئے اور مولانا صاحب کے
روبرو چار زانو بیٹھ گئے اور مولانا صاحب حسب ادب آپکے سامنے دو زانو ہو کر بیٹھے حضرت امیر نے سوائے شاہ
صاحب کے کسی دوسرے آدمی سے کلام نہیں کیا۔ شاہ صاحب نے جناب امیر کو اپنی طرف متوجہ اور مہربان پاکر اور
اس موقع کو غنیمت جان کر چند سوال حسب ذیل عرض کئے اول یہ کہ چاروں فقہاء کے مذہب میں کونسا مذہب
آپکو پسند اور مختار ہے آپنے جواب دیا کہ انمیں کوئی مذہب بھی مجھکو پسند نہیں ہے اور فرمایا کہ انمیں کوئی مذہب بھی
میرے طور اور طریقے پر نہیں ہے سب میں افراط و تفریط ہو گئی ہے دوم آپنے عرض کیا کہ ان مشہور طرق اولیاء
میں اونسا طریقہ حضور کے طور پر ہے جناب امیر نے فرمایا کہ انمیں بھی کوئی طریقہ میرے طور پر نہیں ہے ہر طریقے
میں کچھ نہ کچھ بدعت یا امر بیجا یا خلاف طور میرے لوگوں نے ایجاد کر لی ہیں اور اس وجہ سے سلسلے سب ہوا و ہوس والے
اور طریقے [illegible] ہو رہے ہیں کیونکہ ہمارے عہد میں صرف میرے طور سے شغل حصول تقرب الٰہی کیلئے
یعنی ذکر اور تلاوت قرآن اور نماز تھے اب ان لوگوں نے صرف ذکر کو شغل مقرر کر لیا ہے اور تلاوت قرآن
اور نماز کو جو اصل اشغال حصول تقرب الٰہی کے ہیں شغل ہی نہیں جانتے۔ پھر شاہ صاحب نے عرض کیا کہ اگرچہ مجھکو
بذریعہ چند طریقوں کے انتساب اور توسل آپکی جناب میں واصل ہے لیکن امیدوار ہوں کہ بلا واسطہ حضور کے
دست مبارک پر بیعت کروں اسوقت حضرت امیر نے اپنے ہاتھ پھیلا کر [illegible] اس بیعت سے [illegible]
کلی الاقبال شاہ صاحب کے باطن میں ہوا اسکے بعد شاہ صاحب نے عرض کیا کہ اکثر صحابہ خصوصاً قریش نے آپکے
جھگڑے [illegible] میں اسکی اصل کیا ہے اور آپکے حق میں کیا حکم ہے حضرت امیر نے فرمایا کہ میری انکی [illegible]
تھی یا فرمایا کہ بوجہ انکا ہمیشہ خاندان کے شکر رنجی باہم ہو گئی تھی مگر نافہم لوگوں نے اسکو بہت بڑھا لیا اور [illegible]
[illegible] پھر شاہ صاحب نے عرض کیا کہ فلاں [illegible] صاحب [illegible] کر سید اور آپکی اولاد سے [illegible] ہے جناب امیر نے فرمایا کہ
وہ [illegible] میری اولاد سے ہرگز نہیں ہاں [illegible] پھر حضرت امیر نے فرمایا [illegible] ہے کسی شخص نے ایک کتاب
پشتو زبان میں تصنیف کی ہے اور اسمیں کلمات میری حقارت کے لکھے ہیں تمکو اسکی کچھ خبر ہے۔ شاہ صاحب
نے عرض کیا کہ میں پشتو جانتا ہوں اور اس کتاب کے حال سے واقف ہوں مگر اسکی تحقیقات کر کے پھر عرض
کرونگا اسکے بعد چند باتیں ہوئیں جو شاہ صاحب کو یاد نہیں رہیں پھر حضرت امیر کا ایک ہاتھ [illegible] سے تشریف [illegible]

لائے تھے بہت جلدی سے اُدھر رونق افزا ہوگئے - اور شاہ صاحب نے اس خواب کو تحریر کرکے اسکی نقلیں
جابجا ارسال کردیں تاکہ اس مسئلہ مفسدہ میں خلائق غور کرسکے اور اعتدال کی اختیار کرے اور افراط و تفریط سے باز رہے

بیان اثنائے قیام میں انہیں دنوں میں ادائے حج کے ایک اور عجیب معاملہ حیرت انگیز واقع ہوا - نواب
وزیر الدولہ مرحوم اور صاحب مخزن باتفاق لکھتے ہیں کہ مولانا محمد اسمٰعیل شہید کی والدہ شریفہ بھی اس سفر میں اپنے
بیٹے کے ساتھ تھیں جو بعد ادائے حج کے سخت بیمار ہوگئیں - اسوقت تک یہ مخدومہ سید صاحب کی بیعت سے
مشرف نہوئی تھیں بلکہ آپکی بیعت کرنے سے انکو سخت انکار تھا اور اپنی خام خیالی کے سبب سے کہا کرتی تھیں
کہ سید صاحب نے ہمارے گھر میں بیعت کی ہے اب ہم الٹی اُنکے ہاتھ پر کیسی بیعت کریں حالانکہ ان مخدومہ کے
شوہر مولوی عبد الغنی صاحب اور انکے لائق بیٹے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب بلکہ اُس خاندان کے کل مرد اور
عورت سید صاحب کی بیعت سے مشرف ہوچکے تھے - مولانا شہید نے انکا وقت اخیر دیکھکر حضرت کے ہاتھ پر
بیعت کرنیکے واسطے بہت سمجھایا مگر انکو کچھ ایسی ضد ہوگئی کہ انہوں نے ہرگز قبول نکیا تب مجبور ہوکر مولانا
خاموش ہورہے اور بارگاہ الٰہی میں انکی ہدایت کے واسطے بہت دعا کی اور گڑگڑا کر عرض کیا کہ اے بار خدا میری
والدہ کو کہ اب انکا وقت اخیر ہے ایسی آنکھ دے کہ وہ سید صاحب کو پہچانیں اور آپکے ہاتھ پر بیعت کرکے اور اس
ہمیشہ کی ہٹ سے باز آئیں - مولانا کا تیر دعا نشانہ مراد پر پہنچا کہ اپنے مرنے سے پہلے اُن مخدومہ نے میدان محشر
کو خواب میں دیکھا کہ سوا نیزے پر سورج ہے اور خلقت مارے تپش آفتاب کے بیجان ہورہی ہے نہ کہیں سایہ ہے
کہ جہاں ذرا آرام کریں اور نہ پانی ہے کہ جس سے پیاس بجھائیں - یہ مخدومہ بھی بحالت زار ڈھونڈتی سایہ اور پانی کی
تلاش میں ادھر اُدھر حیران و پریشان دوڑتی پھرتی تھیں ایسی حالت تباہ میں اسوقت انہوں نے دور سے
دیکھا کہ ایک جگہ پر خلقت کثیر ایک عمدہ سایہ میں شادان و فرحان کھڑی ہوئی عیش و عشرت کر رہی ہے
اُن مخدومہ نے کسی آدمی سے پوچھا کہ یہ کون بانصیب لوگ ہیں جو ایسے وقت میں زیر سایہ کھڑے ہوئے بہار
اُڑا رہے ہیں اُس آدمی نے جواب دیا کہ یہ گروہ مریدان حضرت سید احمد صاحب کا ہے اگر تم بھی انمیں داخل
ہونا چاہتی ہو تو حضرت کی بیعت سے مشرف ہوجاؤ ورنہ اس عیش و عشرت میں داخل نہونے پاؤ گی - یہ خواب
دیکھکر وہ مخدومہ بدحواس ہوکر بیدار ہوئیں اور اسیوقت مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کو بلاکر یہ خواب انکو سنایا اور
کہا کہ اسیدم سید صاحب کو بلاؤ غرض اسیوقت سید صاحب رونق افروز ہوئے اور اُن مخدومہ نے اپنے
انکار پر معذرت کرکے بکمال صدق آپکے ہاتھ پر بیعت کی اور بیعت کے ساتویں روز سالکہ خانہ خیر کے راہی
آخرت ہوئیں - انا للہ وانا الیہ راجعون ☙

اب تیاری سفر مدینہ منورہ کی ہونے لگی ایک سو بیس اونٹ معرفت احمد پاشا حاکم مکہ معظمہ کے کرایہ

ارسکے اور اور ضروری سامان لیکر پیادہ پا قافلہ مدینہ منورہ کو روانہ ہوا عجیب ہے کہ حضرت ملک عرب میں پہنچے تھے کہ
مرزا حسن نام مرد مشہور بڑا مالدار ایک سید زادہ تھا جو ہندوستان سے آیا ہے اُنکے ساتھ سات
پچاس آدمی پیدل قافلہ میں اور زاد خرچ خوراک وغیرہ کل اُسکے ذمہ تھا اسواسطے عرب کے لٹیرے اور راہزن اس گھات
میں تھے کہ راہ میں سامنے ملکر اور مدینہ کے اشقیاء اُٹھینگے اور مجمع العوام ہو اور قطاع الطریق بھی مدت سے اس لوٹ کی
تیاریاں ہو رہی تھیں۔ یہ خبر سنکر بروقت روانگی مدینہ منورہ کے حضرت نے توکل ہو اپنے ساتھ والوں کو حکم دیدیا
تھا کہ کوئی آدمی سوائے قلمتراش کے کوئی ہتھیار اپنے ساتھ نہ لیجائے۔ اگر لٹیرے ہمپر حملہ کرینگے بھی تو جو کچھ ہمارے
پاس موجود ہے اس راہ میں فدا کر دینگے۔ خیر کہ معظمہ سے روانہ ہو کر اول منزل وادی فاطمہ میں ہوئی اس
وادی میں مرقد مبارک حضرت ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کا ہے قریب آدھی رات کے حضرت مع چند رفیقوں
کے واسطے زیارت کے وہاں تشریف لیگئے۔ صاحب مخزن احمدی لکھتے ہیں کہ ہمکو مرقد مبارک پر خوشہ تازہ
انگور کے غیب سے عنایت ہوگئے۔ حالانکہ اسوقت انگور کی فصل بھی نہ تھی۔ دوسرا مقام حجفہ میں ہوا جہاں
باہم اہل قافلہ اور شتربانوں کے کچھ فساد ہو کر نوبت مارپیٹ کی بھی پہنچ گئی تھی مگر حضرت نے فریقین میں صلح
و آشتی کرا کے رفع فساد کرا دیا ورنہ نوبت کشت و خون کی پہنچ جاتی۔ جب نصف راہ طے ہونے کے بعد یہ قافلہ ہوا کہ
اُس پہاڑ کے پیچھے پہنچا جہاں سعد نام سردار قطاع الطریق اور راہزنوں کا رہتا ہے جو مدت سے اس قافلہ
کی آمد کا انتظار کر رہا تھا۔ یہاں رات بھر ڈاکہ پڑنے کا ڈر رہا مگر اس قافلہ کا قافلہ سالار تو ایسا شخص تھا جسکی کفالت
اور وکالت کا وعدہ منقلب القلوب کر چکا تھا پھر یہاں کس راہزن اور لٹیرے کا حوصلہ تھا جو اسطرف منہ کرسکے
بوقت آدھی رات کے بجائے ڈاکہ زنی کے سعد ڈکیتوں کا سردار اپنے بہت سے دوستوں کو ساتھ لیکر حضرت
کی زیارت کے واسطے حاضر ہوا اور بعد مصافحہ اور معانقہ کے بہت دیر تک آپکے سامنے بیٹھا رہا۔ جب رخصت
ہونے لگا تو آپنے چند تحفے اُسکو عنایت کیے۔ اُسکے چلے جانے کے بعد سارا قافلہ مطمئن ہو کر سو رہا۔ وہاں سے
دو منزل چلنے کے بعد وادی صفرا میں حضرت شیخ عبدالرحیم مغنی اور حضرت ابو عبیدہ ابن الحارث ابن عم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو غزوہ بدر میں زخمی ہو کر اس مقام پر شہید ہوئے تھے زیارت سے مشرف
ہوئے۔ یہاں ایک قیام بھی ہوا۔ یہاں سے روانہ ہو کر ایک ایسی جگہ پر مقام ہوا جہاں سے مدینہ منورہ
تخمیناً تین کوس رہجاتا ہے اُس روز سید صاحب کو سخت بخار اور درد سر لاحق ہو گیا تھا ایسے نازک وقت
میں کہ سردار قافلہ کے ہوش و حواس بجا نہ تھے چاروں طرف سے راہزنوں نے اس قافلہ پر حملہ کیا اور قریب تھا کہ لوٹ
اور قتال شروع ہو اُسوقت سردار شتربانان نے جو راہی قافلہ سے جو رئیس راہزنوں کا رشتہ دار تھا آگے بڑھکر سالار
راہزنوں سے ملاقات کی اور بعد سلام اور معانقہ و مصافحہ کے رئیس ساربانوں نے اُس سے کہا کہ اس قافلہ پر

چونکہ اس قافلہ میں سوا سیہ سامان خوراک اور پوشاک کے اور کچھ مال و اسباب نہ تھا اور وزیر احمد پاشا
نائب سلطان روم نے اس قافلہ کو میرے سپرد کر کے امن و امان سے پہنچانے کی ضمانت مجھ سے لی ہے اگر تم کو
لوٹنا منظور ہے تو ہمارے پیچھے ایک قافلہ مغربی لوگوں کا آتا ہے جنکے پاس مال و اسباب و نقد بیشمار
ہے یہ حال سنکر سردار قطاع الطریق واپس ہو کر چلا گیا۔ اُس رات کو اثنائے راہ میں سید صاحب نے
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ حضرت مع حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت
خاتون قیامت اور حسنین رضی اللہ عنہم اجمعین سب انکی عیادت کے واسطے تشریف لائے اور ہر ایک بزرگ
نے حضرت سید صاحب کے سینہ مبارک پر اپنا اپنا ہاتھ رکھکر تسلی و تشفی کی اور بہت سی بشارتیں آپکو
دیں۔ خیر اُسی رات کو بوقت نصف شب مدینہ منورہ میں پہنچکر ایک میدان متصل شہر میں دروازے کے باہر
شہر کے مقام ہوا اور فجر کو دروازہ کھلنے کے ساتھ ہی داخل شہر مدینہ ہوئے اور اُسیوقت مسجد نبوی میں
نماز اشراق ادا کی اور مرقد مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ چند روز تک
کرایہ لیکر ایک مکان میں حضرت مسکن گزین ہوئے اور باقی مکانات کو اہل قافلہ پر تقسیم کیا پچیس ۲۵ روز
تک وہاں مکانات متبرکہ کی زیارت میں مصروف رہے اور اس عرصے میں بہت سے اہل مدینہ بھی آپکی
بیعت سے مشرف ہوئے چنانچہ منجملہ اُنکے ایک خواجہ الیاس صاحب غوث مدینہ طیبہ اور سراج
اولیا مسجد نبوی کے تھے اُنکے ذریعہ سے سید صاحب کو بہت دفعہ مرقد مبارک کی داخلی بھی اسطرح
پر حاصل ہوئی کہ دو دو گھڑی تک سید صاحب مرقد مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مراقب بیٹھے رہے
جب سید صاحب مدینہ منورہ میں رونق افروز تھے اُسوقت مولوی معین الدین صاحب بنگالی جو بسبب
بیماری کے مع اپنے فرزند مولوی حمید الدین صاحب کے مکہ معظمہ میں رہ گئے تھے انتقال کر گئے اور اُسی انتقال
کے روز سید عمر معروف بہ عبد الرسول نے جو ولی اللہ اور معتقدان سید صاحب سے تھے مولوی
حمید الدین صاحب کو بشارت دی تھی کہ تم خداوند تعالیٰ کا شکر کرو کہ برکت بیعت سید صاحب کے تمہارے
والد کی مغفرت ہوگئی اور یہ ذکر مغفرت تمہارے والد کا میں نے ملا اعلیٰ میں سنا ہے۔ اور ادھر مدینہ منورہ
میں بروز وفات مولوی معین الدین صاحب کے سید صاحب نے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ آج مولوی معین الدین
صاحب کا انتقال ہوگیا اور اُنکا ذکر ملا اعلیٰ میں ہو رہا ہے۔ جب مدینہ سے سید صاحب کا قافلہ مکہ معظمہ
میں آیا تو عند الملاقات معلوم ہوا کہ جس روز سید صاحب نے اُنکی وفات کی خبر دی تھی ٹھیک اُسی دن اُنکا
انتقال ہوا تھا پچیس روز کے قیام کے بعد موسم سرما نے زور کیا اور حضرت کے اہل قافلہ کے پاس سرمائی
کپڑے موجود نہ تھے جس سے کسی قدر تکلیف ہونے لگی مگر انمیں کوئی آدمی مدینہ چھوڑنے پر راضی نہ تھا

۱۴ ماہ تاریخ ربیع الاول ۱۲۳۶ ہجری کو سید صاحب نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر خواب میں دیکھا
اسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم کرتے ہوئے فرمایا کہ اے احمد اب تو جلد مکہ کو روانہ ہو جا کیونکہ تیرے
اہل قافلہ کو شدت سرما سے بہت تکلیف ہوتی ہے اس خواب کو دیکھکر حضرت نے واپسی مکہ معظمہ کی تیاری
شروع کردی اور تین روز میں سب سامان ضروری سفر کا مہیا کرکے ۱۷ تاریخ ربیع الاول ۱۲۳۶ ہجری کو
مدینہ طیبہ سے کوچ کرکے ذوالحلیفہ میں پہنچکر احرام عمرہ کا باندھا اور آخر کار بعد طے کرنے گیارہ منزلوں کے
بخیریت تمام مکہ معظمہ میں واپس آئے۔ جب دوسرے روز رمضان کا چاند دیکھا تو حضرت سید
صاحب مثل رمضان اول کے ادائے صوم و صلوٰۃ اور تلاوت و طواف و اعتکاف میں مشغول ہوئے
جب پندرہ روز شوال کے بھی گذر گئے اسوقت واسطے رجعت وطن مالوف کے آپکو الہام ہوا سو اس پندرہ
روز باقیہ شوال میں اسباب ضروری سفر دریائی کا مہیا کرکے یکم ذیقعدہ ۱۲۳۶ ہجری کو بعد ادائے نماز مغرب
اس شہر مقدس سے بادل پرحزن جانب وطن روانہ ہوئے اور رات بھر چلکر صبح کو جدہ میں پہنچے۔
اس چودہ مہینے کے قیام ملک حجاز میں آپکی ذات مقدس سے اہل عرب اور روم اور مصر اور شام اور طوائف
وغیرہ کو جسقدر فائدہ پہونچا ہے اسکا کسیقدر ذکر ہم اوپر بھی کر چکے ہیں۔ خاص مکہ معظمہ میں علاوہ اُن بزرگان
مذکورہ بالا کے شیخ مصطفیٰ امام حنفی مصلی اور شیخ شمس الدین شطا مصری واعظ بیت الحرام بھی آپکی بیعت
سے مشرف ہوئے تھے مولوی عبد الحی صاحب نے بموجب حکم حضرت کے صراط مستقیم کا عربی ترجمہ کرکے
ان لوگوں کو دیا تھا شیخ محمد علی سندی مدرس مکہ اور حافظ مغربی شیخ احمد ابن ادریس وزیر شاہ مغربی
جنکو صحیح بخاری مع قسطلانی حفظ تھی اور محمد بن عبد اللہ سول مشہور محدث مفید اور شیخ بخاری مدرس مدینہ
منورہ اور ہزارہا عالم اور حاجی جو اطراف و جوانب سے حج کو آئے ہوئے تھے آپکی بیعت سے مشرف ہوئے اور
اس ذریعہ سے ہر اسلامی ملک میں آپکے خلیفہ تعینات ہو کر تبلیغ احکام الٰہی کی بخوبی ہوئی۔ اسیطرح جدہ
اور حدیبیہ اور مخا وغیرہ میں ہزارہا خلقت نے آپ سے فیض پایا اور شاہ صنعا کی بیعت سے زیدیہ اپنے عقائد
باطلہ سے تائب ہو کر راہ راست پر آگئے۔ جدہ میں وقت واپسی چھ روز قیام رہا اس عرصہ میں جہازوں
وغیرہ کا بندوبست کرکے ساتویں روز جدہ سے روانہ ہوئے اور سات روز کی دریائی مسافت طے کرنیکے
بعد مخا میں پہونچے بندر مخا بہت فرقہ زیدیہ کے پندرہ روز تک قیام رہا۔ بہت معتبر راویوں کا بیان ہے
کہ اس سفر میں بہت سے جنوں اور شاہ جنات کو مثل اپنے جد امجد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
آپنے ہدایت کی اور لاکھوں جن آپکی بیعت سے فیضیاب ہوئے۔ چنانچہ نواب وزیر الدولہ مرحوم اس قصہ
کو بہت مختصر کرنے کے اسطرح پر تحریر کرتے ہیں کہ تقدمہ بیعت کرنے شاہ جنات اور جنوں کا اور ہزار جنات کا

آپکا یہ سفر اور حضر میں آپکے ساتھ رہنے کا بہت طول طویل ہے اسکی گنجایش اس کتاب میں نہیں ہے سو
کچھ تھوڑا سا خلاصہ ہمارے دوستوں کے واسطے بیان کیا جاتا ہے جس سے بہرہ ور ہوں۔ ان ایام میں موسم برسات کا اور سمندر بہت
گرم تھا۔ آخر بعد قیام پندرہ روز کے مخا سے روانہ ہوکر چودہ روز میں بمبئی پہونچے جب جہاز اس سرعت
سے ایسے خراب موسم میں داخل بمبئی ہوا تو تمامی اہل جہاز اور تجاران کہتے تھے کہ چالیس برس سے ادھر
ایسے موسم میں کوئی جہاز اس سرعت سے نہیں آیا۔ ساکنان بمبئی بھی مدت سے آپکی تشریف آوری کے
منتظر تھے مثل کلکتہ کے یہاں بھی ہزارہا مخلوق آپکی بیعت سے مشرف ہوئے چونکہ یہاں آپکو زیادہ قیام
کا منظور نہ تھا اسواسطے علماء شہر بمبئی سے چند خلیفے واسطے ترویج ہدایت کے مقرر کرکے بمبئی سے پھر جہاز دخانی
پر سوار ہوکر بعد طے کرنے سفر ایک مہینہ کے کلکتہ میں جا پہونچے۔ پھر دو مہینہ سے زیادہ دوبارہ کلکتہ میں مقام
رہا اور مثل سابق ہزارہا خلقت اس دفعہ بھی آپسے فیضیاب ہوئی ایک شخص سید محمد نام جو بیرما کے
ملک سے سونا اور جواہرات لیکر کلکتہ میں آیا ہوا تھا آپکی بیعت سے مشرف ہوا اور سند خلافت اور ایک نقل
صراط المستقیم کی ساتھ لیگیا اور اپنے ملک میں جاکر ہزاروں خلقت کو راہ راست پر لایا۔ بوقت واپسی جب
سید صاحب کلکتہ میں مقیم تھے مولوی راشد نام ایک شخص بوجہ اپنے علم و فضل کے سید صاحب
کی طرف سے بالکل بے اعتقاد تھا ایک روز مولوی نعمت اللہ صاحب مولوی راشد صاحب کا ہاتھ پکڑکر انکو
سید صاحب کے پاس لے آئے سید صاحب اسوقت ایک دعوت میں کھانا کھارہے تھے سید صاحب نے
حسب عادت خود ان دونوں مولویوں کو السلام علیکم کرکے کھانے کی تواضع کی اور مولوی راشد کا ہاتھ پکڑکر فرمایا
کہ ہاتھ دھوکر شریک ہوجاؤ مجرد پکڑنے ہاتھ سید صاحب کے مفتی راشد صاحب بیہوش ہوکر گر پڑے اور جب
ہوش میں آئے تو اپنے انکار سے توبہ کرکے بڑی حسن عقیدت سے سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی اور
مفتی راشد صاحب فرمایا کرتے تھے کہ مجرد پکڑنے ہاتھ سید صاحب کے تمامی علوم عقلیہ یعنی منطق و فلسفہ
جو مانع نزول انوار الٰہی کے تھے میرے دل سے محو ہوکر ہدایت الٰہی متوجہ میرے حال کی ہوگئی تھی۔ مولوی
راشد صاحب کو سید صاحب اپنا ایک پیراہن بھی دے آئے تھے جب بعد تشریف بری سید صاحب
کے عہدہ مفتی عدالت عالیہ کلکتہ کا خالی ہوا تو مفتی راشد نے وہ پیراہن اپنے دونوں ہاتھوں پر رکھکر بارگاہ
الٰہی میں دعا کی کہ بہ برکت اس پیراہن کے میری دعا قبول کر اور عہدہ مفتی عدالت عالیہ کا میرے نام مقرر
ہوجاوے چنانچہ یہ دعا اسی دم قبول ہوکر مفتی صاحب بلائے گئے اور سند تقرری پر اس عہدہ جلیلہ کی انکو
مرحمت ہوئی۔ بعد قیام دو مہینے کے کلکتہ سے کشتیوں پر سوار ہوکر براہ دریائے گنگ مثل سفر اول ہر ایک
شہر و قصبہ لب دریائے گنگ پر حسب ضرورت مقیم قیام کرکے ہدایت کرتے ہوئے ۲۹ شعبان المعظم سنہ ۱۲۳۹ کو

کو بعد حضر حاضری دو سال اور گیارہ مہینے کے پھر اپنے وطن مالوف میں بخیر و عافیت تشریف فرما ہوئے — چنانچہ ایک بزرگ نے آپکی واپسی کی تہنیت میں ایک قصیدہ کہا ہے جسکو واسطے ملاحظہ ناظرین کے درج ذیل کرتا ہوں

قصیدہ

ہوگیا اس نور سے پر گنبد چرخ اخضر
جسکے لمعان سے ہے گنبد فرشتوں کی نظر

شرم سے روشنی شمس و قمر ہے نسبت
نہ سکے برق آسکے اور نہ کوئی اختر

جلوۂ طور کہوں یا کہ شب قدر کا نور
یا شفق پہ ہوئی روشنی تازہ سحر

مشرقی دیکھئے وہ نور نظر آتا ہے
عقل یا دل کی جسے دیکھ کے رہ جا ششدر

آسمان پہ جو نظر کی تو سمان فانوس
متصل روشنی عرش سے تھا اسکا گذر

کرکے میں غور جو پھر روبسوئے زمین کو دیکھا
تھی وہ خورشید سے بھی نور میں زیادہ انور

تھا عجب طور کا کچھ روئے زمین پہ جلوہ
عرش پہ جسکی تجلی کا پہنچتا تھا اثر

شرق سے غرب تلک نور سے تھا مالامال
عرش سے فرش تلک برق سے تھا روشن تر

کیا عجب ہے کہ اگر سہند کے نظارہ کو
حور جنت سے چلے آئے نکل کر باہر

اس ترقی پہ جو حضرت دیکھ کے میں شیخ مشائخ(?)
سجدۂ شکر ادا سے کیا خوش ہوکر

تھی عجب طرح کی دلکو مسرت اسدم حیرت
جسم ہرگز نہ سماتا تھا قبا کے اندر

تھا تردد سے میں تفتیش میں جسکے دریے
کیا یہ انوار ہے یارب ہے زمین رشک قمر

کسکا باعث ہے جو یون ملک میں ہے آبادی
کیا خوشی ہے کہ جو یون عیش طرب کے گھر گھر

شکل فردوس جو سرسبز ہوا یہ خطہ
یارب اس بھید سے کچھ مجھکو بھی تو آگہ کر

یک بیک غیب سے آئی یہ ندا سے ہاتف
گوش سے پنبۂ غفلت کو ذرا باہر کر

اب تلک سوتا ہے ہیں شروع جہان تجھے(?)
جس سے شاداں ہیں ملک خوش ہیں ہر ایک جن و بشر

آیا ہے قافلہ حج کرکے وہ اس ملک کے بیچ
جسمیں ہر ایک ہے ولی عارف نیک منظر

انکے انوار سے روشن ہے زمین تا افلاک
انکی ہمت سے ہوئی دین کو زینت و فر

ہے ہر ایک شخص وہاں آمر امر معروف
قامع بدعت و ناہی اصول منکر

ماحی کفر زبون قاتل کفار زجان(?)
قاطع رسم زبون تابع حکم داور

انمیں ہر ایک ہے فرید اور وحید اوان
حافظ و عالم و عادل متقی و نیک نظر

ظاہر آراستہ بہ ملت بیضا سے بنی
باطن اس طور کا پاکیزہ ہو جیسا گوہر

لودکا وش نہ کسی مین نہ دیا دکھ سنہ
کیا کرون تو قافلہ سالار کا اسکے مین بیان
عادل و عالم و عابد و ستیر و والا ہمت
عاقل و فاضل و ناصح زکی و عالی طبع
ترک و تجرید و توکل مین فرید دوران
معدن لطف و حیا مجمع جود و ہمت
بحر جود و کرم گلشن عرفان نبی +
صدق مین ثانی اثنین کی مانند قوی
شرم مین حضرت عثمان سا یون ہے حیا
طور اور طرز مین سب طینت اصحاب نبی
وعظ مین اسکے ہے تاثیر کہ پگھلین کلے
سید صفدر و عالی نسب و زینت دین
سید احمد و عالی حسب و فخر زمان
ہوتا معصوم اگر بعد نبی کے کوئی
سینہ صاف سے اسکے ہے خجل آئینہ
حق مین گمراہون کے تاثیر ہے کچھ ایسی کہ
ہو جو صحبت مین تیری تخلیہ تحلیہ
اسم اعظم کو جو پڑھا کرے وہ کوئی دم
خار کو ہاتھ لگا دے تو وہ ہو گلدستہ
رنگ سا مین گو کہ رہے سرخ بسان یاقوت
اسکی نظرون سے گرے خشک تو ہو پشیمان کم
نا خدا جو ہے حقیقت کا یہ ہے کشتیبان
علم کو آ سکے نگر علم لدنی کہیے
آب پاشی سے تیری قوت بازو کے بزور
فیض سے تیرے نمازی ہوئی خلقت سب تا

نہ حسد دل مین تکبر نہ امید سکے اندر
جسکے اوصاف مین تحریر بیان سے باہر
اشجع و فصیح و بلیغ و سخی و نیک نظر
زاہد و متقی و صابر و زیبا منظر
علم اور خلق و دیانت مین وحید اکبر
مخزن عفت و الفت شرف نوع بشر
مشعل راہ طریقت حقیقت کے رہبر
صدا اور زہد مین اسلام کے ثانی عمر
اور صف جنگ مین ہم طرز علی صفدر
کاف ہے راہ شریعت مین ہے مستحکم تر
لات و عزی و منات اور ہبل بھی قرقر
زیب اسلام و امام حق و حاجی سر پرور
رہبر راہ شریعت نقلتے پیمبر
ہو لی اس عصر مین عصمت بھی اسکے اندر
نور ایمان سے ہے قلب مصفی گوہر
چشم ہوش دین مین کرے کام نہ ایسا نشتر
ان کھلون سے بھی باطن مین ہوا اثر
ہون طلا جھٹے مین گھسا کے سارے پتھر
رشک الماس ہو گر ہاتھ مین لیلے کنکر
سرو جوریح کی طرح ہاتھ مین اسکے انگار
کہ کہ ہاتھ مین اسکے ہو مثال عنبر
بحر زخار طریقت کا حقیقی رہبر
جو کہ آتا ہے اسکے ہے وہ نشے مستقر +
پھولنے کے سر سبز ہوا خشک شریعت کا شجر
پڑھتے ہیں بھی ہر زبان مین سورہ کوثر

جسطرف دیکھئے تھی مسجد ساجد نئی
آتی ہر سمت سے ہے بانگ موذن کی صدا
اسقدر عصر مین تیرے ہوئی افراط نماز
قلع بدعات ہوئی قمع ہے تیرے ایسی
دیکھئے جسکو سو کرتا ہے کلام اللہ یاد
تیری تائید سے ایک خلق ہوئی ہے تائب
ایک قدم دھرنے کی جاگہ بھی نہین ہان ملتی
مستعد سب ہی نہا کر کے پڑھے پانچون وقت
چھٹ نہا دھو کے تہجد کے لیے ہے تیار
جو لگا تجھسے ہوا راہ خدا مین مصروف
تیری صحبت کے سوا ہو نہ کسی کا طالب
نقل بالفعل ہے کچھ فرق نہین ہے تجھ مین
تجھسے باطن کے تواتین ہوے ایسے درست
منکشف تجھ پہ ہر ایک شئے کی ہے کیفیت
نہ ہدایہ مین وہ علامت نہ وقایہ مین نشان
(نام کتاب ۱۲ — نام کتاب)
نہ ہے کشف علم مین پتا اور نہ توضیح مین کچھ
کچھ نہین تیری شجاعت تو بیانکی محتاج
رستم و گیو تجھے دیکھ کے ہو وین بیتاب
دیکھے اکوان بھی گر خواب مین تیری صورت
بیٹھ جا کچھہ تیرے سامنے فرعون کی نخوت
تیری دہشت سے اٹھے گور مین نمرود کے گرد
سلے ہامان کو ہرگز نہ کہین جائے امان
اسطرح توڑیگا تو حصن حصین کفار
زہرۂ شیر ژیان خوف سے ہو جا پانی
دشمن لیمون کی طرح ٹکڑے کرے باتشر

ہے ہر ایک شخص کی تحقیق مسائل پہ نظر
جسکو سنئے یہی کہتا ہے کہ اللہ اکبر
لاکھون تیار ہوے ملک مین کھوٹے کھرے
ہند سے رسم بری اٹھ گئین صد ہا یکسر
باندھی ہر شخص نے تہذیب ہدایت پہ کمر
تیری تنبیہ سے لاکھون ہوے فاسق بہتر
جو کہ بھولی ہوئی مسجد تھی پڑی صاف کھنڈر
نہین سرا مین بھی آیا ہو کہین اُسکے گر
اپنے شوہر سے ہوئی ہے جو کوئی ہم بستر
جو کبیرا تجھد سے جماعت سے ہوا وہ باہر
جسکو باطن کی ہدائی راہ کی ذرہ بھی خبر
دیکھا پچھلون سے تجھے جس نے مطابق کر کر
جیسے کاتب کوئی لکھنے تو بنا دے مسطر
نہ فتاوی مین وہ حجت نہ کتاب کے اندر
نہ تو مختار مین اُسکا نہ سراجی مین اثر
(نام کتاب ۱۲ — نام کتاب در علم فرائض ۱۲)
خالی ہے نقد کا اس علم سے سارا دفتر
صاف چہرہ سے عیان ہے تیری شان جری
ہو نمودار ہتھیلی نکل جا سکے گلے سے بکتر
پھینکدے دست سے تیغ و سپر خوف سے کانپے تھر تھر
شیر جبار کا ہو جون خط ناقص ابتر
شدت خوف سے شداد کا ہو رنگ اصفر
کھینچے تو غصے سے گر قتل پہ اُسکے خنجر
جد امجد نے تیرے جو کہ اکھاڑا خیبر
کھینچکر تیغ کو جب وار کرے تو شبیر
ٹکڑے سب کا تو صف جنگ مین سر و مغفر

ہین در مسجد اقصی تیرے طاق ابرو یا
ہے یقین دیکھے جو گر شب تجھے روز عیدا
جب کیے لشکر کفار پہ تو عزم جہاد
چونکہ بیعت تیری وعظ و نصیحت باشتہ
کافرون کا ہو تیرے سامنے یون پتلا حال
خاک پا سے تیرے اکسیر کو ہے کیا نسبت
فیض سے تیرے ہوا دم مین وحید دوران
رکن دین مولوی عبد الحی و شاہ اسمٰعیل
تیری صحبت سے ملایک کی کری خاصیت
حق مین کفارون کے ضیغم کی طرح خونخوار
فخر ابنا زمان قبلۂ ارباب صفا
ذات سے تیری یتیمون کو ہے تقویت
تھا غضب ظلم کہ بیوہ نکرے عقد نکاح
جسمین راضی ہو خدا ہے وہی انکو منظور
جو مسلمان کرے انسے ذرا سا بھی سلوک
کیون منافق نہو صورت کو تیری دیکھکے تلخ
حق تعالی کرے اقبال تیرا روز افزون
تجھپہ ہر لحظے لاریب ہے امداد خدا
چاہ بیژن مین گرے یا چہ بابل مین پڑے
مونہہ مین دشمن کے تیرے قند ہو حنظل کی طرح
نوشدارو بھی اگر کھاے بامید شفا
یون کہا غیب سے ہاتف نے یہ حج ہے منظور
اور گھر آنے کی تاریخ مین یہ بیت پڑھی
حاجیان حرم کعبہ بہ آواز مجید
چمن بھی تیرے الطاف کے ممنون سدا

کلمہ پڑھتے ہین انہین دیکھکے کافر اکثر
گر پڑے اشقیا ہی میدان مین کھا کر چکر
نصرت و فتح تیرے سر پہ ہو مانند چتر
ہے بہائم سے بھی رتبہ مین وہ آدمی کمتر
جسطرح تند ہوا چلنے سے ہو آگ مین چھپر
آدمی کو تو فرشتہ کرے وہ مس کو زر
جیسے دروازہ پہ تیرے کیا اکثر بستر
فیض سے تیرے ہوے کاملون کے سرور
گو کہ ظاہر مین نظر آتے ہین ہم شکل بشر
مومنون کے ہے وہ شفقت مین پدر سے بہتر
کعبۂ اہل یقین داد رس ہر مضطر
زن بیوہ کے تو حق مین ہوا سحاب مطر
کفو کی ہو رسم نہ کیون رحمت حق ہو تجھ پر
آیۂ لا تخفین خوف نہ کچھ جی کا ڈر
آسکے بدلے مین نہ کوئی کرے انسے بہتر
ٹھیرے کس طور سے خورشید کے آگے شپر
تیرے انصاف سے آباد ہون ساتون کشور
جلوہ گر ذات سے تیرے ہے عجائب مظہر
کھاے دشمن تیرا اسطور کی ہر جا ٹھوکر
ہو محبون کے دہن مین تیرے حنظل شکر
مونہہ مین دشمن کے تیرے ہووے بجا کنکر
فکر تاریخ مین جب نیچے کیا مین نے سر
تہنیت دیکے مجھے اور تبسم کر کر
آئے حج کر کے بڑی دھوم سے اپنے گھر
رہے جمعیت باطن سے نہایت خوشتر

وطن میں پہونچکر کچھ عرصہ تک تو مرمت مکانات میں جو آپکی ایام غیر حاضری میں ٹوٹ پھوٹ گئے تھے آپ مصروف رہے اُس سے فارغ ہوکر سفر جہاد کی تیاری کرنے لگے اور مولانا محمد اسمٰعیل شہید اور مولوی عبدالحی صاحب وغیرہ علماء کو واسطے بیان کرنے مضامین ترغیب ہجرت اور جہاد کے اطراف ہندوستان میں روانہ کردیا گیا۔ اسوقت سید صاحب کے مکان پر بجائے مراقبہ اور مشاہدہ اور توجہ دہی کے فضیلت ہجرت اور جہاد کا بیان اور تلوار و بندوق کی صفائی اور قواعد و چاند ماری اور گھوڑ دوڑ ہوا کرتی تھی اب بجائے صوفی و درویش ہر شخص سپاہی بنگیا تسبیح کی عوض ہاتھ میں تلوار اور فراخ جُبّہ کی جگہ چُست انگرکھا اور ہتھیار سر بند لباس ہوگیا جن لوگوں نے آپکے تابعین کو پہلے بصورت درویشانہ اور اب بلباس و وضع سپاہیانہ دیکھا تو اُنکو سخت حیرت تھی۔ اِن دنوں میں جو کوئی تحفہ تحائف آپکے لیئے لیکر آتا تو اکثر ہتھیار یا گھوڑے ہوتے تھے۔ اِنہی دنوں میں شیخ فرزند علی صاحب غازیپوری جمنیا سے دو نہایت عمدہ گھوڑے اور بہت سے وردی کے کپڑے اور بیالیس جلد قرآن مجید تحفۃً لیکر آئے۔ اور سب سے عجیب تحفہ جو شیخ صاحب موصوف لیکر آئے وہ انکا ایک نوجوان بیٹا تھا جسکو اُنہوں نے مثل حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے راہ خدا میں نذر کرکے سید صاحب کے حوالہ کردیا اور عرض کیا کہ اسکو اپنے ساتھ جہاد میں لیجائے اور تیغ کفار سے اسکی قربانی کرائیے۔ اسوقت ہر شہر و قصبہ و گاؤں واقعہ برٹش انڈیا (یعنی انگریزی عملداری واقع ہند) میں علانیہ سکھوں پر جہاد کرنیکا وعظ ہوتا تھا۔ مگر براہ دور اندیشی بمعرفت شیخ غلام علی صاحب رئیس ضلع الہ آباد کے نواب لفٹنٹ گورنر بہادر اضلاع شمالی و مغربی کو بھی اس تیاری جہاد سکھوں کی اطلاع دی گئی تھی جسکے جواب میں صاحب ممدوح نے یہ تحریر فرمایا کہ جب تک انگریزی عملداری میں کسی فتنہ و فساد کا اندیشہ نہو ہم ایسی تیاری کے مانع نہیں اسکے بعد جب سید صاحب تکیہ یاغستان میں پہونچکر سکھوں سے جہاد میں مصروف تھے اُسوقت ایک ہنڈی سات ہزار روپیہ کی جو بذریعہ ساہوکاران دہلی مرسلہ مولوی محمد اسحٰق صاحب بنام سید صاحب روانہ ہوئی تھی ملک پنجاب میں وصول نہونے پر اُس سات ہزار روپیہ کی واپسی کا دعوی عدالت دیوانی میں دائر ہوکر ڈگری ہوا اور پھر ہنگام اپیل عدالت عالیہ دیوانی (ہائی کورٹ) آگرہ میں بھی حکم ڈگری بحق مدعی بحال رہا +

مولوی مرتضی خان صاحب لکھتے ہیں کہ جب سید صاحب حج کو تشریف لیگئے تو اُنکی غیبت میں مراقبہ وحدانیت میں مجھکو بہت خلجان ہوا کرتا تھا الحاد کی نوبت پہنچنے والی تھی اور سب سے زیادہ مشکل یہ تھی کہ اُسکے ترک کرنیکا بھی مجھے اختیار نہ رہا تھا۔ رامپور وغیرہ کے صوفیوں اور درویشوں سے اُس خلجان کا علاج پوچھتا پھرتا تھا کسی سے اُس درد کی دوا نہ بن آئی۔ ایک باکمال درویش نے مجھ سے یہ کہا کہ شاہ صاحب

سوائے سید صاحب کے اِس خلجان کا علاج کسی سے نہو سکیگا کیونکہ اسوقت ساری دُنیا کے صوفی اور درویش
مثل ستاروں کے ہیں اور سید صاحب مثل آفتاب کے سو جس وقت آفتاب طلوع ہوتا ہے تو سب ستارے
چھپ جاتے ہیں تمکو چاہیئے کہ سید صاحب کی خدمت میں جاؤ میں لاچار ہو کر سید صاحب کی تلاش
میں ٹونک کو گیا وہاں جا کر دیکھا معلوم ہوا کہ سید صاحب حج سے تشریف لے آئے تب میں دہلی آپکی خدمت
میں حاضر ہوا سید صاحب مجھکو دُور سے دیکھکر کھڑے ہو گئے اور فرمایا آؤ پٹھان بھائی آؤ جب میں نزدیک
گیا تو مجھکو سینۂ مبارک سے لگایا۔ بس میرا آپکے سینۂ انوار خزینہ سے لگنا تھا کہ وہ خلجان خودبخود جاتا رہا ؛
اسوقت تقریباً دو ہزار شمشیر زن آپکے پاس جمع ہو گئے تھے جنکو آپنے مَیں جماعت کر کے ٹونک کو
روانہ کر دیا۔ مولوی عبدالحئی صاحب اور مولوی محمد اسمٰعیل صاحب وغیرہ خلفا رہی اپنی اپنی خدمت ترغیب
جہاد اور ہجرت پوری کر کے آپکی خدمت میں حاضر ہو گئے تھے۔ اب آپ بارادۂ جہاد دہلی سے طرف ٹونک
کے روانہ ہوئے۔ ان دنوں میں بیعت بھی ہجرت اور جہاد پر ہوا کرتی تھی اگر لوگوں کو خطوط لکھے جاتے تو اُن
میں بھی یہی مضمون ترغیب ہجرت اور جہاد کا ہوتا تھا۔ راہ میں بھی اسی ترغیب کا وعظ فرماتے ہوئے آپ
ٹونک میں پہنچے ؛

صاحب مقالات طریقت لکھتے ہیں کہ ان ایام میں آپکے علم لدنّی کی یہ کیفیت تھی کہ مولانا محمد اسمٰعیل اور
مولوی عبدالحئی صاحب جیسے فاضل اجل اپنے شبہات علمی آپ سے حل کیا کرتے تھے۔ ایکدن آپنے مولوی
وجیہ الدین صاحب سے فرمایا کہ تم مجھ سے کوئی علمی بات نہیں پوچھتے۔ اُنہوں نے عرض کی کہ جو مجھکو مشکل
ہوتی ہے اپنے استاد مولوی محمد اسمٰعیل صاحب سے دریافت کر لیتا ہوں اور میرا کیا حوصلہ اور لیاقت جو آپ
سے پوچھوں۔ آپنے باصرار تمام ارشاد فرمایا کہ کچھ تو دریافت کرو۔ اُسوقت مجبوری مولوی وجیہ الدین صاحب
نے عرض کی کہ غسل کے مقدمہ میں دو حدیثیں آپسمیں معارض آئی ہیں پہلی حدیث اِنَّمَا الْمَآءُ مِنَ الْمَآءِ
(یعنی انزال سے غسل واجب ہوتا ہے) اور دوسری حدیث اِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَوَجَبَ الْغُسْلُ
(یعنی جب مرد کی شرمگاہ عورت کی شرمگاہ میں داخل ہوئی تو غسل واجب ہوگیا) ان دونو حدیثوں میں توفیق
کسطرح ہے سید صاحب نے فرمایا کہ انکی توفیق تو بہت آسان ہے کیونکہ پہلی حدیث خواب سے تعلق رکھتی ہے
یعنی جب خواب میں انزال ہو تب غسل واجب ہوتا ہے نہ صرف دخول دیکھنے سے۔ اور دوسری حدیث بیداری
سے تعلق رکھتی ہے اور دونو حدیثوں کا مطلب صحیح ہے۔ پھر مولوی وجیہ الدین صاحب نے پوچھا کہ اَلْحَجَرُ الْاَسْوَدُ
يَمِيْنُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ يُصَافِحُ بِهَا عِبَادَهٗ كَمَا يُصَافِحُ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ (یعنی حجر اسود مثل اللہ تعالیٰ کے
دہنے ہاتھ کے زمین پر ہے اُس ہاتھ سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے مصافحہ کرتا ہے جیسے کوئی تم میں سے

اپنے بھائی سے مصافحہ کرتا ہے) اس حدیث کا کیا مطلب ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ حدیث متفقا ثابت ہے
یہ اور وجہ قرآن اور حدیث میں آیا ہے ویسے ہی یہ بھی ہے۔ اور دوسری بات انہیں یہ ہے کہ کعبہ حرام ہے
واسطے ثواب کی جگہ ہے جیسا کہ فرمایا ہے مثابۃ للناس یعنی ثواب کی جگہ واسطے لوگوں کے۔ سو وہاں اس کا
اور طواف کرنے سے گناہ دور ہوتے ہیں اور ثواب حاصل ہوتا ہے۔ اور خواص کو ایک نسبت خاص ہے
جو عوام کو نصیب نہیں۔ پس اس نسبت کو اس طرح سمجھنا چاہیے کہ جب مرید مرشد کے روبرو بیٹھتا ہے اور مرشد
کے انوار اور برکات حسب اعتقاد مرید کے مرید پر اثر کرتے ہیں تو مرید کا باطن انوار سے مالامال ہو کر ذوق و شوق سے
بیقرار ہو جاتا ہے پس مرید بے ساختہ چاہتا ہے کہ مرشد پر فدا ہو جاوے اور قدم چومے۔ مرشد اس کا شوق و ذوق دیکھ کر
اپنا ہاتھ بڑھا دیتا ہے تاکہ وہ بیقرار دست بوسی کر کے اپنی تسکین کر لے۔ اسی طرح پر ارباب نسبت جب طواف
میں مشغول ہوتے ہیں تو ان کا باطن شوق و ذوق سے نہایت بیقرار ہو جاتا ہے وہ لوگ اس وقت حجر اسود کا
بوسہ لیکر اپنی تسکین کر لیتے ہیں۔

یہ بھی ایک صحیح روایت ہے کہ جب آپ سکھوں سے جہاد کرنے کو تشریف لیجاتے تھے کسی شخص نے آپ سے پوچھا
کہ آپ اتنی دور سکھوں پر جہاد کرنے کو کیوں جاتے ہو انگریز جو اس ملک کے حاکم ہیں اور دین اسلام سے کیا منکر نہیں
ہیں گھر کے گھر میں ان سے جہاد کر کے ملک ہندوستان لے لو یہاں لاکھوں آدمی آپ کا شریک اور مددگار
ہو جاویگا کیونکہ سینکڑوں کوس سفر کر کے سکھوں کے ملک سے پار ہو کر افغانستان میں جانا اور وہاں
برسوں رہکر سکھوں سے لڑنا یہ ایک ایسا امر محال ہے جسکو ہم لوگ نہیں کر سکتے۔ سید صاحب نے جواب دیا
کہ کسیکا ملک چھین کر ہم بادشاہت کرنا نہیں چاہتے نہ انگریزوں کا نہ سکھوں کا ملک لینا ہمارا مقصود ہے بلکہ
سکھوں سے جہاد کرنیکی صرف یہی وجہ ہے کہ وہ ہمارے برادران اسلام پر ظلم کرتے اور اذان وغیرہ فرائض
مذہبی ادا کرنیکے مزاحم ہوتے ہیں۔ اگر سکھ اب یا ہمارے غلبہ کے بعد ان حرکات مستوجب جہاد سے باز
آ جائینگے تو ہم کو ان سے لڑنے کی ضرورت نہ رہیگی۔ اور سرکار انگریزی گو منکر اسلام ہے مگر مسلمانوں پر کچھ ظلم اور
تعدی نہیں کرتی اور نہ انکو کسی فرض مذہبی اور عبادت لازمی سے روکتی ہے ہم انکے ملک میں علانیہ وعظ
کہتے اور ترویج مذہب کرتے ہیں وہ کبھی مانع اور مزاحم نہیں ہوتی بلکہ اگر ہم پر کوئی زیادتی کرتا ہے تو اسکو
سزا دینے کو تیار ہیں ہمارا اصل کام اشاعت توحید الہی و احیاء سنن سید المرسلین ہے سو ہم بلا روک ٹوک
اس ملک میں کرتے ہیں پھر ہم سرکار انگریزی پر کس سبب سے جہاد کریں اور خلاف اصول مذہب طرفین کا خون
بلا سبب گراویں۔ یہ جواب باصواب سنکر سائل خاموش ہو گیا اور اصلی غرض جہاد کی سمجھ لی۔

صاحب مقالات طریقت لکھتے ہیں کہ جن ایام میں آپ ٹونک میں تشریف رکھتے تھے ایک روز

آپکی نظر کیمیا اثر سے ہندو گوالونکا مسلمان ہونا اور بیعت کرنا

گھوڑے پر سوار ہوکر کہیں کو تشریف لیجاتے تھے بہت سے مرید اور خادم بھی ہمراہ رکاب تھے اُسوقت اُنکا گذر ہندو گوالون کے محلے میں سے ہوا وہ گوالے اپنے مکانون سے نکلکر بارادۂ زیارت حضرت کے باہر ٹھہر رہے ہوگئے اُن لوگونکا نصیبہ جو جاگا تو آپکی نظر ہدایت اثر اُن لوگون پر پڑ گئی۔ اُسیوقت وہ سب لوگ مع زن و فرزند مسلمان ہوکر آپکی بیعت سے مشرف ہوگئے اور دولت کونین پر فائض ہوگئے پیش ازین مسجد اقصیٰ شہری مطابق ایرد + کلمہ پڑھتے ہین انھین دیکھکے کو فراکثر +

نواب وزیرالدولہ مرحوم لکھتے ہین کہ سید صاحب بار ہا فرمایا کرتے تھے کہ فیض ایمانی جو خلقت کو مجھ سے پہنچا ہے روز بروز ترقی پر رہیگا اور انشاء اللہ تعالیٰ ہندوستان اور خراسان جو کہ شرک اور بلیدی بدعت سے میرے ہاتھ سے یکسر پاک و صاف ہوکر انوار اسلام سے منور اور دیانت و امانت سے مالامال ہوکر رشک افزائے زمین ہوجاوینگے +

سید محمد یعقوب آپکے بھانجے سے روایت ہے کہ بوقت روانگی ملک خراسان آپ اپنی ہمشیرہ یعنی والدۂ سید محمد یعقوب سے رخصت ہونے گئے تو آپنے اُنسے فرمایا کہ اے میری بہن میں نے تمکو خدا کے سپرد کیا اور یہ یاد رکھنا کہ جب تک ہند کا شرک اور ایران کا رفض اور چین کا کفر اور افغانستان کا نفاق میرے ہاتھ سے محو ہوکر ہر مردہ سنت زندہ نہو لیگی اللہ رب العزت مجھکو نہین اٹھائیگا اگر قبل از ظہور ان واقعات کے کوئی شخص میری موت کی خبر تمکو دے اور تصدیق خبر پہ حلف بھی کرے کہ سید احمد میرے روبرو مرگیا یا مارا گیا تو تم اُسکے قول پر ہرگز اعتبار نکرنا کیونکہ میرے ربنے مجھ سے وعدہ واثق کیا ہے کہ ان چیزون کو میرے ہاتھ پر پورا کرکے مجھکو ماریگا +

آپکے سفر جہاد سے پہلے (غالباً سفر حج میں) بار ہا آپکو یہ الہام ربانی ہوا تھا کہ ملک پنجاب آپکے ہاتھون پر فتح ہوکر پشاور سے تا دریائے ستلج مثل ملک ہندوستان کے رشک افزائے چمن ہوجائیگا۔ چنانچہ ان منواتر وعدہ ہائے فتح سے آپکا ہر ایک مرید واقف تھا +

عبدالحمید خان ایک شریر رسالدار کا بیعت کرنا

نواب وزیرالدولہ مرحوم یہ بھی روایت کرتے ہین کہ جب سید صاحب بارادۂ جہاد ٹونک سے روانہ ہوئے تو اُسوقت ایک شخص عبدالحمید خان نام رسالدار رامپوری جو تمام لشکر ٹونک میں بدمعاش اور شریر برادر شیطان کرکے مشہور تھا سواری میں چلتے وقت سید صاحب کے دوچار ہوگیا اُسوقت جو کچھ اُسکے بخت خفتہ بیدار ہوئے تو سید صاحب نے بتقاضائے اُسی حالت سواری میں ہاتھ پھیلا کر اُسکو اور اُسکے ایک ہمسفر رفیق کو فرمایا کہ اٹھو خانصاحب بیعت کرلو۔ اُن دونونے اُسیوقت اپنے ہاتھ پھیلا کر آپسے بیعت کرلی پس الفاظ بیعت کا ختم ہونا تھا کہ ان دونو بدمعاشون کا حال اُسی گھڑی بدل گیا

اب وہی حمید خان سرگروہ اوباشان سر آمد شقیان و پرہیزگاران بنگیا اور اُسکی معصیت طاعت سے اور سرکشی صوم و صلوٰۃ سے بدلگئی - طغیان و عصیان کی جگہ مناجات بزبان اور بجاے خندہ زاری گریان اور بجاے ہزل و جدال تسبیح گویان ہوگیا اور بعوض مجلس جہلا و فساق صحبت اہل صلاح و تقوی و علما و اہل حق و یقین کا جویان ہوا یہانتک جاذبۂ عشق الٰہی کی نوبت پہنچی کہ ملازمت سرکار ٹونک چھوڑ کر کابل و خراسان کو چلا گیا اور وہان بمقابلۂ دُرّانیان داد شجاعت دیکر شہید ہوا +

وُہی نواب مرحوم تحریر کرتے ہین کہ ٹونک سے اجمیر تک مَین ہمراہ رکاب سید صاحب کے تھا اس سفر مین بارہا ایسا اتفاق ہوا کہ جب فقط مین اور بعض خاص خدام حضرت کے ساتھ ہوتے تھے تو مین دیکھا کرتا تھا کہ کبھی آپ ایک طرف مخاطب ہوکر سلام علیک کرتے اور کبھی سلام کا جواب دیتے یا کسی سے کچھ ارشاد کرتے یا کسی کے سوال کا جواب دیتے ہوئے معلوم ہوتے تھے - ظاہرا یہ سلام یا سوال و جواب رجال الغیب یا ارواح یا جنّون سے ہوتا تھا کیونکہ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ایک گروہ رجال الغیب کا خداوند تعالیٰ کی طرف سے ہمیشہ سفر اور حضر مین میرے ساتھ رہتا ہے اور اس گروہ کا عجیب حال ہے کہ جس کسی ملک یا شہر مین ارادہ انتشار اور ترویج ہدایت باریتعالیٰ کا ہوتا ہے تو یہ جماعت قدسیہ بہت کثرت کے ساتھ وہان جمع ہوجاتی ہے اور جس ملک مین اللہ رب العزت کو ہدایت کم کرنا مقصود ہوتا ہے تو یہ جماعت قدسیہ وہان بہت کم جمع ہوتی ہے - اور یہ بھی آپ فرماتے تھے کہ دوسرا حال اس جماعت قدسیہ کا یہ ہے کہ ہمارے مقام کے وقت یہ جماعت ہمارے لشکر سے تھوڑے فاصلہ پر اُترتی ہے اور جب ارادۂ الٰہی ہمارے کسی طرف کوچ کرنیکا ہوتا ہے تو یہ جماعت اُسی طرف کو چلنے لگجاتی ہے تب اُنکی روانگی کو دیکھکر مین بھی خود بخود اُس طرف کو چل پڑتا ہون - اور یہی وجہ تھی کہ آپ بعض جگہ مہینون تک ٹھیرے رہتے تھے اور پھر یکبیک چلدیتے تھے سو یک ذرہ فرصت بیچنا اختیار را در دست دیگر ہست سکون و قرار با ما

اُسی سفر کے ضمن مین صاحب مقالات طریقت لکھتے ہین کہ ایکروز سید صاحب اپنے لشکر سے نکلکر قضاے حاجت کے لیے جنگل کو جاتے تھے اُسوقت اپنے دیکھا کہ ایک سوار اپنے گھوڑے کا زین پوش بچھائے ہوئے اُسپر بیٹھا ہوا یہ شعر پڑھ رہا ہے شعر اے صبا نکہتے از کوے فلانے بمن آر + زار و بیمار غمم راحت جانے بمن آر + حضرت نے اُس سے پوچھا کہ میان سوار اسکے معنی بھی جانتے ہو - اُسنے عرض کیا کہ نہین تب آپنے فرمایا کہ ہم تمکو اسکے معنی سمجھاتے ہین یہ فرماکر اُسکے پاس بیٹھ گئے اور اُسکو اپنی چھاتی سے لگالیا اور تھوڑی دیر توجہ دیکے تب وہ اُسیوقت عشق الٰہی مین مستغرق و از خود رفتہ ہوکر حقیقی راحت کو پہونچگیا

صاحب مقالات طریقت یہ بھی لکھتے ہیں کہ مفتی الٰہی بخش صاحب کاندھلہ جنہوں نے ساتوان دفتر مثنوی
مولانا روم کا لکھا ہے فرمایا کرتے تھے کہ سالہا برس سے جو کچھ سیکھا تھا یعنی پڑھا تھا وہ سب دیا تھا اب
سید صاحب کی بدولت کل ہویدا ہو گیا۔ مفتی صاحب باوصف استغراق علم و فضل کے کئی برس دیار میں آپکا
آفتابہ اٹھانا اور سید صاحب کی نعلین برداری کو اپنا شرف جانتے تھے۔ صاحب مقالات موصوف یہ بھی لکھتے
ہیں کہ جیسی شوکت اور منزلت خدا تعالیٰ نے اگلے بڑے بڑے بزرگوں کو عنایت کی تھی وہ سب سید صاحب
کی ذات بابرکات میں جمع تھی ؏ آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری ❊ سید صاحب گھر سے چلکر دہلی پہنچے
اور وہاں سے سہارنپور وغیرہ میان دوآب کے شہروں میں گشت کرتے ہوئے براہ پانی پت و کرنال ماہ
سنہ ۱۲۴۱ ہجری مطابق سنہ ۱۸۲۶ عیسوی میں بارادۂ جہاد اقوام سکھ یاغستان کو روانہ ہو گئے ❊

ایک سیاح پانی پتی کا بیان ہے کہ جب آپ پانی پت میں پہنچے تو میں مرض گٹھیا میں مبتلا ہو کر
مدت سے پڑا ہوا تھا اپنے بستر پر سے اٹھ نہیں سکتا تھا جب میرے کچھ نصیب جاگے تو سید صاحب سے
دو چار ہو گیا اسوقت آپنے فرمایا کہ اے جوان اٹھ اور ہمارے ساتھ جہاد کے واسطے چل میں فوراً اسی وقت
اچھا ہو گیا گویا کبھی مریض ہی نہیں ہوا تھا اور آپکے ساتھ ہو لیا اور بہت سے معرکوں میں شریک جہاد رہا

مولوی نجم الاسلام صاحب پانی پتی روایت کرتے ہیں کہ ایک روز سید صاحب نے فرمایا کہ اللہ
تعالیٰ نے مجھے ایسی بصیرت عنایت کی ہے کہ میں دیکھ کر کہہ سکتا ہوں کہ یہ جنتی ہے یا دوزخی اسوقت
مولوی صاحب موصوف نے پوچھا کہ حضرت میں کس فریق میں ہوں آپنے فرمایا کہ تم تو شہید ہو گے چنانچہ بموجب
اسی پیشین گوئی کے بایام غدر سنہ ۱۸۵۷ عیسوی بعارضہ اسہال مولوی صاحب کو شہادت نصیب ہوئی
اور وَالْمَبْطُونُ شَهِيدٌ کی بشارت میں داخل ہو گئے ❊

حصّہ دوم

میں آپکے سپاہیانہ اور بہادرانہ کاروائیوں کے شروع کرنے سے پہلے آپکی تربیت و تاثیرات کا سبب اور
عجائب تعلیمات کے نکات کا کسیقدر بیان بیان کرتا ہوں کیونکہ آپکی درویشانہ زندگی کے صدہا واقعات
کا پلٹ اور تاثیر منقلب ہا بہت کچھ دیکھکر ناظرین کو عجب حیرت ہوئی ہوگی کہ یہ دانش اور دل ربا علم آپنے
کس مدرسہ میں سیکھا ہوگا سو اے ناظرین با تمکین تم پر مخفی نرہے کہ اس علم کو علم لدنی کہتے ہیں ظاہری تعلیم کو اسکی
کچھ دخل نہیں اسکا معلم خود خالق ارض و سما ہوتا ہے مثل حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ اور انکے حواریین
اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے خلفا اور بہت سے انبیاء و سابقین اسی مدرسہ سے تعلیم پاکر پہلے

دنیا میں آچکے ہیں جنہوں نے لاکھوں کو بلکہ کروڑہا خلقت کے ایمان و دین بُت پرستی کو ایکدم میں چھوڑا کے موحّد
اور خدا پرست بنا دیا تھا - یہ بھی ایک قاعدہ قدیم ہے کہ جس سینہ میں یہ علم آتا ہے وہ سینہ پہلے سے علم ظاہری کا
خصوصاً علم حکمت یعنی فلسفہ و منطق سے پاک و صاف ہوتا ہے - اُنکے دلائل منطقیہ طور پر نہیں ہوتے -
اس مدرسہ کے متعلمین کی تعلیم کا نرالا ڈھنگ ہوتا ہے اسواسطے انکا ہر ایک لفظ دلنشین مثل تیر دلدوز دلوں
کو چھید کر دار سے پار ہو جاتا ہے - اس مدرسہ کی تعلیم یافتوں کی زبردست تاثیر کو دیکھکر ہمیشہ دنیا کے لوگ انکو
ساحر کہتے رہے ہیں - ان بزرگوں کا رنگ ڈھنگ سیدھا سادا اور ہر عمل تکلف اور تصنع سے خالی
ہوتا ہے - انکے کلام میں اکثر سیدھی سیدھی مثالیں شامل ہوتی ہیں جس سے سامعین جلد سمجھ سکتے ہیں
ایثار یعنی ہمدردی اور خیرخواہی خلائق انکے رگ پے میں سمائی ہوتی ہے - زیادہ تر یہ لیے رغبت کرنا اور محبت
الٰہی کو دلوں میں جمانا انکا سب سے اول کام ہوتا ہے - سب مؤرخ اس بات پر متفق ہیں کہ سید صاحب کی زبردست
تاثیر اور تصانیح دل کا یہ رنگ تھا کہ آپکی زبان مبارک سے صرف یہ کلمہ سنکر کہ الله سے ڈرو روتے روتے
کلیجہ منہ کو آجاتا تھا - بڑے بڑے بدکار اور فاسقوں کی اُسیوقت کایا پلٹ ہو جاتی تھی - اسی زبردست تاثیر
کے سبب سے آپکے مخالف اور اشقیا (یا تبع قاعدہ قدیم) آپکو جادوگر کہتے تھے اور آپکے روبرو آنے سے ڈرتے تھے
اور کہتے تھے کہ جو کوئی آپکے سامنے جائیگا وہ مسحور ہو کر گرویدہ ہو جائیگا ۔

مولوی عبید الاحد ابو سعد لکھتے ہیں کہ حضرت سید احمد صاحب قدس سرہ کے ہاتھ پر چالیس ہزار سے
زیادہ ہندو وغیرہ کفار مسلمان ہوئے اور تیس لاکھ مسلمانوں نے آپکے ہاتھ پر بیعت کی اور جو سلسلہ بیعت
بذریعہ آپکے خلیفوں اور خلیفوں کے اسوقت تک تمام روئے زمین پر جاری ہے اُس سلسلہ میں تو کروڑہا
آدمی آپکی بیعت میں داخل ہو کر اُس بشارت حضرت کے مستحق ہو چکے ہیں ۔

جب یہ مقدس لوگ تعلیم یافتہ اُس مدرسہ وہبی کے تشریف لاتے ہیں تو انکے ساتھ آسمان سے برکت
نازل ہو کر انسانوں کے دلوں میں داخل ہو جاتی ہے اُسوقت خودبخود ہر سعادتمند واسطے طلب حق کے جوش زن ہوتا
ہے اور ہر واعظ اور ناصح کے کہنے کو توجہ دل سے سنتا ہے اور محبت و جمال شناختگی اُنکے دلوں میں پیدا ہو جاتی ہے -
انکی تشریف آوری سے پہلے گو ہزاروں عالم موجود ہوتے ہیں مگر اپنے علموں کو مثل افسانہ کے سیکر کو طفیل ہزار داستان
کی طرح سے چہکتے پھرتے ہیں پھر وہی عالم ان بزرگوں کی تشریف آوری کے وقت اپنے علموں کی اصل حقیقت
آگاہ ہو کر ہوشیار ہو کر عمل کو نتیجہ علم کا اور اخلاص کو نتیجہ فہم کا کرکے سخن آرائی اور تکلف سے بیزار ہو جاتے ہیں
اور بہت سے زاہد خلوت گزین اور درویشان چلہ نشین انکی تشریف آوری کے وقت اپنے مقاصد کو نہ پاکر انکا ہاتھ پکڑ
اصلاح نفس امارہ اور حصول رضائے الٰہی کو مد نظر کر لیتے ہیں اور نام و نشان اور حب جاہ کو اُسوقت پس پشت

پھیلا رہے تھے ہیں۔ اور ان آنحضرت کے ظہور سے قبل گو واعظان چرب زبان ممبروں پر چڑھکر بہتیری فریاد و فغان کرتے رہتے ہیں مگر اثر اُنکا لوگوں کے دلوں پر جیسا چاہیے نہیں ہوتا اور انکے کلام کو افسانہ سے زیادہ نہیں سمجھتے جب نزول برکت کا زمانہ آتا ہے طلب حق کا ہر کس و ناکس کے دلوں میں ولولہ پیدا ہوتا ہے اُس وقت ہر آدمی انکے وعظ و نصیحت کو اتفاقیہ بھی اور ضرور دل سے سنتا ہے اور ہر محفل میں حق طلبی کا چرچا شروع ہوجاتا ہے صرف اشقیاء ازلی ہی اس سعادت سے محروم رہجاتے ہیں افسوس انتشار برکت کو حدیث شریف میں لفظ امانت تعبیر فرمایا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْاَمَانَۃَ نَزَلَتْ فِیْ جَذْرِ قُلُوْبِ الرِّجَالِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ الْکِتَابِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ السُّنَّۃِ (تحقیق امانت یعنی برکت لوگوں کے دل میں اتری ہے اسوقت قرآن مجید اور حدیث شریف کے اصل مطلب کو سمجھنے لگتے ہیں) اسیطرح وقت تشریف آوری سید صاحب کے بھی یہ برکت منجملہ حدیث نازل ہوئی تب مولوی محمد اسمٰعیل شہید کو تقویت الایمان وغیرہ کتابیں لکھنے کی بھی پیدا ہوئی اور کتاب و سنت کو لوگ سمجھنے لگے۔ چنانچہ اُسی برکت کا اثر اسوقت اکثر دلوں پر مترتب پایا جاتا ہے اور بعض دل اُس سے خالی ہوتے جاتے ہیں ٭

سید صاحب کی تعلیمات بھی مثل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت سیدھی سادی تھیں جنسے عالم و جاہل دونو برابر مستفید ہوتے تھے۔ قرآن و حدیث پر عمل کرنا۔ دنیا سے بے رغبت ہونا۔ اللہ سے محبت پیدا کرنا توحید اور اتباع سنت پر قائم ہونا۔ شرک و بدعت سے بچنا۔ شکر و توکل و تقویٰ میں کامل ہونا۔ آپکی تعلیمات کا خلاصہ اور لب لباب ہے۔ تنبیہ الغافلین میں آپ فرماتے ہیں کہ تمام مسلمانوں کی خدمت میں عموماً اور جن لوگوں نے میرے ہاتھ پر یا میرے خلیفوں کے ہاتھ پر اس سلسلہ میں بیعت کی ہے خصوصاً [illegible] یہ عرض ہے کہ اس دنیا کی حقیقت کو سمجھ کر اسکے گرد نہ پھٹکیں اور ایک ذرہ بھر اُسکی محبت کو اپنے دل میں جگہ نہ دیں اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی کو ہر حال میں مقدم رکھیں اور یہ بھی جان لیں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم بقدم چلنے سے حاصل ہوتی ہے پس اول کلمہ لا الٰہ الا اللہ کو (یعنی سوائے خدا کے کوئی دوسرا لائق عبادت کے نہیں ہے سمجھکر یہ اعتقاد رکھیں کہ اولاد وہی بخشتا ہے اور مرادیں وہی پوری کرتا ہے غرض ہر قسم کا نفع و نقصان اُسکے ہاتھ میں ہے سوائے اُسکے کسیکو کچھ بھی اختیار اور تصرف نہیں ہے اور محمد رسول اللہ (یعنی محمد اللہ کے سچے رسول ہیں سمجھکر کوئی بات یا کام خواہ دینی ہو یا دنیوی خلاف ارشاد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار نکریں بلکہ ہر امر میں حضرت کے اتباع کو مقدم جانیں) ٭

مقدمہ صراط المستقیم میں لکھا ہے یہ بات یاد رکھنا چاہیے کہ ثمرہ شریعت اور طریقت کا اور بنا حقیقت و معرفت کی صرف اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنا ہے چنانچہ حدیث مَنْ کَانَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِمَّا سِوَاھُمَا

یعنی اللہ اور اُسکے رسول کی محبت تمام دنیا اور ما فیہا سے بڑھکر ہو۔ اور آیۂ کریمہ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا
لِلّٰہِ۔ (یعنی ایمان والے اللہ کی محبت میں زیادہ ہیں) اُسی محبت اور عشق الٰہی کا بیان ہے۔ اگرچہ اس مسئلۂ محبت
الٰہی پر تمامی صوفیہ کرام بلکہ ساری خلقت متفق ہے لیکن اسمیں ایک نکتہ ایسا باریک ہے کہ اس زمانے کے لوگ
اُس نکتہ کو نہیں سمجھے اور وہ نکتہ ایک تمیز اور فرق ہے درمیان حُبِّ عشقی اور حُبِّ ایمانی کے۔ اسی واسطے
کہ بسبب بعض عوام صوفیہ انبیاء علیہم السلام کے حالات کو ساتھ احوال اہل عشق اور مواجید کے مطابق نہ
پاکر سنت کی سرگردی اُٹھا سکتے ہیں اگرچہ یہ دونو طریق یعنی طریق انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور راہ اہل عشق و
مواجید ارشاد کی راہوں میں سے ہیں مگر ان دونو کے حصول کے طریقے اور مقدمات اور آثار و ثمرات علیحدہ علیحدہ
ہیں جیسے کہ ایک یونانی حکیموں کا علاج اور ایک ڈاکٹر کا علاج ہے دونو حصول صحت کے طریقے ہیں مگر انکی
نسخے اور مسہلات اور طرق استعمال اور ثمرات صحت علیحدہ علیحدہ ہیں۔ سو تفصیل اور تمیز ان دونو محبتوں کی
اسطرح پر ہے کہ مراد عشق اور حُبِّ نفسانی سے ایک قلق اور شورش ہے کہ بسبب نہ ملنے شئے مطلوب اور محبوب کے
انسان کے باطن میں پیدا ہوکر تمام قوائے باطنیہ میں سرایت کر جاتی ہے اور انتہا اُسکی ملنا شئے مطلوب
اور وصال محبوب کا ہے اور یہ عشق اوّل قلب میں جو مقام تمامی کیفیات نفسانی کا ہے جگہ پکڑ کر پھر سارے
باطن میں پھیل جاتا ہے اور آدمی کو دیوانہ اور مجنون بنا دیتا ہے اور جب شئے محبوب ملجاتی ہے تو شعلۂ فراق
ٹھنڈا ہوکر کیفیت عشقی زائل ہو جاتی ہے۔ اور حُبِّ ایمانی یعنی محبت عقلی سے یہ مراد ہے کہ کوئی آدمی کسی شئے
کے فوائد و منافع اور اُسکی طرف اپنے محتاج ہونے پر آگاہ ہوکر اُس شئے کے حاصل کرنیکا شوق اُسکے دل میں
پیدا ہوا اور یہ شوق یہاں تک بڑھتا ہے کہ تمامی تکلیفیں اور مشقتیں جو اُسکے حاصل ہونے میں پیش آتی ہیں
اُسپر آسان ہو جاتی ہیں اس سبب سے کہ محبت کی چُست باندھکر ہر قسم کے حیلے اُسکے حاصل کرنیکے واسطے کرتا
ہے اور اختیار اپنا اضطرار اُسکی طلب میں اپنے کو مٹا دیتا ہے (اور یہ محبت اوّل عقل میں جو خزانہ معلومات
کا ہے جگہ پکڑتی ہے اور جیسے پانی درختوں کی جڑ اور شاخوں اور پتوں اور پھلوں میں سرایت کرتا ہے ویسے ہی
یہ محبت تمام قوائے باطنیہ میں پھیل جاتی ہے سب جو فکر اور تدبیر عقل میں آتی ہے اُسکے حاصل کرنیکے واسطے کرتا ہے
اور طرح طرح کے ارادے اور نیتیں اُسکی طلب کے واسطے قلب سے اُٹھتی ہیں اور ہر قسم کی مشقتیں اور ترک لوازمات اُسکے
واسطے گوارا کرلیتا ہے اور نتیجہ حُبِّ عشقی کا زائل ہونا عقل و شعور کا ہے سوائے محبوب کے اور ثمرہ حُبِّ ایمانی کا فنا ہونا اثبات
اور ارادہ کا ہے کہ دوست جو کچھ کرتا ہے محبوب کے کہنے سے کرتا ہے اور جو کچھ سنتا ہے محبوب سے سنتا ہے اور بجز حصول رضامندی
محبوب کے ہر ایک چیز اُسکو فضول نظر آتی ہے اور چونکہ حُبِّ عقلی کا جامہ خزانۂ عقل ہے اسواسطے کسی معارض کو اسمیں
گنجایش نہیں ہے۔ اور حُبِّ عشقی بمجرد وصال محبوب کے زائل ہو جاتی ہے مگر حُبِّ ایمانی یعنی حُبِّ عقلی وصال

محبوب سے بڑھ کر برابر کی ہو جاتی ہے کیونکہ نسبت عشقی بوجہ نسبت محبوب کے نفی نہ سکنے کے زائل ہو جاتی ہے اور
حب ایمانی بوجہ جاننے فوائد اور منافع اور کمالات محبوب کے اور اپنی احتیاج کے طرف اسکے نفی اور یہ مطلب بہ مثال
ہیں اور زیادہ تر واضح ہو جاتا ہے کیونکہ بوقت شروع محبت کے صرف علم الیقین تھا اب مثال پر ان کمالات محبوب
کے عین الیقین ہو گیا جب یہ فرق درمیان ان دونوں محبتوں کے ذہن نشین ہو گیا تو جاننا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ
بعض بندوں کو ان دونوں محبتوں میں سے ایک محبت کے واسطے روز ازل سے پسند کیا ہے سو وہی برگزیدہ ان
ان محبتوں کے آثار اور ثمرات اور نتائج سے بہرہ اندوز ہوتے ہیں ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۔ محبت
ایمانی کے مقامات اور نتائج اور ثمرات کا انتہا نبوت تک ہے اسواسطے اسکو سلوک راہ نبوت کہتے ہیں ۔ اور محبت
عشقی اور اسکے احوال اور مقامات اور نتائج اور ثمرات کا انتہا حقائق اشیاء قدرت الٰہی میں منفصل ہو کر اسکی معرفت کا
حاصل کرنا ہے اسواسطے اسکو سلوک راہ ولایت کہتے ہیں ۔ یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ ائمہ طریقت اور پیشوایان
حقیقت پہلے قرآن اور حدیث کو تفصیل کر کے اسکے نتائج اور ثمرات سے متصف ہو کر سلوک راہ نبوت میں پکے ہو جایا
کرتے تھے تب اسکے بعد سلوک راہ ولایت اور عشق کو شروع کرتے تھے ۔

حُبِّ عشقی کا بیان

اب ہم یہاں تفصیل حب عشقی کی تصویر اور شرح لکھتے ہیں کہ جب غلبہ ہو نطفہ اور مادہ اور جسکا وہ غلبہ ہو اور پہ سات اجزاء لطیفہ
زمین کے جسکو بخار کہتے ہیں بلکہ آتش کی لپٹ کر زمین جو سبب ان کے اوپر جذب کیا جاتا ہے تاکہ اس تحفہ رکو ا سینہ اندر
فنا کر کے آثار اور احکام میں ہر رنگ میں پہنچا لے مگر غبار جو نہ منتبہ ہو کر مابین کرہ آتش اور فنا کو جمع ہوا ہے اس بخار کو
کرۂ نار کی طرف چڑھنے میں روک کرتا ہے تو اس سبب سے بخار اور نار میں مزاحمت اور تعرض واقع ہو کر گرج اور
بجلی حادث ہو جاتی ہے یہاں تک کہ اجزائے ناریہ بسبب اپنی شدت اور حدت کے روک کرنیوالی چیزوں کا
پاش پاش کر کے زمین کی طرف پھینک دیتے ہیں یا مابین زمین اور آسمان کے پریشان کر دیتے ہیں تاکہ اجزائے لطیفہ
ناریہ کو اپنی طرف کھینچ کر لیجائے اور اپنے میں فنا کر لے اسی طرح لفظ مبارک اللہ کا کہ تجلی حق جل و علا کی ہے جب
حاصل ہوتا ہے زبان اور دل کو گوش ذاکر کو بذریعہ ذکر جہری کے جو واسطے رفع کرنے وسوسوں اور اطمینان خاطر اور تقویت
کرنے روح کے صوفیوں کے ہاں مقرر ہے نور اور سکینہ اور لذتوں سے مالامال کرتا ہے اور نیز ذکر سری جو
حصول اللہ اور حلاوت کے لئے بہا معمول ہے بذریعہ خلوت نشینی اور سکوت اور نفرت مخالطت غیر کے ساتھ ان لوگوں کے
وہم اور خیال کو جو ماسوا اللہ ہے بزرگی حاصل ہوتی ہے جب اور نفی و اثبات کے ساتھ مطلق نفی یا کسی دوسری صفت کو ملا کر اس لفظ مبارک
کے مفہوم کا تصور کر کے اسکی طرف اپنی طبیعت کو منتقل کرتا ہے اور وہ مفہوم تجلی حضرت حق کی ہے جو سب تجلیوں
سے زیادہ لطیف اور سب تجلیوں سے برتر اور اقرب حضرت حق کے ہے اور چونکہ یہ تجلی یعنی مفہوم اس لفظ مبارک

اللہ کا کہ بسیط محض اور مجرد صحبت ہے اسطرح پر اُسکے ذہن مین قرار پکڑتی ہے کہ بصر بصیرت اُسکی ہر وقت بجانب اُس مفہوم کے لگی رہتی ہے اور اُسکی تمامی قوت دراکہ مثل آنکھ کے اُس مفہوم پر ٹکٹکی لگائے رہتی ہے اور اُسکے ماسوا کی طرف ہرگز التفات نہین کرتی ہین اسیکا نام اسجگہ یہان فکر ہے۔ پس جب طالب اپنی ہمت سے اس مفہوم مین استغراق قوی حاصل کرتا ہے اور وہ تجلی اُسکی جان کا پیوند ہوجاتی ہے تو اُسوقت اسسبب سے زیادہ لطیف اجزائے سالک ہے کہ وہ روح الٰہی ہے اُس مفہوم یعنی تجلی کے ساتھ مل جاتی ہے تو وہ تجلی روح کی اصل کی طرف اُسکو کھینچتی ہے۔ اور روح الٰہی جو عالم پاک سے ہے اور جسکی شان مین قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّی (یعنی روح رب کا ایک حکم ہے) آیا ہے بسبب بند ہوجانیکے اس جسم خاکی مین اپنی اصل کو بھول گئی ہے اور اُسکے آئینۂ ادراک نے زنگ پکڑلیا ہے پس جب بسبب نور اس تجلی کے اُسکے زنگ خوردہ ادراک کو صیقل اور صفائی ہوتی ہے اور عکس کمالات حق کا اپنے اندر دیکھنے لگتی ہے جیسکہ آیا ہے اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ (یعنی اللہ تعالیٰ نے آدم کو ہمشکل اپنی تجلی کے بنایا ہے) تب اپنے اصلی وطن فراموش شدہ کو یاد کرکے اپنے اصل کی طرف ملنا چاہتی ہے اور حظیرۃ القدس کی طرف چڑھنے کا ارادہ کرتی ہے مگر غبار بشریت اُسکے حظیرۃ القدس کو چڑھنے کا مانع ہوتا ہے اُسوقت درمیان روح اور نفس کے مزاحمت واقع ہوتی ہے اس سبب سے شورش اور گرمی اُسکی روح طبعی مین پیدا ہوکر طالب دیوانہ اور مستانہ بنجاتا ہے اور عقل اور فکر برباد ہوجاتی ہے اور ایسی حالت مین اکثر وقت قانون شریعت اور ادب بھی باہر ہوجاتا ہے اور مجلسون اور مکانون سے اُسکو وحشت پیدا ہوجاتی ہے اور آہ و فغان اور زردی رنگ اور اشکباری اُسکو شروع ہوجاتی ہے پس اس کیفیت کا نام عشق ہے اور چونکہ یہ کیفیت روح حیوانی کو حاصل ہوتی ہے اسواسطے اسکا نام محبت نفسانی اور عشق طبعی رکھا گیا ٭

مولدات محبت عشقی

مولدات محبت عشقی کی ریاضت یعنی کم سونا اور کم بولنا اور لوگون سے کم ملنا ہے کیونکہ روح حیوانی کو ریاضت سے رقت اور لطافت حاصل ہوتی ہے اور نیز مولدات محبت عشقی سے اچھی آوازون اور شوق آمیز قصص اور اشعار عشق انگیز کا سننا ہے اور نیز اُسکے مولدات سے ہے کہ جن چیزون سے روح طبعی مین کثافت پیدا ہوتی ہے اُنکو ترک کرنا جیسے کثرت منام و مداومت باغذیۂ کثیفہ ٭

آثار محبت عشقی:- یہ محبت باقوت یہ چاہتی ہے کہ حجاب بشری کو توڑ کر روح الٰہی اپنی اصل تک پہنچ جائے پس اس سبب سے روح طبعی مین شورش اور فراق پیدا ہوکر پھر نہ قانون شرع کی اور نہ قانون ادب کی پابند رہتی ہے اور نہ طالب رضائے حق کی۔ اور اسکا یہ مطلب نہین ہے کہ ارباب عشق اور واجبۃ قانون شرع اور ادب کے پابند نہین رہتے اور نہ طالب رضائے مولا اور نہ تابع حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلکہ اس بیان سے

مقصد یہ ہے کہ یہ حسب صرف مشاہدہ جمال ذوالجلال میں اپنا اضمحلال چاہتی ہے اور یہ اضمحلال جس طرح پہ
حاصل ہو اسمیں خصوصیت کسی قانون اور طریق کی اسکو نہیں رہتی اگر اس طالب کو ان حصول اپنے مطلب
کا استماع مزامیر اور عشق مجازی اور شغل برزخ اور ترک اذکار اور عبادات میں ہو تو اسی کی طرف میلان اسکی
طبیعت کا ہوگا اگرچہ بوجہ دینداری وہ اپنے تئین زبردستی ان امور ممنوعہ سے روکے رکھے یہی سبب ہے کہ آثار
میں سے ہے تفرد اور قطع تعلق کرنا سوائے محبوب کے اور تنگدلی اور بیزار ہونا کاروبار اور اشغال دنیا سے اور
پست حوصلہ ہونا انتظام اور ترتیب امور متفرقہ مثل سیاست مدن و منزل اور اسی طرح آداب و مستحبات و دیگر
وظائف حقوق اہل قرابت سے اور نفرت کرنا نکاح سے اور یہی کہ آثار میں سے ہے شدت سے تعلق قلب
کا ساتھ مرشد کے کیونکہ متعلق اس عشق کا وہی مرشد ہے چنانچہ بعض بزرگان اصحاب عشق نے کہا ہے
کہ اگر اللہ تعالیٰ میرے مرشد کے سوا کسی دوسرے کی صورت اور ہیئت میں تجلی فرمائے تو میں کبھی اسکی طرف
التفات نہیں کرنے کا اور یہی کہ آثار میں سے ہے کہ علم اور ریاضات ظاہری کی کچھ پرواہ نکرنا اور بغیر اسکے
علاقہ رکھنا جو ظاہر اور باطن شرع میں ہے کچھ التفات نکرنا ۔

ثمرات محبت عشقی جب بسبب حدت اور شدت کیفیت عشقیہ دل کا جذبہ روح اکبر کے غبار شہادت
اور مثال اکی سے سالک پر منکشف ہو جاتا ہے اور پردہ نورانیہ اور ظلمانیہ پھٹ جاتے ہیں تو حسب وعدہ والذین
جاهدوا فينا لنهدينهم سبلنا (یعنی جو کوئی میری راہوں کی تلاش کرتا ہے میں اسکو اپنی راہیں کھلاتا
ہوں) فاذكروني اذكركم (یعنی مجھکو یاد کرو میں تمکو یاد کرونگا) مشاہدہ جمال بانوال حضرت ذوالجلال
کا ملتا ہے اور بموجب حدیث انا عند ظن عبدي بي وانا معه اذا ذكرني (یعنی میں اپنے بندہ کے
گمان کے نزدیک ہوں اور میں اسکے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھکو یاد کرتا ہے) بعوض ذوق اور اضطراب کے
کہ جدائی میں اٹھایا تھا نعمت مکالمہ اور خوشی اور سرور اسکو حاصل ہوتا ہے اور اسکی وحشت انس سے
بدل جاتی ہے اور مقامات فنا اور بقا کے پردہ خفا سے ظاہر ہو جاتے ہیں اسوقت حد ہدایت و حالت میں ذوق کے
اسکی عجیب حالت ہو جاتی ہے اور کلمہ انا الحق (یعنی میں خود خدا ہوں) اور لیس في جبتي سوى الله (یعنی
میرے جبہ میں سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں ہے) کہنے لگتا ہے۔ چنانچہ اسکی مثال یہ ہے کہ جب ایک لوہے
کے ٹکڑے کو آگ میں ڈالتے ہیں اور آگ چاروں طرف سے اسپر احاطہ کرتی ہے تو اجزائے لطیفہ آگ کے نفوذ کرتے ہیں
اور رگ رگ اسکو اپنا ہمشکل اور ہمرنگ اور ہم صفات بنا لیتے ہیں تب وہ لوہا اور یہ بننا آگ کی خاصیت میں سے ہے اس
لوہے کو حاصل ہو جاتا ہے اور ظاہر میں بھی وہ لوہا آگ کے اتصال سے سرخ ہو کر مثل آگ کے چمکتا ہے اگرچہ
اپنی اصل میں وہ لوہا ہی ہے لیکن بسبب ہجوم آگ کے صرف آثار اور احکام آگ کے اسکو حاصل ہو گئے ہیں

تو وہ آثار و احکام ابھی تک کبھی آگ ہی کے ہین لیکن اگر اسوقت تو سے کو زبان ہوتی تو وہ ضرور پکار اٹھتا
کہ مین تو وہ آگ ہون جس سے کار و بار لہارون اور ٹھٹہارون اور سُنارون وغیرہ ارباب صنائع کے انجام پاتے
ہین پس اسیطرح پر جب کوشش جمالی نفس کا مادہ طالب کو مرتبہ احدیت کی طرف کھینچتی ہے تو پھر یہ
مشت خاک مثل پارہ آہن اپنی اصلیت کو فراموش کرکے کلمہ انا الحق وغیرہ کہنے لگتا ہے۔ کیا تمنے قرآن
مین نہین پڑھا کہ خضر علیہ السلام نے کہا تھا وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِیْ (یعنی کشتی کا توڑنا وغیرہ مینے خود نہین
کیا) اور جیسکہ حدیث قدسی مین آیا ہے کہ مین اُسوقت اپنے بندہ کا کان ہو جاتا ہون کہ سنتا ہے مجھ سے
اور مین اُسکی آنکھ ہو جاتا ہون کہ دیکھتا ہے مجھ سے اور مین اُسکا ہاتھ ہو جاتا ہون کہ پکڑتا ہے مجھ سے اور
مین اُسکا پاؤن ہو جاتا ہون کہ چلتا ہے مجھ سے اور مین اُسکی زبان ہو جاتا ہون کہ بولتا ہے مجھ سے مگر یہ بات
بہت باریک اور مسئلہ نہایت نازک ہے اسکے پیچھے پڑنا نہین چاہیئے لیکن جب کسی سالک سے یہ باتین
ظاہر ہون تو اُس سے انکار نہ کرے کیونکہ جب وادی مقدس مین آگ نے کہا تھا اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ
الْعٰلَمِیْنَ (یعنی مین رب جہانونکا ہون) اگر نفس کا مادہ اس اشرف موجودات کا کہ نمونہ ذات الٰہی کا
ہے کلمہ انا الحق کہے تو جائے تعجب نہین ہے *

اس مقام پر پہونچکر ایسے بزرگون سے خرق عادات اور قبول دعوات اور دفع بلیات بہت ظاہر ہوتے
ہین چنانچہ حدیث قدسی مین آیا ہے کہ اگر بندہ (ایسے حال مین) مجھ سے کچھ مانگیگا تو مین اُسکو عنایت
کرونگا اور اگر وہ پناہ چاہیگا تو مین اُسکو پناہ دونگا۔ اور ایسے بزرگون کے دشمنون پر غضب الٰہی اور وبال
نازل ہوتا ہے چنانچہ حدیث قدسی مین آیا ہے کہ جو کوئی میرے دوست سے مخالفت کریگا تو گویا وہ میرے
ساتھ جنگ کرتا ہے۔ اور ایسے بزرگون کے ساتھ یہانتک نوبت پہونچتی ہے کہ قیام جملہ موجودات کا صرف
بوجہ ذات واجب باری تعالی کے اُنپر کھلجاتا ہے جیسکہ آیت کریمہ مین ہے هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ
وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ * اس مقام کے لوازمات مین سے ہے وہم وحدت وجود کا مارنا اور
لب معارف الٰہیہ پر کھولنا * (بیان سلوک راہ نبوت یا محبت ایمانی)

تمہید - اسباب تحصیل محبت ایمانی کے حسب ذیل ہین۔ سو جاننا چاہیئے کہ آدمی اپنی اصل پیدائش
مین چند چیزون پر مجبور ہے سو اُن چیزونکا حاصل کرنا اور اُنکے خلاف سے بچنا آدمی کے اندر امانت رکھا گیا
ہے سو اول اور عمدہ اُن فطرتی چیزون کی محبت اور تعظیم منعم کی ہے اور منعم اُسکو کہتے ہین کہ جو کھانے پینے
اور پہننے اوڑھنے کو بہم پہونچا دیا کرے اور ہر طرح سے انعام و اکرام اور سلوک کیا کرے پس ایسے شخص سے طبعی
ہر آدمی محبت رکھا کرتا ہے اور اُسکے واسطے جان دینے کو تیار ہوتا ہے جیسے خداوند تعالی جو منعم حقیقی ہے اسکا

اسکے ماسوا پاک تسبیح دینا اور اسکی نعمتون کا شکر ادا کرنا اور اسکی رضا جوئی مین مشقتون کا اٹھانا اور اپنے آرام کی چیزون کو اسکی رضامندی کے واسطے ترک کر دینا اور اپنے تئین اسکے غلامون مین شمار کرنا اور اپنی ذات کو اسکے مقابلہ مین ناچیز محض جاننا اور اپنی زبان سے اسکی حمد و ثنا کرنا اور اپنے اعضا کو اسکی خدمت مین لگانا اور اپنی گردن کو بطور شکریہ مقابلہ اسکے احسانون کے جھکانا اور اسکے احسانون کو قولاً اور فعلاً ظاہر کرنا اور اپنے مرغوبات کو اسکی فرمانبرداری مین اٹھانا اور اپنے ارادون کو واسطے تعمیل احکامات منعم کے توڑنا اور مضبوط کرنا اور اسکے نام پاک اور اسکے کلام مجید اور اسکے گھر شریف اور دوسرے شعائر کی تعظیم کرنا - دوسرے اُن فطرتی چیزون مین سے ایک محبت جواد کی ہے اور جواد اُسے کہتے ہین جو امور نافع کو بلا غرض اور بلا عوض لوگون مین پھیلائے پس سوائے خداوند تعالی کے اور کوئی جواد مطلق نہین ہے کیونکہ سوائے اسکے ہر کسیکو امور نافع کے جاری کرنے مین ضرور کوئی نہ کوئی دینی یا دنیوی غرض ہوتی ہے - تیسرے اُن فطرتی چیزون مین سے محبت اور تعظیم صمد کی ہے - اور صمد اسکو کہتے ہین جو بیپرواہ (محتاج نہونیوالا اسبابکا) اور بے نیاز ہو اور تمام غیر سبب اسکے محتاج ہون سو یہ بے نیازی سوائے خداوند تعالی کے کوئی نہین ہے - غرضکہ اُن تینون اقسام فطرتی محبت سے یہ ہے کہ آدمی جس کسی کے اندر صفات منعم اور جواد اور صمد کی پاتا ہے بہ تقاضائے فطرت طبعاً اسکو دوست رکھتا ہے اور جب اپنے معبود کے منعم اور جواد اور صمد ہونے پر آگاہ ہوتا ہے اور پردہ غفلت اُس سے اٹھ جاتا ہے تو پھر اسکی محبت جوش مارتی ہے - چوتھے اُن فطرتی چیزون مین سے ایک محبت اور تعظیم اہل کمال کی ہے سو کمال بھی سب اللہ پر ختم ہین - اب یاد رکھنا چاہیے کہ عذاب اُخروی سے آدمی کا نجات پانا اور مدارج علیا کا حاصل کرنا بلا تحصیل محبت اُس منعم حقیقی اور صمد جواد تحقیقی کے نہین ہو سکتا - سو اللہ رب العزت نے اپنی محبت کو ذریعہ حصول نجات اور ترقی درجات کا قرار دیکر معرفت اپنے رسولون کے بذریعہ انزال کتب ہمکو منطبع کر دیا اور سبحان اللہ یعنی اللہ پاک ہے اور اللہ اکبر یعنی اللہ سب سے بڑا ہے یہ دو فقرے مظہر اسکے صمدیت اور جواد ہونے کے ہین اور الحمد للہ یعنی سب تعریف واسطے اللہ کے ہے مظہر اسکے انعامات کا ہے اور لا الہ الا اللہ یعنی سوائے خدا کے کوئی لائق عبادت کے نہین ہے جو مظہر اسکے اکیلا معبود ہونے پر ہے ہمکو تعلیم کر دیا اور آیات الٰہی جو عالم مین پھیلی ہوئی ہین اور عجائبات جو اجرام علوی اور اجسام عنصری مین موجود ہین خصوصاً انسانون مین کہ اُنکے ایجاد مین کیا کیا تبدلات اور تغیرات واقع ہوتے ہین یعنی پہلے ماکے پیٹ مین نطفہ کا قرار پکڑنا اور پھر اُس نطفے سے لہو بنکر جم جانا اور پھر اُس لہو سے ایک گوشت کا لوتھڑا بننا اور پھر اُس لوتھڑے سے ایک تصویر انسانی کا پیدا ہونا اور اسمین ایک قسم کا رنگ گورہ یا کالا اور اعضائے متناسب اور قوتین مختلف ظاہر ہونا اور اسمین جان کا پڑنا اور تا ولادت اسکو پیٹ کے اندر غذا مناسب پہنچانا اور روز بروز اسکو

بڑھانا اور پھر وقت مقررہ پر تین پردے چیر کر اسکو باہر لانا اور پھر صغر سنی میں پھر اسکے اندر جوانی میں نور تمیز پیدا
میں اسکو پالنا اور غذا مناسب ہر وقت کے اسکو پہنچانا جیسے پیدا ہونے سے پہلے ماں کی چھاتیوں میں دودھ
کا تیار رکھنا پھر اسکو بڑھانا اور قوت اور ضعف مناسب ہر وقت کے اسکو عطا کرنا اور تیر سے بلاؤں کو ٹالنا
اور اُسکی مشکلوں کو حل کرنا اور محتاجوں اور بیقراروں اور مظلوموں کی دعاؤں کو قبول کرنا اور انکی ہدایت
کے واسطے پیغمبروں کا بھیجنا اور کتابوں کا اتارنا اُسکے منعم حقیقی اور جواد و رحیم حقیقی ہونے پر دلیل قاطع ہیں
اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ محبت اُس منعم اور جواد کی اور تعظیم اُس صمد کی اگرچہ خود ودیعت ہے لیکن اقوال
مجید انبیاء اور افعال تعظیم آمیز اُس محبت کو دو بالا کر دیتے ہیں پس مرد سلیم الفطرۃ جو روز ازل میں اہل سعادت
میں لکھا گیا ہے جب دیکھتا ہے کہ منعم حقیقی میرا نہایت مرتبہ صمدیت میں اور اعلیٰ مناسب وجود میں واقع
ہے اور کمال صفتوں سے موصوف اور ہر قسم کے نقصان اور زوال سے پاک ہے اور یہ شخص ہر ساعت
ہر کام میں اُسکی طرف محتاج ہے اور اُسکی نعمتیں باوجود کمال استغنائی اور صمدیت کے مثل باران ہر گھڑی
اُسپر برس رہی ہیں تو اُس فطری محبت کو جو اُسکے اندر امانت ہے ایک جنبش پیدا ہوتی ہے اور سینہ
اُسکا بھر جاتا ہے اور اُس منعم کی محبت اُسکے تہ دل میں پیدا ہوتی ہے تب فعلاً و قولاً اُسکی تعظیم اور واسطے شکر
کرتا ہے اور واسطے حصول اُسکی رضا کے مال خرچ کرتا ہے اور تسبیح و تحمید و تکبیر و تہلیل کو نہایت خضوع اور
تذلل سے کہتا ہے اور قرآن مجید کو ساتھ کمال تعظیم اور تدبر اور سمجھنے معنی کے پڑھتا ہے اور لذتیں اور حلاوتیں
اُن ذکروں کی اور خصوصاً قرآن مجید کی اُسکے قلب اور عقل کو مالا مال کر دیتی ہیں اور شیرینی الفاظ اور لذت
مضامین اُسکے دلکو شگفتہ کر دیتی ہیں اور اُسکا ہوش اور عقل روشن ہو جاتے ہیں اور خیالات منتشرہ اور
وساوس پراگندہ اور آرزوئیں باطلہ اور قصد گناہ اور محبت غیر اللہ اُسکے دل سے ملیا میٹ ہو جاتی ہے
اور اُسکی عقل اور قلب رنگ حیوانی سے پاک ہو جاتا ہے سو یہ کر سالکان راہ نبوت کا ہے اور اسکو ذکر الٰہی
کہتے ہیں پس اس ذکر سے اُس نور کو جو اُسکے اندر امانت رکھا گیا ہے بہت چمک دمک پیدا ہوتی ہے
اور محبت اور تعظیم جدید بلند ہو دل ذاکر سے مثل فوارہ جوش مارتی ہے تو مضمون تہلیل (یعنی لا الٰہ الا اللہ)
کہ جس سے وحدانیت اور یکتائی باریتعالیٰ کی ثابت ہے ساتھ فضائل خداوند باریتعالیٰ کے دل ذاکر میں قرار پکڑتا
ہے یہاں تک کہ ہر موجودات اور کائنات کو جو عالم میں موجود ہیں سب کو اُسکی قدرت کا ہاتھ بلا واسطہ
خیال کرتا ہے اور ہر انعام کو جو اسکو یا دوسروں کو پہنچتے ہیں سب کو آثار رحمت بالغہ اُسکے کا بلا حجاب خیال
کرتا ہے اور ہر کمال کو جو موجودات میں چمکتا ہے عکس جمال لا یزال اُسکے کا سمجھتا ہے اور ہر نقصان کو نگاہ
جلال اُسکے سے دور دفع ہوا کرتا ہے پس ساعت بساعت بحر عجائب قدرت اُسکی میں غوطہ مارکر

یاد حیرت کرے اور کچھ نہیں پاتا اور اُسکی انعامات کو دیکھکر سوائے مضمون عجز و خجالت بوجہ عدم ادائے شکر اُسکی نعمتوں
کے اور کچھ ہاتھ نہیں آتا سو یہ ثمرہ ہے سالکان طریق نبوت کا اور اسیکو فکر یا مراقبہ ایمانی کہتے ہیں اور جب
یہ فکر اپنے کمال کو پہونچتا ہے تو لذت شدید نہایت تعظیم کے ساتھ اُسکے نزول سے اُٹھتی ہے اور اُسکے تمام
قوائے باطنیہ کو مضمحل کر دیتی ہے - اگر اوپر دیکھتا ہے تو تمامی آیات عظمت اور اتمام اُسکے پاتا ہے اور اگر
نیچے دیکھتا ہے تو سوائے آثار انعام اور عظمت اُسکی کے اور کچھ نہیں دیکھتا اور اپنے تئیں بتمامہا لپیٹے انعامات
کے سر اسر قاصر اور ناشکرا جانکر دریائے شرمندگی میں ڈوب جاتا ہے بلکہ اپنے اعضا اور جوارح کو بھی اُسیکے انعامات
سے خیال کر کے اُنکی محبت اُسکے دل میں پیدا ہوتی ہے اور جب بیت کے جیسا نازم بچشم خود کہ جمال
تو دیدہ است + افتم بپائے خود کہ بکویت رسیدہ است + ہر دم ہزار بوسہ زنم دست خویش را + کو دامنت
گرفتہ بسویم کشیدہ است + اور جس وقت اسم مبارک اللہ کا اُسکی زبان سے نکلتا ہے تو تمام باطن اُسکا
عظمت اور حلاوت اُس اسم عظیم سے مثل بید نسیم سحری سے کانپنے لگتا ہے اور اُسکے ہر بن مو سے ندائے تعجیز
واحتیاج خود و آوازہ استغنائی اور بے نیازی اُس ذات پاک کا مثل فوارہ جوش مارتا ہے پس اس کیفیت کو تجلی
مویدات نسبت ایمانی - سو اول اور افضل مویدات نسبت ایمانی کے اعتقادات اور قبولیت ازلی ہے
جسمیں استعداد ازلی ہوگی وہ کبھی اس نسبت کی تحصیل کا ارادہ ہی کریگا دوسرے اتباع شریعت پر نہایت
پختہ استحکام سے وہ عزم کرکے نہایت سرگرمی سے سنت پر چلنے کی رغبت اور بدعت سے کمال نفرت اُسکو
تدل میں پیدا ہو جائے اور اپنے ظاہر و باطن کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کا پورا پورا متبع کر دے اور
اسمدیت الغزت کی رضا جوئی پر کمر ہمت چست باندھے اسطرح کہ اپنا جان و مال اُسکی رضا جوئی میں صرف
کر دینا اور اپنا کل ذہن و متاع تعمیل احکامات الٰہی میں وقف کر دینا اُسکی عالی ہمت کے سامنے ایک جو کی
برابر بھی وزن نہ رکھتا ہو اور اُسکی خوشنودی کی تحصیل میں ہر عائق و مانع کو ایک ذرہ کے برابر بھی نہ جانے
اور اُسکے قلب کو اتباع شریعت پر استحکام کلی حاصل ہو - اس مقام پر کچھ کثرت عبادت و اوراد و وظائف
وغیرہ مراد نہیں ہے بلکہ اصل غرض یہ کہ جتنا امر شرعیہ ہو اُسکے قلب کو طمانیت کلی حاصل ہو اور امر شرعی
کی تبدیل سے نفرت اور رغبت اور تعظیم اُسکے اندر پیدا ہو جائے اور رضا جوئی حضرت حق میں کسیکی موافقت
اور مخالفت کی کچھ پروا نکرے - تیسرے جانب حق تعالیٰ کو اپنے نفس پر ترجیح دینا جیسے کوئی خوش خوراک اور
چٹخورا آدمی عین شدت بھوک کی حالت میں اپنا خوش ذائقہ اور لذیذ کھانا محض خدا کے واسطے کسی اور بھوکے
کو دیدے اور آپ بھوکا رہنا گوارا کرے اور اسیطرح عین پیاس کے وقت خود پیاسا مرنا اختیار کر کے اپنے
سرد پانی کا پیالہ خالصاً لوجہ اللہ کسی دوسرے پیاسے کو دیدینا - اور اسیطرح باوجود کثرت عیال طرفین اور عدم

سے کسی معشوقہ صاحب جمال سے محض بخوف الٰہی ترک زنا اور مصاحبت کرنا وعلیٰ ہٰذا القیاس۔ چوتھے کسی بھاری موقع پر کوئی فعل بتائید شرع یا زندہ کرنے کسی سنت مردہ کے یا مٹانے کسی بدعت کے کرنا یا اعانت کرنا کسی مظلوم بیکس کا یا لوگون کے اندر صلح اور آشتی کرانے کا کسی فساد کو دور کرادینا یا کسی مذہبی مقدمہ مین ثابت قدم رہنا یا کسی مقبول خدا کی اعانت کرنا یا کسی ایسے کام مین سعی کرنا جس سے نفع عام ظاہر ہو یا کسی طریقۂ حقہ کی اشاعت کرنا جیسے تعلیمات احمدیہ ؛

آثار محبت ایمانی۔ رضا جوئی حضرت حق مین ہمت اور عزیمت کا فنا ہوجانا اور خلقت کو طرف اطاعت اور فرمانبرداری رب العزت کی دعوت کرنا اور نتیجہ انکے استغراق ہمت اور فنا ارادہ کا یہ ہے کہ علاقے حب اور بغض ماسوی اللہ کے انکے دل سے بالکل محو ہوجاتے ہین اور انکو پورا توکل ذات باری تعالیٰ پر حاصل ہوجاتا ہے اور یہ نہ سمجھو کہ مراد اس توکل سے ترک اسباب ظاہری ہے سو یہ ہرگز نہین بلکہ اسباب ظاہری پر اعتماد نکرنا توکل کی روح ہے بموجب اس بیت کے بیت گفت پیغمبر باواز بلند ؛ بر توکل زانوے اشتر ببند ؛ دوسرے بلاؤن اور مصیبتون کے سہنے پر اپنے اندر شجاعت پانا اور یہ بات جنس صبر سے نہین ہے بلکہ صبر سے بہت اعلیٰ ہے کیونکہ سالک محبت ایمانی کا کام ہمیشہ شکر در شکر ہے اسکی نوبت کبھی صبر تک نہین پہونچتی بلکہ یہ سالک ہر بلا و مصیبت کو مقابلہ اسکے ہزار ہا انعام کے از قسم تربیت و تادیب سمجھتا ہے۔ تیسرے اچھے کھانے پینے اور پہننے اور دیگر حظوظ نفسانیہ کے ترک کو اپنے کمالات سے نہین سمجھتا اور قصداً انکو ترک نہین کرتا اور اگر کسی غرض دینی یا رضا جوئی مولا مین انکے ترک کی نوبت آپڑے تو اسوقت کمال جرأت سے انکے ترک کرنیکو اپنے کمالات سے سمجھتا ہے ورنہ لذیذ کھانون اور نفیس کپڑون اور دیگر حظوظ نفسانیہ سے صاحب ایمان محبت کو ترقی ہوتی ہے ؛ چوتھے نماز اور دعا اور مناجات مین لذت اور حلاوت کا پانا۔ پانچوین فوائد متعدیہ کو اپنے نفس کی تکمیل پر ترجیح دینا جیسے اصلاح بین الناس اور انتظام سیاست منزلی و مدنی اور خدمت خلق اللہ اور انکی تعلیم اور تربیت مین مشغول کا برداشت کرنا۔ چھٹے تقویٰ مین پکا ہونا اور تقوے سے مراد یہ ہے کہ اپنے نفس کو امر الٰہی اور احکام شریعت کا تابعدار کرنا اور لغو وسوسے جو وضو طہارت وغیرہ مین لوگ کرتے ہین تقویٰ مین شامل نہین۔ اور تقویٰ کے بھی تین درجے ہین ایک کو اذعان عقلی کہتے ہین یعنی گو مرتکب نواہی کا ہوجاتا ہے مگر انکو برا جانتا ہے اور یہ سب سے ضعیف درجہ تقویٰ کا ہے اور جسمین یہ بھی نہو وہ مسلمان ہی نہین۔ دوسرا اذعان انفعالی ہے یعنی مرتکب نواہی کا تو نہین ہوتا مگر انکی خواہش اپنے اندر پاتا ہے۔ تیسرا اذعان قلبی ہے۔ یعنی نہ مرتکب نواہی کا ہوتا ہے اور نہ انکی خواہش اپنے اندر پاتا ہے بلکہ نواہی کو دیکھ کر اسکے بدن مین رعشہ اور دل مین خوف اور دماغ مین بیہوشی ہوجاتی ہے یہ سب سے اعلیٰ درجہ تقویٰ کا ہے ؛ **ثمرات محبت ایمانی**۔ جب اعلیٰ درجہ کی محبت

اپنے کمال کو پہونچتا ہے تو رضا جوئی منعم حقیقی کی اُسکے ظاہر و باطن اور جوارح و قویٰ کو ساتھ انوار و آثار کے روشن کر دیتی ہے شکر اور توکل اور تقویٰ اُسکے دل میں جگہ پکڑ لیتا ہے اور توحید افعالی کہ خلاصہ ایمان بالقدر کا ہے اُسکے ذہن نشین ہو جاتی ہے اور یہ کیفیت اُسپر یہانتک غالب ہوتی ہے کہ تمامی اعمال و احوال اپنے کو اپنے تئیں سے نہیں جانتا بلکہ اپنی عبادت کو بھی محض اُسکے فضل سے جانکر اُسپر بھی کبھی نازان نہیں ہوتا اور ساتھ ربوبیت رب الارباب کے سینہ اُسکا کھل جاتا ہے اور آثار رحمت الٰہی کے اُسپر ظاہر و باہر ہو جاتے ہیں اور تمامی عقائد شرک و بدعت اور الحاد و کج راہیوں اور بد طریقیوں اور افراط و تفریط سے بعد رہتا ہے اُسکو محفوظ رکھکر طریقہ مہدی اور دین حنیفی خود تعلیم کر دیتا ہے اور انوار رضامندی الٰہی کے اُسپر جلوہ گر ہو جاتے ہیں اور پھر خداوند تعالیٰ اُسکو اپنی حمایت اور ولایت میں لیکر خود اُسکی تربیت کرتا ہے ایسے بزرگوں کو شرع میں شہدا اور حواریین کہتے ہیں۔ ایسے بزرگ اپنی طلب حاجت میں محض دعا اور توجہ غیب پر عمل کرتے ہیں اور اس فرقے سے اہل خدمات مثل اقطاب اور اوتاد کے مقرر ہوتے ہیں اور جب یہ بزرگ بطور انکشاف مثلاً کے کسی چیز کے واسطے دعا کرتے ہیں تو ہمیشہ اُنکی دعا تیر بہدف ہوتی ہے۔ شہدا اور حواریین سے بڑھکر مقام ایمان حقیقی کا ہے بعض بزرگوار اُسپر مشرف ہوتے ہیں ایسے بزرگوں کو صدیق کہتے ہیں اور یہ فرق رضا اور غیر رضا حق کے افعال و اقوال مخصوصہ میں اور حسنات اور بطلان عقائد خاصہ میں اور محمودیت و مذمومیت اخلاق اور ملکات شخصیہ میں اور صلاح اور فساد اور انتظام و اسباب حفظ و قوانین اور معاملات جزئیہ میں اپنے نور جبلی سے خود معلوم کر لیتے ہیں اور طریق اُنکے اخذ کا ایک شعبہ شعبہ وحی سے ہے کہ اُسکو وحی باطنی کہتے ہیں پس رضا حق اُنکی رضا میں اور اتباع حق اُنکے اتباع میں اور غصہ حق اُنکے غصہ میں منحصر ہو جاتا ہے اور ان دونوں یعنی شہید اور صدیق سے بڑھکر مقام نیابت عن اللہ ہے اُنکو مقربین بھی کہتے ہیں اور ان تینوں سے برتر مقام موسوم بہ حجۃ اللہ ہے اور ان کل سے بڑھکر مقام ریاست اور وراثت و اطوار ہے اور اُنکو ناطقین و محتاجین بھی کہتے ہیں اور یہ تینوں آخری مقام بالذات انبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہیں یا باتباع اُنکے بعض کامل شخصوں کو بھی ظل اُن مقامات کا عطا ہوتا ہے اسواسطے ان تینوں آخر الذکر مقاموں کی پوری تفصیل اور تشریح اور اُنکے اسرار مکنونہ لکھنے سے قلم عاجز اور فہم ہر ایک قاصر ہے ۔

اور یہ واضح رہے کہ کشف اور شہود جو مزاولت اعمال اور اشغال سے سلوک راہ ولایت میں حاصل ہوتا ہے اُسمیں کافر و مومن اور مشرک و موحد اور بدعتی و متبع سنت سب شریک ہیں یعنی جو شخص مزاولت اُن اعمال اور اشغال کی کرتا ہے اُسکو کشف حاصل ہو جاتا ہے جیسے ہندو جوگی وغیرہ ان کشف اور شہود میں اول درجے کے اُستاد ہوتے ہیں لیکن جیسے ان طلسماتی نظاروں سے جو کشف اور شہود میں حاصل ہوتے ہیں جو اُنکا

ایمان اور عدم اتباع سنت کا بڑھتا ہے ویسے ہی کافر کا کفر اور ملحد کا الحاد اور مشرک کا شرک اور بدعتی کی بدعت بھی اُس سے دو چند ہو جاتی ہے۔ پس صرف اُس کشف و شہود کو جو کمال ہو انسان سے مطلوب ہے سمجھنا سراسر غلطی ہے۔ اسی غلطی میں بہت سے مشرک اور بدعتی صوفی پڑکر تباہ ہو گئے۔ طالب کا اول سبق اور پہلی منزل تہذیب اخلاق ہے کیونکہ سب سے زیادہ مانع نزول فیض رحمانی اور عنایات یزدانی کا نفس کے اندر موجود ہونا رذائل اخلاق مثل بخل اور حسد وغیرہ کے ہے سو طالب حق کو چاہیئے کہ ان سب رذائل دہ گانہ کو اپنے دل سے بالکل دور کرے تاکہ کچھ اُنکا اثر باقی نہ رہے۔ ؎ خواہی کہ شود دل تو چون آئینہ + دہ چیز برون کن ز درون سینہ + حرص و طمع و بخل و حرام و غیبت + غضب و حسد و کبر و ریا و کینہ + صراط المستقیم میں ان دہ گانہ رذائل کو بطور بیماری کے قائم کرکے ہر ایک کے علیحدہ علیحدہ علاج بیان کئے ہیں۔ جب سالک کے دل سے یہ رذائل مذکورہ بالا سب کے سب بالکل دور ہو جاوینگے تو فضائل دہ گانہ یعنی صبر شکر قناعت وغیرہ بجائے اُنکے متمکن ہو جاوینگے ؎ خواہی کہ شوی بمنزل قرب مقیم + دہ چیز بنفس خویش فرما تعلیم + صبر و شکر و قناعت و صدق و یقین + عفت و سخا و جود و توکل و شجاعت و تسلیم + اور یہ خوب یاد رکھو کہ جب تک کوئی طالب اُن رذائل دہ گانہ یعنی بخل و حسد وغیرہ سے بالکل پاک ہو کر فضائل دہ گانہ یعنی صبر و شکر و قناعت وغیرہ سے متصف نہ ہوگا انعام حق اُس پر کبھی نازل نہ ہوگا خواہ مثال جنت اور دوزخ اور عرش اور کرسی اور کشف قبور وغیرہ اور ارواح اور ملائک کو دیکھتا پھرے کیونکہ یہ طلسم انوار سے حصول ثمرہ مزاولت اعمال اور اشغال کا ہے تقرب الٰہی سے اُنکو کچھ بھی تعلق نہیں ہے + پس جس شخص پر باوجود طے کرنے مراتب سلوک کے آثار عنایت الٰہی کے ظاہر نہ ہوں تو ضرور کوئی نہ کوئی رذیلہ اُن دسوں رذائل مذکورہ بالا سے اُسکے اندر موجود ہوگا اسواسطے سالک راہ حق کو دیا ہے کہ جسطرح اشغال اور مراقبے واسطے حصول معرفت الٰہی کے کرتا ہے اسی طرح مراقبے اِن رذائل کے دفعیہ کے واسطے بھی کرتا جاوے مگر رذائل کا معلوم کرنا اور اُسکے دفعیہ کا تدارک بدون جاننے قرآن و حدیث کے ممکن نہیں ہے اسواسطے سالک راہ حق کو لازم ہے کہ پہلے کسیقدر قرآن و حدیث بامعنی پڑھ لیوے اور اسطرح پر حقیقت فضائل اور رذائل سے آگاہ ہو کر پھر اُس یاد داشت پر جو طریقہ نقشبندیہ میں مقرر ہے یعنی ہر گھڑی ملاحظہ ذات حضرت حق کا خیال رکھے۔ جب اس ملاحظہ میں پختہ ہو جاوے تو اُسکے بعد ملاحظہ تعظیم اوامر شرعیہ اور اُنپر چلنے کا ارادہ اور عزم اور اجتناب نواہی شرعیہ کا اور اُن سے بچنے کا قصد اُس ملاحظہ اول کے ساتھ ملاکر ہر دم اور ہر جگہ خلوت اور جلوت اور کوچہ و بازار اور مسجد اور خانقاہ میں اور کھانے پینے اور بول و براز اور ملاقات دوستوں اور روزگار معاش کے وقت غرض ہر حال میں اس خیال کو اپنے دل میں قائم کرے جو ذرا میلان طرف نواہی شرعیہ کے اُسکے دل میں گذرے اور اہتمام اوامر شرعیہ پر اُسکے دل کو چستی اور چالاکی اور فرحت اور شادمانی ہر وقت ہوتی ہے اور امر شرعیہ میں بھی خاص کر نماز اور تلاوت و اذکار

کا سب سے زیادہ لحاظ رکھے اور ہر حال میں اُسکے دل کا تعلق نماز کے ساتھ رہے پس جب وقت نماز کا پہونچے یا اذان سنے پھر اُسکی طرف سے غفلت نکرے اور کسی کام کو ہرگز نماز پر مقدم نرکھے جیسا کہ جب کسیکا محبوب اور معشوق آجاتا ہے تو اُسوقت کسی دوسرے کام میں مشغول نہیں ہوتا گو ہزاروں کام اُسوقت فوت ہوجاویں پس حسب فرمانے حدیث قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلٰوةِ یعنی نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے نماز کو موجب راحت اصلی کا سمجھکر کسی دنیوی کام کو اُسپر مقدم نکرے۔ پس اسی طرح دوسرے ارکان مثل روزہ اور زکوٰۃ اور حج اور جہاد کا بھی مثل نماز کے اہتمام کرتا ہے۔ جب ایک مدت تک اسطرح پر لحاظ رکھیگا تب اُسکی کل عادات عبادات ہوجاوینگی مثلاً کھانا نکھاویگا جب تک اُسمیں ارادہ اور نیت موجب رضامندی حق کا ہوا اور نسوئیگا جب تک اُسکا دل گواہی ندیگا کہ اسوقت سونا باعث رضامندی خدا کا ہے وعلیٰ ہذا القیاس ؁

چونکہ مامورات اور منہیات شرعی بہت ہیں اُنسے واقف ہونیکے واسطے یا تو قرآن مجید کو حفظ کرے اور اگر حفظ نہو سکے تو مہارت کامل اُسکی تلاوت کی پیدا کرے اور اُسکے ترجمہ سے واقف ہوکر بہت تدبر اور تفکر سے تلاوت قرآن مجید کی کیا کرے اور یہ سمجھے کہ تلاوت قرآن مجید کی بہترین عبادات اور سب سے زیادہ وسیلہ حصول تقرب بارگاہ ایزدی کا مثل اسکے ہے کہ گویا وقت تلاوت کے اللہ رب العزت سے بات چیت کر رہا ہے صرف غفلت ایک حجاب اکبر ہے جب وہ حجاب غفلت کا اُٹھ گیا تو اُسکے ساتھ وصل ہوا۔ بلا سمجھنے معانی کے قرآن مجید پڑھنا یا بجائے قرآن مجید کے وظیفے یا اشغال کرنا یا تسبیح لگانا نادانی سے خالی نہیں ہے ؁

اجمال میں چاروں مذہبوں مروجہ میں سے کسی مذہب کا اتباع کرنا بہتر اور خوب ہے لیکن علوم نبوی کو کسی ایک مجتہد میں منحصر نجانے بلکہ یوں سمجھے کہ علم نبوی تمام دنیا میں پھیل کر حسب مقتضائے وقت ہر ایک مجتہد کو پہنچا مگر جب بعد زمانہ مجتہدین کے بخاری اور مسلم وغیرہ کتب حدیث جمع ہوئیں اُسوقت جمیع علوم نبوی کی ظاہر ہوئی پس جس مسئلہ میں حدیث صحیح صریح غیر منسوخ پائی جاوے اُس حدیث پر بلا تامل عمل کرے اور ایسے حال میں کسی مجتہد کا اتباع نکرے اور اہل حدیث کو اپنا پیشوا تصور کرکے دل سے اُنکے ساتھ محبت رکھے اور اُنکی تعظیم کو لازم اور ضروری جانے کیونکہ اہل حدیث حاملان علم نبوی کے ہیں اور بوجہ اس خدمت کے اُنکو ایک قسم کی مصاحبت ساتھ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حاصل ہوکر مقبول نظر اُس جناب رسالت مآب کے ہوسکتے ہیں ؁

ہر مسلمان کو دو چیزوں سے پرہیز کرنا لازم ہے ایک تکبر سے کہ آدمی اپنے تئیں دوسروں سے بہتر اور بلند تر تصور کرے اور یہ خصلت کبر کی ایسی بُری ہے کہ آدمی کو کفر تک پہونچا کر دشمنوں کا بھائی بند بنا دیتی ہے۔ دوسرے مسلمانوں کی جماعت میں فساد اور خرابی ڈلوادینا۔ سوا اس رذیل خصلت پر اس زمانہ کے بہت سے مولویوں کا

عمل ہو رہا ہے جو ذرا ذرا سے فروعی اختلاف پر مسلمانون کی اہانت اور غیبت کرکے انکو مسجدون سے نکلواتے اور پر زد مین اس فساد اور جھگڑے کے شرارے چھوڑتے رہتے ہین ایسے مولوی بدترین خلائق کے ہین - حدیث شریف مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا نہ خبر دون مین تمکو ایک ایسے عمل کی جو روزے اور صدقے اور نماز سے افضل ہے صحابہ نے عرض کیا کہ کیا ہے وہ یا رسول اللہ آپنے فرمایا کہ لوگون مین سے فساد کو رفع کرا کر صلح کرا دینا سب سے افضل عمل ہے اور مسلمانون مین فساد ڈلوانا ایمان کو بے زینت کرتا ہے +

اور یہ بھی یاد رہے کہ راہ نبوت اور راہ ولایت مین در اصل کچھ تباین اور تخالف نہین ہے مگر اسکو سمجھنا چاہیے کہ راہ نبوت اصل جڑ اور بنیاد اور پیوند جان سالک طریق رحمانی کی ہے اور حسب عشقی یا راہ ولایت قبیل حالات اور واردات سے ہے سو حسب ایمانی اور سلوک راہ نبوت بمنزلہ بنیاد مکان بلکہ مثل اینٹ اور لکڑی وغیرہ مادہ عمارت کے سمجھنا چاہیے اور حسب عشقی اور طریق ولایت اور اسکے ثمرات شور انگیز کو مثل نقش و نگار کے تصور کرنا چاہیے کہ بعد تیاری عمارت کے اسپر نقش کئے جاتے ہین نہ کہ عمارت سے پہلے مگر اب جاہل فقرا اور نادان سالکین زمانہ حال نے ثانی کو بجائے اول مقرر کرکے سلوک راہ نبوت کو بالکل ہاتھ سے دیدیا اور شروع ہی سے تحصیل راہ ولایت اور حسب عشقی مین پڑکر برباد ہوگئے حالانکہ آمن ثم جاہد (یعنی پہلے ایمان لا پھر مجاہدہ کر) حدیث مشہور ہے +

جو کچھ حالات سلوک سے اوپر بیان ہوئے اُسکے دو طریق ہین ایک طریقہ کو طریقۂ اصحاب الیمین کہتے ہین سو اسکی تفصیل یہ ہے کہ مرد مسلمان اپنے اقوال اور افعال کو شرع سے مطابق کرکے بقدر ضرورت اور فرصت کے تخلیہ اور تحلیہ سے حاصل کرکے امیدوار اجر جزیل کا ہے اور حظوظ نفسانیہ مباحہ اور لذات جسمانیہ سے بھی فائدہ اٹھاتے اور جسقدر چاہے مال جمع کرے مگر انہین سے حق اللہ اور حق العباد ادا کرتا ہے پس ایسا اسکی مشکور اور وہ بقدر اپنے اعمال کے ماجور ہوگا - دوسرا طریقہ سابقین کا ہے اور یہ لوگ قدر ضروری تخلیہ اور تحلیہ پر اکتفا نہین کرتے بلکہ ماسوی اللہ سے قطع تعلق کرکے بڑی عالی ہمت رکھتے ہین یہانتک کہ اپنے مال و عیال و جوارح و اعضا اور مساعی اور اعمال سے بھی قطع تعلق کرکے ان سب کو اُن منعم حقیقی اپنے کا جانتے ہین اور اپنے مال کو اپنے مالک کا مال جانکر اسکی مرضی کی جگہ پر خرچ کرتے ہین اگر انکے سب اعمال کسی کافر ستمگر کو دیدیے جائین یا بلا سبب ضبط ہو جائین تو وہ اسکی کچھ پروا نہین کرتے اور انکے دل سے رحمت ربانی و خیر خواہی جمہور انام مثل فوارہ کے جوش مارتی ہے جیسے حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کا قول شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نقل کرتے ہین کہ وہ ایک شب کو اپنی مناجات مین رو رو کر عرض کر رہے تھے

مرا بگذار کہ دوزخ ز من پر شود + مگر دیگرانرا رہائی شود +

جو کوئی ان مقامات اور حالات اور فضائل سے جو اوپر مذکور ہوئے متصف ہو یا صرف ان حالات کو پڑھکر کچھ فائدہ اٹھاوے تو تعظیم و تکریم عاطلین اور غافلین اپنی فضائل سے بھی کوتاہی نکرین بلکہ حسب حال ہر ایک مسلمان کی تعظیم کیا کرے کیونکہ کوئی مسلمان خدا تعالی کے نام پاک لینے سے تو خالی نہیں ہے پس فقط اس نام پاک کی جہت سے اسکی تعظیم و تکریم کرنی ضرور ہے اور سوا اسکے ابتدائی آغاز اور انجام اپنے کا بھی ملاحظہ کرے کہ ہر ایک آدمی اول پیدائش میں بے عقل اور ناکارہ محض تھا اور اپنا انجام بھی کسیکو معلوم نہیں ہے کہ کیا ہوگا اور نیز اُسکی جہت علم اور قدرت کا بار ملاحظہ کرے کہ جسکو چاہے ایک لمحہ مین قطب کرتے اور جسکا کافر ہو چاہے ایک دم مین مسلمان کر کے ولی اور مقبول بنا دیوے ۔

جو کچھ تہذیب اخلاق اور تخلق رذائل اور تحلی بفضائل اصلاح اعمال و عبادات سے اوپر بیان ہوا اگر شخص صاحب عالی ہمت کے واسطے ہے جو طالب رضائے حق ہو کر قبولیت اور عزت و اعتبار بارگاہ آلہی میں حاصل کرے لیکن مدار نجات کا صرف لا اله الا الله ہے کہ اسکا صدق دل اور درست اعتقاد سے اقرار کرے اور کفر سے محترز ہو گو گناہ کبیرہ اُس سے صادر ہو جاتے ہوں لیکن جس کسی نے صدق دل سے کلمہ کہا ہے وہ ضرور نجات پاویگا اور یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ جو کوئی دل سے معتقد اور مصدق مضمون کلمہ کا ہوگا لابد وہ گناہ کو گناہ سمجھیگا اور اُس سے بیزار اور پشیمان ہوگا گو گناہ کو ترک نکرے بلکہ مرتکب اُسکا ہر روز سو بار ہوا کرے مگر خداوند تعالی کو رحیم جانکر گناہ کرنے پر دلیر ہو جاوے کہ یہ سب سے زیادہ خراب صورت ارتکاب گناہ کی ہے ۔

قواعد حصول سلوک راہ ولایت

بیان اشغال طریقہ قادریہ جنکو سید صاحب نے کسی قدر تغیر تبدل کر کے موجب سہولت سلوک اور سرعت حصول مطلب کر دیا ہے (ذکر) اول قبلہ رخ مثل نماز کے بیٹھکر ذکر یک ضربی اس طرح پر شروع کرے کہ لفظ مبارک اللہ کا بہت اونچی آواز سے وسط سینہ سے نکالکر اپنے منہ کے سامنے ضرب کرے اور وقت تلفظ کرنے اس لفظ کے یہ خیال کرے کہ ہمراہ اس لفظ مبارک کے ایک نور اُسکے منہ سے باہر نکلا بعد تمام ہونے ضرب مذکورہ کے ایک آواز زور دار مثل آواز گھڑیال کے خیال میں جاوے پس اس پچھلی خیالی آواز کو زیادہ کھینچا جاوے اور اُسکے ساتھ ہی اُس خیالی نور کو بھی بڑھا کر مثل نورانی چادر کے اپنے مونہہ کے سامنے سے سر پر لے آوے کہ تمام بدن پر سر سے پاؤں تک وہ چادر نورانی چھا جاوے پھر اُس خیالی آواز سے سکوت اور خاموشی اختیار کر کے ایسا سمجھے کہ وہ چادر نورانی اُسکے مونہہ سے داخل ہو کر وسط سینہ مین جمع ہو گئی اور پھر چند بار تکرار کرنے سے تیرہ ہو کر سما جاوے تمام جسم کے وہی نور قائم ہو گیا۔ اور اس سکوت مین اپنا لحاظ ذات بحت کی طرف متوجہ کرے اور اسکی مشق بار بار کرتا رہے یہانتک کہ قابو مین آجاوے ۔ جب ذکر ایک ضربی مین مزاولت ہو جاوے

تو بطریق مذکور ذکر دو ضربی شروع کرے اور اسکا طریق یہ ہے کہ بطور نماز کے بیٹھکر لفظ مبارک الله کا وسط
سینہ سے نکالکر بہت زور کے ساتھ دہنے زانو میں ضرب کرے اور مثل سابق اسکے پیچھے ایک آواز خیال کرکے
آہستگی سے اسکو دہنے مونڈھے تک لیجاکر وسط سینہ تک پہونچا دیوے اور خیال کرے کہ ایک نور ہمراہ اس لفظ
کے مثل کرہ نور اور پہلو اور شانہ اور دست راست کو تمام اندر گیا یعنی یہ سب اعضا باطل ہوکر بجائے اسکے نور
قائم ہوگیا پھر تھوڑی دیر سکوت کرنے سے جب یہ خیالی نور خوب قائم ہو جاوے تو اس لفظ مبارک کو ہمراہ اس
نور کے وسط سینہ سے تا شانہ راست لیجاکر اپنے قلب پر بہت زور سے ضرب کرکے خیال کرے کہ جو نور جانب اعضا
راست پر محیط ہوا تھا قلب میں اتر گیا پھر تھوڑے سکوت کے بعد یہ خیال کرے کہ وہ نور جو قلب میں اتر گیا تھا
اسکے سارے بدن پر چھا گیا + اسکے بعد ذکر سہ ضربی ہے کہ چار زانو بیٹھکر بقاعدہ مذکورہ بالا ایک ضرب دہنے
اور ایک ضرب بائیں اور تیسری ضرب قلب پر مارے - اسکے بعد ذکر چار ضربی ہے کہ بطریق مذکورہ بالا چار زانو
بیٹھکر ایک ضرب جانب راست دوسری جانب چپ تیسری ضرب جانب قلب اور چوتھی اپنے منہ
کے روبرو مارے اور ان ضربوں کے ساتھ یہ ملاحظہ کرتا جاوے کہ نور ہمراہ ان لفظوں کے نکلکر پیچھے کی طرف سے
بڑھتا ہوا اس شخص کے سارے بدن کو اپنے میں غرق کر گیا بلکہ سارا بدن اسکے یہ شخص نور ہی نور ہوگیا - نتائج
اس ذکر کی یہ ہے کہ اثر ذکر اسم ذات باری تعالی کا تمام بدن پر اجمالاً و تفصیلاً محیط ہوکر بشریت تمام بدن سے
عموماً اور اعضائے مذکورہ سے خصوصاً خارج ہو جاوے اور فنائے جسمانی کی ایک تمہید قائم ہو جاوے کہ حس
ذاکر ہمراہ فکر کے مخلوط ہوکر ذکر سے فکر میں انتقال کرنیکو قریب و آسان ہو جاوے پس جب آثار ذکر جاری ہونگے
کے ظاہر ہو جاویں تو فکر یعنی مراقبہ میں مشغول ہو جاوے +

(ذکر) مراقبہ اول مراقبہ وحدانیت کا ہے اور طریق اسکا یہ ہے کہ وحدانیت حق تبارک و تعالی کی کہ وہ
لاشریک لہ ہے ہر جگہ ملاحظہ کرے کہ ہر دم ہر مکان میں وہی ذات پاک یگانہ ہے مگر ہر چیز کو نفی کرکے بجائے اسکے
صرف وجود حق تعالی کا نہ سمجھے اور نہ وجود حق تعالی کو عین ان چیزوں کا خیال کرے بلکہ اسکے وجود کو بلکہ
غیر تمام اشیا کا ہر جگہ تصور کرے یعنی نہ اس چیز کو بالکل نفی کرے اور نہ عین حق جانے بلکہ حق تعالی کو
مثل لفظ ہست اور لفظ بست کے خیال کرے کہ کوئی چیز اس لفظ سے خالی ہے اور نہ یہ لفظ عین کسی
چیز کا ہے - پس جب مراقبہ وحدانیت میں مشق ہو جاوے تو مراقبہ معیت کا شروع کرے - اس مراقبہ
کی ابتدا اجمالاً یہ ملاحظہ کرے کہ ہر چیز اسکی طرف محتاج ہے اور وہ کسی شے کا محتاج نہیں بلکہ ہر شے سے مستغنی
ہے اور اسکی انتہا یہ ہے کہ اپنی احتیاج امور معاش اور معاد میں شرح وار نہایت عجز اور الفت اور نہایت
تضرع اور عجز سے ملی ہوئی اسطرح خیال کرے کہ میں ہر چیز میں اسکا محتاج ہوں اور میرا کوئی کام بدون

اُسکی عنایت کے سرانجام نہین پاتا اور یہانتک اس خیال کو بڑھائے کہ اُسکو ایسی محبت اور الفت اور رابطہ جناب کبریائی سے اس طرح پر ثابت ہو جائے کہ جان و مال و آبرو و عزت اُسکی مرضی کی جگہ بلکہ اُسکے نام پر اٹا دینا آسپر آسان ہو جائے اور اُسکو موجب کمال افتخار اور عزت کا خیال کرے - اس مراقبے مین معنی آیت اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ (یعنی تجھی کو عبادت کرتے ہین ہم اور تجھی سے مدد چاہتے ہین ہم) کے خوب ثابت اور متحقق ہو جاتے ہین - اور اس مراقبے کے ثمرات میں سے ہے کہ باوجود کثرت افعال و اقوال کے اس مراقبہ کرنے والے کو انکشاف توحید باریتعالی کا ہو کر صرف ایک ہی فاعل اور ایک ہی مؤثر کہ وہ ذات فاعل حقیقی کی ہے ہر فعل اور ہر جنبش اور سکون مین ظاہر ہو جاتی ہے - اسکے بعد مراقبہ شغل دورہ کا کرے اور ارکان اس شغل کے چار اسم صفات باری تعالی کے ہین یعنی سمیع و بصیر و قدیر و علیم - ان ہر ایک کے ساتھ اسم ذات یعنی لفظ مبارک اللہ کو بھی ملا لیوے پس بطور مراقبے کے بیٹھکر خاطر کو جمع اور دل کو حاضر کر کے اپنے خیال مین کہے کہ اللہ سمیع ہے اور اُسکو ناف سے کہ لطیفہ نفس کا ہے وسط سینہ تک کہ مقام لطیفہ سر کا ہے لائے اور ایسا جانے کہ اُسکی روح جمع ہوکر ہمراہ ذکر کے ناف سے وسط سینہ تک پہونچگئی - اور اگر ناف سے وسط سینہ تک روح کا لیجانا مشکل ہو جائے تو ایسا خیال کرے کہ روح درمیان ان دونو اسم یعنی اللہ اور سمیع کے اسطرح ہے کہ لفظ اللہ اوپر اور سمیع نیچے اُسکے ہے پس اس تدبیر سے انتقال روح کا ان آلون کے ہمراہ آسانی سے ہو جائیگا - اسکے بعد روح کو اللہ اور بصیر کے ہمراہ بطریق مذکورہ بالا لطیفہ اخفی تک کہ مقام اُسکا سر مین محاذی تالو کے ہے پہونچائے - اُسکے بعد اللہ اور قدیر کے ساتھ لطیفہ اخفی سے چہارم آسمان تک روح کو لیجائے - اسکے بعد اللہ اور علیم کے ہمراہ آسمان چہارم سے عرش معلی تک پہونچا دے - اور چاہیے کہ آسمان چہارم اور عرش معلی پر روح کو بقدر آدھی گھڑی یا ایک گھڑی کے جسقدر ممکن ہو ٹھیرائے رکھے اور وہان دائین بائین روح کو دورہ کرائے اور یہ بھی یاد رہے کہ کبھی کبھی روح کو ان مقامون پر ٹھیرانا دشوار ہو جاتا ہے اور مثل کسی سنگین چیز کے نیچے کو گرنے لگتی ہے سو اُسکا علاج یہ ہے کہ بروقت چڑھنے روح کے جو آسمانون مین سوراخ ہو گیا تھا اُسکو اپنے خیال سے بند کر دیا جاوے تاکہ روح وہان ٹھیر سکے پھر ان مقامات عالی سے ترتیب وار لطیفہ نفس تک اُترتے اور آہستہ آہستہ انمین مشق پیدا کرکے اُسکو بڑھاتا جائے تاکہ اُسکے آثار ظاہر ہو جائین اور اُسکے آثار میں سے یہ ہے کہ روح ذاکر مین نورانیت پیدا ہو جائے اور ملاقات ساتھ ارواح انبیا و اولیا اور ملائکہ کے ہونے لگے اور سیر جنت و دوزخ اور سدرۃ المنتہی و بیت المعمور اور لوح محفوظ اور کشف وہانکے وقائع کا نصیب ہو جائے - اور اس واسطے وہان روح کو ٹھیرانا اور ادھر ادھر پھرانا چاہیے - اور وہانکے عجائب کو دیکھنا مختلف طور پر ہے ہر آدمی بقدر اپنی استعداد اور حال کے دیکھتا ہے اور ہر وقت ملاقات ارواح اور ملائکہ کی بات چیت کچھ اس سے ہوتی ہے - اور بعد مشق اس مراقبے کے روح کو لطافت اور قرب سیر و گشت ذات باری تعالی سے

ہوجاتی ہے اور تمام سے بیگانگی حاصل ہوکر اسمین نورانیت پیدا ہوجاتی ہے جس سے اب اگلی منزل شغل نفی
مین مدد ہوکر وہ آسان تر ہوجاویگی ہر چند یہ شرح بشری قابل چڑھنے عالم قدس اور آسمانون کے نہین ہے
لیکن ذکر الٰہی اُسکا رہبر ہوکر جہان روح کے جانیکی طاقت نہین ہے وہانتک اُسکو پہونچا دیتا ہے۔ اِسکے
بعد شغل نفی شروع کرے حسب فرمانے آیت کریمہ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یعنی اللہ نور ہے آسمانون
اور زمین کا۔ مثل وجود و ہستی باری تعالیٰ کے جیسا کہ مراقبہ وحدانیت مین بیان ہوا اُسیطرح یہ انوار الٰہی کو بھی
ہر مکان مین موجود سمجھے کیونکہ اُسکے وجود کو انوار بھی لازم ہین جہان اُسکا وجود ہے وہان انوار الٰہی کا ہونا
بھی ثابت ہے گو کہ انوار ہر جگہہ موجود ہین لیکن قوت ادراک انسان کی بسبب خیالات اشیا ر کثیفہ ظلمانیہ
کے کہ وہ اجسام فلکی او عنصری ہین اُسکے معلوم کرنے سے محروم ہے اسواسطے اُن خیالات مذکورہ سے
پاک و صاف ہونا چاہیے تاکہ اُسکو انوار الٰہی معلوم ہون پس جب اُسکا آئینہ ادراک زنگ خیالات مذکورہ
سے صاف ہوگا تو یہ انوار الٰہی ہر جگہہ موجود دیکھیگا اور طریقہ اُسکے پاک اور صاف کرنیکا یہ ہے کہ پہلے شغل
نفی کرے اور اپنے خیالات سے اشیا کے نیست کرنیکو نفی کہتے ہین اگرچہ نفی حقیقت مین کوئی شئے ہے
اور نہ ہوگی اس سبب سے نیست کو نیست جاننا ایک خیال باطل ہے کیونکہ جو کچھ موجود ہے وہ بسبب الٰہ
حقیقی کی ایجاد سے موجود ہے اسلیے باوجود اُسکے پاک ہونیکے ایک رابطہ خاص ہر ایک چیز موجودہ کے
ساتھ اُسکو حاصل ہے پس اس صورت مین نفی وجود اشیا کی فی الواقع ممکن نہین ہے مگر اس شغل نفی
سے نفس اپنی قوت ادراک کا صاف کرتا ہے گو نفی کرنا تمام عالم کا ایک دشوار بات ہے مگر ان سب سے زیادہ دشوار
اپنے وجود کی نفی کرنا ہے اسواسطے اول تمام عالم کی نفی کرکے پھر اپنے بدن کی نفی کرے اور بعد نفی جسم
نفس کی نفی کرنا دشوار ہوا اُسی غرض سے بطریق نفی شروع کرے کہ لا الٰہ لا معبود لا موجود اِلّا اللہ و لا فاعل اِلّا
اللہ کے معنی سمجھکر ساتھ قوت خیالی کے اُس جگہ ضرب مارے تو فوراً اُسکی نفی ہوجاویگی اور جب شغل نفی کی
مزاولت خوب ہوجاوے تو اُسکے بعد شغل یادداشت شروع کرے اور اس شغل کی حقیقت یہ ہے کہ ہر وقت
اٹھتے بیٹھتے اور کھاتے پیتے اور کام کاج کے وقت اپنا التفات طرف اُس ذات بیچون اور بیچگون کے رکھے
یہانتک کہ کوئی امر مانع اُسکے التفات کا نہو اور بعد ملکہ یادداشت کے حق یادداشت کو اُسکے ساتھ ملا لیوے
اُسکے بعد شغل نفی النفی اور فنا و الفنا کا شروع کرے بعد اتمام نفی کے دو صورتین پیش آتی ہین کبھی توحید
صفاتی اُسپر کھلجاتی ہے اور کبھی انوار رنگارنگ اُسکو نظر آنے لگتے ہین اور یہی صورت حصول مراد مقصد
طالب کی ہے اور وہ انوار ذات بحت حق جل و علا کے ہین اور جس کسیکو عنایت الٰہی یہ سب مرحلے طے
ہوجائین تو مقام معرفت ذات بحت کے پہنچ جاتا ہے اور وہان پہنچکر حالات عجیب اور اطوار متعلقہ اُسکو پیش

آتے ہیں چنانچہ اسکا نام سیر فی اللہ ہے جسب منطوق کل یوم ہو فی شان یہ وہاں پہونچکر خود بخود تماشے
قدرت الٰہی کے اسپر جلوہ گر ہوتے رہتے ہیں ۞

اشغال طریقہ چشتیہ ۞

جنکو سید صاحب نے بطرز جدید موجب قوت آخر حضرت ظہور اللہ بازمیٹر قلیلہ اور آسان کر دیا ہے ۞
(ذکر) باوضو نماز نوافل و تہجد کے بیٹھکر اول فاتحہ بنام اکابر اس طریق کے یعنی حضرت خواجہ معین الدین
سنجری اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی وغیرہما کے کرکے توسل ان بزرگوں سے جناب باری میں
نہایت عجز اور زاری کے ساتھ دعا کشود کار خود کریکے ذکر دو ضربی شروع کرے اور طریقہ اسکا یہ ہے کہ لفظ مبارک
اللہ کا دوبار متصل کہے اور بہت زور سے اسکو سینہ سے نکالکر شدت اور مد کے ساتھ کہے اور آخر کو اول سے
زیادہ جہر اور شدت اور مد اور قوت میں زیادہ کرے۔ پہلے لفظ اللہ کے ساتھ خیال کرے اور ایک نور اسکے
سینہ سے نکلکر اسکے لب پر پہنچکر ٹھیر گیا اور دوسرے لفظ کے ساتھ ایک اور نور نکلا اور دونو نور جمع ہوکر اور اسکے
مونہہ سے نکلکر اسکے سر پر جا پہنچے پھر یہ خیال کرے کہ وہ نور اسکے سر پر ایک ہاتھ اونچا ٹھیرا ہوا ہے۔ اسوقت
اس ذکر کو حضوری دل سے بار بار کہے اور حضوری کے واسطے یہ خیال کافی ہوگا کہ یہ اسم مبارک اس ذات پاک
کا ہے اور وہ اپنے اسم کے ساتھ ہر دم اور ہر جگہ موجود ہے۔ پس یہ ذکر اتنی کثرت سے کرے کہ گویا وہ نور شکل چتر
کے اسکے سر پر قائم ہوگیا اور پھر وہ نور متوجہ ہوکر اسکے بدن پر پہنچا اور اسکا تمام بدن اسمیں گم ہوگیا۔ جب ذکر دو ضربی
میں مشق ہو جائے تو دوسرا ذکر الا اللہ کا بطور مذکورہ بالا ساتھ قوت اور شدت اور جہر کے کرے مگر اتنا فرق ہے
کہ اس کلمہ الا اللہ کو پیچھے کی طرف درمیان دونو شانوں کے ضرب کرے اور جیسے ذکر اول میں نور کو اوپر کی طرف خیال
کیا تھا اسمیں نیچے کی طرف خیال کرے اور پھر اسکو بھی نیچے سے اوپر لیجاوے تاکہ وہ نور مثل ایک ستون نور اسکے
کے گرد اسمیں اسکا سارا بدن گم ہوگیا ثابت ہو جاوے۔ جب اس دوسرے ذکر میں مشق کامل ہو جائے تو تیسرا
ذکر آہستگی اور ملائمت سے شروع کرے۔ اس ذکر میں بلا شدت اور جہر کے لفظ مبارک اللہ کا بار بار کہکر یہ خیال
کرے کہ اس نور میں جو پہلے اسکے بدن کے قائم ہو رہا ہے اس ذکر خفی سے بطور چہار طرف کے گردش ہو رہی ہے
یا کہ اگر اس نور میں کچھ کدورت ہو تو صیقل ہوکر صاف ہو جاوے اور چمکنے دمکنے لگے۔ پس جب اس صیقل سے وہ
نور اسقدر صاف ہو جاتا ہے کہ اسکی شعاعیں ہر طرف سے دور دور پڑنے لگیں اور اسکی صفائی اسکے قابو میں آجاوے
تو پھر چوتھا ذکر شروع کرے۔ اور یہ چوتھا ذکر نفی اور اثبات کا ہے اور اسکو ساتھ کلمہ لا الٰہ الا اللہ کے اسطرح کرے
کہ پہلے لفظ لا کو اپنے خیال میں کھینچکر محیط زمین و آسمان کا کرے اور یہ تمام وجود کرکے لفظ اللہ کو اپنے اندر تمام کرے
اور شروع میں لفظ لا کو اپنے مونہہ کے سامنے بہت وسیع اور پھیلا ہوا خیال کرکے عرش مجید تک پہنچا دے اور پھر

اُسکو اسطرح متحرک تصور کرے کہ تمام عالم کو جنبش اور حرکت دیتا ہوا بطور دائرہ کے پھر کر پھر اپنے مقام میں پہنچا
پھر ساتھ لفظ اِلّا اللہ کے بیان شدہ طریق بالا سے عرش مجید کے ضرب کرے اور بوقت کہنے لفظ لا الٰہ کے نفی
معبودیت ہر چیز کی اور نیز نفی اپنے وجود اور تمامی کائنات کی اپنے خیال میں مضبوط و مستحکم تصور کرے اور بوقت
ضرب الا اللہ کے اشارہ بذات بحت باری تعالیٰ کے کرے کہ حسب اشارہ آیہ کریمہ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ
اسْتَوٰى (یعنی رحمٰن طرف عرش کے متوجہ ہوا) اس ذکر کو بار بار کرنے سے نور اُس ذات بحت کا بالائے
عرش مجید سے بہت کثرت کے ساتھ مثل دریا کے زخّار کے جوش مارتا ہوا اگر تمام عالم کے محیط ہو جائیگا بلکہ
اسطرح ذکر اور دل میں فقط جسم ذاکر کا گم ہوا تھا اسمیں تمام عالم گم ہو جائیگا۔ پس جب اس ذکر میں مشق کامل
ہو جاوے تو اب طرف منزل مقصود کے انتقال کرنیکا ارادہ کرے اور طریق انتقال کا یہ ہے کہ اس ذکر کو چھوڑ کر
اُسی نور میں جو عرش سے نکلکر تمام عالم کا محیط ہوا ہے اسطرح مراقبہ کرے کہ وہ نفی جو نور آمدہ عرش سے
ہوئی تھی اسکے قالب میں آجاوے گو پہلے بمعنی لحاظ اُس نور کے نفی اپنے جسم اور نفی تمام کائنات کی اُسپر آسان
ہو جاوے گی گو کہ نفی اُس نور سے علیحدہ نہیں ہوتی لیکن طالب کو چاہیئے کہ نفی کو اپنا اصلی مقصد سمجھ کر شغل نفی
کو مستحکم اور مضبوط کرے کیونکہ بعد مستحکم ہو جانے شغل نفی کے یا تو توحید صفاتی اُسپر ظاہر ہو جاویگی یا انوار الٰہی اُسپر
ظاہر ہو جائینگے اور اُن انوار کا ظاہر ہونا ہی منزل مقصود تک پہنچنا ہے پس یکے بعد دیگرے اُن پردہ ہائے نور
کو قطع کرتا ہوا پردہ بیرنگی تک پہنچ جاویگا اور جب پردہ اخیر سے پار ہوگا تو وہی وصول ذات بحت باری
تعالیٰ کا ہے جس سے منتہائے سلوک کا متحقق ہو جائیگا +

واسطے کھلنے حالات آسمانی اور ملاقات ارواح اور فرشتوں اور جنت و دوزخ معلوم کرنے و بانکشے حقائق اور مطلع ہونے
لوح محفوظ پر یا حیّ یا قیوم کا ذکر اسطرح پر کرتے ہیں کہ لفظ یا حی کو درمیان سینہ سے اپنے لب تک لاتے ہیں
اور اپنی روح کو اُسکے نیچے چسپاں کرکے پھر لفظ یا قیوم کو سینہ سے نکالتے ہیں اور چونکہ اس لفظ اخیر کو لفظ متصل
پہلے لفظ کے واقع ہوگا تو ضرور ہے کہ اثر ان دونو اسم مبارک کا جمع ہو کر قوت پکڑے پس ان دونو لفظوں کے بیچ
میں روح کو رکھکر عرش تک پہنچا دے اور وہاں پہونچکر تھوڑا توقف کرکے اِدھر اُدھر اور سیر کرے اور جب چاہے
ساتھ مدد ذکر خیالی یا حی کے تہیہ انتقال کا اُس جگہ سے کرے اور بمناسبت یا قیوم کے تدریجاً اپنے مکان پر
واپس پہنچ جاتے ہیں +

واسطے کشف قبور کے سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوحِ مقرر ہے اور طریقہ اُسکا یہ ہے کہ ساتھ اسم
سبوح کے ناف سے لطیفہ اخفیٰ تک پہنچ جاوے اور ساتھ اسم قدوس کے بالائے عرش مجید کے پہونچکر ساتھ اسم
رب الملائکۃ والروح کے جانب انتقال کے آوے اور بطور ضرب کے نیچے کر دل سے اور سر کے دروازے سے داخل

ہو کر بیٹھے کے دروازہ سے نکلکر قبر کی طرف متوجہ ہو۔ اور اگر ایکبار میں یہ مدعا حاصل نہو تو ساتھ حضوری اور
توجہ اور التجا و خاکساری کے کوشش کرتا رہے امید ہے کہ بفضل الٰہی کشف قبور کا مطلب حاصل ہو جائیگا
ناواقف لوگ اس کشف قبور کو سبب قرب الٰہی کا جانتے ہیں اور فی الحقیقت یہ صورت دور کی ہے

اشغال طریقہ نقشبندیہ جنکو سید صاحب نے آسان اور سہل کر کے لکھا ہے

طالب کو پہلے تمام لطائف ششگانہ کے مقام معلوم کرنے چاہئیں۔ سو لطیفہ قلب زیر پستان چپ اور لطیفہ
روح زیر پستان راست اور لطیفہ سر ان دونو لطیفوں کے بیچ میں وسط سینہ پر اور لطیفہ نفس بیچ ناف
میں اور لطیفہ خفی پیشانی پر جہاں ماتھا ختم ہو کر بال شروع ہوے اور لطیفہ اخفی تالو کی جگہ جہاں بچوں کے
سر میں حرکت ہوتی ہے واقع ہیں۔ اس ترتیب سے ان لطیفوں کو ایک دوسرے کے بعد ذاکر کرے اور ذکر
کا استفادہ ہونا چاہئے کہ طالب خود اس ذکر کو معلوم کریگا دکھلانے والے کو چاہئے کہ اپنے اخیوں کو ذاکر
کر کے بیعت تمام طالب پر ابتدا کرے اور نہایت عجز و زاری سے اس کے ذاکر ہونے کی خداوند تعالیٰ سے دعا کرے
اول ایک حرکت مثل حرکت نبض کے مقام لطیفہ پر محسوس ہونے لگیگی اسی حرکت کو اللہ اللہ کی آواز خیال
کرے۔ اول ہر لطیفہ کو جدا جدا ذاکر کر کے پھر ایکبار کل کو ذاکر کرے کہ سب کا ذکر ایک ہی وقت میں معلوم
ہونے لگیگا اور اس میں ایسی مشق ہو جاوے کہ جب چاہے بلا تکلف انکو ذاکر کرلے چونکہ ہر ایک لطیفے کے واسطے
ایک حد مقرر ہے پس وہ تو ذاکر ظاہر ہونے لگیگا۔ پس جب ذکر لطائف میں مشق ہو جائے تو حبس نفس کے
ساتھ نفی و اثبات کا شغل شروع کرے اور طریقہ اس شغل کا یہ ہے کہ متوجہ دو زانو قبلہ بیٹھکر اپنے دم
کو بند کرے اور زبان کو تالو سے لگا کر لفظ لا کو لطیفہ نفس (مقام ناف) سے کھینچے اور لطیفہ سر اور لطیفہ خفی
پر تھوڑا توقف کر کے لطیفہ اخفی پر جا پہنچے اور الٰہ کو لطیفہ اخفی سے کھینچکر لطیفہ روح پر متوجہ ہو اور الا اللہ کو
لطیفہ قلب میں ضرب کرے۔ مگر ان حرکات خیالیہ میں حرکت ظاہری کسی عضو مثل سر اور سینہ اور لب اور
زبان کی نہونے پاوے اور اس شغل کو بعدد طاق عمل میں لایا کرے جیسے ایکبار ذکر کر کے پھر نفس کو چھوڑ دے
اور بعد اطمینان اور قرار نفس کے دوسری بار یہی عمل کرے اور جسقدر تحمل حبس نفس کا زیادہ ہوتا جائے اسیقدر عدد ذکر
کو بڑھاتا جائے یہانتک کہ ایک حبس میں اکیس بار تک پہنچ جاوے اور جب اسکی مزاولت ہو جائیگی تو ہزار تک
تک نوبت پہنچیگی۔ اس شغل سے ایک قسم کی گرمی اور صفائی اسکے لطائف میں پیدا ہو جائیگی۔ جب یہ شغل
اپنے کمال کو پہنچ جائیگا تو ایک شعاع جو الطالب کو معلوم ہونے لگیگا کہ جو سارے لطائف کو احاطہ کر کے مثل شعلہ
آتشین کے پھیل جائیگا۔ بعد مزاولت نفی و اثبات کے سلطان الاذکار شروع کرے۔ سو یاد رکھنا چاہئے کہ ہر ایک
اعضا جسم انسانی کا ایک علیحدہ علیحدہ چیز ہے جیسے کہ ہر ایک ٹکڑے کے علیحدہ علیحدہ نام مقرر ہیں اور قرآن مجید میں

میں وارد ہے وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ یعنی ہر ایک چیز اللہ کی
تسبیح کرتی ہے مگر تم اُنکی تسبیح کو نہیں سمجھتے ہو پس حسب مفہوم اس آیت کے ہر ایک عضو جسم انسانی کا ذکر الٰہی
میں مصروف ہے لیکن بوجہ پردہ غفلت کے انسان اُنکے ذکر کو سمجھ نہیں سکتا پس اس سلطان الذکر میں ہر ایک
عضو کے ذکر پر طالب آگاہ ہو جاتا ہے اُسوقت سارے اجزائے بدن کو ایک ایک علیحدہ لطیفہ خیال کر کے
شغل لطائف کے ذاکر کرے اور تلقین کرنیوالے کو بھی چاہئے کہ خود اپنے سلطان الذکر کو جاری کر کے شغل لطائف
مشغولی نہ کرے طالب پر القا کرے اور اس ذکر کے آثار یہ ہیں کہ طالب کے تمام بدن میں ایک حرکت نمایاں
معلوم ہونے لگیگی یہانتک کہ اُسکے ہاتھ پانو اور دوسرے اعضا بدون اُسکے ارادہ کے اپنی جگہ سے
منتقل ہونے شروع ہونگے اور کبھی مثل رعشہ کے تمام بدن میں حرکت ظاہر ہو جائیگی اور گاہے جیسے چیونٹیاں
سی پھرتی ہوئی اُسکے بدن پر معلوم ہونگی اور تمام بدن میں ایک قسم کی خنکی اور سبکی محسوس ہوگی اور ایسا
معلوم ہونے لگیگا کہ اُسکے تمام بدن کی آلائش نکلکر نہایت ہلکا اور سبک ہو گیا اور تمام بدن اور در و دیوار
و خس و خار اور سنگ و خاشاک سے آواز ذکر جہری کی بلا اشتباہ اُسکے کانوں میں پہنچنے لگیگی اور اگر اس
کا جذبہ زیادہ بڑھ گیا تو اُسکے ہمنشین بھی اُس ذکر کو سن سکینگے اور کبھی ایک نور بھی اُسکو معلوم ہونے لگیگا
جب یہ سلطان الذکر قابو میں آجاوے تو شغل نفی کو شروع کرے اور شغل نفی کے ساتھ شغل یادداشت کو
بھی ملا لے - اسکے بعد شغل نفی الثبتی عمل میں لائے یہانتک پہنچنے کے بعد سالک پر یا تو توحید صفاتی ظاہر
ہو جائیگی اور یا نورانیت کے پردے کھل جائینگے - اور نورانیت کے پردوں کا ظاہر ہونا ہی طریق مطلب تک
پہنچنے کا ہے جب یہ نورانی پردے ظاہر ہوں تو مراقبہ صمدیت کی مزاولت کرے اور سب پردوں کو طے کرتا
ہوا پردہ بیرنگی تک پہنچ جائے اور پردہ بیرنگی تک پہنچنا ہی حصول معرفت ذات بحت کی ہے -
سلوک متعارف ختم ہو کر سیر فی اللہ شروع آتی ہے جسمیں عجیب و غریب معاملات ظاہر ہوتے ہیں ؎

اس طریق میں کشف ارواح اور ملائکہ اور سیر زمین و آسمان اور جنت و نار اور اطلاع بر لوح کے واسطے وہی
شغل دورہ کرے جو اوپر مذکور ہوا اور واسطے کشف وقائع آئندہ کے سب سے آسان طریق یہ ہے کہ وقت تہجد کے
دو رکعت نماز بہ نیت کھلنے واقعہ مطلوب کے پڑھے اور ہر رکعت میں تین بار سورہ فاتحہ اور تین بار آیۃ الکرسی اور
پندرہ بار سورہ اخلاص پڑھے بعد سلام کے سر کو سجدے میں رکھکر نہایت خشوع و خضوع و عجز و زاری سے ایکسو
بار یا خبیر اخبرنی کہے اور پھر سجدے سے سر اُٹھا کر بہت عاجزی سے اُس واقعہ کے کھلنے کی دعا کر کے سو رہے
امید واثق ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ خواب میں یا صراحۃً یا کنایۃً بہر حال اُس واقعہ کا کھل جائیگا ؎

اصطلاحات طریقہ مجددیہ - اس طریقہ میں مقام لطیفہ قلب کا زیر پستان چپ اور لطیفہ روح کا زیر

پستان راست اور لطیفہ سر بقدر دو انگشت بالائے پستان چپ مائل بوسط سینہ اور مقام لطیفہ خفی
بقدر دو انگشت بالائے پستان راست مائل بوسط سینہ اور لطیفہ اخفیٰ درمیان سینہ اور لطیفہ نفس کی
جگہ شروع پیشانی کے واقع ہے - اول لطائف کو ذاکر کرے اور طریقہ اسکا یہ ہے کہ طالب بخود بے
باوضو ساتھ خضوع اور خشوع اور التجا تمام کے روبرو مرشد کے بیٹھے اور اپنی خاطر کو اور خیالات کو دور
کر کے زبان اور دوسرے کل اعضا کو حرکت سے باز رکھے اور دل سے اسم مبارک اللہ کہے اسوقت
مرشد کو چاہیے کہ اپنے لطائف کو ذاکر کر کے ساتھ ہمت تمام کے انکا لطائف طالب میں کرے اور جب
لطائف مشتکر ذاکر ہو جاویں تو واسطے حصول سلطان الذکر کے لطیفہ نفس پر ہمت توجہ کرے کہ عمر
لطیفہ نفس پر کثرت سے توجہ کرنے پر سلطان الذکر حاصل ہو جاویگا +

جب سلطان الذکر میں کمال حاصل ہو جاتا ہے تو ذکر لا الہ الا اللہ کو نفی اور اثبات کے واسطے
حبس میں لائے - اول نفی تمام عالم کی کرے پھر اپنے بدن کی نفی اسطرح پر کرے کہ لفظ لا کو ناف سے کھینچ کر
دماغ تک پہونچاوے اور جہاں جہاں سے لفظ لا گذرتا جاوے اسی جگہ نفی خیال کرتا جاوے اور لفظ الہ کو
لطیفہ روح میں پہنچا کر لفظ الا اللہ کو قلب میں ضرب کرے اور مقام لطیفہ روح اور اسکے اطراف کو بجز لفظ
اللہ کے نفی کرے اور ساتھ لفظ الا اللہ کے مقام لطیفہ قلب اور تمامی بدن کی نفی اور اسکا اثبات ذات مقدس
حق کا ملاحظہ کرے اور یہ نفی اور اثبات حبس ساتھ قوت خیالیہ کے حبس میں لاوے اور زبان سے کچھ تلفظ نکرے
اس شغل کی مداومت سے نفی اپنے جسم بلکہ نفی تمام عالم کی اسکی قوت خیالیہ میں بخوبی قائم ہو جاویگی - اسکے بعد
نفی النفی اور بقا بالفنا کی مشق کرے - اسکے بعد مراقبہ احدیت سے شغل دوائر کا شروع کرے اور طریقہ اسکا
یہ ہے کہ وحدانیت ذات مقدس حق تعالیٰ کی ملاحظہ کرے اور اس ملاحظہ کو قلب سے اٹھا کر عرش مجید تک
پہونچا دے تاکہ اسکا اثر ظاہر ہو اور اثر اسکا ظاہر ہوتا ایک نور کا ہے کہ قلب کے اوپر سے ظاہر ہو کر ایک
ستون نور کا بنکر عرش مجید تک پہنچ جاتا ہے اور اسکی شعاعیں تمام عالم کو گھیر لیتی ہیں اور چونکہ اس نور نے
نہایت وسیع اور فراخ ہو کر تمام عالم امکان کو گھیر لیا ہے اسواسطے اسکا نام دائرہ امکان ہے اور دائرہ
سیر قلبی کا یہ پہلا دائرہ ہے اور دوسرا دائرہ ولایت قلبی کا موسوم بہ ولایت صغریٰ ہے اور اس دائرہ میں
مراقبہ اقربیت کا لیا جاتا ہے اس دائرہ میں وسعت قلب کا بھی کھلتا ہے اور تمام قلب مثل آفتاب کے درخشاں
ہو جاتا ہے کہ چاروں طرف سے اسکے انوار چمکتے و نکلتے ہیں اور یہ دائرہ موجودات ممکنہ سے تجاوز کر کے حد
لامکان تک پہونچکر غیر متناہی ہو جاتا ہے صرف اصل قلب باقی رہ جاتا ہے - اسکے بعد تیسرا دائرہ موسوم

[illegible]

اسی کو کہتے اول دائرہ میں مراقبہ معیت ذات پاک باری تعالیٰ کا کرتے ہیں اور اُسکا شروع یہ ہے کہ ہر وقت
خداوند تعالیٰ کو اپنے ہمراہ اور قریب خیال کرتے ہیں اور اپنے تئیں اُس سے دور اور غائب نہیں جانتے بلکہ
ہر کام میں شریک اور شامل تصور کرتے ہیں جیسا کہ آیہ کریمہ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا (یعنی اللہ ہمارے ساتھ ہے) سے
معیت باری تعالیٰ کی ثابت ہے پس علامت کمال رسوخ معیت کی یہ ہے کہ خلوت اور جلوت میں ہر دم
اُسکو اپنے ساتھ جانے اور تنہائی میں معصیت کرنے پر اُس سے شرم کرے اور جب مراقبہ معیت میں پختہ
ہو جاوے تو یہی علامت ولایت کبریٰ کی ہے اور نور اس دائرے کا پہلے دائرے سے زیادہ ہوتا ہے
اسکے بعد مراقبہ یُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهٗ (یعنی دوست رکھتا ہے وہ اُنکو اور وہ دوست رکھتے ہیں اُسکو) کا ہے۔ اس
مراقبہ میں اپنی محبت اللہ سے اور اُسکی محبت اپنے ساتھ خیال کرے۔ اور اس مراقبہ محبت میں بھی دو دائرے
اور ایک قوس یعنی نصف دائرہ ہے کیونکہ محبت کے بھی تین مرتبے ہیں۔ اول مرتبہ ابتدائے محبت کا مبدأ
شروع اشتغال کہتے ہیں کہ ابتدائے محبت میں محب نفع اور فائدہ اپنا اور نیز رضا اور خوشنودی محبوب کی دونوں
خیال کرتا ہے سو محبت اللہ کا یہ دائرہ اول ہے اور جب محبت ترقی کر جاتی ہے اور محب کو اضمحلال و ذوبہ
فنا ہونا شروع ہوتا ہے تو یہاں سے دوسرے دائرے محبت کا شروع ہے اس دائرہ میں نفع اور فائدہ
محبوب کو اپنے فائدے پر ترجیح دینے لگتا ہے مگر یہ ترجیح عقل اور علم سے نہیں ہوتی کہ نفع اور نقصان کا موازنہ
کرکے اور سمجھ بوجھ کر ترجیح دی گئی ہو بلکہ اس سے مراد وہ ترجیح ہے کہ محب کے دل سے مثل خود جوش مارتی
ہے۔ اور جب فنا اور اضمحلال اپنے کمال کو پہنچا اور کوئی نشان جانب محب کے باقی نہیں رہا تو یہاں پر
دوسرا دائرہ بھی تمام ہوا اور قوس یعنی نصف دائرہ کا شروع ہوا اس نصف دائرہ میں پہنچکر محب فنا در الفنا
ہو کر نسیاً منسیاً ہو جاتا ہے۔ اسکی تکمیل کے بعد مراقبہ اسم الظاہر حق تعالیٰ کا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ایک
اسم الظاہر اور ایک اسم الباطن ہے اور اُسکے ہر نام کے بیشمار مظاہر ہیں چنانچہ اُسکے مظاہر کے تمام عالم اور
اجسام اور افعال اور احکام ہیں جو تکوین اور تشریع میں ظاہر ہوتے ہیں اور کارخانہ رزاقیت ایک مظہر
اُسکے مظاہر کا ہے اور علیٰ ہذا القیاس کارخانہ ہدایت اور ارسال رسل اور انزال کتب اور توفیق کلمہ پڑھنے
کی جو ایک عام مسلمان سے صادر ہوتی ہے ایک دوسرا مظہر ہے اور اسی طرح ایک مظہر اضلال یعنی گمراہ کرنیکا
ہے جو پیدائش ابلیس لعین سے لیکر ناسرود سرائی یعنی گانے بجانے تک ہے سو یہ سب مظاہر اُسکے اسم الظاہر
کے ملاحظہ کرکے طرف اصل کی بھی اس اسم مبارک کے کہ وہ ذات پاک اُسکی ہے مراقبہ کرے۔ اسکے بعد اسم الباطن
کا مراقبہ کرے اور تفصیل اُسکی یہ ہے کہ تمام ظاہری چیزوں کا ایک باطن بھی ہے جیسے انتظام سلطنت کا ایک
ظاہری چیز ہے اور باطن اُسکا تدبیر اور عقل بادشاہ کی ہے اسی واسطے اس مراقبہ کو ولایت علیا موسوم کرتے

ہیں کیونکہ یہ ولایت ملاء اعلیٰ کی ہے اور مراد ملاء اعلیٰ سے ملائکہ مدبرات الامر اور القا کرنے والے احکام الٰہی کے ہیں کہ جو حکم اس درگاہ عالی سے نازل ہوتا ہے اول اسکو لوگون کے دلون میں القا کرتے ہیں اسکے بعد وہ حکم دنیا میں ظاہر ہوتا ہے اس سبب سے وہ فرشتے گویا باطن تمام عالم اجسام کے ہیں اور انکا تعلق اسم الباطن سے زیادہ تر ہے اور نیز مورد فیض اس مراقبہ کے تینون عناصر باطنی بھی ہیں یعنی آگ اور ہوا اور پانی کیونکہ یہ تینون عناصر بھی جسد انسانی میں باطن ہیں اور چوتھا عنصر یعنی خاک اسمین ظاہر ہے - پس جب یہ مراقبہ اپنے کمال کو پہنچتا ہے تو تجلیات اسم الباطن کی اس سیر میں ظاہر ہو جاتی ہیں اسکے بعد سیر تجلی ذاتی دائمی کی ہے کہ وہی انتہا سلوک متعارف کا ہے ؛

جب طالبان نافہم بمقام معرفت ذات بحت کے پہنچتے ہیں اور سلوک متعارف ختم ہو جاتا ہے تو وہ سمجھتے ہیں کہ ہم لوگ ہم پایہ اور ہم مقام اولیاء عظام کے ہو گئے اور یہ صریح غلط فہمی ہے کیونکہ مقام معرفت تک پہنچ جانا بوجہ کسب اشغال اور مشق افعال کے ایک کافر اور بے حق اور بد عقیدہ کو بھی ممکن ہے چنانچہ ہندو جوگی اور سنیاسیان جنکا طریق قدیم سے ان فنون کے استاد اور مشاق ہیں اور علم مقناطیسی حیوانی جسکا آجکل یورپ میں بڑا زور ہے انہیں اشغال کا ایک شعبہ ہے پس اسمین شک نہیں کہ ان اشغال کی جو کوئی مشق کریگا اسپر وہ مقامات متعارفہ سلوک کے کھل جاوینگے لیکن رد اور قبول ایک دوسری چیز ہے - مردودان بارگاہ الٰہی کا وہانتک پہونچنا بمنزلہ اسکے ہے کہ جیسے کوئی قزاق سعی اور کوشش کرکے دربار شاہی تک پہنچ جاوے مگر قریب ہے کہ اگر اپنے فعل قزاقی سے تائب نہوگا تو گرفتار عتاب سلطانی ہو جاویگا اور یہ بھی یاد رہے کہ مقام معرفت ذات تک پہنچنا سلوک میں بمنزلہ ابجد خوانی کے ہے کچھ کمال کی بات نہیں ہے اگرچہ مقبول لوگون کو مقام معرفت ذات تک پہنچتے ہیں اور مقربان بھی ہو جاتے ہیں - جب سالک مرتبہ مشاہدہ جمال لایزال کے پہنچتا ہے تو اسکو لازم ہے کہ ہر امر و نہی میں اتباع شرع شریف کو لازمہ اپنے ایمان کا جانے اور یہ اتباع شریعت دل اور جان سے دوست رکھے - مثلاً ادب قرآن مجید کا اسقدر کرے کہ کبھی بے وضو اسکو نہ چھوے اور جب مصحف مجید کو ہاتھ میں لے تو کسی دوسرے کام میں متوجہ نہو اور عظمت قرآن مجید کی دل سے جانکر قدر اس نعمت عظمیٰ کی پہچانے کہ مجھ ناچیز اور کمینے کے ہاتھ میں ایسی معظم اور مطہر چیز محض بفضل الٰہی پہنچی ہے ورنہ مجھکو لیاقت ایسی نعمت عظمیٰ کے حاصل ہونے کی کہان تھی اور ایسے تصور سے مارے خوشی کے سینہ اسکا مالامال ہو جاوے اور اگر ایسا خیال خود بخود اسکے ذہن میں آئے تو بہتر ہے ورنہ بتکلف ایسا خیال اپنے دل میں پیدا کرے - اور اسیطرح عظمت نماز اور زکوٰۃ اور روزہ اور حج اور جہاد اور تمامی شعائر شرعی کی اعتقاد کرنی چاہیے اور نیز مال کو اسکی راہ میں خرچ کرنا اور طریقہ

کو اختیار کرنا اور نوافل کو مثل تہجد وغیرہ کے اہتمام کرنا اور اسی طرح سے مشتبہات سے بچنے کا بھی اہتمام کرے مثلاً اگر وسوسہ زنا کا اسکے خیال میں گذرے تو اس سے ایسا متنفر ہو کہ گویا گندگی کا ٹوکرا اسکے کھانے کے واسطے اسکے سامنے رکھا گیا۔ اور یہ مطلب انبیاء و اولیا بلکہ تمامی مسلمانوں کی تعظیم میں کوشش کرے وہ سب اسکے شفیع اور ساعی ہوں اور ہر مسلمان کی خاطرداری اور تواضع اور ادب دل سے کیا کرے - اس مقام پر پہنچکر وحید الله کا مراقبہ کیا جاتا ہے یعنی متوجہ ہونا الله رب العزت کا اپنے بندے کی طرف جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ (یعنی جدھر تم منہ کرو اسی طرف الله موجود ہے) مثلاً بندہ اپنی آنکھ اور بینائی پر غور کرے تو یقیناً اسکو معلوم ہو جائیگا کہ الله تعالیٰ نے میرے حال پر متوجہ ہو کر میری طرف توجہ کی تو یہ نعمت عظمیٰ بینائی چشم کی بلا استحقاق و بلا درخواست و بلا شفاعت مجھکو عنایت ہوئی یونہی اسی طرح پر اور ہزاروں نعمتوں کو خیال کرے بلکہ جسقدر چیزیں عالم میں موجود ہیں انہیں غور کرنے سے معلوم ہو جائیگا کہ ہر ایک شئے اسکے واسطے ایک نعمت ہے اور ہر چیز انکی ہے لیکن خس خاشاک تک اسکے ساتھ ایک خصوصیت رکھتی ہے پس اسیطرح پر الله تعالیٰ کی نعمتوں میں غور کرکے ہر دم انکو پیش نظر اپنے رکھے۔ پس جب کہ حضرت الٰہی بلا غرض بندہ کی طرف متوجہ ہے تو اسیطرح بندہ کو چاہئے کہ طرف خداوند تعالیٰ کے محض واسطے حصول رضا کے بلا تمنا کسی مرتبہ و عزت اور جاہ اور اعتبار کے اور بلا توقع حصول ثواب جنت و نجات عذاب دوزخ کے اسکی طرف متوجہ ہو۔ چنانچہ طریق اس مراقبہ کا یہ ہے کہ کسی شان الٰہی پر متوجہ ہو کر ہر دم اس شان پر ٹکٹکی لگائے رکھے اور زبان حال و قال سے اس شان کے کھلنے کا ملتجی رہے پس جب یہ مراقبہ وحید الله کا تجلی سے انجام کو پہنچیگا تو وہ بندہ مقبول بارگاہ الٰہی ہو کر ایک نور مقدس ازلی جو ہر مومن کے حصے میں آیا ہے اسکو مرحمت ہو جائیگا اور وہی نور تخم عقل کا ہے اور عقل اس تخم کا شجر ہے اور ایمان اس شجر کا ثمر ہے چنانچہ کریمہ رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا میں اس نور ازلی کی طرف اشارہ ہے۔ پس اس مراقبہ وحید الله کے کرنیوالے کو وہ نور پہلے پہل دور سے مثل ستارہ کے چمکتا ہوا دکھائی دینے لگتا ہے اور پھر آہستہ آہستہ نزدیک ہوتا جاتا ہے آخر کو پیشانی پر بمقام سجدہ پہنچکر تمام بدن میں پھیل جاتا ہے اور جیسے آدمی نور بینائی سے سب ظاہری چیزوں کو دیکھتا ہے ویسے ہی اس نور ازلی سے مرضی و نامرضی خداوند تعالیٰ کو معلوم کرنے لگتا ہے۔ پس جب یہ طالب قصد کسی کام کا کرتا ہے یا کسی طرف متوجہ ہوتا ہے تو ہر ایک قسم کا تغیر اس تجلی میں بطور اظہار رضامندی یا ناراضامندی حق تعالیٰ کے پیدا ہوتا ہے اور بعض کم درجہ والوں کا نور قلب سے تجاوز نہیں کرتا وہ لوگ جب قصد کسی کام کا کرتے ہیں پس اگر رضامندی الٰہی اس کام سے متعلق ہے تو اسوقت ایک قسم کی بشاشت اور انشراح انکے دلوں اور رغبت طرف اس کام کے خود بخود انکے اندر پیدا ہو جاتی ہے اور اگر نارضامندی الٰہی اس کام میں شامل ہے تو ایک قسم کا انقباض و نفرت

اُس کلام کی طرف سے اُنکے دل میں لاحق ہو جاتی ہے اور دریافت رضا یا نارضا باری تعالیٰ کی کچھ اجتہاد یا قیاس تک
نہیں ہوتی بلکہ بغیر اُس چشم ظاہری کے یہ شناخت اُنکو حاصل ہو جاتی ہے - بس اس مقام کے لوازم سے یہ ہے خلعت بکمالی سے
سرفراز ہونا اور کسی خدمت ولایت کا اُسکے تفویض ہونا ۔

اب بعد بیان کرنے سلوک راہ ولایت کے طریق حصول توبہ راہ نبوت کا بیان کر کے تعلیمات احمدیہ کو ختم کیے
دیتا ہوں (طریق توبہ) جو شخص طالب راہ نبوت کا ہو اُسکو بعد تہذیب اخلاق ادائے عبادات پہلی چیز
جو ضروری ہے وہ حاصل کرنا توبہ کا ہے تفصیل اُسکی یہ ہے کہ طالب راہ نبوت کو چاہیے کہ منہیات شرعیہ کو خواہ
قبیل اعتقادات سے ہوں خواہ قسم افعال اور اقوال سے خواہ اخلاق اور ملکات سے خواہ جنس افراط تفریط عبادات
سے ہوں ان سب کو قرآن و حدیث سے تتبع اور تفتیش کر کے ٹھیک کر لے اور اسکے بعد خلوت میں بیٹھکر غور کرے
کہ ناخوشی اپنے منعم حقیقی اور بے نیاز تحقیقی کی میرے حق میں کہ سر سے پاؤں تک اعضا جوارح سے بھرا ہوا ہوں
کسقدر مُضر اور قبیح ہوگی اور اس خیال کو اپنے ذہن میں ایسا مستحکم کرے کہ عظمت ناخوشی اُس منعم حقیقی
کی اُسکے ذہن میں جگہ پکڑ لیوے کہ جب اُسکی ناخوشی کا تصور کرے تو اُسکے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جائیں
اور برائی منہیات شرعی کی اُسکے قلب اور عقل کو گھیر لے اور اُسکے باطن میں خوف اور دہشت پیدا ہو جاوے
پس جب اس مراقبہ میں مزاولت پیدا ہو جائے تو پھر عظمت قرآن مجید کی خیال کرے کہ یہ یعنی قرآن مجید
ایک صفت صفات ازلیہ ربانیہ سے ہے اُسکو اس عالم امکان میں کسیطرح بھی مناسبت نہ تھی مگر اُس رب
العزت نے محض اپنی عنایت سے عربی زبان کے لباس میں اُسکو نازل فرمایا ہے اور اپنے بندوں کے وصال کا
ایک واسطہ ٹھیرا دیا ہے - القصہ عظمت اس کلام پاک کی بھی اُسکے ذہن میں ایسی مستحکم ہو جاوے کہ جسوقت اپنی
نظر مصحف مجید پر ڈالے تو ہیبت عظمت سے اُسکی آنکھیں چندھیا جائیں اور سینہ اُسکا پاش پاش ہو جائے
پس جب عظمت اس کلام پاک کی بھی کما حقہ جگہ پکڑ لے تو اُسوقت قصد توبہ کا کرے اور کسی مبارک دن میں مثل
جمعہ یا عرفہ کے مصحف مجید کو ساتھ لیکر کسی خالی مکان میں داخل ہو اور جناب باری تعالیٰ میں بہت عاجزی سے
عرض کرے کہ بار خدایا میں ہر طرح سے عاجز ہوں اور تو ہر چیز پر قادر ہے توبہ کہ قدم اول راہ نبوت کا ہے مجھکو
عنایت فرما اور میری بے لیاقتی پر نظر نہ کر کیونکہ لیاقت تو کیا بھی تیرے ہی ہاتھ میں ہے بموجب بیت ؎
تو کرم ساقی نشوی درد تنک ظرفی ما ماند + بقدر ظرف باشد وسعت آغوش ساحلہا + اُسکے بعد صلوٰۃ التسبیح بہ نیت
ساقط ہونے گناہ اور حصول توبہ کے نہایت خضوع اور خشوع اور حضوری قلب سے ادا کرے بعد ادائے نماز
وہی انعامات حق اور شناعت قبیحہ اللہ کی ناخوشی اور غضب کے اور اپنی کمال بیزاری منہیات شرعیہ سے اپنے دل
میں حاضر کرے اگر اُسوقت عظمت اور خوف الٰہی اُسپر ظاہر اور غالب ہو کر اُسکے خیال اور قلب اور وہم اور ظاہر و

باطن کو گھیر لے تو بہتر ورنہ پھر کسی دن بقاعدہ مذکورہ بالا عمل کرے اور جس دن وہ حالت پیدا ہو جاوے تو اسی اثنا میں
عظمت کلام مجید کی اور کسی کو ایک واسطہ درمیانی اپنے اور درمیان رب العزت کے ایسے حیثیت طور پر ملاحظہ
کرے کہ سینہ اسکا اس خیال سے بھر جاوے اسوقت تعظیم قلبی کے ساتھ ایک نظر مصحف مجید پر ڈالکر کہے کہ بار خدایا
میں اس تیرے کلام پاک کو تیرے حضور میں اپنا شفیع کیا اور ساتھ اس حبل متین کے میں اپنے کو مضبوط باندھتا ہوں پھر
سارے گناہوں سے توبہ کرے اور قرآن مجید کو ایک توسل قرار دیکر زبان سے عرض کرے بار خدایا تیری عنایت
پر توکل اور بھروسا کرکے اتباع شریعت کو ہر حال میں میں نے اپنے اوپر لازم کر لیا اور جانب شرع کو اپنے نفس اور جان
اور مال اور آبرو اور فرزند و عیال اور استاد اور پیر اور آقا غرض تمامی مخلوقات پر میں نے ترجیح دی - اے بار خدایا میں
عاجز محض ہوں تیری عنایت پر توکل کرکے التزام اس امر عظیم کا میں نے اپنے اوپر کر لیا ہے پس تو محض اپنے کرم
عمیم سے اس عہد کو مجھ سے پورا کرا - بعد ازاں اس حلف اور اقرار کا ہمیشہ خیال رکھنا ضرور ہے کہ ایسے شہنشاہ
عالیجاہ سے میں نے عہد باندھا ہے مبادا اس کے خلاف میں فرق ہوکر داغ نقض عہد کا ماتھا میری پیشانی پر لگ جاوے
اسکے بعد اگر ممکن ہو تو اس توبہ کو کسی ایسے بزرگ کے ہاتھ پر جو اتباع قرآن و حدیث اور اجتناب بدعات
میں اس زمانہ میں مشہور ہو ظاہر کرے لیکن ہر حال میں قرآن مجید کو مرشد حقیقی اور اس بزرگ کو شیخ ظاہری
خیال کیا کرے - جب طالب راہ نبوت کو رسوخ کامل مقام توبہ میں حاصل ہو جاوے تو ذکر ایمانی اور مراقبہ
ایمانی کی جیسے اوپر مذکور ہوا مزاولت پیدا کرے اور اس ذکر سے کچھ کثرت ذکر یا محو ہونا نفس یا ضبط اوقات مراد
نہیں ہے مگر وہ حالت جو اوپر مذکور ہوئی اسمیں پیدا ہو جایا کرے اور ایک بارگی ایسی کثرت بھی نکرے جس سے
طبیعت ملول ہو جاوے بلکہ بتدریج نفس کو اسکا عادی بناوے پس اسیطرح پر کچھ وقت ذکر میں اور کچھ وقت
فکر میں صرف کیا کرے اور اسکے بعد عمدہ عبادات سے خلق اللہ کی خدمت کرنا ہے خصوصاً یتیموں اور مسکینوں
اور مفلسوں اور مریضوں اور محتاجوں کی اور جب ایمانی اپنے کمال کو پہنچیگی تو منزل فنا و ارادہ کو جو اظہر
علامت اس طریق کی ہے پہنچ جاویگا اور فنا ارادہ کی بھی اس طریق میں دو قسم ہیں ایک وہ جو مبادی
سلوک راہ نبوت میں حاصل ہوتی ہے اسکا مطلب تو یہ ہے کہ اپنے ارادہ کو حق تعالیٰ کے ارادہ کا تابع کر دے
دوسرے جو انتہائے سلوک میں نصیب سالکین ہوتی ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ برابر منتظر رہے و اوامر جناب
مولائے خود اپنے ارادہ کو معطل کر دے اور ان بزرگوں پر حکمت ربانیہ اور حکمت یزدانیہ منکشف ہو جاتی ہے اور
جو حکم مولا کی طرف سے صادر ہوتا ہے اسکو چستی اور چالاکی سے عمل میں لاتے ہیں اور جب فنا ارادہ اپنے کمال کو
پہنچ جاتا ہے تو ایسے بزرگ زمرۂ محدثین اور شہدا میں داخل ہو جاتے ہیں - اسکے بعد مراقبہ عظمت اختیار کرے
اور معیت اور قرب علمی کو پیش نظر اپنے رکھے پس ہر حرکت اور سکون کو جو اس سے یا اسکے غیر سے صادر ہو جاوے

خیال کرے کہ حق تبارک و تعالیٰ اسکو جانتا اور دیکھتا ہے اور اپنے تئیں خلوت اور جلوت بلکہ بازار اور خلقتوں میں تنہا نہ جانے اور اسکا خیال ایسا ہو جائے کہ گویا اسکے ہمراہ ہر وقت ایک ایسا شخص موجود ہے جو علاقہ پدری و علاقہ تربیت اور ولایت اور علاقہ سلطانی و آقائی و آبائی و استادی و پیری و نیز علاقہ محبت اسکے ساتھ رکھتا ہو اور جو شخص سب چیزوں پر اکتفا نکرے بلکہ یہ بھی ذہن نشین کرے کہ وہ شخص دیکھکر اور سنکر اطاعت مطیع کی اور اخلاص مخلص کا قبول فرماتا ہے اور اسپر تحسین و آفرین کرتا ہے اور قرب و وجاہت دنیا میں اور ثواب جزیل عقبیٰ میں عطا فرماتا ہے اور گناہ گناہگار کے دیکھکر اسپر لعنت اور نفرین کرتا ہے اور آفات خواری دنیا میں اور عذاب شدید عقبیٰ میں کرتا ہے اور کشندگی اور کشتہ نوازی اسکی شان ہے اور ایسا دھیان اسقدر اسپر غالب آجائے کہ حال اسکا اس شخص کا سا ہو جائے کہ جسکو کسی نے پکڑ کر دریائے ذخار پر لٹکا رکھا ہے۔ پس جب وہ شخص دریا کو دیکھتا ہے تو معلوم کرتا ہے کہ میں گرا اور غرق ہوا اور جب سیاہ کو دیکھتا ہے تو وہ ایک اپنا پہنچا ہوا حال نظر آتا ہے پس ثبات اور حیات اپنی دست اس شخص کے کہ جسنے اسکو لٹکا رکھا ہے کہ جسکے ہاتھ میں سونپی دیکھتا ہے پس تردد سے جانتا ہے کہ جب تک وہ میرا ہاتھ پکڑے ہوے ہے امواج بحر زخار اور گرداب و نہنگ مجھکو کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتی اور جبکہ اسنے میرا ہاتھ چھوڑا تو پھر ایک چیونٹی اور مکھی یا ایک چھوٹی سی موج دریا اور ایک تنکا سا جھوکا میری ہلاکت کے لئے کافی ہے۔ ہمیشہ اسلئے بزرگان دین اس طریق نے سلاطین جبار سے باوجود قلت اپنے و دیگر روح کے کھلم کھلا مقابلہ کیا ہے چنانچہ حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کا مقابلہ فرعون جیسے زبردست بادشاہ سے مشہور ہے اور اس زمانہ میں جب مقدمہ والاں سید صاحب عدالت انبالہ وغیرہ میں پیش ہوا تو وہ مسلمان ملزم بھی بلا خوف ایسی بہادری اور جرأت سے حاکم عدالت کو جواب دیتے تھے کہ جنکو سنکر سامعین حواس باختہ ہوے جاتے تھے۔ پس جب مراقبہ حضوری کا انتہا کو پہنچ جاتا ہے تو ذکر کی اصل اور روح انکے ہاتھ آجاتی ہے اور بعض بزرگ اس مقام پر پہنچکر اہل خدمات سے ہو جاتے ہیں

یہیں پہنچ کر سلوک کا نبوت اور سلوک ولایت کا ایک ایک باب آپکی تعلیمات مجیبیہ سے منتخب کرکے لکھدیا ہے جسکو زیادہ شوق ہو وہ صراط مستقیم آپکے اصلی ملفوظات کا ملاحظہ کرے ۔

حصہ سوم

اب میں آپکی درویشانہ تعلیمات کو بیان کرنیکے بعد آپکی سیاسیات اور مجاہدانہ کاروائیوں کا ذکر شروع کرتا ہوں ناظرین نے اس سوانح کے شروع (صفحہ ۲) میں پڑھا ہوگا کہ آپ نے فوج بادشاہ کے ساتھ برس ہا برس تک رہ کر جب آپنے مقام رام پور جند وغیرہ علاقہ کی زبانی کئی مسلمانوں پر سکھوں کی زبردستی کا ذکر سنا تو اپنی جو دین کا لینے

کا حال سنا تھا اسوقت بوجہ حمیت اسلامی اور ہمدردی بانی آپکا خون جوش مار رہا تھا اور آپ دل سے چاہتے تھے کہ کسیطرح مسلمانان پنجاب کو سکھوں کے ہاتھوں سے نجات حاصل ہو۔ اب جبکہ حسب دانست جیسا کہ تقدیر مسلمانان آپکے ساتھ ہند سے نکلکر تیار ہو گئے تو آپنے محض فی سبیل اللہ ایک زبردست قوم سکھوں سے جسکے اسوقت سرکار انگریزی بھی حمایتی تھی جہاد کا فیصلہ اور مسلمانان پنجاب کے واسطے اپنی جان تک دینے کا ارادہ کیا۔ اسوقت آپکے ساتھ قریب پانچ ہزار ہندوستانی کے جان نثار ہو گئے تھے جنہوں نے آپکے پسینے پر اپنا خون بہانیکا عہد واثق آپکے ساتھ کر لیا تھا۔ سنہ ۱۲۴۱ ہجری کے شروع میں آپ روانہ ہوئے تھا انیس رجال سفر و لادت جامع کتاب مالیر کوٹلہ - میرٹھ - بہاولپور - حیدرآباد سندھ - شکارپور - جاگن - خان گڑھ - درہ ڈھاڈر - درہ بولن - پشین - قندہار - کابل پھر براہ درہ خیبر داخل پنجاب ہوکر پشاور آئے اور پشاور سے ہشت نگر واقع علاقہ یوسف زئی میں پہنچکر کچھ عرصہ تک موضع خویشگی میں ٹھیرے۔ پھر نوشہرہ کو تشریف لیگئے۔ مؤرخوں نے جو آپکے ہمراہ رکاب تھے آپکے اس دورہ دراز سفر کے ہر ایک مقام کا حال اور ہر ایک مقام پر ہزارہا خلقت کا آپکے ہاتھ پر بیعت کرکے آپکی اطاعت کرنا بڑی وضاحت اور صراحت کیساتھ لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان جنگلی اقوام میں سے جو آپکی راہ میں پڑتی تھیں لاکھوں خلقت آپکے ساتھ سر دینے کو تیار ہو گئی تھی۔ جب آپ اس ملک یوسف زئی میں پہنچے تو تمام ملک کے مرد اور عورت مثل پروانہ کے آپ پر فدا ہونے لگے جس شتر پر آپ سوار ہو کر وہاں پہنچے تھے ہزارہا عورتیں اُسکے زین پوش کے جھالر کے تار توڑ توڑ کر لیگئیں اور جب تار باقی نرہے تو اُس اونٹ کی پشم کے بال تبرک خیال کر لیگئے اور کوئی اونٹ کے پاؤں کے نیچے کی خاک اپنے سر اور آنکھوں کو ملتا تھا۔ پہلا مقام ہشت نگر میں ہوا جہاں تین تین خاندانوں میں ایک ایک نان شٹ غلہ بطور رسد تقسیم ہوا۔ باوجود اس عسرت کے پھر بھی ہر شخص نہایت شادان و فرحان تھا۔ سید صاحب جانتے تھے کہ یہ مشکل طلب ہو گی فرمایا کہ تم لوگ کھانے پینے کی نسبت کچھ تشویش اور فکر نکرو۔ وہ پیدا کرنیوالا آخر غیب سے تمکو برابر روزی پہنچاویگا۔ بوقت شب شعار مقرر ہو کر ہر ایک سردار کو اُسکی اطلاع دیگئی۔ سب نمازی بلا امتیاز مراتب مثل پہرہ داران آپکے گرد اگرد بستر کرکے سو رہے۔ بوقت تہجد سارے لشکر نے اٹھکر نماز تہجد کی اور حضرت کی دعا میں شریک ہوئے۔ بعد طلوع آفتاب سردار سید محمد خان برادر خورد امیر دوست محمد خان بہت سے آدمیوں کے ساتھ آپکی بیعت سے مشرف ہوا ۔۔

جب آپکے ارادے اور جمعیت لشکر کی خبر دربار لاہور کو پہنچی تو سردار بدھ سنگھ مع دس ہزار لشکر کے آپکے مقابلہ کے واسطے بھیجا گیا۔ اس سردار نے بمقام اکوڑہ جو نوشہرہ سے بقدر سات آٹھ کوس کے ہے اپنا لشکر گاہ کیا۔ لشکر مجاہدین اور لشکر سکھوں کے بیچ میں دریائے لنڈہ حائل تھا ۔۔

سید صاحب نے جدال و قتال شروع کرنے سے پہلے ایک اعلام نامہ تحریری دربار لاہور کو حسب قاعدہ شریعت اس مضمون کا بھیجا (۱) یا تو تم اسلام قبول کرو اسوقت ہمارے برابر ہو جاؤ گے اور ہم بجائے جنگ و جدال کے ہر طرح سے تمہاری اعانت کرینگے جبراً کسی کو داخل اسلام کرنیکا حکم نہیں ہے اگر بخوشی خود تمکو اسلام منظور نہ ہو تو (۲) دوسری شرط یہ ہے کہ تم اپنے دین و مذہب پر قائم رہکر ہماری اطاعت اختیار کر کے جزیہ دینا قبول کرو اس حالت میں بھی جبکہ تم مطیع رہو گے ہم تمہاری جان و مال کی حفاظت مثل اپنے جان و مال کے کرینگے (۳) اور اگر یہ دونوں امر مذکورہ بالا تمکو منظور نہوں تو پھر جنگ کے واسطے تیار ہو جاؤ۔ اور یہ بھی یاد رکھو کہ گو ہم اسوقت تعداد میں تھوڑے ہیں مگر ملک یاغستان اور سارا ہندوستان راہ خدا میں جان دینے کو تیار ہے۔ اور ہم لوگ موت شہادت کو ایسا دوست رکھتے ہیں جیسے تم شراب کو۔ دربار لاہور نے براہ نخوت اس اعلام کا کچھ جواب نہیں دیا بلکہ قاصد آورندہ اعلام نامہ کو دربار سے نکلوا دیا۔ اس سبب سے سامان جنگ کی تیاری شروع ہوئی۔

سردار بدھ سنگھ نے شمشیر نامی ایک مسلمان کو بطمع زر دیکر جاسوس مقرر کر کے سید صاحب کے لشکر میں واسطے جاسوسی اور لانے خبروں کے بھیجا۔ قندھاریوں کی ایک جماعت نے جو قریب دو سو آدمی کے آپکے لشکر میں تھی اُس جاسوس کو گرفتار کر کے سید صاحب کے حضور میں حاضر کیا۔ جب سید صاحب نے بوقت شب تنہائی میں اُسکو بلا کر پوچھا تو اُس نے صاف صاف کہدیا کہ مجھکو سردار بدھ سنگھ نے جاسوس مقرر کر کے بھیجا ہے مگر اب میں اپنی بری نیت سے تائب ہو کر حضور کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں اور اسوقت سے بجائے جاسوسی لشکر اسلام کے میں لشکر کفار کی خبریں حضور میں لایا کرونگا۔ چونکہ آپکے مزاج میں رحم بھرا ہوا تھا آپ نے اُسکو معاف کر کے معرفت اللہ بخش خان جمعدار کے بوقت شب طرف لشکر سردار بدھ سنگھ کے صحیح سلامت واپس بھجوا دیا۔ دوسرے دن صبح کو امیر خان سردار قوم خٹک رئیس اکوڑہ سید صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا پہلے اُس نے سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی پھر عرض کیا کہ خواص خان پسر فیروز خان میرا بھتیجا جو مدت سے مجھسے مخالف ہے سردار بدھ سنگھ کو ترغیب دیکر چڑھا لایا ہے سردار مذکور اکوڑہ میں مقیم ہے اور اُسکا ارادہ ہے کہ ملک سمہ میں آکر لشکر اسلام سے جدال و قتال شروع کرے سو سردار بدھ سنگھ کا ملک سمہ میں ٹھہرانا خوب نہیں ہے بلکہ مصلحت وقت یہ ہے کہ اگر بندگان عالی کے نزدیک مناسب ہو تو لشکر اسلام پیش قدمی کر کے دریا سے لنڈہ سے پار اُتر کر اُسکے آگے بڑھنے کو مانع ہو۔ اس مصلحت کو سید صاحب نے پسند کر کے ہشتنگر سے کوچ کیا اور موضع خویشگی میں جو جانب اکوڑہ ہے پہنچکر قیام فرمایا۔ لیکن خویشگی ایک چھوٹا سا گاؤں تھا وہاں ایک دو وقت کی رسد کا بہم پہنچنا بھی دشوار تھا۔ بیا

پہلے رسد کے اُس شام کو نوبت فاقہ لشکر کی پہونچگئی تب آپنے فضل الٰہی پر بھروسا کرکے واسطے پہونچانے روزی نصیب
مومنین کے جناب باری میں دُعا کی دُعا کو ختم ہوئے تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ بوقت اذان عشا کے ایک اجنبی
آدمی نے سید صاحب کے حضور میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ ایک کشتی آٹے سے بھری ہوئی کنارہ دریا پر موجود ہے
آپ اپنے آدمی بھیجکر آٹے کو منگوا لیجئے - آپنے چند آدمی آٹا لانے کے واسطے بھیجدئے اور بقیہ آدمیوں کے ساتھ
نماز عشا جماعت کے ساتھ پڑھی - قریب بیس پچیس من آٹا کشتی سے آیا سید صاحب نے اُس آٹے میں سے تھوڑا
سا آٹا اٹھاکر دعاء برکت کرکے پھر اُس آٹے کو انبار آرد میں ڈال دیا اور تقسیم کرنیکا حکم دیا - گو بمقابلہ ایسے لشکر کثیر
کے آٹا بہت کم تھا مگر بہ برکت دعا حضرت کے سارے لشکر کو بقدر حاجت پہنچ گیا سبنے خوب سیر ہوکر کھایا ۔

اسوقت اپکا لشکر آٹھ جماعتوں یا پلٹنوں میں منقسم تھا - جماعت اول خاص حضرت امیر المومنین
کی تھی جسکے نائب سردار مولوی محمد یوسف پھلتی تھے اور یہ جماعت ہمیشہ ریٹ ونگ یعنی لشکر کا میمنہ ہوا کرتی
تھی - جماعت دوم مولانا اسمٰعیل کی تھی یہ جماعت ہمیشہ اڈوانس گارڈ یعنی مقدمۃ الجیش رہتی تھی
جماعت سوم سید محمد یعقوب کی تھی کہ نائب سردار اس جماعت کے شیخ بڈھن تھے اور یہ جماعت ہمیشہ
لیفٹ ونگ یعنی لشکر کا میسرہ رہتی تھی - جماعت چہارم الٰہ بخش خانصاحب کی تھی یہ جماعت ہمیشہ
ریر گارڈ یعنی ساقۃ العسکر رہتی تھی - پانچویں جماعت کے سردار ملا لال محمد قندہاری تھے - چھٹی جماعت
کے سردار ملا قطب الدین ننگرہاری - ساتویں جماعت کے سردار میرزا احمد بیگ پنجابی - آٹھوین جماعت
کے سردار جعفر خان قندہاری - یہ چاروں جماعتیں آخرالذکر قلب لشکر میں تعینات رہتی تھیں - ان
جماعتوں کے سوا ایک گروہ مجاہدین بطور رسالہ یعنی فاضل تعینات لشکر کا رہتا تھا جنکا کام خیمے کھڑے کرنا
اور اور متفرق کام تھے - سید صاحب مع وزرا بخود قلب لشکر میں چلا کرتے تھے - خویشگی سے کوچ
کرکے لشکر نوشہرہ میں پہنچا پھر وہ پہنچے لشکر اسلام کے نوشہرہ میں جاسوسوں نے یہ خبر حضور میں پہنچائی کہ
سردار بدھ سنگھ مع لشکر کفار اکوڑہ میں داخل ہوگیا اور لشکر اسلام پر حملہ کی تیاریاں کر رہا ہے اُسوقت
سید صاحب نے حکم دیا کہ کوئی آدمی کمر نہ کھولے بلکہ ہر شخص مسلح رہے اور قبل از غروب آفتاب ہر آدمی اپنے
کھانے پینے سے فارغ ہوجاوے - بوقت ظہر سید صاحب نے اپنے مشیروں سے مشورہ کرکے سب جماعتوں
میں سے جوان اور تندرست اور چست چالاک اور شجاع آدمیوں کو منتخب کرکے ایک سریہ تیار کیا - اللہ بخش
جمعدار کو اس سریہ کا امیر مقرر کرکے اپنی دستار مبارک انکے سر پر بندھوادی اور فرمایا کہ تم تھوڑے سے آدمیوں
کو بطور طلایہ ساتھ لیکر دریا سے عبور کرکے اُس کنارہ دریا پر قیام گاہ مقرر کرو چنانچہ جمعدار مذکور بعد عبور قیام
گاہ لشکر مقرر کرکے پھر نوشہرہ کو لوٹ آیا اور لشکر آہستہ آہستہ پار اُترنے لگا - جب سب آدمی سریہ کے عبور

کر چکے تو جمعدار نے بھی حضرت سے آخری رخصت حاصل کر کے شریک سریہ ہو گیا حضرت نے جمعدار سریہ کو
یہ بھی فرمایا کہ جب تم آگے بڑھنے لگو تو ہر ایک آدمی کو گیارہ بار سورہ لِاِیلٰفِ قُرَیشٍ پڑھنے کا حکم دو۔
کل آدمی اس سریہ کے قریب نو سو کے تھے اور لشکر سردار بدھ سنگھ اس سے دس گنا یعنی نو ہزار سے بھی زیادہ تھا
جب یہ سریہ لشکر اسلام سے جدا ہونے لگا تو ہر ایک آدمی موت شہادت کا دل سے خواہان تھا ہر آدمی نے
اپنے اپنے ساتھیوں سے اپنے قصور معاف کرا کے یہ وصیت کی تھی کہ زندگی ہے تو یہاں ورنہ میدان
محشر میں پھر ملاقات ہوگی۔ قریب آدھی رات کے یہ سریہ کنارہ دریا سے جانب اکوڑہ روانہ ہوا اُس رات شب
میں ملکی آدمی اُنکے رہبر تھے۔ واقعہ ۲۰ جمادی الاولی ۱۲۴۲ ہجری مطابق ۲۱ دسمبر ۱۸۲۶ء یہ پہلی جنگ سکھوں
سے ہوئی۔ دو تین گھڑی رات باقی رہے یہ سریہ لشکرگاہ دشمن پر بمقام اکوڑہ پہنچ گیا اور وہاں جا کر دیکھا کہ
سکھوں نے اپنے لشکر کے چاروں طرف خاربندی کر رکھی ہے جب یہ سارا سریہ خاربندی دشمن پر جا پہنچا تو دفعتہ
سارے لشکر نے باآواز بلند تکبیر کہی اور ایکبارگی خاربندی کے اندر حملہ کیا۔ دشمن جو سراسر غافل تھے آواز تکبیر سے تمام لشکر خواب
غفلت سے جاگا جب حملہ آور لشکر خاربندی کے اندر داخل ہوا تو سب سے پہلے ایک سنتری نے بندوق چلائی جس سے
شیخ باقر علی عظیم آبادی نے اول شربت شہادت نوش کر کے زمین پر گر پڑے اسوقت سب غازی سکھوں
کے قتل میں مصروف ہوئے۔ ملکی لوگ جو ساتھ گئے تھے لوٹ پر ٹوٹ پڑے۔ ہر ایک غازی نے بقدر ہمت و جرأت
خود داد شجاعت دیکر صدہا سکھوں کو واصل جہنم کیا چنانچہ عبدالمجید خان جہان آبادی کے ہاتھ سے
چودہ کافر مارے گئے چودھویں وار پر اُنکی تلوار بھی ٹوٹ گئی مگر انہوں نے پھر اُن کر کے مولوی احمد اللہ
سے جو دو تلواریں باندھے ہوئے تھے ایک تلوار لیکر اُس سے پھر قطع برید شروع کی چنانچہ اس دوسری تلوار سے
بھی انہوں نے بہت سے کافروں کو مارا عبداللہ [illegible] روایت بعد فتح کے جسکا قصہ [illegible] بیان ہے کہ
سات آٹھ کافروں کو تہ تیغ کیا الٰہی بخش خان و شمشیر خان و غلام رسول خان و سید چاند
و شیخ بہلا ولی و علی حسن و شیخ محمد حسن و شیخ رمضان نے بھی داد شجاعت کی دی۔ یہ سب
شجاعان لشکر اسلام مثل شیر جس طرف حملہ کرتے تھے خون کی ندیاں بہا دیتے تھے اُنکی آواز تکبیر سے
کافروں کو غش آ جاتا تھا لشکر کفار میں بھگی پڑ گئی غازیوں نے لشکر کفار کے توپخانہ پر بھی قبضہ کر لیا۔ گولہ انداز کے
ہاتھ سے جلتی ہوئی مہتابی چھین لی۔ اس ہڑبڑاہٹ میں خود سردار بدھ سنگھ گھبرا کر اپنے خیمہ سے
نکلکر بھاگ گیا۔ اسوقت ملکی لوگ کفار کا مال لیکر بھاگ رہے تھے جس سے ترتیب جنگ مجاہدین ابتر
ہو گئی تھی۔ سردار بدھ سنگھ نے موضع اکوڑہ میں پہنچکر نقارہ بجوانا شروع کیا جسکی آواز پر پراگندہ لشکر سکھوں
کا جمع ہو گیا۔ تب سکھوں کی قواعد دان پلٹنوں نے جمع ہو کر چند بار تین حملہ آوروں پر ایسی باڑیں کیں جنسے

اکثر شجاع تلوار بازیش رو مجاہدینوں کے شہید ہوگئے - اس موقع پر اللہ بخش خان جمعدار نے چاہا تھا کہ خار بندی
سے باہر نکلے پٹھانوں نے گرد و سرے تشنگان شہادت نے انکو للکارا اور شرم دلائی وہ اسی دم سے پچاس ساٹھ آدمیون
کو شامل کرکے شمشیر کے پھریرے سے اسوقت دونوں لشکروں میں دست بدست جنگ شمشیر بازی و نیزہ بازی کی
شروع ہوئی - اللہ بخش جمعدار نے بہتیرے سکھوں کو بلکہ مع اپنے ہمراہیوں کے اُس میدان میں کام آیا - اس
عرصہ میں صبح نمودار ہونی شروع ہوگئی تھی اُسوقت بایار اکبر خان کے لشکر مجاہدین خار بندی کے کنارے سے باہر نکل آیا
لشکر کفار نے خار بندی سے باہر قدم رکھکر تعاقب کا ارادہ نہیں کیا بلکہ اپنی جان کا بچنا غنیمت سمجھا - لشکر مجاہدین
نے تقریباً دو میل خار بندی کے کنارہ سے جاکر اذان پکار اور امامت سے نماز صبح کی ادا کی اور ایک گھڑی دن چڑھے کے قریب
بہ سر پیر(?) گھڑی منصور کنارہ دریائے لنڈہ پر آپہونچا جسکے دوسرے کنارہ پر سید صاحب اپنی جمیعت مقدم کیے منتظر کھڑے
تھے - اُسی دم کیفیت جنگ اور حال شہدا من وعن سید صاحب کے حضور میں عرض ہوا حضرت نے شہدا کے
واسطے دعائے مغفرت کیے مجروحین کی مرہم پٹی اور تیمارداری کا حکم دیا - سردار بدھ سنگھ اسی دن مارے خوف کے
اکوڑہ کو چھوڑ کر تین کوس پیچھے ہٹ کر سیدو نام ایک بستی میں جا اُترا +

اس پہلی جنگ میں حسب مندرجہ ذیل ۳۶ نفر ہندوستانی مجاہدین شہید اور قریب ۳۵ آدمیوں کے
مجروح ہوئے اور لشکر سکھوں میں سات سو آدمی جان سے مارے گئے اور بیشمار زخمی ہوئے - نام نامی
شہدائے اکوڑہ کے یہ ہیں - اللہ بخش خان مورانوی امیر سریہ - شیخ باقر علی قاسم نگری(?) - عبد المجید خان
جہان آبادی - شمشیر خان جمعدار مورانوی - شیخ بلند بخت(?) - شیخ رمضانی مورانوی - شیخ ہدایت(?) خالص پوری
علی بخش گنگوہی - غلام حسین(?) خان خالص پوری - غلام رسول خان خالص پوری - خدا بخش خان(?) ...
شاد دل خان خیرآبادی - کریم بخش بڈھانوی - میاں جی احسان اللہ بڈھانوی - شیخ عبد(?) جگدیس پوری
دین محمد ... سیواڑہ - عباد اللہ منیر(?) - قاضی حبیب - امام خان خیرآبادی - اولاد علی بادشاہ پوری(?)
ہمایون بیگ لکھنوی - امام الدین خان رامپوری - باز خان خالص پوری - سید محمد بہاروی(?) - محمد کمال
خورم پوری - رحیم خان حسین پوری بڈھانوی - سید عبد الرحمن سمیالی(?) - شیخ مخدوم سید ... دہلوی -
غلام نبی خان گوالیاری - عبد الرزاق دیوبندی - مجاہد(?) خان لکھنوی - منور خان ملیح آبادی - عبد الجبار
مورانوی - حیات خان بریلوی - برکت اللہ بنگالی - سید عبد الرحمن سندھی - حسن خان سندھی -

اس جنگ سے سردار بدھ سنگھ ایسا ہراسان ہوا تھا کہ اپنے جانب لاہور بھاگ جانا چاہتا تھا مگر قلعہ دار اٹک نے
اسکو منع کیا اور کہا کہ تمہارے بھاگ جانے پر لشکر خلیفہ خیرآباد اور اٹک تک پہنچکر اس ملک کو اپنے قبض و
تصرف میں کر لیگا +

ایک مذہبی ناتجربہ کار گروہ کی پہلی جنگ ایک باقاعدہ گورنمنٹ کی قواعد دان فوج سکھون کے ایسی ہوئی کہ جسکا نتیجہ
ناامیدی تک پڑ گیا۔ مسلمانون کے دل بڑھ گئے۔ بڑی بڑی امیدین قائم ہو گئین۔ اگرچہ مسلمانون کے بڑے بڑے
نامی شجاع اس جنگ مین کام آئے مگر بہرحال مسلمانون کا شہرہ اس جنگ سے تمام ملک مین پھیلا اور ملکی سردار
جوق جوق آکر مبارکبادیان دینے لگے۔ ہندوستان کو اس فتح نمایان کی نوید لکھ کر روانہ کی گئی۔ اس جنگ کے
دو روز بعد خادی خان سردار قلعہ ہنڈ نے آکر حضرت سے بیعت کی اور سب لشکر کو مع حضرت کے ہنڈ کو لے گیا۔
ہنڈ ایک بادشاہی وقت کا پرانا قلعہ دریاے اباسین کے کنارہ پر نہایت بارونق اور پرفضا مقام تھا اسی
جگہ قیام کیا۔ لشکر مجاہدین کا مقرر ہوا اسوقت تعداد لشکر مجاہدین کی قریب پانچ ہزار آدمیون کے تھی۔
اسی مقام پر اباسین کے دوسرے کنارہ پر فاصلہ تین چار کوس کے حضرو نامی بازار واقع تھا جسمین
نہایت مالدار مہاجن دوکانداری کرتے تھے۔ یہ بازار حضرو سکھون کے قبضہ مین تھا۔ حضرو کے قریب
سکھون کی ایک گڑھی تھی جسمین ایک توپ رکھی ہوئی تھی۔ اسی سے اس گھاٹ اور بازار کی نگرانی ہوتی تھی
خادی خان اور دوسرے سرداران اس نواح نے سید صاحب سے عرض کیا کہ بازار حضرو
ہر قسم کے مال و اسباب سے بھرا ہوا ہے اور سکھون کا ایک مرکز ہے اگر بوقت شب اس بازار پر ایک سریہ — شبخون بر حضرو
بھیجا جاوے تو بہت مال غنیمت مسلمانون کے ہاتھ آوے۔ سید صاحب نے اسکے جواب مین فرمایا کہ مقام
اکوڑہ مین بہت سے غازی شہید اور مجروح ہو گئے اور ہمارے ساتھی ابھی تک اس ملک کی راہ و رسم و نشیب
فراز سے بھی واقف نہین ہین۔ اگر تمکو یہ کام کرنا منظور ہے تو تم خود کر سکتے ہو۔ ان لوگون نے حضرت کی
زبان مبارک سے اشارہ اجازت پا کر عرض کیا کہ ہمارا مطلب یہ نہین ہے کہ ہندوستانی مجاہدین کی مدد چاہون
آپ ہمارے واسطے دعا فرماوین ہم اس کام کو خود انجام دے لینگے۔ اس گفتگو کے بعد ملکیون نے شبخون
حضرو کی تیاری شروع کی۔ ہندوستانی مجاہدین مین سے ایک آدمی بھی انکا شریک نہین ہوا مگر قندھاریون
مین سے کہ وہ بھی لالچی افغان تھے چھیالیس آدمی حضرت سے اجازت طلب کر کے شریک ہو گئے مگر حضرت
سید صاحب نے اس شرط پر قندھاریون کو اجازت بخشی تھی کہ اگر اس بازار اور قریہ مین کوئی مسلمان ہو اور
وہ ابھی تک دعوت جہاد سے ناواقف ہو تو اسکے جان و مال کو گزند نہ پہنچانا۔
جب ایک تہائی رات گذر گئی اس ملکی سریہ نے بذریعہ کشتیون اور جالون اور شناوری کے اباسین سے
پار اتر کر قریب آدھی رات کے بازار حضرو پر شبخون مارا اور خوب مال لوٹا۔ جب سید صاحب نماز صبح
سے فارغ ہوئے اسوقت ایک آدمی مع ایک عمدہ گھوڑے سرخ رنگ کے سید صاحب کے حضور
مین حاضر ہوا اور مبارکباد فتح حضرو اور گڑھی کی دیکر کہا کہ قندھاریون نے بعد تسخیر کرنے بازار حضرو کے

گڑھی اور دشمن کی توپ پر بھی قبضہ کر لیا ہے اور یہ گھوڑا اُسی مال غنیمت میں سے بطور ہدیہ حضور کے پاس
بھیجا ہے۔ سید صاحب نے اس ہدیہ کو قبول فرما کر پھر اُسی لانے والے کو واپس عنایت کر دیا۔ جب صبح روشن
ہوئی تو دیکھا گیا کہ بازار حضرو کی طرف سے ولایتی لوگ بہت سا مال سروں پر رکھے ہوئے چلے آتے ہیں اور
اُنکے پیچھے قندھاریوں کی جماعت بھی جو شریک اس حملہ کی ہوئی تھی بھاگتی اور بندوقیں سر کرتی ہوئی چلی
آتی ہے پھر دیکھا کہ اُن قندھاریوں کے تعاقب میں پندرہ سولہ سکھوں کے سوار بندوقیں چلاتے ہوئے بڑے
جوش وخروش سے آرہے ہیں۔ اباسین سے تھوڑے فاصلہ پر قندھاریوں نے ایک چھوٹی سی نہر کے کنارے
کی آڑ پاکر اُن دشمن کے سواروں کو روکنا چاہا وہ سوار مخالفین تھوڑی دیر رُکے تھے کہ اس عرصہ میں قریب
پانسو سوار اور پیادہ دوران دشمن کے جا بجا سے جمع ہو کر اپنے پندرہ سواروں کی مدد کو آن پہنچے۔ اس پچھلی
فوج کے ساتھ دو شاہین بھی تھیں مگر اس فوج نے اُن قندھاریوں اور پندرہ سواروں کو اپنے حال پر
چھوڑ کر اُن ملکیوں پر جو مال مغروقہ لیکر آگے بڑھ گئے تھے شاہین چلانا شروع کیا ملکی لوگ شاہین کی گولیوں
سے پراگندہ اور بیقرار ہو کر کوئی شناس پر اور کوئی گھاس کے گٹھے پر سوار ہو کر مع مال مغروقہ پار ہونے
لگے۔ اسوقت سوائے دو سو نفر قندھاریوں کے دفع دشمن کی طرف کوئی بھی متوجہ نہ تھا ملکی لوگ حسب
عادت قدیمہ خود مال مغروقہ لیکر بھاگنے لگے ملکیوں کے آگے دریائے تہار اباسین اور پیچھے دشمن
کی شاہین تھیں۔ یہاں ملکیوں کو لینے کے دینے پڑ گئے۔ اس افراتفری میں بہت ملکی لوگ بدحواس ہو کر
مع مال مغروقہ کے اباسین کی نذر ہوئے۔ سید صاحب نے جب یہ کیفیت دیکھی تو سردار خادے خان کو
بلا کر حکم دیا کہ جلد اپنے آدمیوں کو زیر حکم انور شاہ کے قندھاریوں کی مدد کے واسطے روانہ کرو۔ اُسوقت وہ
چند قندھاری پانسو دشمنوں کا مقابلہ کر رہے تھے۔ خادے خان کے آدمیوں کے ساتھ قریب پچاس نفر
ہندوستانی بھی باحکم واجازت سید صاحب کے اباسین سے پار اُتر گئے جب خادیخان کے آدمی عبور
کر گئے تو سید صاحب نے ہندوستانی فوج کو حکم دیا کہ سب لوگ کمر باندھ کر اباسین کے اس کنارہ پر جا کر
کھڑے ہو جاؤ۔ اب اُن پچاس ہندوستانیوں نے جو خادے خان کے آدمیوں کے ساتھ قندھاریوں کی
امداد کو گئے تھے اپنی بھرمار شروع کی اور ایک لمحہ میں اپنی بھرمار کے زور سے پانسو کافروں کو شکست فاش
دیکر پیچھے ہٹا دیا بلکہ چند میل تک اُنکا تعاقب کر کے اُنکو حضرو کی دیواروں کے اندر داخل کر دیا برکت اللہ
بنگالی اور حیات خان دو آدمی اس حملہ میں شہید ہو گئے اور چند آدمی خفیف سے زخمی ہوئے مگر کفار کے
سینکڑوں آدمی ان چند لمحوں میں دارالبوار کو پہنچے۔ ان دونو واقعوں یعنی اکوڑہ اور حضرو کے بعد سید
صاحب کو معلوم ہو گیا کہ اس ملک کے آدمی طامع اور خود رائے ہیں۔ اپنی طمع اور خود رائی سے جنگ کرتے

زینت کرکے ہندوستانیوں کے گلے ڈالے بیٹھے ہیں۔ ان دونوں سرداروں میں اگرچہ لاکھوں روپیہ کا مال بدست ولایتوں
کے ہاتھ آیا مگر حسب قاعدہ شریعت کے تقسیم نہیں ہوا جسکے ہاتھ آیا اپنے گھر کو لے گیا۔ حضرت کو یہ وقوعہ کے بعد مراد
خاطر یہ خیال پیدا ہوا تھا کہ سب مال جمع ہوکر حسب قاعدہ شریعت کے تقسیم ہو مگر انکی تابعین مال مقابلہ کو کھڑے ہوگئے
اور کسی کی نہیں سنتی۔ اسواسطے باتفاق جملہ علماء و روسائے ہندوستانی و ولایتون کے ۱۰ تاریخ جمادی الثانی ۱۲۴۲
ہجری کو سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت امامت اور خلافت حقہ کی کی گئی تاکہ امام برحق آئندہ کو انتظام جہاد و
تقسیم غنائم اور اقامت جمعہ و دیگر احکام شریعت اور نصب قاضی و دیگر عہدہ وغیرہ کا کرسکے خلافت حقہ کو جاری
کرے اور اس صورت میں سب مسلمانوں پر انکی اطاعت و فرمانبرداری فرض اور واجب ہو جاوے اور انکے حکم کی
نافرمانی کرنیوالا خاطی اور جہنمی اور باغی قرار دیا جائے۔ تمامی ہندوستانی اور انکی علماء و روسا نے انکی امامت
پر تجدید بیعت کی اور نماز جمعہ قائم ہوکر خطبہ میں آپکا نام پڑھا گیا۔ سردار یار محمد خان اور سلطان محمد خان اور سردار
پیر محمد خان حاکمان پشاور نے بذریعہ خطوط انکی امامت کو دل و جان سے قبول کرلیا۔ اسی تاریخ کو ایک
خط مع تشریح و بیان کل واقعات گذشتہ کے تحریر ہوکر نصب امام برحق کے علماء ہندوستان کو بھی خبر دی گئی
جب یہ خط ہندوستان میں پہنچا تو علمائے ہندوستان نے بھی آپکی امامت کو تسلیم کرلیا۔ سرداران پشاور
کی قبولیت اور تسلیم کو لوگ دغا اور دھوکہ ہی سمجھتے تھے اور سید صاحب کہتے تھے کہ یہ لوگ نماز میں ضرور
کوئی دغابازی کرکے اپنی قدیمی چال دھوکہ بازی کو کسی بھاری موقع پر اظہار کرینگے۔ آپکے جواب میں سید
صاحب کہتے تھے کہ دل ہر کسی کا اللہ رب العزت کے ہاتھ میں ہے اگر وہ لوگ دغا کرینگے تو اسکا ثمرہ خدا سے
پاوینگے۔ اس واقعہ نصب امام کی خبر دربار لاہور میں بھی پہنچی جس سے ایک قسم کی ہیبت سکھوں پر غالب
ہوگئی۔ آگے آنیوالے واقعات اس بات پر شاہد ہیں کہ دربار لاہور نے سرداران پشاور سے سازش کرکے
سید صاحب کی ذات مقدس کا دفعیہ کسی حیلہ بے ایمانی سے کرانا چاہا تھا +

اس واقعہ بیعت امامت کے بعد ہر سہ سرداران پشاور نے مع لشکر کثیر و توپخانہ کے موضع حمر ماڑی میں قریب
نوشہرہ کے پہنچکر سید صاحب کو خبر دی کہ ہم مع ہر قدر سامان حرب اور ضرب کے آپکی تائید اور نصرت کے واسطے
حاضر ہیں آپ مع لشکر مجاہدین تشریف لاکر سکھوں سے جنگ شروع کیجئے۔ یہ خبر سنکر سید صاحب نے سردار
اشرف خان اور سردار عماد خان کو مع پانسو آدمیوں کے سرداران پشاور کی ملاقات کے واسطے نوشہرہ
کو روانہ کردیا۔ جب یہ دونو سردار مرسلہ سید صاحب سرداران پشاور سے ملاقات کرکے ہنڈ کو واپس آئے
اسوقت ایک خط سردار بدھ سنگھ سکھوں کے جنرل کا سید صاحب کے حضور میں پہنچا جسمیں بعد اظہار بڑے
لمبے چوڑے القاب کے یہ درخواست تھی کہ شخصوں سے جیسا کہ گذشتہ اور حضرو میں ہوا کچھ فائدہ نہیں اگر آپ اصل

چڑھائی افواج سکھان بنزد حضرو اور پسپا ہونا سکھوں کا بلا مقابلہ کے

جنگ شیدو ۱۲۴۲ھ مطابق ۱۸۲۷ء

در بہادر ہیں تو میدان میں ہم سے جنگ کر کے فیصلہ کر لیں جسکے جواب میں سید صاحب نے اپنی حیثیت اور ارادہ اور مافی الضمیر سے اُس سردار کو بذریعہ اپنے خط کے آگاہ کیا چنانچہ وہ اصل خط سید صاحب کا بنام سردار بدھ سنگھ ضمیمہ کتاب ہذا میں درج ہے ٭

ان ایام میں بھی لشکر مجاہدین پر بسبب نہ ہونے خرچ کے بلا کی تنگی تھی اکثر فاقہ مست رہتے تھے درختوں کے پتوں اور گھاس پات پر انکی گذران تھی ٭

حضرو کے شبخون کے بعد دس ہزار فوج سکھوں کی کنارہ دریا اباسین پر محاذی ہنڈ کے جمع ہو گئی اور براہ مصلحت کہ بازی دو تین توپ اور چھ سات شاہین کو اس لشکر نے اپنے عقب میں چھپا رکھا تھا تاکہ نادان حملہ آور پر یکبیک انکو سر کرکے بدلا لیں بسبب خبر آمد لشکر کفار کی سید صاحب کی طرف سے اپنے آدمی بھیجکر اول سب کشتیوں کو اپنے قبضہ میں کر لیا اور سردار اشرف خان نے سید صاحب کے حضور میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اگر آپ اجازت دیں تو ہم ملکی فوج سے ان دشمنوں پر حملہ کر کے انکو پسپا کر دیں۔ آپ صرف چند ہندوستانی مجاہدین ہمارے ساتھ کر دیں تاکہ برکت انکے وجود مقدس کے ہمکو غلبہ اور نصرت حاصل ہو سید صاحب نے سردار ہنڈ کی درخواست کو قبول کر کے بجائے چند آدمیوں کے بہت سے آدمی انکے ساتھ کر دیئے۔ جب یہ لوگ لشکر کنارہ دریائے اباسین پر دشمنوں کے مقابل ہوا تو انہوں نے اپنی مخفی اتواپ اور شاہین کو سامنے کر کے گولہ باری شروع کی ملکی لوگ توپوں کی آواز سنکر کافور ہو گئے۔ ہر چند سردار اشرف خان نے انکو فرار سے روکنا چاہا مگر کوئی تخویف یا تدبیر انکو فرار سے نہ روک سکی۔ جب یہ کیفیت ہوئی تو آخر کار ہندوستانی مجاہدوں نے اباسین سے عبور کر کے دشمنوں پر حملہ کرنا چاہا ابھی مجاہدین کی کشتیاں اور جنگ (مشک) وغیرہ کی منجھدھار میں پہنچی تھیں کہ دشمنوں پر مجاہدین کی ایسی ہیبت غالب ہوئی کہ وہ فوراً بے سروسامان ہو کر بیجا سے فرار ہو گئے اور نوبت مقابلہ کی نہیں پہنچی ٭ اس واقعہ کے بعد سید صاحب لشکر مجاہدین مع سرداران ہمہ جانب لشکر سرداران پشاور اور نوشہرہ کو تشریف لیگئے اسوقت تقریباً بیس ہزار فوج مع آٹھ ضرب اتواپ سرداران پشاور کے دریائے کنارہ کے اس پار خیمہ زن تھے سید صاحب بھی دریائے لنڈہ سے عبور کر کے شامل لشکر سرداران پشاور کے ہو گئے۔ اس مرتبہ سرداران پشاور بڑی تواضع اور مدارات سید صاحب کی کرتے تھے۔ ہر روز قسم قسم کے میوے اور کھانے سید صاحب کے واسطے بھیجتے تھے اور وہیں شیدو کے میدان میں سکھوں سے جنگ کی تیاریاں ہو رہی تھیں اسوقت مع افواج سرداران پشاور و سرداران سمہ و مجاہدین کے قریب ایک لاکھ فوج کے سید صاحب کے زیر حکم تھی مسلمانوں میں بڑا جوش پیدا ہو رہا تھا سکھوں کی چھاتیاں کانپ رہی تھیں۔ صبح کو ایک جنگ عظیم ہونے والی تھی اُس جنگ عظیم کی شب کو بذریعہ نذر محمد اور

ولی محمد کشمیری از اقوام شیعہ کے جو سردار یار محمد خان کے نوکر اور سید صاحب کے واسطے کھانا لانے پر مقرر تھے
کھچڑی اور گنڈیریوں میں زہر ہلاہل کھلا دیا گیا۔ اتفاق سے اُس شب کو خلاف عادت تھوڑا اُس زہر آمیز کھانے میں
سے سید صاحب نے ایک لقمہ بھی کھایا نہیں تو سب کا سب آپ اُس جان فرما گئے۔ زہر اگرچہ قاتل تھا مگر اللہ رب العزت
نے سید صاحب کی ذات مقدس کو اُسکی قوی تاثیر سے محفوظ رکھا لیکن پھر بھی شب کو آپ سخت علیل ہوگئے
علی الصباح دونوں لشکر صف آرائی کرکے سیدو کے میدان میں مقابل ہوئے۔ سردار یار محمد خان نے سید صاحب
کی سواری کے واسطے ایک لنگڑا ہاتھی بھیجا جسکے عماری وغیرہ آپکے در دولت پر حاضر ہوکر آپکے سوار ہونے کے
متقاضی ہوئے۔ جب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب سید صاحب کی خوابگاہ میں تشریف لیگئے تو دیکھا کہ
سید صاحب بیہوش پڑے ہیں اور قے خود بخود آپکو جاری ہے جس سے زہر تمام بیچ خارج ہو رہا ہے۔ مولوی
محمد اسمٰعیل صاحب نے سید صاحب سے عرض کیا کہ جنگ شروع ہوگئی اور آپکی سواری کے واسطے ہاتھی در
دولت پر حاضر ہے آپنے اُس تنگ حالت میں بھی یہی فرمایا کہ مجھکو ہاتھی پر سوار کرکے میدان جنگ میں پہنچا دو
چنانچہ چند آدمیوں کے سہارے سے اُسی حالت میں آپ ہاتھی پر سوار ہوئے اور میدان جنگ میں پہنچے۔ صرف
چند آدمی آپکی علالت سے واقف تھے آپکے ہاتھی کو میدان جنگ میں مسلمان دیکھکر دلیر ہوگئے اور کفار پر حملے
شروع ہوئے۔ سکھوں کے لشکر یعنی غار سیدو کے اندر تک حملہ کرتے ہوئے سرداران سمہ پہنچگئے اُسوقت بظاہر
درانیوں (سرداران پشاور) کی فوج بھی دامن کوہ میں مسلمانوں کی مدد پر حاضر تھی اور تفنگ زنی اور توپوں
کی بھاڑ کر رہی تھی مگر بندوق اور توپوں میں خالی بارود بھری جاتی تھی گولے اور گولیاں نہیں ڈالی جاتی تھیں
شاہزادہ گورڈی شیخا نام ایک بڑا شجاع آدمی حملہ کرتا ہوا سکھوں کے خیموں تک پہنچ گیا اور وہیں کام آیا سمہ
کے سردار بھی اُسوقت بڑی شجاعت اور بہادری سے حملہ پر حملہ کرتے تھے ہر طرف سے آثار فتح مسلمانوں کے
نمایاں تھے۔ جب جنگ خوب گرم ہوئی تو دو سوار سرداران پشاور کے لشکر سے نکل کر بے روک ٹوک
سکھوں کے لشکر میں چلے گئے اور وہاں ان کے سپہ سالار سے ملاقی ہوکر جیسے گئے تھے ویسے ہی بے گزند
واپس چلے آئے اور سرداران پشاور کے پاس جاکر کچھ آپس سرگوشی کی۔ اُسوقت سرداران پشاور میدان
جنگ سے مع لشکر و توپ خود فرار ہوگئے۔ جب سرداران سمہ نے درانیوں کو بھاگتے دیکھا وہ بھی دل شکستہ
ہوکر بھاگنے لگے اب ساری جنگ بجائے ہندوستانیوں کے سر آپڑی تھی اُسوقت اپنے مقدور بھر خوب
دل توڑ کر لڑے۔ جب سکھوں کو حسب اشارہ درانیوں کے سید صاحب کا ہاتھی معلوم ہوگیا تو انہوں
نے اُس لنگڑے ہاتھی کو اپنی کل توپوں کا نشانہ بنا لیا صدہا گولے شیروں نہیں کرتے ہوئے ہاتھی تک
کے پاس جاتے تھے مہاوت بھی جو نادار یعنی غازی تھا زخمی کئے تھے ہاتھی کو میدان جنگ سے ہٹا

تھے اُسوقت چھیدر لوگون نے سید صاحب کو ہاتھی سے اُتار کر گھوڑے پر چڑھا لیا۔ اِس دغابازی کے سبب
لشکر اسلام تتر بتر ہوگیا اور میدان جنگ سکھون کے ہاتھ رہا سید صاحب پر برابر بیہوشی اور غشی جاری تھی
اُسوقت بصلاح سردار فتح خان کے سید صاحب کو موضع چنگلئی مین لیگئے کچھ عرصہ تک آپ اُس گاؤن مین
مقیم رہے۔ زہر کھانے کی تاریخ سے آٹھوین روز آپکو ہوش آیا اُسوقت آپنے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سے حال
دریافت فرمایا مولانا ممدوح نے کل کیفیت زہر خورانی اور دغا سردار یار محمد خان اور دیگر سرداران سمہ اور ابتری لشکر
مجاہدین کی مفصل آپ سے عرض کی تو آپنے ارشاد فرمایا کہ سب مجاہدین کو ایک جا جمع کرلو اور جو کچھ مجھپر گذرا وہ سبب
سوا نفذہ بعض میری خطاؤن کے تھا جو اللہ تعالیٰ نے اس ذریعہ سے اُن خطاؤن سے مجھکو پاک کردیا تم سب
مجاہدین کو تسلی دیکر کہو کہ اس تکلیف کے بعد اللہ رب العزت بہت راحت دیگا اور جن لوگون نے مجھکو زہر دیا
وہ بھی حکمت سے خالی نہ تھا اللہ تعالیٰ نے اس ذریعہ سے میرے جد امجد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنت
کو مجھپر جاری کرادیا۔ اُسکے بعد سید صاحب نے جناب باری مین بصد الحاح و زاری سے دعا کی۔ موضع چنگلئی
سے خود مع امیر آپکو موضع ملکدری مین لیگئے اسی جگہ پر ولی محمد اور نذر محمد کشمیری جنہون نے آپکو زہر دیا تھا گرفتار
ہوکر آپکے سامنے لائے گئے مگر آپنے براہ حلم و ترحم بزرگانہ کسی قسم کی کچھ مواخذہ نہین کیا بلکہ جب دوسرے لوگ
اُنکے قتل پر مستعد ہوئے تو آپنے مخفی طور پر بوقت شب اُنکو فرار کرادیا ؎

سردار یار محمد خان وغیرہ کی اس دغابازی کے بعد باتفاق تمامی علما و رؤسائے ہندوستانی اور ولائتی
کے ایک فتویٰ باوجود ثبوت نفاق سرداران مذکور کے مدلل تحریر ہوکر اُسپر مہرین ثبت ہوئین اور ایسے
منافقون کا خون حلال کیا گیا۔ اس لڑائی کے بعد بھی بوجہ تنگی خرچ غازیون پر سوائے بیخانمانی کے فاقہ کشی
کی سخت تکلیف تھی۔ سردی کا موسم تھا ملک مین برف پڑرہی تھی غازیون کے پاس نہ رہنے کو مکان تھا
نہ اوڑھنے کو کپڑا اور نہ کھانے کو کوئی چیز تھی اکثر چار چار فاقے کرنا پڑے گو کسی دن کسی گاؤن مین دعوت
ہوگئی یا کسی درخت کی پتیان اُبالکر اور نمک ملاکر کھاکر بھوک کو دبادیا مگر اسپر بھی بوجہ جوش ایمانی ہر ایک غازی
نہایت شادان و فرحان اور صابر و شاکر تھا بعض دن فی غازی ایک ایک مٹھی جوار کی ملتی جسکو بسبب لطف
نشاستہ پانی مین جوش کرکے اور نمک ملاکر پی لیتے اور اُسکو دنیا کی ہزارون نعمتون سے بہتر سمجھکر شکر اور حمد
باری تعالیٰ زائد از حد کرتے تھے سید صاحب نے لشکر کی یہ کیفیت تنگی گذران کی دیکھکر واسطے فراخی رزق
مومنین کے دعا کی جسکی برکت سے جب آپ مع لشکر موضع نواکلی مین پہنچے تو اُس ملک کے لوگون نے
کھانے اور کپڑے وغیرہ سے حتی المقدور خود مجاہدین کی خوب تواضع کی اور گھر گھر سے بھیجے مجاہدین کو تقسیم کردیا تھے
یہان سے جاکر آپنے ملک پکھلی اور سوات کا خوب دورہ کیا قریب تمام یہ علاقہ ملک آپکے حلقہ بیعت مین داخل ہوگئے

اسی سفر مین بمقام گومٹ گرامی مولوی محمد یوسف پھلتی کا انتقال ہوا - جب یہ خبر انتقال آپکو پہنچی آپ سیدھے بیٹھے
تھے آپنے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھکر اور آسمان کی طرف نگاہ کرکے فرمایا کہ دنیا ایک بڑی شنیبت کی جگہ
ہے جو یہان سے ثابت قدم گیا وہی مراد کو پہنچا - پھر مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کی طرف مخاطب ہو کر آپنے
فرمایا کہ یوسف جی اس لشکر کے قطب تھے آج یہ لشکر قطب سے خالی ہو گیا - پھر فرمایا کہ یوسف جی بڑے قانع اور
متوکل اور زاہد اور مستقل مزاج اور مستقل حال تھے سید صاحب نے خود انکے جنازہ کی نماز پڑھائی اور اپنے دست
مبارک سے قبر مین اتارا - اسوقت تک ہندوستان کے قافلے سندھ قندہار کابل کا لمبا چکر کھا کر مدتون مین
پہنچتے تھے سید صاحب اسوقت تک اس دورہ سیر مین تھے کہ بہت سے قافلے ہندوستان سے پہنچ گئے
چنانچہ مولوی قلندر اور قاضی احمد اللہ اور مولوی عبدالحئی صاحب اور میان مقیم رامپوری کے قافلے مع
خرچ ضروری مکہ کیلیے بعد دیگرے پہنچ گئے - جب مولوی عبدالحئی صاحب آنے کی خبر آپکو پہنچی اور آپکو لانیکے واسطے
ایک منزل تک آپنے اپنا بھتیجا (محافظ) سید یعقوب اور ارباب بہرام انکا استقبال کر کے انکو لائے اور اپنے پاس ایک خاص
مکان مین انکو اتارا - اس دورہ سیر سے فارغ ہو کر قبل از عید الضحیٰ ۱۲۴۳ھ ہجری آپ مع لشکر مجاہدین پنجتار
مین لوٹ آئے اور پنجتار کو اپنا ہیڈ کوارٹر (یعنی لشکر گاہ) بنایا - اسوقت لشکر مجاہدین پر بہت فراخی تھی فی کس
ایک ایک تاملوٹ غلہ روزانہ ملتا تھا جس سے آدمی خوب سیر ہو کر کھالیوے - ہر روز اقر عیدی فی نفر ایک ایک سیر گوشت
تقسیم ہوا کپڑا دھونے کے واسطے صابون بھی سرکار سے ملتا تھا لیکن تقدیر سے بوجہ آمد موسم خشکی کے چکیان
بند ہو گئی تھین لوگ اپنا اپنا آٹا اپنے اپنے ہاتھ سے چکی تمام پیس لیتے تھے اور اپنے واسطے لکڑیان جنگل سے
آپ ہی لاتے تھے اور اپنے کپڑے اپنے ہاتھ سے دھو لیتے - اسوقت بہت سے پنجابی آدمی تنخواہدار نوکر بھی تھے جنکو پانچ پانچ
روپیہ ماہوار کھانا سرکار سے ملتا تھا - مجاہدین کی آپس مین بہت محبت و ارتباط اور ہمدردی اور اخوت اسلامی
تھی ایک دوسرے پر جان دینے کو حاضر تھا - بیمارون کی گندگی اور فضلہ وغیرہ اپنے ہاتھون سے صاف کرتے کسی
شخص کو کسی کام سے کچھ عار نہ تھی ہر شخص کو پوری نفس کشی حاصل ہو چکی تھی بڑے بڑے معتبر مولوی مخدوم
زمان اپنے خاندانے اور جاہل ساتھیون کی خدمت کو اپنا فخر اور کمال سمجھتے تھے کبر و منی کی بیخ کنی ہو گئی تھی
فحش گوئی اور بدزبانی کا نام نہ رہا تھا اصل تہذیب اور اخوت اسلامی کا پورا پورا ظہور ہو رہا تھا - ایکروز مولوی
الٰہی بخش رامپوری چکی پیس رہے تھے کہ سید صاحب بھی اسوقت وہان تشریف لے آئے اور انکے ساتھ
پیسنے کو بیٹھ گئے اور ایک سیر سے زیادہ گیہون انکے ساتھ پسوائے - جب غازی لوگ پہاڑ پر لکڑیان لانے کو
جاتے تو بارہا سید صاحب بھی انکے ساتھ جا کر اور گٹھا لکڑیون کا اپنے سر پر رکھ کر لاتے تھے +
ان دنون مین چارون طرف سے آپکو عرضی پر عرضی خوانین اور سرداران ملک کی اس مضامین کی آرہی

نہیں کہ آپ مع لشکر مجاہدین یہاں تشریف لا کر مقابلہ سکھوں یا توبی دشمنوں کے ہم کو مدد دو - اس عرصہ میں ایک
وکیل حبیب اللہ خان رئیس پکھلی کا مع ایک عرضی کے پنجتار میں پہنچا جس میں لکھا تھا کہ ایک گڑھی پر سکھوں نے حملہ
کر کے میرے بیٹے کو محصور کر لیا ہے اُسکی خلاصی کے واسطے ایک سریہ مجاہدین اس طرف روانہ کریں - اسواسطے اب بھیجنا
ایک سریہ مجاہدین کا واسطے مدد مظلوم اور محصور مسلمانوں کے ضروری ہوا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کو اس
سریہ کا امیر مقرر کر کے میاں محمد مقیم رامپوری کو مع ایک سو نفر آدم رامپورا اور کچھ بعض قریب کار ٹرنا نے ایلیان
کی جانب پکھلی روانہ کر دیا - یہ سریہ بخیریت تمام پکھلی پہنچا - سردار ہری سنگھ ناظم پکھلی اور ہزارہ نے خبر آمد
لشکر مجاہدین کی سُنکر کھیول سنگھ نام اپنے کسی افسر کو مع دو تین ہزار فوج کے واسطے مقابلہ مجاہدین کے موضع ڈمگلہ
میں بھیجدیا - جب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کو خبر آمد لشکر کفار کی بمقام ڈمگلہ میں معلوم ہوئی تو آپنے خوانین
پکھلی سے مشورہ کر کے ایک شبخون کی تیاری کی بجلد سوار سو ہون اہل سریہ کے پچاس نفر مجاہدین مع ڈیڑھ ہزار
ملکیوں کے زیر حکم میاں محمد مقیم کے بوقت شب ڈمگلہ کو روانہ کئے گئے اور مولوی خیر الدین شیرکوٹی میاں
محمد مقیم کے نائب مقرر کئے گئے اور شعار اس شبخون کا حسبنا اللہ تجویز ہوا - جاے قیام لشکر مجاہدین سے
ڈمگلہ صرف ایک میل ہوگا ڈمگلہ تک پہنچے میں اُن ڈیڑھ ہزار ملکیوں میں صرف قریب تین سو آدمیوں کے باقی رہگئے
اور باقی سب کافور ہو گئے اور لشکر کھیول سنگھ مع ملکی آدمیوں کے قریب چھ ہزار کے تخمینہ کیا گیا تھا غرض سکھوں کے لشکر کے
گرد گھیر کر خاربندی ہوئی میاں مقیم نے وہاں پہنچنے کے ساتھ ہی خاربندی میں اندر کو د کر با آواز بلند تکبیر کہی جس سے کفار کے
دل ہل گئے - پھر بندوق اور قرابینوں کی بھرمار اس پھرتی اور مستعدی سے شروع کی کہ کفاروں کو مشکل سے
نقارہ بجانے کی مہلت ملی نقارہ کی آواز پر کافر دو صف ہو کر دونو طرف سے بندوقیں سر کرنے لگے میاں
مقیم اور اُنکے کل پچاس نفر ہمراہیوں نے چار حملہ پے در پے کر کے چھ ہزار کافروں کو خاربندی سے باہر
نکال دیا - جب لشکر کفار سب مال و اسباب چھوڑ کر خاربندی سے باہر ہو گیا تو ملکیوں نے کافروں کا مال
لے لیکر بھاگنا شروع کیا - کافروں نے ڈمگلہ کے گاؤں میں جا کر دم لیا اور واسطے دریافت کرنے تعداد اور کیفیت
حملہ آوروں کے چند چھپر کے گھروں میں آگ لگا دی جسکی روشنی سے وہ معلوم کر گئے کہ غازی بہت تھوڑے
اور ملکی مال اسباب لیکر بھاگ گئے ہیں - دشمن قریب تھے کہ خاربندی کے چاروں طرف سے حملہ کریں یہ
کیفیت دیکھکر بمشورہ مولوی خیر الدین میاں محمد مقیم اپنے زخمیوں کو اُٹھا کر فوراً خاربندی سے باہر ہو گئے
کفار باوجود اسقدر کثرت لشکر کے مجاہدین کی بھرمار سے ایسے شکستہ دل اور ہیبت زدہ ہو گئے تھے کہ
مجاہدین کی واپسی میں کوئی بھی مانع اور مزاحم نہیں ہوا - اس سریہ کے چھ سات آدمی شہید اور اسی قدر
زخمی ہوے کفار کے تین سو آدمی مردار ہونے کی خبر سنی گئی - جب یہ سریہ بعد فتح ڈمگلہ کے خوشی بخوشی

واپس چلا آتا تھا راہ میں انہوں نے بندوقوں کی آواز سنکر معلوم کیا کہ قیام گاہ پر یا میں مولوی محمد اسمعیل اور کفار کے جنگ ہو رہی ہے - یہ لوگ جلدی جلدی قدم اٹھا کر قیام گاہ کو واپس آئے مگر انکے وہاں پہونچنے سے پہلے مولانا محمد اسمعیل صاحب نے کفار کو ایک یادگار سبق دیکر پسپا کر دیا تھا - مولوی محمد اسمعیل صاحب کے سریہ میں دو روز پہلے سے فاقہ تھا مگر اس شبخون کی شام کو کچھ غذا میسر آگیا تھا کہ بعد روانہ کرنے سریہ ٹکڑی کے بقیہ مجاہدین میں سے کوئی کھانا پکا رہا تھا اور کوئی کھا رہا تھا اور کوئی دوسرے روز کے واسطے خمیر کر رہا تھا اُسوقت بر جائے روند گشت ایک سکھوں کا لشکر گڑھی شنکار سے جو قیام گاہ مجاہدین سے تھوڑے فاصلہ پر تھی باہر نکلا ہوا تھا مولوی محمد اسمعیل صاحب امیر لشکر کو جنکی نگاہ اسی گڑھی کی طرف لگی تھی یہ گمان ہوا کہ دشمن مقابلہ کو آتے ہیں آپنے جھٹ پٹ اپنے لوگوں کی کمربندی کر اسکے ایکدم بڑھ کر آنپر حملہ کیا اور تھوڑی دیر تک بندوق کفار نے بھاگنا شروع کیا اُسوقت ایک شخص نے لشکر کفار کے عقب میں سے اپنے ساتھیوں کو پکار کر کہا کہ یہ تو تھوڑے سے آدمی ہیں تم کیوں بھاگتے ہو یہ پکار سنکر لشکر کفار پھر لوٹ آیا اور مقابلہ شروع ہوا اُسوقت مولانا محمد اسمعیل کے ہمراہ صرف بارہ آدمی تھے باقی آدمی لشکر کے نگران تھے مگر یہ بارہ آدمی جنکے سردار محمد اسمعیل غازی تھے مثل دیوار سیسہ کے وہیں جم گئے اور پھر بار شروع کی اُسوقت ایک کافر تلوار کھینچکر مولانا پر حملہ آور ہوا آپنے قبل از ضرب شمشیر اسکو گولی سے مردار کر دیا جب آپ دوسری بار بندوق بھر رہے تھے اُسوقت دوسرے کافر نے تلوار سے آپکے قتل کا ارادہ کیا اسکو بھی آپنے گولی سے دار البوار کو پہنچا دیا پھر آپ تیسری بندوق بھر کر پیالہ میں رنجک ڈال رہے تھے اُسوقت ایک کافر کی گولی آپکی انگلی پر لگی اس گولی کے صدمہ سے آپکا ہاتھ پیالہ بندوق سے جدا ہو گیا اس حالت میں آپنے وہ بندوق تو چلا دی مگر جب آپنے چوتھی بار بندوق بھرنیکا ارادہ کیا تو اس مجروح انگلی سے اتنا خون بہنا شروع ہوا کہ جس سے بارود بھی تر ہو گئی اور ہاتھ میں طاقت بندوق بھرنے کی باقی نہ رہی - اس حالت بے بسی میں ایک کافر نے ننگی تلوار سے مولانا پر حملہ کیا مولانا نے بطور ہوشیاری اسکے ڈرانے کے واسطے خالی بندوق اسکے سامنے کر دی جسکے خوف سے وہ فوراً پسپا ہو گیا اور مولانا اسکی ضرب سے بچ گئے - اسکے بعد کفار کے پاؤں اکھڑ گئے - مولانا محمد اسمعیل صاحب بارہا اس انگلی کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کرتے تھے کہ اگر اللہ تعالی قبول کرے تو یہ انگشت شہادت میری کی ہے ورنہ بیہودہ سے زخم لگتے ہیں اور انمیں کچھ ثواب نہیں ہوتا - اس شب میں ایک سو بیس سکھ ان بارہ آدمیوں کے ہاتھوں سے مردار ہوئے اور بہت سامان مسلمانوں کے ہاتھ لگا - اسی شب کو سردار حبیب اللہ خان کا لڑکا جو سکھوں کے محاصرے میں محصور تھا کسی حیلہ سے صحیح سالم محاصرہ سے باہر نکل آیا - بعد خلاصی پسر سردار حبیب اللہ خان جسکے چھڑانے کے واسطے یہ سریہ گیا تھا اب اس ملک میں مجاہدین کی ضرورت نہیں رہی حضرت مولانا محمد اسمعیل صاحب اپنی

سے مظفر و منصور ہوکر پنجتار کو لوٹ آئے تھے مولانا صاحب ابھی تک پنجتار تک پہنچے تھے کہ راہ مین خبر آمد قافلہ سید
احمد علی صاحب ہمشیرہ زادہ سید صاحب اور مولوی مظہر علی صاحب عظیم آبادی اور قافلہ مولوی خرم علی
صاحب بلہوری اور مولوی قیصر علی صاحب رامپوری اور مولوی حبیب علی صاحب دہلوی وغیرہ کی جنمین
چھ سو سے زائد آدمی ہونگے سنی اور یہ بھی سنا کہ مولوی محبوب علی صاحب ایک فتنۂ عظیم برپا کرکے مع بہت سے
آدمیون کے ہندوستان کو واپس بھی چلے گئے - پنجتار مین پہنچکر مولوی محبوب علی صاحب کی واپسی کا
حال اسطرح پر سنا گیا کہ جب مولوی محبوب علی صاحب مع دیگر قافلون کے بسبب سدراہ ہونے درانیون
کے مقام کنڈو مین ٹھیرے ہوئے تھے تو سید صاحب ہمیشہ خط پر خط بھیجکر انکو تسلی کرتے رہتے تھے کہ مین
جلد درانیون کی تجویز کرکے تمکو بلا لیتا ہون - اس عرصہ مین مولوی مظہر علی صاحب عظیم آبادی بطور گماشتہ
قافلون پر جبر اور تعدی کرکے مع اپنے قافلہ کے سید صاحب تک پہنچگئے - مولوی محبوب علی صاحب چونکہ
بڑے تیز مزاج اور خودرائے آدمی تھے درانیون کے سدراہ ہونے کی وجہ سے خفا ہوکر بلا دیکھے بھالے
نشیب و فراز زمانہ کے مقام کنڈو سے سید صاحب کو لکھنے لگے کہ سکھون کا پیچھا چھوڑکر پہلے ان کلمہ گو
کافرون یعنی درانیون سے جنگ و پیکار شروع کرو - خیر مولوی صاحب بھی مع دیگر قافلون کے بخیریت
تمام پنجتار مین پہنچگئے - لیکن مولوی محبوب علی صاحب چونکہ راہ کی سختیون اور درانیون کی روک سے ازحد آزردہ
ہو رہے تھے پنجتار مین پہنچکر بھی وہ افروختگی رفع نہوئی لیکن نفس اور شیطان کی شراکت اور ترغیب سے
روز بروز اسکا شعلہ بڑھتا گیا - پنجتار مین پہنچکر مولوی محبوب علی صاحب مجاہدین کی جماعت مین شریک
نہین ہوئے بلکہ اپنا خیمہ لشکر سے الگ کھڑا کرکے اسمین رہنے لگے اور بے تحقیق و تفتیش دیوانون کی
مانند خود سید صاحب پر انہون نے اعتراضات شروع کردیئے - اول اعتراض انکا یہ تھا کہ سید
صاحب کا علیحدہ باورچی خانہ کیون ہے - اسکے جواب مین سید صاحب نے فرمایا کہ یہ علیحدہ باورچی خانہ
مہمانون کے واسطے ہے جو لگاتار روزانہ چلے آتے ہین کچھ میری ذات کے واسطے نہین ہے مگر مین حسب
قاعدہ سنت نبوی مہمانون کی خاطرداری اور تواضع کے واسطے انکے ساتھ شریک طعام ہوتا ہون اور
صرف وہی غلہ اور بکری و مرغی وغیرہ جو لوگ خاص میری ذات کے واسطے تحفہ اور ہدیہ بھیجتے ہین
اسمین پکتا ہے کچھ بیت المال سے اسمین صرف نہین ہوتا - مولوی محبوب علی نے کہا کہ وہ سب تحائف
بھی مجاہدین پر برابر تقسیم ہونے چاہئین تب سید صاحب نے فرمایا کہ بہت بہتر مین انتظام اس کام کا
آپکے سپرد کرتا ہون اس کام کو آپ بطور خود جیسے مناسب تصور کرین انجام دین اور بجائے میرے مہمانون
کے ساتھ آپ ہی شریک طعام ہوکر انکی خاطر اور تواضع کیا کرین کیونکہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے

آئیہ ارشاد فرمایا ہے کہ ایمان والے آدمی کو ضرور ہے کہ اپنے مہمان کی تواضع و تکریم کرے (فلیکرم ضیفہ)
پس جب اس اعتراض میں مولوی صاحب موصوف کو لاجواب ہو گئے تو انہوں نے آپکی امامت میں تنازع کا شروع
کیا اُسکے جواب میں سید صاحب نے فرمایا کہ اگر آپکے نزدیک میں لائق اس کام کے نہیں ہوں تو
خود آپ سید اور عالم اور مہاجر جامع جمیع صفات ہیں اس بار گران کو اختیار کریں آپ امام اور میں آپکا تابعدار
ہوں مجھکو کچھ سرداری اور ریاست کرنی مطلوب نہیں ہے بلکہ اس کام کا انصرام منظور ہے اب آپ ہی
اس کام کا انصرام کریں ۔ سب مولوی مذکور کا یہ اعتراض بھی کچھ نہ چلا تو انہوں نے نفس اور شیطان
کی نیابت اختیار کر کے در پردہ اور علانیہ غازیوں کو بہکانا شروع کیا کہ تمہارے اوپر حقوق زوجہ اور بچوں
اور والدین وغیرہ کے ہیں تم اُن سب حقداروں کے حقوق تلف کر کے یہاں کیوں آ بیٹھے ہو جب لوگوں سے
کہا کہ جہاد کے واسطے بیٹھے ہیں تو مولوی صاحب نے کہا کہ جہاد کہاں ہے اور کس دن تم نے کونسے کافر کو قتل
کیا اور کونسے ملک میں تمہارا عمل دخل ہوا صبح سے شام تک تم لوگ کھانے پکانے کی فکر میں رہتے ہو
جہاد کا نام فقط ایک دیوانہ پن ہے بعض لوگ اس حیلے سے یہاں عیش کرتے ہیں اور تمہاری دنیا اور
آخرت دونوں خراب ہوئیں ۔ بہتیرے کچے لوگ اُنکے بہکانے میں آ گئے اور ہر جماعت میں اسکا چرچا شروع ہوا جو
لوگ صاحب استقامت تھے اُنکو یہ لغو بیانی بہت ناگوار گذری انہوں نے اسکی فریاد مولوی محمد حسن صاحب
رامپوری سے کی ۔ مولوی محمد حسن صاحب نے اول سید صاحب سے اجازت لیکر ایک روز بعد نماز عصر سارا
تانا بانا شروع کیا مولوی محبوب علی سے پوچھا کہ تم سپاہی لوگوں کو کس دلیل سے خارج از جہاد سمجھتے ہو اور یہاں
رہنے کو کس واسطے بے فائدہ اور لغو قرار دیتے ہو ۔ مولوی محبوب علی نے کہا کہ کس کافر سے جنگ درپیش
ہے ۔ مولوی محمد حسن صاحب نے فرمایا کہ جنگ کا نام جہاد نہیں ہے جنگ کو قتال کہتے ہیں اور وہ گاہے
ماہے پیش آتی ہے اور جہاد کہ اعلائے کلمۃ اللہ میں کوشش کرنا ہے تمام عمر دراز تک باقی رہتا ہے
یہ صرف آپکی غلط فہمی ہے کہ قتال کا نام جہاد رکھا ہے اور اُن کوششوں کو جو واسطے اعلائے کلمۃ اللہ کے
لوگ کرتے ہیں آپ بے فائدہ اور عبث قرار دیتے ہیں میں آپسے پوچھتا ہوں کہ آپ اسوقت جہاد کا انکار کر کے
دہلی اپنے وطن مالوفہ کو تشریف لیجاتے ہو شاید بتقدیر الٰہی ہمکو کسی دن کفار سے مقابلہ اور قتال کہ جسکو
آپ جہاد کہتے ہو پیش ہو جاوے تو آپ اسوقت اپنی کونسی کرامت سے آنکر اس راہ دور و دراز کو طے کر کے
داخل جہاد ہو جاوینگے ۔ مولوی محبوب علی صاحب اس تقریر کو سنکر لاجواب ہو گئے مگر نفس امارہ اور شیطان
نے اُنکو ایسا دل برداشتہ کر رکھا تھا کہ اُنکو اس تقریر سے سوائے ساکت ہو جانے کے اور کچھ فائدہ نہیں ہوا
اور مثل نائب شیطان بہت آدمیوں کو بہکا کر پھر دہلی کے بلاد و قرب میں ہاتھ مارنے کو ہندوستان کو ...

ہو گئے افسوس ہے کہ اُسوقت تک مولوی محمد اسمٰعیل صاحب جنگ کھلی سے واپس نہ آئے تھے ورنہ مولوی محبوب علی صاحب کو مشکل سے دوبارہ وہاں کے لانے کی لائق رکھتے +

مولوی محبوب علی کے اغوا سے جو کار وبار جہاد کو صدمہ پہنچا و یسا صدمہ اس لشکر کو آجتک کسی سکھ یا درانی کے ہاتھ سے نہ پہنچا تھا ۔ مولوی محبوب علی کے فتنہ کے بعد مدت تک ہندوستان سے قافلون کا آنا بند ہوگیا اکثر معاونین جہاد سُست ہو گئے ۔ جب بہت سے خطوط مولوی محبوب علی صاحب کی تکذیب مین لشکر مجاہدین سے ہندوستان مین آئے تب مدتون کے بعد مولوی محمد اسحٰق صاحب اور مولوی محمد یعقوب صاحب معاونین جہاد کی سعی سے یہ فتنہ عجوبہ رفع ہوکر روانگی خرچ اور قافلون کی دوبارہ شروع ہوئی +

ان دنون کے واقعات قابل تحریر میں سے ایک اقعہ جانگداز وفات مولانا عبد الحی صاحب کا ہے جو بتاریخ ۸ شعبان ۱۲۴۳ ہجری روز یکشنبہ کو واقع ہوا ۔ سارے لشکر کو انکی وفات کا سخت صدمہ ہوا انکا آخری کلمہ مولوی صاحب مرحوم کی زبان پر یہ تھا اللھم الحقنی بالرفیق الاعلیٰ +

انہین ایام مین مولوی محمد علی صاحب اور مولوی ولایت علی صاحب اور مولوی عنایت علی صاحب کو ہدایت کے واسطے سید صاحب نے بجانب ہندوستان روانہ فرمایا اسکا مفصل ذکر ان بزرگون کے سوانح مین تحریر ہوگا +

انھین ایام مین سید صاحب کا نکاح اُس کا شمیری بی بی سے ہوا جسکو سلیمان شاہ بادشاہ ولایت کاشغر نے آپکے نکاح کے واسطے بھیجا تھا ۔ بی بی ماجیرہ آپکی دختر کی والدہ ہے اور بعد واقعہ بالاکوٹ کے یہ بی بی ٹونک کو چلی آئی تھی اور ۱۲۸۶ ہجری مین بمقام ٹونک انکا انتقال ہوا +

سرداران پشاور کی آتش عداوت باشتعال سکھان روز بروز بڑھتی گئی یہانتک کہ سرداران مذکور چار ہزار فوج اور دو توپ لیکر دریا ئے لنڈہ سے عبور کرکے بمقام اتمان زئی مجاہدین پر حملہ کرنیکے واسطے آن پہنچے ان ایام مین سید صاحب بمقام خہر مقیم تھے ۔ بمصلاح ارباب بہرام خان و ارباب جمعہ خان و دیگر خوانین و سرداران سمہ وسوات سکے درانیون کے مقابلہ کی تیاریان شروع ہوئین ۔ قریب ایکہزار مجاہدین اور ملکیون کی فوج درانیون کے مقابلہ کے واسطے روانہ کی گئی سید صاحب اور مولوی محمد اسمٰعیل صاحب بھی بذات خود اس لشکر کے ساتھ تھے آپنے قریب اتمان زئی کے پہنچکر بذریعہ جاسوسون کے حال لشکر کا اور قوت اور ہوشیاری اور غفلت درانیون کا دریافت کرکے اپنے لشکر کو دو حصے کر دیا ۔ ایک حصہ فوج کا ہمراہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کے کرکے انکو حکم دیا کہ دشمن کے میمنہ کی طرف سے شبخون مارو ۔ دوسرے حصہ فوج کو آپنے اپنے ہمراہ رکھکر دشمن کے میسرہ پر اتمان زئی گاؤن کی طرف سے حملہ کی تیاریان کین اور نیز دونو لشکرون کو یہ حکم دیا کہ جو شخص

درانیوں میں سے ہتیار سے تہوار اختیار کرے اسکو قتل کرو اور جو کوئی امان طلب کرے اسکو چھوڑ دو اور جو بھاگ
جاوے اسکا تعاقب نکرو۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب بڑی نرالی شان سے اپنے سریہ کو لیکر دشمن کے میمنہ پر بقدر فاصلہ
ایک گولی کی مار کے پہنچ گئے وہان سے صرف سواروں کو ایک دوسرے کے پیچھے کر کے اپنے ساتھ لیتے ہوئے آپ آگے
بڑھے۔ جب آپ عین دشمن کے لشکر پہنچ گئے اسوقت سنتری نے انکو للکارا آپنے کچھ جواب نہین دیا دوسری بار
للکارا پھر بھی آپ نے کچھ جواب نہین دیا تیسری للکار کا جواب نہ پانے پر سنتری نے اپنی بندوق کو سر
کر کے شور مچایا اور اپنے لشکر کیطرف بھاگا اسوقت مولانا نے مع اپنے ساتھیوں کے با آواز بلند تکبیر کہکر حملہ کیا
اور توپوں پر جا پہنچے گولہ انداز نے ہتابی روشن کر کے چاہا کہ توپ چلائے مولانا نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا اور ڈانٹ کر
فرمایا کہ توپ کو درانیوں کے لشکر کی طرف پھیر دو اسنے مارے خوف کے آپکے حکم کی تعمیل کی۔ اسکے بعد
دوسری توپ پر بھی قبضہ کر لیا اور گولہ انداز کو تلوار سے مردار کر دیا جب دشمن کے لشکر میں بھگدڑ شروع ہوئی
تو غازیوں کی طرف سے سید صاحب بھی مع اپنے لشکر کے آن پہنچے دونو طرف سے مبارکباد فتح کی آوازین
بلند ہوئین اور سجدات شکر ادا کیے گئے۔ اس عرصے میں صبح صادق نمودار ہوگئی درانیوں نے اپنے لشکر گاہ
سے بھاگ کر ایک مستحکم ٹیلے پر مورچال بنا کر پناہ پکڑی ادھر سے بھی ایک بلند جگہ پر مورچال تیار کر کے دشمن
توپین لگا دی گئین۔ آدھے لشکر نے سید صاحب کے ساتھ جماعت سے نماز ادا کی اور باقی آدھا لشکر دشمن کے مقابل
رہا بعد ادائے نماز کے یہ حصہ لشکر کا دشمن کے مقابلہ پر قائم ہو گیا اور باقی آدھے لشکر نے اپنی نماز ادا کر لی
اسدن صبح سے شام تک یہ جنگ رہی۔ رات کے حملے میں ادھر سے سید صاحب کی طرف کا ایک آدمی
بھی مجروح یا مقتول نہین ہوا مگر توپ کے گولوں سے دشمن کی طرف کا بہت نقصان ہوا۔ نماز ظہر اور عصر
اور مغرب اور عشا بھی نوبت بہ نوبت جماعت ادا ہوئین۔ شام کے وقت کچھ کمکی فوج اور شاہزادے دشمن
کی مدد کو پہنچ گئین مگر توپوں نے سب کو ٹھنڈا کر دیا اور کسیکی چلنے نہ دی لیکن افسوس کہ سردار عالم خان
رئیس اتمان زئی اور اہل پنجتار جنہوں نے سید صاحب کی مدد کا عہد و پیمان کیا تھا درانیوں سے ملگئے اب
سید صاحب کو منظور ہوا کہ اسی رات کو فوج مجاہدین براہ چنگلئی اپنے مقام کو اپنے طور پر واپس چلی
جائے کہ دشمنوں کو اطلاع نہو نے پائے سید صاحب نے سردار عالم خان منافق رئیس اتمان زئی کو طلب
کر کے فرمایا کہ سید خان ہمارے دیار محمد خان جو درانیوں کی مدد کو آتا ہے اسپر شبخون بھیجنا چاہیے اور
یہاں درانیوں کے مورچال کے عقب سے بھی ایک شبخون کی تیاری کر لی جائے تم کچھ اپنے آدمی بھی ان
دونو سرداروں کی رہبری کے واسطے ساتھ کردو۔ عالم خان جو درانیوں سے ملا ہوا تھا فوراً درانیوں کے پاس
پہنچا اور کہا کہ آجکی رات سید بادشاہ کے دو شبخون آوینگے تم ہوشیار رہو جاؤ ادھر اپنے مورچال سے بوقت

شب سید صاحب نے اپنی فوج پا اور حلالہ واپس کرنی شروع کردی - صرف رنجیت رام ایک راجپوت ہندو جو
مولوی احمد اللہ صاحب کے ساتھ بیوارہ سے جاکر شریک لشکر اسلام تھا سہ چال میں باقی رہ گیا جو صبح تک
تنہا دونوں توپوں کو چلاتا رہا بوقت صبح راجہ رام بھی بمقام حلالہ اپنے لشکر سے آملا اُدھر درانی مارے خوف
شبخون کے اپنے سہ چال کو چھوڑ کر رات کو بھاگ گئے اور دوپہر تک واپس نہ آئے اس عرصہ میں
لشکر اسلام مظفر و منصور بہت دور نکل گیا تھا لیکن واضح ہو کہ اگرچہ لشکر اسلام کی روانگی سے واقف تھے مگر
یہ سمجھتے تھے کہ بعد شبخون وہ پھر یہاں واپس آویں گے اسواسطے انہوں نے بھی مارے ڈر کے درانیوں سے سہ چال
کے خالی ہونے کی اطلاع نہیں کی - اس جنگ تان زئی میں جہاں وہاں سے درانیوں کا بہت
نقصان ہوا مگر بفضل الٰہی لشکر اسلام کا ایک بال بھی بیکا نہیں ہوا اور درانیوں کو ایسا سبق ملگیا جسنے
مدت تک انکو شرارت سے باز رکھا +

اس جنگ کے بعد بصلاح مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سید صاحب نے میاں نظام الدین چشتی کو
بحیثیت سفیر اپنے ایک نامہ بنام امیر بخارا دیکر بخارا کو روانہ کیا اور ایک قرآن مجید مطلّا بطور ہدیہ
اپنے نامہ کے ساتھ امیر بخارا کے پاس بھیجا اس خط کی نقل بھی جو کتاب ہذا میں درج ہے +

غرہ ماہ شعبان ۱۲۴۳ ہجری روز جمعہ کو قریب دو ہزار کے علما اور رئیس و خوانین اور ہزارہا رعایا نے
بیعت ہو کر احکامات شرع محمدی پر چلنے کا تحریری عہد کر لیا سبقت کرنیوالا اور اشراف ان معاہدین
میں سردار فتح خان رئیس پنجتار کا تھا - جابجا قاضی اور محتسب وغیرہ مقرر کئے گئے تمام ان ممالک میں جنکے
باشندوں نے یہ عہد کیا تھا کوئی مرد و عورت بے نمازی نہ رہا اور تمام مقدمات ان ممالک کے شرع محمدی کے
کے حکم سے فیصل ہونے لگے - تھوڑے ہی دنوں میں یہ ملک رشک عرب ہو گیا چوری چکاری زناکاری اور
قتل و خون وغیرہ جرائم کا نام مٹ گیا شریعت پر چلنے کی برکت سے لوگوں کے دلوں میں ایسا ایمان اور خلوص
پیدا ہوا کہ انہوں نے خود بخود لشکر اسلام کو اپنی پیداوار کا عشر (دسواں حصہ) دینا قبول کر لیا - سردار خادی خان
رئیس ہنڈ ان برکات سے محروم تھا بلکہ اجرائے احکام شریعت سے انکو بہانہ نفرت اور عداوت پیدا ہوئی
کہ انہوں نے درخواست کر کے سکھوں کا لشکر اپنے ملک میں بلالیا +

حسب الطلب سردار خادی خان کے انٹورا صاحب فرانسیس ایک جنرل فوج سکھوں کا مع فوج کثیر کے
بمقام حضرو میں پہنچا خادی خان ایک گھوڑا اور باز و چند سگ معمولی نذرانے لیکر حضرو میں انکے پاس
حاضر ہوا اور دیگر خوانین ہمہ کی شکایت کر کے درخواست کی کہ حضور بھی دریا سے اس طرف کے ملک میں
میں رونق افروز ہوں اسوقت سب سرداران حلقہ اطاعت اختیار کرینگے - انٹورا صاحب دریائے اباسین

عبور کرکے اوہنڈ پہونچا اور قلعہ ہنڈ ریاست خادو خان مین آیا اور وہان سے پنجتار تک آنیکا قصد کیا - ونٹورا صاحب کے ساتھ قریب
دس پندرہ ہزار فوج اور اتوپ اور شاہین تھیں - جب سید صاحب کو اسکے آمد کی خبر پہنچی تو آپنے اُن دنوں پہاڑ کے
کے بیچ مین جو لسیے پنجتار مین آنیکی راہ تھی ایک دیوار طویل بقدر قد آدم تیار کرا کے اُسمین مورچے اور برج بنوائے
اس دیوار کی تیاری مین مثل خندق مدینہ کے مجاہدین اور خود سید صاحب اپنے ہاتھون سے کام کیا کرتے تھے -
جب یہ دیوار تیار ہوگئی تو مجاہد ہندوستانی و قندھاری آدمیون کے مورچے وغیرہ پر مقرر کیے گئے - ایک
رات کو سواران طلایہ نے خبر دی کہ لشکر کفار دیوار کے کوہ تک آپہنچا - سکھون کی آمد کی علامت آگ کے شعلے اور
دھوان ہوتا تھا جس جس قدر وہ بڑھتے تھے گانوؤن اور بستیون کو پھونکتے اور مسجدون اور مدرسون کو گراتے
چلے آتے تھے - چنگیز خان ہلاکو اور تیمور لنگ وغیرہ ظالمون کی لڑائی کی علامت بھی دھوان اور آگ
اور دھوان لکھی ہے - اور ہماری مہذب سرکار نے بھی ملک افغانستان کے واسطے وہی چنگیز خانی قاعدہ آتشزنی کا اختیار
کر رکھا ہے انالہم زد فترہ +

اسوقت مجاہدین کی تعداد مع قندھاریون کے قریب نوسو آدمیون کے تھی مولوی محمد اسمعیل رحمۃ اللہ نے آیۃ بیعت الرضوان
پڑھکر اسکا بیان بڑی فصاحت و بلاغت سے کیا کہ ہر کسی کو اسی قسم کی بیعت جان نثاری کرنیکی ترغیب دی چنانچہ سب
ہزار ہا آدمیون نے سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی کہ جب تک ہمارے تن مین جان ہے مقابلہ کفار سے منہ نہ پھیرینگے - بعد بیعت
کے مجاہدین سر برہنہ ہو کر اپنا ضعف و بیچارگی جناب باری مین ظاہر کر کے بڑی تضرع اور الحاح و زاری سے ثابت قدمی
اور استقامت اور نصرت الٰہی کو طلب کیا - اسوقت ہر کوئی اپنا پیچھا دوستون سے اپنی تقصیرین معاف کراکے مرنے پر مستعد
ہوگیا - اسدن سید صاحب بھی جنگی لباس اور ہر قسم کے اسلحہ سے آراستہ و پیراستہ ہوے آپکے لشکر کے
تین نشان تھے پہلے نشان کا نام صبغۃ اللہ تھا اسپر ریشم زرد و سفید سے وثنی بقیہ بعض آیۃ ابراہیم تا آخر پارہ
نہایت خوشخط حرفون سے لکھا ہوا تھا - یہ نشان ملا ابوالحسن نصیر آبادی کے پاس رہتا تھا - اور دوسرا نشان
جسکا نام ملیح الدین تھا اسپر رکوع اخیر سورہ بقر کا تا آخر سورہ لکھا ہوا تھا اور یہ نشان ابراہیم کے پاس رہتا تھا - تیسرا
نشان فتح اسد تھا - اسپر رکوع اخیر سورہ صف کا لکھا ہوا تھا وہ محمد نامی ایک عرب کے پاس رہتا تھا - جب لشکر
کفار مع فتح سنگھ والی کے پنجتار کے مقابل کی پہاڑی پر پہنچا اسوقت ونٹورا صاحب نے دوربین سے دیکھکر لشکر اسلام کا جائزہ
لینا شروع کیا - لشکر اسلام کو دیکھکر اُسکے دلمین ہیبت پیدا ہوگئی چنانچہ اسیوقت خادو خان کو بلاکر کہا کہ
تو نے از راہ فریب اور دغابازی کے مجھسے بیان کیا تھا کہ پنجتار مین تھوڑے سے آدمی ہیں اب تو دیکھ کہ سامنے کا سا
وسیع میدان سوار اور پیادون اور نشانون سے بھرا ہوا ہے اب یہ کہان سے آگئے کیونکر بعض بخوف ہماری ترغیب سے
ونٹورا صاحب مع ... فوج خود پہاڑ سے نیچے اتر کر پنجتار کی دیوار کے قریب پہنچا اور اسنے دیوار کو گرانا شروع

کیا - مرزا احمد بیگ نے جو اس دیوار کی نگرانی پر متعین تھے بہادری پر چڑھکر لشکر اسلام کو اس حملہ کی اطلاع دی سید صاحب نے اس حملہ کفار سے مطلع ہو کر سواروں کو آگے بڑھایا اور مرزا حسین بیگ گولہ انداز افسر شاہین کو حکم دیا کہ شاہین چلانا شروع کرو تاکہ کفار آگے نہ بڑھنے پائیں - دیوار پر حملہ کرنیوالے چند سکھ شاہین کے گولون سے مردار ہو گئے - اسوقت تمامی لشکر اسلام نے بڑے وقار سے اور انتظام سے آگے بڑھنا شروع کیا - انثورا صاحب نے یہ یورش اور جوش لشکر اسلام کا دیکھکر اسی دم پسپا ہونا شروع کیا - غازیون نے انتہائے درہ تک انکا تعاقب کیا اور اپنی چالاکی بھر بارستہ بہت سے بھاگتے ہوئے دشمنون کو واصل جہنم کیا سید صاحب نے یہ نصرت الٰہی دیکھکر سجدۂ شکر ادا کیا اور انثورا صاحب کے دلپر ایسی ہیبت غالب ہوئی کہ وہ فوراً دریائے اباسین سے عبور کرکے لاہور کو بھاگ گیا ؞

شبخون برقلعہ منڈ

خادیخان رئیس ہنڈ کی منافقی اور دغابازی اور مخالفت لشکر اسلام کی حد سے گذر گئی تھی اس شخص نے سب سے پہلے سید صاحب کے ہاتھ پر امامت اور اطاعت کی بیعت کر کے پھر امام وقت اور خلیفہ برحق سے بغاوت اختیار کی اور اسی مخالفت کے سبب سے احکام شریعت محمدی کے خلاف اور روزمرہ اُس دیار کے اپنے ملک میں جاری نہیں ہونے دیا اور جہانتک اُسکا زور چلا بہت خلایق کو امام وقت سے برگشتہ کر دیا - انثورا صاحب کو واسطے مقابلہ مجاہدین اور امام برحق کے حضرو سے لیکر آیا اُن لوگون کو جو سید صاحب کے سلیہ اور غربا بنردار تھے مصدر ہاگ کو نیلا ادیئے اور مساجد اور مدرسون اور خانقاہون کو اپنی آنکھون کے سامنے کفار کے ہاتھ سے تباہ کرا دیا اور واسطے مقابلہ مجاہدین کے درہ پنجتار تک انثورا کے ساتھ آیا - اسواسطے باتفاق رائے جملہ علماء و صلحا یہ فتویٰ شرعی تجویز ہوا کہ اس منافق اور باغی کو سب سے پہلے سبق دیا جائے تاکہ دوسرونکو عبرت ہو اور پھر کوئی مدعی اسلام ایسی حرکت کرنے پر جرأت نکرے اس فتوے سے ایسے منافق اور باغی کا قتل اور غارت بمال جائز بلکہ واجب ٹھیرایا گیا - اس تجویز کے بعد ایک لشکر اسلام اس منافق کی تعزیر اور تادیب کے واسطے تیار ہوا - امیر اس لشکر کے شیر خدا مولوی محمد اسمعیل غازی مقرر ہوئے مولوی صاحب موصوف براہ موضع باٹرا روکٹی اور امان زئی پہلے ترکی نام ایک موضع میں جو ہنڈ دارالریاست خادیخان سے سات کوس ہے پہنچے - اس مقام پر قلعہ ہنڈ میں داخل ہونیکے واسطے سیڑھیان تیار کرائی گئیں - اس تیاری کی خبر خادیخان کو بھی اکثر پہنچا کرتی تھی مگر وہ مغرور اور متکبر یہ کہا کرتا تھا کہ وہ فقیر میرا کیا کرسکتے ہیں جب میں انکو آتے سنونگا راہ میں جا کر تہ تیغ کر دونگا - ایک شام کو اندھیری رات میں پنجتار جانیکا بہانہ کرکے یہ لشکر موضع ترکی سے چلکر اور راہ میں سے چکر کھا کر ہنڈ کو روانہ ہو گیا - اس لشکر میں قریب سات سو آدمیوں کے تھے تقدیر الٰہی سے راہ بھول جانا آخر قریب طلوع صبح کے دہم صفر ۱۲۴۵ ہجری کو یہ لشکر قریب قلعہ ہنڈ

کہ پہنچیں۔ راستے میں آدھ سے زیادہ لشکر راہ کھو کر مولانا صاحب سے جدا ہو گیا تھا۔ مولانا نے قریب قلعہ
ہنڈ کے پہنچ کر دیکھا کہ طلوع صبح صادق کا شروع ہو گیا۔ اب صاحب شہیدوں نے ملکر یکجا کہ خبر نہیں تھی
اسواسطے آپنے خود آٹھ نو آدمی عمدہ قرار دیئے اور تفنگچیوں کو سب سے اول روانہ کرکے حکم دیا کہ چلے جا
سے نزدیک دروازۂ قلعہ کے جا کر مخفی ہو جاؤ جس وقت اہل قلعہ پانی لانے کے واسطے دروازۂ قلعہ
کا کھولکر باہر آئیں تم مجبور کھلے دروازہ سے ایک بار ہی دروازہ کے اندر گھس جانا اور دروازہ پر قبضہ کرکے
پھر فائر شروع کر دینا مگر جو باہر نکلنا چاہے اسکو نہ روکنا۔ پس جب دروازۂ قلعہ کا کھلا گیا وہ لوگ جا پہنچے
کہ ایک بار ہی فائر کرکے قلعہ کے اندر گھس گیا۔ پہلی بار ہی کی آواز سنکر مولانا صاحب بھی دوڑتے ہوئے مع کل ساتھ
لشکر کے داخل قلعہ ہو گئے۔ اسوقت صرف ایک سو پچاس آدمی آپکے ساتھ تھے۔ چند شخص جو مقابلے
پیش آئے مارے گئے۔ باقی تمام وغیرہ خالی ہاتھ بھاگ گئے۔ مولانا نے دروازۂ قلعہ کا بندوبست
کرکے باقی لشکر کو اس منافق کی خوابگاہ اور محلسرا پر روانہ کیا۔ فرامین اور بندوقوں کی باڑھ [illegible] اسکو خواب
استراحت سے چونکا کر اس خدائی مار نے مطلع کیا۔ اسوقت اٹھکر اپنے لشکر کو کمربندی اور مقابلہ کا حکم دیا
مگر بے سود کیونکہ اسوقت تک اسکی فوج تہی دستی خالی ہاتھ ہو کر قریب تمام کے شہر کے باہر بھاگ گئی تھی
اور تمامی ہتھیار اور قلعہ مسلمانوں کے ہاتھ آ چکا تھا آخر اس جبن و بیبسی اور اضطراب نے کوشش پیہم اخر
یہ منافق بھی مسلمانوں کی گولی سے دار البوار کو پہنچا۔ مجاہدین نے اسکے مال و منال اور نقد و جنس پر جو بہت
وافر تھی ہرگز [illegible] سوائے اونٹ اور ہتھیار وغیرہ جو سامان حرب تھے وہاں پائے گئے سب [illegible]
[illegible] آئے۔ مولانا نے اس منافق کے جنازہ کی نماز پڑھنے سے انکار کیا مگر ملانوں نے [illegible]
بوقت شب [illegible] نماز پڑھکر جنگل سے اسکو دفن کر دیا۔ خادیخان کے مرنے کے بعد اس ملک میں مجاہدین کی حکومت
روز بروز [illegible] ہو گیا اور رسد کی بند ہو گئی [illegible] بڑی مشکل سے آتی جاتی
تھی۔ مولوی صاحب ممدوح بعد فتح ہنڈ کے بدستور [illegible] کا بندوبست [illegible] اگرچہ بیرون قلعہ [illegible]
تک اطاعت [illegible] کا جانا [illegible] تھا اسواسطے خود سید صاحب بھی مع فتح خان وغیرہ [illegible] دیا
اس ملک کے انتظام [illegible] جو قلعہ ہنڈ سے دو کوس ہے تشریف لے گئے۔ امیر خان برادر خادیخان ازراہ نفاق
ایک عرضی سید صاحب کے عرض کرتا تھا کہ مجھکو قلعہ ہنڈ مرحمت ہو جائے میں احکام شریعت کو
قبول کرکے ہمیشہ آپکی اطاعت اور فرمانبرداری میں رہونگا چنانچہ اس چاپلوسی اور دھوکہ میں خود سید
صاحب بھی آ گئے تھے کہ ایک فرمان بنام مولانا محمد اسمعیل صاحب واسطے دخل یابی امیر خان مذکور بر
قلعۂ ہنڈ تحریر کرکے آپنے بھیجدیا تھا مگر مولوی محمد اسمعیل صاحب نے اسکا ضرر بیان کرکے اس حکم کو پھیر

شروع کر دیا اور ایک طرف سے امیر خان برادر خادی خان یار محمد خان رئیس منافقین حاکم پشاور کو بودرہ سے بارہ
ہزار روپیہ رشوت کے اپنی کمک کے واسطے بلایا تھا - یار محمد خان مذکور سے جو سید صاحب کا جانی دشمن تھا
اس موقع کو غنیمت جانکر تین سو سوار مع چار سرداروں کے مع جمیع ہتھیار روانہ کیا ست امیر خان مراد خادی خان نے
کو بھیج دیے - سنا ہے کہ سلطان محمد خان برادر یار محمد خان نے یار محمد خان کو سید صاحب کے مقابل جنگ
سے منع کر کے سمجھایا تھا کہ سید صاحب وہ شخص ہے کہ جس کے مقابل سے ونتورا نامی جنرل پنجاب کا باوجود
موجودگی پندرہ ہزار فوج کے کترا کر بھاگ گیا اور پھر کبھی اس طرف منہ نہیں کیا - مگر یار محمد خان نے اس
نصیحت کو نہیں سنا اور دولت مستانگی بلا کو آپ خرید لیا جس کے ثمرے نتیجے میں اُس نے جان و مال و آبرو سب
برباد کر دی - ان دنوں میں جبکہ درانی سوار ہرانہ میں مقیم تھے مابین لشکر امیر خان و مجاہدین کے
چند بار چھیڑ چھاڑ ہوئی مگر ہمیشہ لشکر مجاہدین کو غلبہ رہا اور منافقین ہر بار سخت نقصان اٹھا کر بے نیل مرام
پسپا ہو گئے - اسوقت تک درانیوں کا لشکر جو قلعہ ہرانہ میں مقیم تھا مجاہدین کی چھیڑ چھاڑ اور بہادری کا تماشا
دیکھا کرتا تھا کبھی شریک معرکہ نہیں ہوا - اس عرصہ میں خود سردار یار محمد خان مع لشکر عظیم اور توپخانہ ترتیب
اور چند شاہین اور زنبورک و شتر ناخون اور بہت سے اونٹوں وغیرہ سامان حرب و ضرب کے مع نوبت ہرانہ میں پہنچ گیا
اور اپنی سپاہ سمیت ہرانہ میں داخل ہونے کی خوشی میں بہت سی توپیں سر کرا کے ملک میں اپنی آمد کا
ولولہ ڈلوا دیا چنانچہ ملکی لوگ توپوں کی آوازیں سنکر بہت ڈر گئے اور پریشان ہو گئے جو مخالف تھے وہ تو اُن
درانیوں سے جا ملے اور جو موافق تھے وہ بھی توپوں کے خوف سے مجاہدین کی اعانت سے پہلو تہی کر کے پہاڑوں
پر بھاگ گئے یا اپنے گھروں میں چھپ کر بیٹھ رہے - اسوقت صرف فتح خان پنجتاری اور ارسلا خان زیدہ
والا اور کچھ مومنین ملک سمہ مجاہدین کے شریک تھے - یار محمد خان کے ہرانہ میں پہنچنے پر سید صاحب
نے فوراً مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کو مع سارے لشکر کے قلعہ ہنڈ سے اپنے پاس زیدہ میں طلب کر کے فقط
مولوی مظہر علی صاحب عظیم آبادی کو مع دو سو آدمیوں کے واسطے حفاظت قلعہ ہنڈ کے چھوڑ دیا جب
لشکر اسلام کی تین ہزار فوج کلاں زیدہ میں جمع ہوئی تو مخالفوں نے بوقت شب قلعہ ہنڈ کے قریب
ایک پہاڑی پر مورچال بنانے شروع کی کہ کل کو پہاڑ سے قلعہ ہنڈ میں گولہ باری کرینگے - مولوی مظہر علی
صاحب قلعہ دار قلعہ ہنڈ کو جاسوسوں کی زبانی حال اس کارروائی منافقین کا معلوم ہو گیا انہوں نے
اسی وقت ایک جماعت بندوقچیوں کی ساتھ لیکر مورچہ بندی کرنیوالوں کو جا لیا اور چند بار ڈھیں بھیر لی
مار کر بہتوں کو داخل جہنم کر دیا اور جو باقی بچے تھے وہ سب سامان مورچال کا وہیں چھوڑ کر فرار ہو گئے اور
ایسی ہیبت انپر غالب ہوئی کہ پھر اردگرد ہنڈ کے مورچہ بندی کرنیکا انکو حوصلہ نہ ہوا

۵ تاریخ ربیع الاول ۱۲۴۲ ہجری روز دوشنبہ کو لشکر یار محمد خان مع توپخانہ و شاہین وغیرہ سامان حرب و ضرب
کے مقابل زیدہ کے پہنچ گیا۔ ادھر لشکر اسلام بھی انکے مقابلہ کے واسطے آمادہ و تیار ہو گیا اور قریب تھا کہ
اُسی دم جنگ شروع ہو جائے مگر دشمنوں نے اپنے مورچال وغیرہ کی تیاری کی غرض سے وہ دن صلح کے
پیام بھیج بھیج کر ضائع کرا دیا۔ جب شام تک انکے مورچال تیار ہو گئے تو رات کو صاف جواب دیا کہ ہم صلح
ہرگز نہیں کرینگے بلکہ جو سید صاحب کی طرف سے صلح کا پیام لائیگا ہم اُسکا سر قلم کر دینگے۔ یہ جواب سنکر تمام
لشکر سید صاحب کی بھی حمیت ربانی اور غیرت حقانی جوش میں آئی اُسیوقت ایک لشکر جرار بہمراہ مولانا محمد
اسماعیل صاحب کے تیار کر کے شبخون مارنے کے واسطے نیز روانہ کر دیا۔ اس لشکر کی تیاری میں ایسی سرعت ہوئی
کہ یار محمد خان کا قاصد جو نخوت آمیز جواب دیکر گیا تھا اور یہ لشکر نکالا گیا آگے پیچھے ایک ساتھ ہی یار محمد خان کے
لشکرگاہ میں پہنچے ہونگے۔ اس لشکر میں چیدہ چیدہ آدمیوں کی جماعت تھی۔ صرف دو تین سو آدمی بکر سید
صاحب کے پاس رہ گئے تھے اسوقت رات کا ایک بجا تھا۔ مولوی صاحب بشیر خدا نے قریہ سے باہر ہو کر
مقدمات جنگ اور وضع رفتار وغیرہ ہر ایک کو سمجھا دی۔ ہندوستانی بندوقچیوں اور قرابینچیوں کی ایک جماعت
علیحدہ کر کے سب سے آگے روانہ کر دی ولایتیوں کو سب سے پیچھے رکھا۔ جب یہ لشکر قریب دشمن کے پہنچا ایک طلایہ سوار
دشمن کا دکھائی دیا اور مجاہدین کو آتے دیکھکر اپنے لشکر کی طرف بڑھا۔ مجاہدین نے تیز قدمی کر کے دشمن کے
سواروں کا تعاقب کیا کہ سب انکو گولی کی زد پر خیال کیا تو تکبیر کہکر اُنپر ایک باڑھ ماری جسمیں بہت سے سوار
مردار ہوئے اور باقی سراسیمہ طرف اپنے لشکر کے بھاگ گئے جنکے لشکر میں پہنچنے پر گولہ انداز جو کنارہ لشکر پر تھے
ہوشیار ہو کر توپ اور شاہین لے مقابل پہنچے مگر مجاہدین نے جرأت اور پھرتی کر کے بڑی دلاوری کے ساتھ سب سے
پہلے دشمن کی توپوں کو چھین لیا۔ توپوں پر قبضہ ہونیکے بعد مجاہدین نے آگے بڑھکر تلوار شروع کی۔ پے درپے
چند باڑھ سر ہونے کے بعد دشمن کے لشکر میں کھلبلی پڑ گئی۔ مجاہدین نے دشمن کے گولہ اندازوں کو پکڑ کر انکے
ہاتھ سے بھاگتے ہوئے لشکر پر گولہ باری شروع کرا دی۔ تھوڑی دیر میں سارے لشکرگاہ دشمن پر مجاہدین کا قبضہ
ہو گیا۔ پلاؤ کی دیگیں پکی ہوئی تیار رکھی تھیں حسب اجازت مولانا کے مجاہدین نے نوش جان فرمائیں۔ دو تین
جوان عورتیں بھی یار محمد خان کے خیمہ میں پائی گئیں معلوم ہوا کہ کسی گاؤں سے واسطے بدکاری کے
انکو پکڑ لائے تھے انکو اُسی دم رخصت کیا گیا۔ لکی مخالفوں کو توپوں اور شاہین کی آواز سے فتح
کا گمان ہوا وہ سب نقارے بجاتے اور خوشی کرتے ہوئے طرف لشکرگاہ دشمن کے مبارکباد دینے
کو بڑھے مگر لشکر اسلام نے توپ اور شاہین کی باڑھ سے انکی تواضع کر کے انکو ثابت کرا دیا کہ میدان
جنگ مجاہدین کے ہاتھ میں ہے اور وہ تمانی شکست کھا کر فرار ہو گئے۔ اس رات کو دشمنوں پر ایسی آفت

آئی کہ ایک تنکا بھی اپنے ساتھ لیجا نہیں پائے سپاہ تنگ آگئے پاؤن جوتے بھی وہین چھوٹ گئے مجاہدین نے بشمول ادوات و رسد
اونٹ پلٹنہ سے ہاتھی اور گھوڑے اور خیمے وغیرہ سامان حرب و ضرب لے لیا باقی ماندہ لوٹ پیدا مال سکھوں کی تھی سے لوٹ کر لے گئے جب سید صاحب
کو اس فتح کی خبر پہنچی سید صاحب لشکر بد سپاہ بیحال بھاگا لشکر مظفر و منصور سارا لشکر کے پنجتار پہنچے رشید کا ڈیرہ کو دو کوٹھے آئے جس جگہ ان کو دیکھا
گاؤن کی حدود تک تنہا کیاڑی کی طرف بھاگ کر سید صاحب سے انعام لیا - اس جنگ میں خود یار محمد خان اسپ
سخت زخمی ہوا تھا کہ پشاور کو بھاگتا ہوا ہی میں موضع ہرپان اور دو ضعیر کے بڑی ذلت اور خواری کے
ساتھ مر گیا اور قریب تین سو درانی مع بہت سے نامی سرداروں کے مارے گئے سید صاحب نے پنجتار میں
پہنچکر سارے لشکر اور مجاہدین کو جمع کر کے لوٹ کی برائیاں سنائیں اور فرمایا کہ عین معرکہ جنگ میں
لوٹ کھسوٹ کرنے سے انتظام جنگ خراب ہو جاتا ہے اور لٹیروں کے اعمال صالح حبط ہو جاتے ہیں
اور مال غنیمت کا چور دن قیامت کے اس چوری کے مال کو لیکر دوزخ میں داخل ہوگا - اس وعظ کی تاثیر
سے ڈیڑھ سو گھوڑے اور بہت سے ٹوپے اور خیمے اور ظروف وغیرہ لٹیروں نے واپس کر کے سید صاحب
کے حضور میں حاضر کر دیے اور وہ سب مال بعد نکالنے خمس نذر اللہ کے حسب قاعدہ شریعت سوار کو دو حصے اور
پیادہ کو ایک حصہ کر کے تقسیم ہو گیا اور مولوی مظہر علی صاحب نے امیر خان برادر خادے خان اور دوسرے
منافقوں کے قلعوں پر حملہ کر کے بہت سا مال غنیمت حاصل کیا تھا وہ بھی اسی قاعدہ پر تقسیم ہو گیا -
اس جنگ زیدہ میں مجاہدین کی طرف سے صرف چار آدمی درجہ شہادت کو پہنچے اور سات آدمی زخمی ہوئے
تھے - اس واقعہ کے بعد بہت سے منافق مثل امیر خان خٹک وغیرہ غضب الٰہی میں گرفتار ہو کر فنا ہو گئے جس سے
معلوم ہوا کہ منافقوں کی ہلاکت اور تباہی کا یہ سال تھا

سلطان محمد خان برادر یار محمد خان مغضوب نے اس واقعہ کے بعد بسبب موسوم لیلی و مروارید جسکو مدت
سے مہاراجہ رنجیت سنگھ طلب کر رہا تھا اور یہ سردار اسکے دینے سے انکار کرتا تھا اب سید صاحب سے
خائف ہو کر مہاراجہ رنجیت سنگھ کو نذر کر کے طالب اعانت ہوا

بعد جنگ زیدہ کے تمام ساکنین پشاور و اطراف پشاور نے متفق ہو کر سید صاحب کو پشاور میں
طلب کیا - اسوقت پشاور کا یہ حال تھا کہ اگر سید صاحب وہان تشریف لیجاتے تو بے روک ٹوک
اُس شہر پر انکا قبضہ ہو جاتا مگر سید صاحب کو منظور نہیں تھا کہ بلا ارسال اعلان نامہ شرعی کے دھوکہ
بازی سے اُس شہر پر قابض ہو جائیں اسواسطے واقع ربیع الاول سنہ [illegible] ہجری باتفاق رائے جملہ علما و
رؤسا سے ایک اعلام نامہ شرعی بنام سلطان محمد خان حاکم پشاور اور اسکے نقول بنام ساکنان پشاور و
اطراف پشاور کے روانہ کی گئیں - یہ اعلام نامہ بزبان فارسی بہت طول طویل ہے جسکو میں یہان درج کرتا

نہیں جانا لیکن اسکا ایک فقرہ جو مجھکو یاد رہ گیا ہے بعینہ نقل کرتا ہوں - یہ فقرہ صفحہ ۶۲ پر منشی تاریخ مطبوعہ منشی مولوی جعفر علی نقوی میں درج ہے سید صاحب لکھتے ہیں شرائط اینا حرارا سلاطین منازعت داریم و نہ با کسے از رؤسا و خوانین مخالفت - بالکل با ایام متقابلہ چیزیم نہ با مدعیان اسلام - صرف بادہ دلیہ و باران رہبان اقوام سکھ جو سر سے بہت لمبے بال رکھتے ہیں مراد ہے) حیران متقابلیم نہ با کلمہ گویان و اہل اسلام جویان و نہ با سرکار انگریزی کہ از مسلمانان رعایا سے خود را برائے ادائے فرائض مذہبی شان آزادی بخشیدہ است ٭

بایام جنگ زیدہ میاں نظام الدین چشتی مع ہمراہیان خود بخیریت تمام سفارت بخارا سے واپس آگئے انہوں نے بیان کیا کہ وہ نامہ مشمولہ تحیف جواہر وغیرہ جو بادشاہ بخارا کے لیے ساتھ تھا اپنی راہ میں جتنے شاہ کشور حاکم کاشغر اور حاکم فیض آباد و چترال و بیگ حاکم قندھار وغیرہ اور بہت سے رئیسوں کو بھی ملا دعوت اعانت جہاد میں کیا ہے چنانچہ میر ... اس نے قیام جہاد کو سنکر بہت خوشی ظاہر کی اور ہر وقت طلب اپنی شرکت اور اعانت کا وعدہ کیا اور جب ہم بخارا میں پہنچے تو شاہ بخارا نے بھی اس نامہ کو شاہ مرکد پڑھکر خوشی کے تقاضے سے بجو ... اور بہ نہایت اخلاق اور تعظیم و تکریم سے پیش آیا آخر کو شاہ بخارا کے امیروں اور مشیروں نے بادشاہ موصوف کو ورغلا کر یہ مشورہ دیا کہ یہ سفیر دراصل عرصہ سے نصاریٰ (انگریز) حکام ہندوستان کے بھیجے ہیں اور براہ دھوکہ بازی امیر المومنین سید صاحب اور جہاد کا نام لیکر یہاں مخبری لینے کو آئے ہیں انکو جلد رخصت کر دینا چاہئے - تب شاہ بخارا نے ایک اسپ ترکی اور کچھ دینار نقد دو عدد پانو بطور ہدیہ دیکر مع جواب نامہ اہل سفارت کو رخصت کر دیا ٭

ان ایام میں عبد الحمید خان رسالدار امیری جسکا ذکر بتمام ٹونک اوپر ہو چکا ہے ہندوستان سے پہنچا - سید صاحب نے بھی عبد الحمید خان مذکور کو ایک خلعت فاخرہ عنایت کرکے اپنے یہاں رسالدار مقرر کر دیا - انہی دنوں میں حسب الطلب خان زمان خان رئیس گنگڑی کے کچھ سوار مع رسالدار مذکور اور چند شاہین اور بیاتی کے ساتھ لیکر سید صاحب موضع تربیلا پر جو سکھوں کا قبض تھے بذات خود حملہ آور ہو کر تشریف لیگئے اور آسانی سے ایک ہی حملہ میں تربیلا پر قابض ہو گئے مگر اس قبضہ کے بعد ہری سنگھ نلوہ ایک نامی جنرل فوج مہاراجہ رنجیت سنگھ کا جو اسوقت پانچ ہزار فوج کے ساتھ علاقہ سکندر پور میں تعینات تھا باستماع اس خبر کے اپنی کل فوج کے ساتھ تربیلا پر چڑھ آیا کچھ عرصہ تک تو غازیوں نے اپنے لشکر عظیم کا بہت استقامت اور دلاوری سے مقابلہ کیا لیکن آخر کو تربیلا چھوڑنا پڑا تربیلا سے آکر سید صاحب سید اکبر شاہ کے مستھانہ میں مہمان ہو سکا اور وا پنے حاکر پائندہ خان رئیس امب اور عشرہ سے بھی حضرت

امیرالمومنین کی ملاقات ہوئی سید صاحب بھی اسی لئے انہیں اطراف میں تھے کہ سلطان محمد خان حاکم پشاور نے
اپنی والدہ کے اس طعنہ سے کہ تو اپنا اور صاحب فوج اور خزانہ ہو کر سید صاحب ایک فقیر سے اپنے بھائی کے
قتل کا بدلہ کیوں نہیں لیتا ہے ایک فوج عظیم کے جسکے افسر کیول صاحب نام ایک فرنگی تھے قلعہ ہنڈ پر چڑھ آیا
قلعہ ہنڈ میں اُسوقت صرف پچاس یا ساٹھ غازی موجود تھے جنہوں نے بہت دلاوری اور بہادری سے ایک
ہفتہ تک قلعہ کے اندر محصور ہو کر دشمن کا مقابلہ کیا جب سلطان محمد خان حملوں سے قلعہ کو خالی نہ کرا سکے تو
اول قلعہ پر رسد اور پانی بند کرا دیا پھر جب اہل قلعہ کے پاس رسد نہ رہی تو سلطان محمد خان نے معرفت کیول صاحب
کے اہل قلعہ سے صلح کا پیام ڈالا اور بضمانت و ذمہ داری کیول صاحب موصوف کے یہ شرط صلح کی ٹھیری کہ غازی
خالی ہاتھ قلعہ سے باہر ہو جائیں اور جہاں چاہیں چلے جائیں کوئی اُنسے مزاحم نہ ہوگا جب اس عہد و پیمان کے
بعد غازی قلعہ سے باہر ہوئے تو سلطان محمد خان نے عہد شکنی کر کے اُن سب کو گرفتار کر لیا اور کہا کہ اپنے بھائی
یار محمد خان کی قبر پر لیجا کر تم سب کو ذبح کرونگا۔ اس بدعہدی اور بے ایمانی پر کیول صاحب جو غالباً کوئی
انگلستانی تھا ناراض ہو کر سلطان محمد خان کی نوکری سے علیحدہ ہو گیا؛

جب سید صاحب کو یہ خبر وحشت اثر پہنچی تو اسی وقت آپ پنجتار کو لوٹ آئے اور تیاری حملہ پشاور کی
شروع کی مگر جب سلطان محمد خان کو اس تیاری حملہ پشاور کی خبر پہنچی تو وہ فوراً قلعہ ہنڈ کو خالی کر کے
پشاور کی طرف بھاگا اور قیدی غازیوں کو بھی ساتھ لیگیا راہ میں بمقام ہشت نگر قیدی غازی جو ایک
مکان میں قید تھے رات کو نقب لگا کر فرار ہو گئے اور بخیریت تمام پنجتار پہنچ گئے۔ جب قلعہ ہنڈ خالی ہو گیا
تو سکھوں نے حسب درخواست امیر خان برادر خادے خان کے اُس پر قبضہ کر لیا۔ اسوقت بھی ملک سمہ
کا معاملہ دگرگوں ہو گیا تھا اور لوگوں نے چاروں طرف سے باغوائے سرداران پشاور مخالفت آغاز
کر دی تھی اس سبب سے سید صاحب ناراض ہو کر چاہتے تھے کہ اول مولوی محمد اسمٰعیل کو طرف ملک کشمیر
کے بھیجکر اُس ملک میں انتظام قیام لشکر اسلام کا کریں اور پیچھے سے کاروبار جہاد کا شروع کریں جب مولوی
محمد اسمٰعیل صاحب مع ایک جماعت مجاہدین کے تیار ہو کر براہ پکھلی کشمیر کو روانہ ہوئے تو پاینده خان رئیس
حاکم امب و تنول نے جسکے ملک میں سے یہ راہ جاتی تھی مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کو آگے جانے نہیں دیا
اس سبب سے مولوی اسمٰعیل صاحب پھر پنجتار کو لوٹ آئے تب سید صاحب نے پاینده خان کو لکھکر بعوض تمام اُسکے
ملک سے کشمیر جانیکی راہ مانگی مگر براہ شرارت اُسنے بڑے زور شور سے انکار کیا اور لکھا کہ اگر آپ اسطرف
آئینگے تو حرب و ضرب سے تیار ہو کر آئیں۔ پاینده خان کا یہ متمردانہ جواب پہنچنے کے بعد لوگوں کی زبانی معلوم ہوا
کہ پاینده خان اپنے ملک میں جنگ کی تیاری کر رہا ہے اسواسطے سید صاحب کو بھی ضرور ہوا کہ اُسکے

اسلام کے واسطے تادیب پایندہ خان کی اُس طرف روانہ کرین - اسوقت سید صاحب نے اپنے حرم محترم کو موضع کہار
مین چھوڑ کر اس مہم کا مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کو امیر مقرر کرکے بجانب امب روانہ کردیا اور مولانا ممدوح کو ہدایت
کردی کہ اپنی طرف سے ابتداء جنگ کی نکرین اگر پایندہ خان مقابل ہو تو پھر سیف و سنان سے جواب دینے کا اختیار ہے
یہ لشکر دو حصے ہو کر ایک دستہ زیر حکم سید احمد علی ہمشیرہ زادہ سید صاحب کے عشرہ کو گیا اور ایک دستہ ہمراہ
مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کے فرو مین پہنچا - اور خود سید صاحب بھی پنجتار سے روانہ ہو کر اسی نواح مین لوگون
کو واسطے تائید لشکر اسلام کے آمادہ کرتے تھے - پایندہ خان نے جب چارون طرف سے اپنے تئین لشکر اسلام کے
محاصرے مین دیکھا تو ایک عرضی بحضور سید صاحب اور ایک خط بحضور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب مشعر اظہار
انقیاد و فرمانبرداری اپنی کے تحریر کر کے درخواست صلح کی کی - مولانا ممدوح اس عرضی کو پڑھکر بہت خوش ہوے
اور فرمایا کہ ہمارا مطلب پایندہ خان سے صرف یہی تھا ہمکو اُس سے جنگ کرنا ہرگز منظور نہین ہے اور اُسی وقت
مولانا سید احمد علی صاحب کو بھی جو عشرہ والے دستہ کے سردار تھے تاکیداً لکھا کہ آپ بلا حکم ثانی پایندہ خان
پر حملہ نکرین جب لشکر اسلام حملہ سے رُک گیا پایندہ خان نے دستہ اسلام متعینہ عشرہ کو غافل پاکر خود اُن پر حملہ
کردیا اگر صلح کے انتظار مین اسلامی فوج کچھ غافل نہین ہو گئی تھی تاہم اُسنے پایندہ خان کے لشکر کو آتے دیکھکر
وہ سبق دیا کہ اُنکو خائب اور خاسر ہو کر پسپا ہونا پڑا اور اُدھر سے بندوقون اور جزائلون کی آواز سنکر دستہ متعینہ
عشرہ بھی آکر شامل ہو گیا اس دستہ دوم کے پہنچتے ہی پایندہ خان براہ گھاٹ چھتر بائی دریا سے اباسین کو
عبور کرکے فرار ہو گیا - اسکے فرار ہوتے ہی بعد قلعہ امب بھی مسلمانون کے ہاتھ مین آگیا اس جنگ امب مین چھ
غازی شہید ہوے - اُسی وقت مژدہ اس فتح کا سید صاحب کی خدمت مین پہنچایا گیا - اسی جگہ یعنی
قلعہ امب مین سید صاحب نے اپنے حرم محترم کو بھی بلا لیا تھا - اس ملک مین بھی احکام شریعت جاری
ہو کر جا بجا قاضی اور محتسب مقرر ہو گئے تھے اور ترک نماز اور میدان مین ننگے نہانے پر جیساکہ پہلے سے
ولایتی نہایا کرتے تھے تعزیر مقرر ہو گئی تھی - دفتر وغیرہ سب امب مین آگیا تھا - اسوقت سید صاحب کے
دفتر مین نو دس محرر تھے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب اور مولوی محمد حسن صاحب رامپوری سید صاحب
کے وزیر تھے - سید صاحب کی مہر جسپر [illegible] کھدا ہوا تھا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کے ہاتھ مین اور
گاہے گاہے منشی محمدی صاحب میر منشی کے ہاتھ مین رہتی تھی - ہر اسناد و مراسلہ کے خاتمہ پر سید صاحب
کی مہر ثبت ہوا کرتی تھی - مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کی مہر جسپر وَاذْکُرْ فِی الْکِتٰبِ اِسْمٰعِیْلَ کندہ تھا
منشی فضل الرحمن صاحب کے پاس رہتی تھی - ان ایام مین سید صاحب نے مولوی نظام الدین صاحب چشتی
کو اپنی طرف سے خلیفہ مقرر کر کے واسطے ہدایت ملک کشمیر کے بجانب کشمیر روانہ کیا ملک کاغان مین جو

کشمیر سے بھی بہت سے لوگ داخل بیعت ہوئے سید نیاز علی شاہ وغیرہ چند سرداران ملک کا خان زمانت خود
بھی واسطے حصول قدمبوسی سید صاحب کے انکو آئے تھے۔ کشمیر میں بھی یہ دعوت جہاد ایسی گرمجوشی
سے قبول کی گئی بلکہ بہت سی عرضیاں مسلمانان کشمیر کی اس مضمون کی سید صاحب کے حضور میں پہنچی کشمیر
کو ہندوا کر یا رانام صوبہ دار کشمیر منسوب ہو کر لاہور کو بلا لیا گیا ہے اسوقت کشمیر خالی ہے آپ جلد تشریف
لا کر دخل کر لیں اور ہم سب مسلمان دل و جان سے مجاہدین کی اعانت کرینگے۔ ان عرضیوں کے پہنچنے پر سید صاحب
کشمیر جانیکا سید صاحب کا ارادہ بھی ہو گیا تھا مگر مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے یہ عذر پیش کیا کہ کشمیر یہاں سے
دس بارہ منزل ہے جب اسقدر لشکر اسطرف کو جائیگا تو غالبًا وہاں پہنچنے سے پہلے دربار لاہور تک اسکی
خبر پہنچ جائیگی اگر کشمیر کے مسلمان جو سمہ کے ولایتوں سے خود غرضی اور بیوفائی اور دغابازی میں کم مشہور
نہیں ہیں عین موقع پر دغا دیں تو پھر ہمیں نادیدہ ملک میں سخت مشکل ہوگی ﴿

ان ایام میں سید صاحب کو منظور ہوا کہ غازی بھتہ فرمائیں بلکہ دریائے اباسین کے اُس پار جو سکھوں کا
ملک اور قلعے ہیں اُنپر حملے کیئے جائیں اسیواسطے ایک لشکر تیار ہو کر مولوی محمد اسمٰعیل غازی اس لشکر
کے امیر مقرر ہوئے یہ لشکر تین گذرگاہوں سے عبور کرکے ستھانہ پھولڑہ جمع ہوا۔ مولوی محمد حسن رامپوری
اور سید احمد علی صاحب ہمشیرزادہ سید صاحب بھی باتحت مولوی محمد اسمٰعیل اس لشکر میں سردار تھے
مسلمانان رعایا راجہ پخبت سنگھ جو تنق کنارہ دریائے اباسین کے رہتی تھی خود بخود سید صاحب کی
خدمت میں حاضر ہو کر احکامات شریعت پر چلنا قبول کر کے اطاعت امام المجاہدین اور اعانت لشکر اسلام کا وعدہ
کر کے خود لشکر اسلام کو اپنے ملک میں بلانا چاہتی تھی۔ ایسے لوگوں کو امان نامے مہری سید صاحب کی
مضمون کے عنایت ہو گئے تھے کہ فلاں رئیس فلاں دیہہ کا اپنیجانب کے حضور میں حاضر ہو کر احکام شریعت
پر چلنا قبول کر کے خدمت دین اور رفاقت مجاہدین بدنفس خود اختیار کر گیا اور اسقدر نقد و اسباب واسطے
خزانہ بیت المال کے پہنچائیگا بشرط ایفاء وعدہ بروقت حملہ لشکر اسلام امیدوار ہیں کہ کوئی غازی دست درازی
نکرے اور اُسکے مال و اسباب کو مسلمانوں کا مال تصور کرے۔ جب یہ میں آدمی یعنی فوج کلانت اس حملہ آور
لشکر کی پھولڑہ میں پہنچی تو اتفاق سے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب یا دمین ایک گڑھی کفار کے فتح کرنے پر مصروف
ہو گئے۔ صرف مولوی محمد حسن صاحب اور سید احمد علی صاحب اس لشکر کے ساتھ تھے۔ دونو سردار فن جنگ
سے ایسے واقف نہ تھے جیسے اُنکے امیر مولوی محمد اسمٰعیل صاحب اس کام میں برق تھے۔ اس فوج کا لشکر گاہ
بوجہ ناتجربہ کاری سرداران ہمراہی کے ٹھیک جگہ پر نہ ہوا تھا۔ فجر کو جبکہ یہ فوج ادائے نماز صبح مشغول تھی
لشکر کفار نے یورش کر کے ایک ہزار کو تین تین سواروں نے جا گھیرا۔ اس گھبراہٹ میں غازیوں کی صف

ہوکر پھر بار کا بھی کچھ موقع نہ ہونے پایا جسمین چند غازی اور مولوی محمد حسن صاحب و سید احمد علی صاحب وغیرہ
سردار بھی شہید ہوگئے - سکھون کے پاس بڑے لمبے لمبے نیزے تھے جسکا جواب غازی تلوار سے نہیں دے سکتے
تھے - اس عرصہ مین دوسرے کنارہ لشکر سے ایک جماعت چالیس پچاس قندہاریون کی ایک آڑ ہوکر ایک
ٹیلہ کے تحت صف بندی کرکے باقاعدہ حملہ آور ہوے جنہنے چند بار ھین مین سکھون کا دو چند نقصان کرکے
انکو پسپا کردیا - مولوی محمد اسمٰعیل صاحب گڈھی شنکی اور گڈھی ہری کو سکھون کے ہاتھ سے چھین کر بعد
عہد و پیمان مسلمان سردارون کے سپرد کر آئے اور پھر اس کل لشکر کو ساتھ لیکر آمب کو لوٹ گئے ۔

انہی دنون مین سردار وزیر سنگھ جمعدار خسر پورہ راجہ رنجیت سنگھ صاحب اور حکیم عزیز الدین صاحب راجہ
رنجیت سنگھ صاحب کی طرف سے سفیر مقرر ہوکر سید صاحب کے پاس یہ پیام صلح لیکر آئے تھے کہ دریائے
اباسین کے اُس کنارہ کا ملک جو سید صاحب کے قبضہ مین ہے اُسکو راجہ رنجیت سنگھ صاحب کی طرف سے
انعام تصور کرکے بلا مزاحمت اپنے اُسکو اپنے قبضہ و تصرف مین رکھین اور بعد عدل احکام شریعت کو
اس ملک مین جاری کرین لیکن قصد اس جانب دریائے اباسین کے نکرین اور سید صاحب فقیر ہین اور انکا
امیرون سے امیرون پر فقیرون کی خدمت کرنا اور فقیرون کو دعا گوئی ہمارا کی ضرور ہے - اگر سید صاحب اس سے
زیادہ قصد ملک گیری کا کرینگے تو مثل دنیا دارون کے حریص سمجھے جاوینگے اور پھر اس طرف سے بھی تیاری جنگ
کی کرکے انکی بخیلی کی جاویگی - اگر سید صاحب مقدر پر قانع رہین تو انکی بھلائی اور ہماری خوشنودی ہے
اور زیادہ طلبی مین دونو طرف کا نقصان ہے اور یہ بھی لکھا کہ بعد ملاحظہ ان شرائط کے اپنا سفیر مع جواب
نامہ کے ارسال فرمائین ۔

یہ دونو سفیر جب امب مین پہنچے اور سید صاحب کی زیارت سے مشرف ہوئے اور آپکے کلمات
ہدایت آمیز روزانہ سُننے لگے تو قطع نظر حکیم عزیز الدین کے سردار وزیر سنگھ بھی مسلمان ہوگیا مگر سید
صاحب نے اُسکو اجازت دیدی کہ تا وقت مصلحت و موقع اپنا اسلام کو مخفی رکھکر خیر خواہی اسلام کی
کرتا رہے - ان ایام مین راجہ شیر سنگھ اور جنرل انٹورا صاحب فرانسیس واسطے لینے جواب سید
صاحب کے مع بارہ ہزار لشکر کے دریائے اٹک کے کنارہ پر پہنچکر مقیم تھے اُسوقت سردار فتح خان
رئیس پنجتار کو اندیشہ ہوا کہ مبادا یہ لشکر کفار پنجتار پر یورش کرے اسنے سید صاحب کو اسکی اطلاع
کرکے واسطے حفاظت پنجتار کے کچھ فوج طلب کی سید صاحب نے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کو
مع لشکر مجاہدین کے پنجتار کی حفاظت کے واسطے ارسال کردیا - مولوی خیر الدین شیر کوٹی اور
حاجی بہادر شاہ خان مع آٹھ آدمیون کے واسطے سفارت دربار لاہور کے تجویز ہوکر مع جواب نامہ راجہ رنجیت سنگھ

کے ہمراہ سردار وزیر سنگھ اور حکیم عزیز الدین صاحب کے روانہ کیے گئے - یہ سفارت اسلام کی اول لشکر انٹورا صاحب مین بھیجی گئی جہان پہنچے اس سفارت کے نقد و جنس تحفہ و رسد اور خرچ روزمرہ اس سفارت کا سرکار خالصہ سے مقرر ہوگیا - ایک ملازم کے گھر جو مریدان خاص سید صاحب سے تھا یہ سفارت فروکش ہوئی دوسرے دن مولوی خیر الدین صاحب حاجی بہادر شاہ خان صاحب بمعیت سردار وزیر سنگھ انٹورا صاحب کی ملاقات کو بلائے گئے یہ دونو صاحب مسلح اسکے خیمہ مین داخل ہوے اسوقت اُس خیمہ مین ایک انٹورا صاحب اور ایک اور جنرل فرانسیس کرسیون پر بیٹھے تھے - یہ لوگ السلام علیٰ من اتبع الہدیٰ کہکر میز کے نزدیک قالین پر بیٹھ گئے سردار وزیر سنگھ دروازہ خیمہ پر کھڑے رہے اسوقت انٹورا صاحب نے اخبار نویس اور حکیم عزیز الدین صاحب کو طلب کرکے ان سفیرون کو پاس بٹھلا دیا پھر انٹورا صاحب نے ان سفیرون کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ تم دونو مین مولوی کون ہے - حاجی بہادر شاہ خان نے مولوی خیر الدین صاحب کی طرف اشارہ کیا تب انٹورا صاحب نے مولوی خیر الدین صاحب سے کہا کہ مین آپ سے کچھ علمی گفتگو کرنا چاہتا ہون - مولوی خیر الدین صاحب نے ازراہ دور اندیشی کے فرمایا کہ اگر گفتگو دینی کرنی منظور ہو تو پھر آپ جواب سخت سے رنجیدہ خاطر نہون انٹورا صاحب نے کہا کہ مجھے آپکی خاطر خاطر ہے آپ بلا تکلف فرمائین مین ہرگز رنجیدہ نہونگا لیکن جواب عالمانہ ہو جاہلانہ نہو کیونکہ مین خود بھی کسیقدر دین اسلام سے واقف ہون مینے آپکی کتب تواریخ اور دیگر کتب دینیہ کو بہت مطالعہ کیا ہے - پھر کہا کہ جسوقت میرا ڈیرہ حضرو مین تھا اسوقت ایک شخص بصورت فقیر خلیفہ صاحب کی طرف سے میرے پاس آیا تھا اور کہتا تھا کہ اگر راجہ رنجیت سنگھ خلیفہ صاحب کی معرفت سے مالیہ (مالگذاری) ملک یوسفزئی کا لیا کرین تو سرکار خالصہ تکلیف فوج کشی اور نیز بدی سے رہائی پائے اور اس ملک کے آدمی تاراجی اور خرابی اور آتش زنی سے خلاصی پائین سو یہ بات مجھکو بہت پسند آئی تھی کیونکہ اسمین دونو طرف کو بھلائی ہے - کیا یہ پیغام خلیفہ صاحب کی طرف سے تھا - مولوی خیر الدین صاحب نے فرمایا کہ یہ بات بالکل دروغ ہے کسی مکار نے کسی مصلحت کے واسطے آپکے سامنے یہ بات بنائی ہوگی خلیفہ صاحب کو طاعت کھانا اور انکو مالیہ دینے سے کیا کام - خلیفہ صاحب نے اسلئے حاصل کرنے ملک اور جاگیر کے اس ملک دور دست مین ہجرت نہین کی - یہ تقریر مولوی صاحب کی سنکر انٹورا صاحب نے کہا کہ اگر انکو ملک اور جاگیر کی طمع نہین ہے تو پھر باوجود بے سروسامانی ایسے بادشاہ مالک خزائن اور دفائن اور فوج و عساکر سے کسواسطے ارادہ جنگ و جدال کا رکھتے ہین - مولوی صاحب نے فرمایا غالباً آپنے سنا ہوگا کہ خلیفہ صاحب ملک ہندوستان مین بڑے معزز اور ممتاز اور پیشوائے خلائق ہین اُس ملک مین لاکھون آدمی آپکے مرید پیشوا اور جان نثار ہین

اگر خلیفہ صاحب چاہتے اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے مثل امیروں کے عیش و آرام کرتے رہتے واسطے حاصل کرنے
دنیا کے انکو حاجت ترک وطن اور کوہ و دشت گردی کی نہ تھی - انٹروا صاحب نے کہا البتہ یہ سنا ہے کہ خلیفہ
صاحب کو ہر طرح کا عیش و آرام اپنے مکان میں حاصل تھا اور وہاں کے حاکم اور امیر انکی تعظیم اور توقیر کرتے تھے
تب مولوی صاحب نے کہا کہ ایسی ثروت اور جاہ و جلال کو چھوڑ کر ایسی تکالیف سفر اور غریب الوطنی بخیال
نفع موہوم و حصول جاگیر و خطاب اختیار کرنا اور رات دن جنگل اور پہاڑوں میں مشقت اٹھانا اور باوجود
بے سر و سامانی ارادہ مقابلہ بادشاہ صاحب ملک اور فوج کا کرنا کوئی عقلمند کہیگا کہ بلا کسی قوی سبب
کے نہیں ہے   اب آپ دل لگا کر سنئے کہ وہ قوی سبب کہ جسنے وہ سب عیش و آرام کو چھوڑا کر
ان تکالیف اور شدائد غریب الوطنی کے گوارا ہی نہیں کر رکھے بلکہ انمیں ایک لطف اور لذت دار کر رکھی ہے
یہ ہے کہ دین اسلام میں بعد ایمان توحید کے پانچ احکام فرائض ضروریہ دین سے ہیں کہ انکے ادا کرنیکی اللہ
تعالی کیطرف سے بڑی تاکید آئی ہے وہ پانچوں حکم نماز - روزہ - زکوٰۃ - حج - جہاد ہیں - نماز روزہ
تو ہر مسلمان مرد و عورت پر خواہ وہ غنی ہو یا فقیر فرض ہے اور زکوٰۃ صرف مالدار مسلمان مرد و عورت پر فرض
ہے اور حج تمام عمر میں ایکبار صرف غنی لوگوں پر فرض ہے - نماز روزہ - زکوٰۃ تینوں سے مشکل حج کا ادا
کرنا ہے جس سے بہت لوگ بوجہ تنگدستی اور خوف سفر دور دراز کے محروم رہتے ہیں مگر خلیفہ صاحب نے باوجود
بے سر و سامانی کے سات آٹھ سو آدمیوں کو ساتھ لیکر اس دھوم دھام سے حج کیا ہے ان ایام میں کسی امیر
اور دولتمند سے بھی ایسا نظر میں نہیں آیا - انٹروا صاحب نے کہا کہ بیشک خلیفہ صاحب کا سا حج آجتک کسو
سے نہیں ہو سکا اسکے بعد مولوی صاحب نے فرمایا کہ پانچواں فرض یعنی جہاد حج سے بھی زیادہ مشکل ہے
بڑے بڑے مالدار اور رئیس بلکہ بادشاہ بھی اس پانچویں فرض کو ادا کرنے سے گریز کرتے ہیں اور صد ہا حیلے
حوالے کر کے اس سے منہ چراتے ہیں - اس سبب سے ان پہلے چار فرضوں سے جہاد کا ثواب بھی بہت زیادہ
ہے کیونکہ اس فرض کے ادا کرنے میں جان و مال و عیال وغیرہ کل محبوبات و لذات سے دست بردار ہونا پڑتا ہے
اور یہ بھی یاد رکھو کہ یہ جہاد کچھ صرف ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہی پر فرض نہیں ہوا تھا بلکہ حضرت موسیٰ
اور یوشع بن نون اور داؤد اور سلیمان علیہم السلام وغیرہ دیگر انبیاء بنی اسرائیل پر بھی فرض تھا یہ بات
آپکو کتب تاریخ اور توریت وغیرہ سے بھی معلوم ہوئی ہوگی - انٹروا صاحب نے کہا ہاں یہ بات راست ہے
اور جہاد کی فرضیت قدیم سے ہم بخوبی واقف ہیں - اسوقت مولوی صاحب نے فرمایا کہ خلیفہ صاحب کی
ذات مقدس بھی مثل انبیاء سابقین مقبول بارگاہ ایزدی ایک بڑی صاحب اقبال اور اولو العزم ہے - پس بعد ادا
حج انہوں نے چاہا کہ اس پانچویں فرض اور عبادت شاقہ کو بھی ادا کریں اور اس عبادت شاقہ کے ادا کرنے

اسکے واسطے دو شرطین بھی ہین ایک وجود امام دوسرے جائے امن سو سید صاحب نے سنا تھا کہ قوم یوسفزئی سکھ سے آج لڑتی جھگڑتی رہتی ہے مگر کوئی سردار قابل اس کام کے انمین نہ تھا لہذا سید صاحب واسطے ادا کرنے اس فرض کے مع صدہا ہندوستانی مجاہدین کے اس ملک مین تشریف لے آئے اور تبھی کوشش اور ترغیب و تحریص سے اس ملک کے لوگون کو بھی شریک اس کام کا کر لیا چنانچہ اس ملک کے لاکھون آدمیون نے خلیفہ صاحب کے ہاتھ پر بیعت امامت کی اور انکو اپنا سردار بنا لیا پس اسی روز سے آپ بلفظ امام یا امیر المومنین یا خلیفہ کے مشہور ہین اور آپکو یہ بھی یاد رہے کہ جہاد سے کچھ ملک گیری اور جنگ و جدل ہی مراد نہین ہے لفظ جہاد کے معنی سعی اور کوشش کرنا ہے سو حسب طاقت اور حوصلہ خود واسطے اعلائے کلمۃ اللہ اور اطفائے نائرہ ادیان باطلہ اور ذلّت کفار کی کوشش کرتے رہنا جہاد ہے اور جہاد کے واسطے یہ بھی شرط نہین ہے کہ امام وقت برابر اور شامل سامان اعدا کے سامان جہاد کا مہیا کرے سو ترقی دین اور اسکے سامان مین کوشش اور سعی حسب مقدور خود کرنا جہاد ہے پس اگر کسی وقت جنگ پیش آئے اور جنگ کرنا اسوقت مصلحت ہو تو جنگ کرے چنانچہ جنگ کو اصطلاح شرع مین قتال کہتے ہین پس اگر فتح ہوجائے تو ملک کفار پر تسلط کرکے دین اسلام کی ترویج کرے کیونکہ جہاد سے اصل مطلب ترقی دین کی ہے اور فتوحات اسکا ثمرہ ہے بلکہ عمدہ فتح یہ ہے کہ بشرط حیات مجاہد و غازی ہو کیونکہ مجاہد اور غازیون کے فضائل بھی قرآن و حدیث مین بہت ہین اور ان سب سے عمدہ اور افضل فتح یہ ہے کہ کفار کے ہاتھ سے شہید ہو کیونکہ بعد پیغمبرون کے شہدا کے مرتبہ کو کوئی نہین پہنچتا - انگریز صاحب نے کہا کہ ان سب باتون کو مین قبول کرتا ہون مگر عقل کی رو سے خلاف معلوم ہوتا ہے کہ ایسی بے سر و سامانی مین کہ نہ فوج ہے اور نہ توپ اور نہ مال اور نہ ملک پھر بادشاہون سے لڑنا سراسر نادانی ہے مولوی صاحب نے کہا کہ دنیا دار کو فوج اور خزانہ اور توپ پر اعتماد ہے اور ہمکو خداوند تعالی کی قوت اور قدرت پر بھروسا ہے ہم وہ لوگ ہین کہ ہمکو نہ فتح کی خوشی اور نہ شکست کا غم ان دونو کو خداوند تعالی کے ہاتھ مین جانتے ہین ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ خداوند تعالی اپنی قدرت کاملہ سے کبھی تھوڑے سے لشکر سے بڑے بڑے لشکرون کو شکست اور ہزیمت دلا دیتا ہے اگر آپکو اس سے انکار ہے تو آپکا دعوی تاریخ دانی کا غلط ہے کیونکہ کسی پیغمبر کے پاس خزانہ اور فوج اور توپ رسالہ تھا انکو بعض بتائید الہی بڑے بڑے زبردست بادشاہون پر فتح ہوئی ہے - اسکے بعد انگریز صاحب نے کہا کہ اب کل کو یہ کل فوج جسکو تم دیکھتے ہو تیار ہو جائیگی تو مولوی صاحب نے فرمایا کہ آپکے تیار ہو جانے سے ہم آپکے قابو مین نہین آسکتے کیونکہ خلیفہ صاحب اسوقت اب بھی پہاڑ مین ہین اور انکے ایکطرف تو دریائے اباسین اور دوسری طرف بڑے بڑے پہاڑ سخت اور دشوار گذار ہین وہان آپکا دخل ہونا محال ہے اس جگہ

تھوڑی سی فوج آپکے پاس لشکر عظیم کو روک سکتی ہے۔ انتورا صاحب نے کہا درحقیقت اب وہ ایک مستحکم مقام
ہے پھر انتورا صاحب نے کہا کہ مجھکو خلیفہ صاحب سے بہت محبت ہے اسی سبب سے رنجیت سنگھ کے حضور
مین بدنام ہو رہا ہون لیکن جنگ کے وقت اس محبت سے کچھ فائدہ نہ ہوگا اسوقت ہمکو ضرور نمک حلالی کرنی ہوگی
پھر انتورا صاحب نے کہا مین اسقدر چاہتا ہون کہ مابین میرے اور خلیفہ صاحب کے رسم ارسال ہدایا اور
تحائف کی جاری ہوجانا چاہئے مین کوئی چیز خلیفہ صاحب کے واسطے ہدیہ بھیجتا ہون معلوم نہین کہ خلیفہ صاحب
اسکے عوض مین کونسا تحفہ عنایت کرینگے تاکہ میرے پیشاور واپس جانیکا ایک عذر معقول میرے لئے
ہو جائے اسکے بعد ملک یوسف زئی پر تصرف کرنیکا خلیفہ صاحب کو اختیار ہے پھر فوج خالصہ اس ملک
پر کبھی نہ آئیگی۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ آپکی دوستی اور محبت سے خلیفہ صاحب کو کچھ غرض نہین ہے اگر آپکو
کچھ غرض ہے تو اپنی طرف سے سلسلہ جنبانی کرو۔ خلیفہ صاحب بھی بڑے عالی حوصلہ ہین صاحب تحفہ
مین آپکے تحائف کا عوض ضرور ارسال فرمائینگے مگر خلیفہ صاحب کی سرکار کا تحفہ کوئی سربند یا کلاہ یا
جبہ ہوتا ہے اور انکی سرکار مین ہتھیار بھی عمدہ سے عمدہ موجود ہین تعجب نہین کہ کوئی ہتھیار بھی عنایت
کردین۔ انتورا صاحب نے کہا کہ سربند کلاہ و سلاح کو لیکر مین کیا کرونگا اگر ایک گھوڑا بعوض میرے تحائف
کے عنایت کردین اسوقت البتہ مجھکو جوابدہی اور معیت کی گنجائش ہوجاوے۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ
مین آپکا مطلب سمجھا اسواسطے گھوڑا ہم ہرگز نہ دینگے انتورا صاحب نے کہا یہ تو تم اپنی طرف سے کہتے ہو مگر خلیفہ
صاحب عقلمند آدمی ہین وہ ضرور اس درخواست کو خوشی سے قبول کرلینگے کیونکہ یہ بات دوراندیشی و مطلب
اسوقت حکیم عزیز الدین اور اخبار نویس اور حاجی بہادر شاہ خان نے مولوی صاحب کو اشارہ کیا کہ جو کچھ
وہ کہتا ہے قبول کرلو مگر مولوی صاحب نے اپنی عقل و دوراندیشی سے مشورہ کرکے پھر یہی فرمایا کہ یہ امر وہ شخص
قبول کرسکتا ہے جو طالب مال اور جاگیر کا ہو مگر جو شخص بواسطے اعلاء کلمۃ اللہ جہاد کی نیت کرکے آیا ہو
اسکو یہ امر قبول کرنا محال کیا بلکہ غیر ممکن ہے جبکہ مین ایسی بات سکے واسطے خلیفہ صاحب کو نہین لکھ سکتا
کیونکہ مین اور خلیفہ صاحب اس نیت و ارادہ مین دونون برابر ہین مین خوب جانتا ہون کہ جیسے نماز روزہ
و دیگر اعمال صالحہ ریاکاری سے باطل ہوجاتے ہین اسیطرح ایسی نیت و ارادہ سے ثواب جہاد کا باطل
ہوجائیگا۔ ایسے سوال کے انکار کرنے مین مین اور خلیفہ صاحب دونون برابر ہین۔ انتورا صاحب نے واسطے گھوڑے
کے اور دو تین بار اصرار کیا مگر مولوی صاحب نے کہا تب مولوی صاحب نے دق ہوکر فرمایا کہ بار بار تکرار اس سوال
کی بے سود ہے ہم لوگ گھوڑا کیا ایک گدھا بھی آپکو نہ دینگے کیونکہ ہمارا ارادہ آپکی سرکار سے جزیہ اور خراج لینے
کا ہے نہ کہ بطور خراج گھوڑا اسطرح دین۔ اسوقت انتورا صاحب بولا کہ اگر خلیفہ صاحب انشاءاللہ کسی وقت

باوجود ایسی بے سروسامانی کے سرکار خالصہ ایسی زبردست سرکار پر غالب ہوجاوینگے تو میں خلیفہ صاحب کے ہاتھ
پر فوراً مسلمان ہوجاؤنگا۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ میں خلیفہ صاحب کا حال آپ سے کیا عرض کروں اگر ہمت
آپ خلیفہ صاحب سے ملاقات کریں تو انشاءاللہ تعالیٰ بعد سننے انکے کلام ہدایت نشان کے سوائے آمنا وصدقنا
کے آپ کی زبان سے اور کوئی بات نہ نکلیگی۔ پھر انٹورا صاحب نے یہ کہا کہ یہ سب باتیں جو میں نے عرض کی
ہیں خلیفہ صاحب کے گوش گذار ضرور کردینا مولوی صاحب نے کہا اسکے واسطے آپکے فرمانیکی کیا ضرورت ہے میں خود ایک
ایک لفظ ان سوال وجواب کا خلیفہ صاحب کے روبرو جاکے گذارش کرونگا پھر انٹورا صاحب نے کہا کہ میرے سوالوں
کا جواب بمقام حضرو میرے پاس پہنچا ہوگا۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ میرا کام خلیفہ صاحب سے عرض کردینا ہے
جواب بھیجنا نہ بھیجنا انکے ہاتھ میں ہے۔ پھر انٹورا صاحب نے کہا کہ آپکے نزدیک جیسے اقوام سکھ کافر ہیں ایسے
ہی ہم نصرانی بھی ہیں یا کچھ فرق ہے مولوی صاحب نے فرمایا ہاں کفر میں تو برابر ہیں پھر انٹورا صاحب نے
کہا کہ ملک ہندوستان میں خلیفہ صاحب کے لاکھوں مرید جانثار بڑے بڑے نواب اور زمیندار اور
اسوقت تمام ہندوستان نصرانیوں کے قبضہ میں ہے۔ پھر جبکہ سکھ اور نصرانی دونوں کفر میں برابر ہیں تو خلیفہ
صاحب نے اپنے لاکھوں مریدوں کو جمع کرکے گھر بیٹھے بٹھائے سرکار انگریزی سے جہاد کیوں نہیں کیا اور
اتنی محنت اور مشقت سفر دور دراز کی اٹھا کر یہاں سکھوں سے لڑنے کو آئے۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ سرکار
انگریزی ہمکو کسی فرائض مذہبی کے ادا کرنے سے نہیں روکتی ہر مذہبی امر میں ہمکو پوری آزادی دے رکھی
ہے برخلاف سکھوں کے کہ انہوں نے لاکھوں مسلمانوں کو ذلیل کر رکھا ہے بلند آواز سے اذان تک کہنا منع کر رکھا
ہے اگر کوئی مسلمان عید بقرعید پر بھی گائے کی قربانی کرے تو سرکار خالصہ سکھ جان سے مار ڈالتے ہیں یہی
سبب ہے کہ خلیفہ صاحب انگریزوں کو چھوڑ کر سکھوں سے جہاد کرنے کو آئے۔ پھر انٹورا صاحب نے کہا کہ جو کچھ آپنے
میرے سامنے بیان فرمایا ہے یہ سب راجہ گلاب سنگھ صاحب کے سامنے بھی بیان کر سکوگے۔ مولوی
صاحب نے فرمایا انشاءاللہ تعالیٰ اس سے بھی کچھ زیادہ بیان کرونگا۔ جب بات یہانتک پہنچی تو انٹورا صاحب
نے کہا کہ اب آپکو رخصت ہے پھر کسی وقت میں آپکو بلاؤنگا۔ مولوی صاحب وہاں سے رخصت ہوکر حکیم ظہور اللہ
صاحب کے ڈیرہ پر تشریف لائے اور وہیں دوپہر کا کھانا تناول فرماکر نماز مغرب تک وہیں متوقف رہے
بعد ادائے نماز مغرب اپنے ڈیرہ کو تشریف لے آئے۔ دوسرے دن سردار وزیر سنگھ نومسلم نے مولوی ظہور اللہ
صاحب کے ڈیرہ پر آکر تنہائی میں بیان کیا کہ آج تیسرے پہر کو راجہ گلاب سنگھ کے ڈیرہ پر دونوں فرانسیسی افسر
اور امیر جان باچہ خان ایک جگہ جمع ہوکر کہتے تھے کہ یہ مولوی (خیرالدین) بڑا تیز طبع اور بیباک ہے کسی
طرح بھی ہمکو ہاتھ رکھنے نہیں دیتا اسواسطے پنجاب پر فوج کشی کرنا ضرور ہے آج ایک پہر رات باقی ہے فوج کا

کوچ کا وقت مقرر ہوا ہے سو آپ مولوی اسمعیل صاحب سے تعینہ پنجتار کو خاص اس اندیشہ کی اطلاع کر دیوین - حضرت
مولوی صاحب نے ملا اپنے پیران کو جو ایک معاملہ فہم تھا یہی پیام دیکر پنجتار کو روانہ کر دیا اور اسکو یہ بھی کہہ دیا
کہ راہ مین جو گاؤن مخلصین خاص کے ملین اُن سب کو اس چڑھائی کی اطلاع کرتے جانا - جب دو ایک پہر رات
باقی رہی سوائے راجہ کھڑک سنگھ کے تمام لشکر خالصہ تو امر زیدہ ہوتے پنجتار سے چھ کوس پہ جا کر مقیم ہوا بعد
غروب آفتاب تمامی لشکر خالصہ مقیم زیدہ مین یہ مشہور ہو گیا کہ آجکی رات پنجتار سے اس لشکر پر شبخون آویگا
اس خبر وحشت اثر کے سننے سے تمام لشکر خالصہ مین ایک تہلکہ پڑ گیا کہ مارے خوف کے کوئی آدمی اُس
رات کو نہین سویا ہر سوار اپنا اپنے گھوڑے کی باگ اپنے ہاتھ مین لئے ہوئے کھڑا رہا - رات کو پانی
کے جھرنون اور نالون مین زور سے پانی گرنے کی آواز سے خائف ہو کر ہر کوئی یہ کہتا تھا کہ غازیون کا شبخون
آپہنچا اُس خوف اور پریشانی مین ہر آہٹ اور کھٹکا غازیون کی تصدیق ہو کر فرار پر آمادہ کرتا تھا یہانتک کہ
اُس رات کو لشکر خالصہ مین ایسے طرح شور و غل ہو کر ہر ایک آدمی بھاگنے پر آمادہ تھا - ونتورا صاحب نے
لشکر کا یہ حال دیکھکر ابو سلطان اجیتن اور دوسرے افسرون کو بلا کر کہا کہ آج لشکر پر کیا آفت پڑی ہے
کہ ہر ایک آدمی مارے خوف کے بھاگنے کو تیار ہے ان افسرون نے ہر ایک آدمی کو تسلی اور تشفی دیکر بھاگنے
سے روکا مگر یہ اثر صرف چند لحظ آمیز رہا جب تھوڑی سی رات رہی بلا اطلاع اور سے سارا لشکر بڑی عجلت سے
بے ترتیب ہو کر دریائے کنڈھ جو بیچ مین ہے اسکی طرف آگے کے بھاگا چلا جاتا تھا اور کوئی ایک دوسرے
سے نہین پوچھتا تھا کہ کیون اور کدھر جاتے ہو مارے خوف کے ہر آدمی مانند دیوانون کے بیخود تھا یہانتک
مجاہدین کا خوف تھا کہ اس لشکر نے دریائے کنڈھ سے عبور کرکے بلا حکم کسی افسر کے پل کو بھی توڑ ڈالا
کہ کہین غازی اس پل کی راہ سے یورش نکرائین - اُسی دن مولوی خیر الدین صاحب بھی بلا حصول
جواب تحریری اور حصول رخصت کے وہان سے روانہ ہو کر پنجتار کو چلے - اور پنجتار مین مولوی محمد اسمعیل
صاحب سے ملاقات کرکے دوسرے دن بہمراہ اُنکے خلیفہ صاحب کی خدمت مین جا پہنچے اور ساری حقیقت
سوال و جواب امیر اور عدم رخصت وغیرہ کی جو حضرت کی خدمت شریف مین عرض کر دی سید
صاحب نے سنکر فرمایا شاباش و جزاک اللہ خیر یہ تمامی جواب جو تمنے دیے ٹھیک ٹھیک موافق میری مرضی کے تھے
اور اس فقرہ کو سنکر کہ گھبرا گیا ہم گدھا بھی پاکو نہ دینگے سید صاحب بہت خوش ہوئے سید صاحب نے
یہ بھی فرمایا کہ یہ بھی خوب ہوا کہ آئندہ وعدہ ارسال جواب کا بھی نہین کیا +
ان واقعات کے بعد اقوام سکھ جو قلعہ ہند پر قابض تھے خود بخود اسکو خالی کرکے بجانب حضرو فرار ہو گئے
اسکے بعد فرار لشکر غازیان قلعہ مذکور پر جا کر قابض ہو گیا +

جب عدل و انصاف شروع بطور منہاج النبوۃ اُس ملک میں جاری ہوا تو اُس ملک کی کنواری عورتوں نے جو بعد
کوشش کے زانیہ یعنی منگنی ہوا ہے بجبر یا بہ رضا ہزاروں عورتوں نے جو بلا کوشش کے دہانا اپنے والدین کے گھروں میں بیٹھی
ہوئی بوڑھیاں ہو جاتی تھیں آواز انصاف حضرت امیر المومنین کا سنکر اپنی فریاد بھی بہت سے ذریعوں سے
گوش مبارک تک پہنچائی اسواسطے حضرت نے جلسہ کیا بڑے خوانین اور علماء و حامی دین اُس ملک کو بلا کر اس رسم
بد کے موقوف کرنیکے واسطے بہت نصیحت کی اور فرمایا کہ خداوند تعالیٰ نے کسی خاص آدمی یا خاص قوم کو واسطے
عطا کرنے دختروں کے نہیں فرمایا کہ وہ خاص قوم عوض لینے روپیہ کے اپنی دختروں کو کسیکے نکاح
میں دیویں اور اسکو تجارت کا وسیلہ بنا کر کسب کیا کریں بلکہ ہر قوم میں لڑکے اور لڑکیاں دونو پیدا ہوتی
ہیں پس جسقدر تم بیش بہا لڑکیوں کے دوسروں سے لیتے ہو اُسیقدر اپنے لڑکوں کے نکاح میں دوسروں کو
دیدیتے ہو اسواسطے یہ نفع اخذ روپیہ عوض دختران فرضی ہے نہ حقیقی اور یہ کام ایسا ہے سراسر خلاف شریعت
کے ہے اسواسطے اسکو ترک کر دینا چاہئیے تم دیکھتے ہو کہ اس رقم عوض نکاح کے ادا کرنیکے واسطے تم لوگ
ہندوستان ایران توران وغیرہ ممالک دور دست میں جا کر گھر گھر بھیک مانگتے پھرتے ہو اور بعضوں تک فقر و فاقہ اٹھا کر
رہتے ہو بہت آدمی راہ میں مر جاتے ہیں اور بہت آدمی اُن ملکوں میں کسی عورت کو شفقت پا کر پھر یہاں
واپس نہیں آتے اور لڑکیاں والدین کے گھروں میں بیٹھی ہوئی بوڑھیاں ہو جاتی ہیں اور اکثر انمیں سے بتقاضا
نفس و شہوت کے بدکاری میں گرفتار ہو جاتی ہیں اگر یہ کل لڑکیاں جو بطرح سے تنگ ہوئی ہیں بروقت
بلوغ اپنے شوہروں کے گھروں میں چلی جاتیں تو آج تک ہزاروں مسلمان پیدا ہوئے ہوتے اور یہ سب خرابی
اسی روپیہ معاوضہ نکاح کے سبب ہوتی ہے جو دولہا کی طاقت اور وسعت سے زیادہ اُس سے طلب ہوتا ہے
اس نصیحت کو سب حاضرین نے بدل و جان قبول کر کے اس رسم بد کے موقوف کرنیکا وعدہ کر لیا مگر احمد خان
رئیس ہوتی مردان اس جلسہ کی غرض کو معلوم کر کے حسب الطلب سید صاحب کے حاضر نہیں ہوا بلکہ اپنے
بھائی کو گدھی کی حفاظت کے واسطے چھوڑ کر خود پنجتار کو واپس چلا گیا جب اس رسم بد کا موقوف
ہونا شروع ہوا اور ہزاروں جوان لڑکیاں شوہر والیاں ہو گئیں سید صاحب نے واسطے سرکوبی احمد خان
باغی رئیس ہوتی مردان کے ایک فوج ہوتی مردان کو روانہ کیا امیر اس فوج کے مولوی محمد اسمٰعیل
صاحب تھے انہوں نے اچانک حملہ کر کے احمد خان کو مار ڈالا اور قاضی حبان صاحب بھی مع چند شخصوں کو کسی ذریعہ
سے فوجوں کی خبر پہنچی تھی اسواسطے وہ مقابلہ کے لئے مع ہزار ولایتیوں کے تیار تھے مگر غازیوں نے حملہ
کر کے گدھی کو فتح کر لی قاضی حبان صاحب ولایتیوں میں بارہا حملہ کئے مگر شکست پائی
اور سید صاحب نے تمام ملک میں قاضی القضاۃ مقرر کئے

صاحب نے دونوں گاؤں صیبوں کو فتح کر کے بعد بیعت جہاد و بیان شرعی قبول حکام شریعت و قدر مشکل زاری و رفاقت
مجاہدین کے سپرد رسول خان برادر احمد خان باغی کے تئیں آپ مع لشکر مجاہدین تمام پنجتار کو لوٹ آئے
احمد خان باغی تئیں ہوتی مردان میں جا کے اور کوشش سے درانیان پشاور کو واسطے مقابلہ مجاہدین کے لشکر
چڑھا لایا - جب درانیوں کا لشکر چکنی میں آ پہنچا تو سید صاحب کو بھی اسکی اطلاع ہو گئی - سلطان محمد خان
حاکم پشاور نے خطوط دو تین بنام جملہ خوانین سمہ تحریر کر کے اس مضمون کے روانہ کئے کہ تم نے شرکت
سید صاحب میرے بھائی یار محمد خان کو مار ڈالا اور گاؤں ہوتی مردان تمہاری شرکت اور امداد سے
سید صاحب کے قبضہ میں آ گئے ہیں اب تمکو ضرور ہوا کہ اسکا عوض لینے اور سید صاحب تلوار سے لولوں
یہ یورش ایسی پر جوش تھی کہ تمامی افواج درانیاں اور کل مشہور بہادر اور پہلوان اور سردار سید محمد خان و
پیر محمد خان برادران و حبیب اللہ خان برادرزادہ و سلطان محمد خان بھی اسمیں شریک تھے اور یہ ارادہ
کر کے نکلے تھے کہ سید صاحب اور غازیوں کو بکلی نیست و نابود کر کے سمہ کے تاک کر بھی آ جاوینگے
سید صاحب نے عبد الحمید خان رسالدار کو واسطے سد راہ حملہ آوری درانیوں کے پنجتار میں آ کے بگڑھی امان زئی
میں اپنی کیفیت ... دل قائم کرا دی - اور اب حکم ... سید اکبر شاہ ستھانوی اور شیخ ولی محمد
کو بگڑھی امان زئی میں مع کسیقدر غازیوں کے چھوڑ کر خود سید صاحب بھی ادہر سے روانہ ہو گئے - جب سید صاحب
ستھانہ میں پہنچ گئے تو معلوم ہوا کہ ... درانیاں ادہر سکھوں کا لشکر واسطے تسخیر قلعہ امب اور چتربائی
کے چڑھائی کر کے آتا ہے تب سید صاحب پھر پنجتار کو لوٹ آئے اور ایک ... جانب ... قلعہ امب بھیجا
گھدوا دی سکھوں کی فوج نے مدد دی گڑھی چتربائی کے ... دوسرے کنارہ پر ایک دمدمہ
تیار کرایا اور اس دمدمہ میں توپیں رکھکر گڑھی چتربائی پر گولہ باری شروع کی غازیوں نے بھی اپنی توپ
اور شاہینوں سے انکو خوب خوب جواب دیا یہانتک کہ لشکر خالصہ سخت ہزیمت اٹھا کر پسپا ہو گیا جب
سید صاحب کو اسطرف سے اطمینان ہوا تو مع ... آدمی یعنی فوج کلان اور تمامی سرداران کے پنجتار میں
پہنچا اور وہاں سے جمعیت چار پانچ سو غازیوں کے گڑھی امان زئی میں داخل ہوئے اسوقت مسلمانوں نے
درانیوں کی دھوم دھام اور کثرت توپ و شاہین کا حال سنکر سید صاحب سے بھی عرض کیا تھا کہ قلعہ
امب اور چتربائی سے کچھ توپیں اور شاہین واسطے جواب و مقابلہ درانیوں کے منگا لینا چاہیے آپنے فرمایا کہ
ہمکو توپ و بندوق پر بھروسا نہیں ہے ہمکو فقط اللہ تعالی ہی پر بھروسا ہے کہ وہ ہم عاجزوں کو ایسی زبردست
توپ و شاہین پر غالب کرے - گڑھی امان زئی میں پہنچنے کے بعد سید صاحب کو بذریعہ جاسوسوں کے
معلوم ہوا کہ درانیوں کا لشکر چکنی سے کوچ کر کے ... گڑھی اتمان زئی میں آ پہنچا ہے تب سید صاحب

حملہ سکھان بر گڑھی امان زئی

واسطے رفع حجت منکرین کے حسب قاعدہ شریعت کے ایک خط بطور اعلام نامہ سلطان محمد خان صاحب کو لکھا
مضمون کا لکھا کہ ہم لوگ اس ملک میں واسطے مقابلہ و مقاتلہ کفار اور اعلائے کلمۃ اللہ کے آئے ہیں مسلمانان
کا کچھ ہم سے رشتہ نہیں آئے تھے تم بار بار ہم پر چڑھائی کرکے کاروبار جہاد میں خرابی ڈالتے ہو تم اللہ سے ڈر کر
مقابلہ کفار لشکر اسلام کی تائید کرو ورنہ پھر اگر آپکا ارادہ ہم پر حملہ کرنیکا ہے تو ہم حاضر ہیں ناتوان بھی اللہ پر بھروسا
کرکے آپکا جواب بضرب سیف و سنان دینے کو حاضر ہیں اور فتح و شکست خداوند تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے
سردار سلطان محمد خان متکبر نے اس نامہ فیض شمامہ کا یہ جواب لکھا کہ جو آپکے مضمون نامہ پر اطلاع
پائی آپنے جو لکھا ہے کہ ہم خدا کے واسطے اس ملک میں کفار سے جہاد کرنے کو آئے ہیں اور کچھ لینے دینے
رشتہ نہیں آئے ۔ یہ سب آپکی اللہ فریبی ہے آپکا عقیدہ فاسد اور سنت کی ... آپ فقیر ہو کر ارادہ امارت
اور حکومت کا رکھتے ہو پس ہمنے بھی خدا کے واسطے کمر باندھی ہے کہ آپکو قتل کرکے اس زمین کو تم سے پاک
کریں ۔ جب یہ جواب نخوت آمیز سید صاحب کو پہنچا تو کل حاضرین مجلس نے عرض کیا کہ اب بجز جنگ کے
چارہ نہیں ہے تحریر و تقریر کی گنجائش نہیں رہی اب آپ صلح سے ہاتھ دھو کر جنگ کی تیاری کیجئے لیکن
سید صاحب نے فرمایا کہ تیاری جنگ سے ایسے وقت میں غفلت کرنا مناسب نہیں ہے مگر میرے نزدیک ایکبار
اور لکھکر خوبی حجت تمام کر دینا چاہئے تاکہ عند اللہ انکو کوئی جائے عذر باقی نہ رہے اسواسطے ایک دوسرا نامہ
یہ مضمون انکو لکھ کر روانہ فرمایا ۔ الحمد للہ کہ جسنے نام پاک ہمارے پروردگار کا زبان قلم پر لا کر خدا کے واسطے
کمر باندھنے والوں میں اپنے تئیں شمار کیا ہے اسواسطے جو کچھ خلاف حکم اور مرضی اس احکم الحاکمین کے ہمارے
اعمال و افعال میں موجود ہو تم اسکو ثابت کرو کیونکہ ہماری تلاش کی غرض یہ ہے اور صلح و جنگ متعلق اسکی رضا
کی ہے اگر کوئی امر ناشرعی بسبب قاعدہ شریعت ہماری نسبت ہوگا تو اس صورت میں آپکو کچھ حاجت
لشکر کشی کی ہرگز نہ ہوگی ہم خود دونوں ہاتھ باندھکر واسطے پانے سزا اپنے اعمال ناشروع کے بسر و چشم آپکی حضور
میں حاضر ہو جاوینگے اور آپکو ہرگز تکلیف نہ دینگے ۔ واللہ علی ما نقول وکیل ۔ اور اگر کوئی امر خلاف شرع
شریف ہماری نسبت ثابت نہو اور ہم اور تم دونوں نے خدا کے واسطے کمر باندھی ہے تو پھر اب ہمکو اسکی
تلاش کرنی چاہئے کہ تم دونوں میں کون آدمی اپنے دعوے میں جھوٹا اور مخالف احکام اس معبود حقیقی کے
ہے پس بعد تلاش اسکو ترک کیجے تابعدار حکم الٰہی کا ہو جانا چاہئے ۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ والاثم
علی من تولی ۔ اب اس آخری نامہ لاجواب کو پڑھکر انکو کوئی جگہ لکھنے جواب کی باقی نہ رہی اس
آخری نامہ کو پڑھکر سید صاحب کے نامہ برکو زبانی کہا کہ ہم اس نامہ کا جواب کل کے دن تلوار سے دینگے ۔
بعد پہنچنے اس زبانی جواب کے سید صاحب نے فرمایا کہ اب ہماری طرف سے حجت پوری ہو گئی اور دشمن کی

جنگ کا امر کی باقی نہ رہے ہمارا حافظ حقیقی اُسکے شکر کرتا ہون پہنچتے ہو دشمن کو [illegible] اور [illegible] تحقیق اعلیٰ تحریر [illegible]
تکبر کی اُسکو ایسی سزا دیگا کہ تمام عمر وہ اُسکے سزا پاکر [illegible] رہیگا [illegible] سواران [illegible]
آگے خبر ہوئی کہ درانیون کا لشکر گڑھی پکھلی مین داخل ہو گیا [illegible] لشکر اسلام [illegible]
کا نقارہ بجایا گیا اور لشکر تھوڑا تیار ہو کر رات تک پکھلی روانہ ہوا [illegible] قلعہ پکھلی کو درانی
لوگ ہوشیار پاکر خائب و خاسر پسپا ہو گئے اُسدن لشکر اسلام مین [illegible] کیا دوسرے دن بعد نماز فجر
کے پھر میدان پکھلی مین تمام لشکر درانیون کا بارادہ جنگ [illegible] آیا ادھر سے لشکر اسلام
بھی تیار ہو کر بارادہ جنگ روانہ ہوا تھوڑے آدمی قلعہ [illegible] اور [illegible] کی حفاظت کے واسطے
وہان چھوڑے گئے باقی کل لشکر جنگ کے واسطے تیار کیا گیا لشکر اسلام جب اقدام اُس روز ساٹھ
تین ہزار سے زیادہ نہ تھا اور درانیون کے پاس آٹھ ہزار سوار اور چار ہزار پیادے اور چار توپ
اور دس شاہین تھیں سید صاحب نے پیادون کو آگے اور شاہین کو پیادون کے پیچھے اور سوارون
کو شاہین کے پیچھے مقرر کر کے بڑھنا شروع کیا جب لشکر اسلام اُنکے قریب پہنچا تو اُنکی طرف سے توپ
کا چھوٹنا شروع ہوا۔ اُسوقت سید صاحب نے صف مجاہدین کے آگے کھڑے ہو کر فرمایا کہ اے
بھائیو تم دوڑ کو اپنے اوپر حرام سمجھ کر صرف تیزروی سے بمانند مثل موج دریا کے بڑھکر دشمن کی
توپون کو چھین لو اور سید صاحب خود بھی اپنے گھوڑے سے اُترکر پہلی صف پیادون مین شامل
ہو گئے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب اور دوسرے سردار لشکر مجاہدین کے بطور باڈی گارڈ یعنی محافظ
جان سید صاحب کے داہنے بائین قائم ہو گئے۔ جب سید صاحب مع لشکر اسلام مثل موج دریا
بڑی تیزقدمی سے بڑھنے لگے تو دشمن کی توپون کے صرف دو یا تین فیر ہونے پائے تھے کہ یہ شیر خدا
توپون پر پہنچگئے اور درانی گولہ انداز توپون کو چھوڑ کر صف سوارون مین جو اُنکے پیچھے کھڑی تھی
شامل ہو گئے۔ اُسوقت آٹھ ہزار سوار بڑے جوش اور غضب سے اپنی داڑھیون کو اپنے دانتون مین
دبائے ہوئے اپنے گھوڑے دوڑا کر غازیون پر حملہ آور ہوئے اُن سب سوارون کے پاس کوہاٹی
شمشیر تھے جسکا ایک ایک فیر کرکے تیر سے [illegible] اُنہون نے پکڑ لئے اور ہر سوار مثل تیر اور مین زیادہ
کے شدید کاست [illegible] کہتا ہوا سید صاحب کے فوج کا پیاسا تھا اُسوقت سید صاحب نے
بڑی پھرتی سے صف آرائی کرکے بھر مار کا حکم دیا ایک ہزار بندوق یا دو توڑے بندوقون کی باڑھ پر باڑھ
مثل باران عظیم القطر درانیون پر پڑنے لگی اور جو تین آدمی تو صرف بندوقین بھر بھر کر سید صاحب
کو دیتے جاتے تھے اور سید صاحب بجواب شدید کاست کے یہ کہتے سید کہین سست [illegible]

ایسی مرتبہ اپنی پھیر پھر کر رہتے تھے کہ تھوڑے عرصہ میں صدہا سوار خود سید صاحب کے ہاتھ سے سرشار ہو کر گلی میں
خلاف کے مقام پر پہنچے درانیوں کی لاش پر لاش پڑ کر لاشوں سے میدان بھر گیا۔ اور غازیوں کا بہت ہی
تھوڑا نقصان ہوا۔ جب کئی ہزار درانی مارے گئے تو انہوں نے سخت ہزیمت اٹھا کر پسپائی شروع
کی اسوقت غازیوں نے دشمن کی توپوں پر جا کر قبضہ کر لیا اور انہیں توپوں سے بھاگتے ہوئے دشمنوں
پر گولہ باری کر کے انپر قیامت برپا کر دی قریب تین ہزار کے درانی مقتول و مجروح ہوئے اور انکے
بڑے بڑے سردار اور شجاع اور پہلوان اسدن مارے گئے۔ غازیوں کے صرف تیس آدمی شہید ہوئے
اسیقدر مجروح ہوئے میدان غازیوں کے ہاتھ رہا اور توپخانہ اور شتر اور بیرق اور گھوڑے سامان
خیمے و ظروف وغیرہ مال غنیمت غازیوں کے ہاتھ آیا۔ بعد فتح لشکر ظفر پیکر اور حضرت سید صاحب نے اس میدان
میں ادا کی۔ اور قبل از نماز مغرب سید صاحب کل مال غنیمت کو ساتھ لیکر لشکر منصور موضع ہوبار میں
پہنچے اور وہیں شب باش ہوئے دوسرے دن اس فتح کی خبر سنکر چاروں طرف سے خوانین اور علماء
دین مبارکباد دینے کو حاضر ہونے لگے۔ حقیقت میں میدان اس جنگ کے ایک روز پہلے درانیوں
نے شراب نوشی کر کے بہت لاف گزاف اور تکبر اور تمسخر کیا تھا اسدن بھاگتے ہوئے بہت سا اپنا
اسباب چھوڑ گئے۔ دوسرے دن مولوی محمد اسمعیل صاحب بھی میدان میں جا کر اس اسباب
پر بھی اپنا قبضہ کر لیا ؛

اس فتح کے بعد تسخیر پشاور کی تیاری کی گئی اسوقت تمامی خوانین و سرداران سمہ مع اپنی اپنی
فوجوں کے حاضر ہو کر شریک لشکر اسلام ہو گئے۔ ہوبار سے چلکر جس جس مقام پر یہ مقدس لشکر پہنچا گاؤں
والے جو درانیوں کے ظلم سے ازبس تنگ تھے بہت خوشی اور سرور سے اس لشکر ظفر پیکر کا استقبال
کر کے تہنیت اور مبارکباد کی آوازیں بلند کرتے اور اپنی زبان میں خوشی کے گیت گاتے اور نذرانہ و علوفہ
خود تواضع اور مدارات سے پیش آتے۔ پشاور کی راہ میں کوئی آدمی اس مقدس لشکر کے بڑھنے کو مانع اور مزاحم
ہوا بلکہ راہ میں جہاں تہاں درانیوں کا لشکر پہلے سے مقیم تھا وہ لشکر اسلام کی خبر قدوم سنکر خود بخود ڈر کے مارے
بجانب پشاور فرار ہوتا گیا ۔ سید مظہر علی صاحب عظیم آبادی بطور ہراول مع پانسو سوار اور پیادوں کے
اس لشکر ظفر پیکر سے ایک منزل آگے چلا کرتے تھے۔ جب سید صاحب موضع ... میں پہنچے تو
بذریعہ جاسوسوں کے آپکو معلوم ہوا کہ سرداران پشاور نے اپنے زن و بچے مع مال و اسباب کو اٹک کو
روانہ کر دئے اور خود خائف اور مرعوب ہو کر ایک گاؤں میں قریب پشاور کے ٹھہرے ہوئے ہیں اور کچھ تیاری
مقابلہ کی نہیں کرتے بلکہ سید صاحب کے رحم اور معافی کے امیدوار ہیں۔ مقام کشت فروکشی اور اہامید

فیض اللہ خان ہتنہ وکیل سردار سلطان محمد خان اپنے طلب معافی اور [illegible] کرنے کے لیے حاضر ہوا اور عرض
کیا کہ سردار سلطان محمد خان معافی تقصیرات مانگتے ہیں اور توبہ انابت کر چکے [illegible] حاضر ہوتا اور کہتا ہے
کہ اگر کوئی باز حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر ایمان لائے تو آپ اس کو ضرور مسلمان کر لیں اور جب میں مسلمان
اور مسلمانوں کی اولاد ہوں اور اپنی خطاؤں نادمیہ کا مقر ہوں [illegible] اقرار کرتا ہوں کہ آئندہ اپنے تئیں
آپکے غلاموں اور خادموں میں شمار کرونگا اور جو حکم آپ فرمائینگے اس پر عمل کرونگا تو ضرور ہے کہ آپ مجھ سے
توبہ کرا کے مجھکو اپنے خادموں میں داخل کر لیں اور جیسا ملک [illegible] آپ [illegible] عنایت فرمائیں اور اپنی طرف سے
یہ ملک مجھکو بخش کر مجھکو اپنا نائب اور خلیفہ مقرر کریں [illegible] سید صاحب نے اسکے جواب میں فرمایا کہ ہم لوگ
واسطے تائید دین اسلام کے اس ملک میں آئے ہیں [illegible] ملک [illegible] مسلمانوں [illegible] ہمکو [illegible] دینا
تو ہمارا سردار [illegible] اپنی فوج [illegible] ہمارا ساتھ چھوڑ کر [illegible] ہم سے [illegible] دشمن [illegible] کیا اور کسی
کی خاطر سے یار محمد خان تمہارے سردار کا بھائی [illegible] جنگ [illegible] خود اپنی جان [illegible] تمہارے
سردار یعنی سلطان محمد خان کو بہت [illegible] واسطے تائید دین اسلام اور [illegible] جہاد
کفار سے رغبت دلائی تھی مگر نصیحت اسکے فہم میں نہیں آئی یہانتک کہ نوبت اس جنگ [illegible] کی پہنچی
اور بتائید الٰہی تمہارے سردار کو شکست [illegible] نصیب ہوئی [illegible] فتح نصیب ہوئی اور ہمارا
لشکر اسکا تعاقب کرکے یہانتک آ پہنچا ہے - اس دن بہت سی خوشامد اور چاپلوسی کر کے وکیل مذکور رخصت
ہوکر پشاور کو واپس چلا گیا - پھر دوسرے دن بہت عجز اور انکسار سے یہ درخواست سردار مذکور کی معرفت
وکیل مذکور کے بھیجی کہ میں تو حضور کے دست مبارک پر اپنے افعال ناشائستہ سے بیعت توبہ کر کے حضور کے خادموں
میں داخل ہو جاتا ہوں پھر ملک کا عطا کرنا حضور کے اختیار میں ہے جسکو چاہیں عطا فرمائیں - اسوقت
سید صاحب نے فرمایا کہ میں اس شرط پر ملک اسکے سپرد کرونگا کہ اپنے افعال ناشائستہ سے سچے دل سے توبہ
کر کے رفاقت کفار سے دست بردار ہو جائے اور جب کبھی ہمکو کفار کے ساتھ اتفاق مقابلہ اور مقاتلہ کا ہو
تو اپنی جان و مال سے ہمارا شریک ہو - جب یہ جواب سید صاحب کا سنا تب فیض اللہ خان نے
خوشی خوشی اسکی بشارت سردار سلطان محمد خان کو دی - اور لشکر اسلام بھی بلا مزاحمت احد کے داخل
شہر پشاور ہو گیا اور ایک سرائے کلان میں جا کر فروکش ہوا اور اسی سرائے کے متصل ایک دو منزلے مکان
میں سید صاحب مع جماعت خاص کے رونق افروز ہوئے اور اس مکان عالیشان کے دروازہ پر ارباب
بہرام خان بطور محافظ اور دربان کے مقیم ہوئے - جب یہ لشکر پشاور میں داخل ہوا تمامی مرد و عورت
اپنے اپنے دروازوں اور مکانوں پر کھڑے ہو کر اس لشکر کی خیر مقدم کے شکریے ادا کرتے تھے مثل عید

تقاضا بوجہ سے تمام شہر مین مبارک سلامت کی دھوم مچگئی تھی سید صاحب نے شہر مین داخل ہوتے ہی ساتھ ہی
رعایا کے اطمینان کے واسطے امن کی منادی کرادی اور غازیون کو خود اپنی زبان مبارک سے تاکید فرمادیا
کہ کوئی آدمی کوئی چھوٹی یا بڑی چیز بلا ادا کیے قیمت رعایا سے نہ لے اور نہ کسی پر کچھ جبر و تعدی کرے دوسرے
دن خوشی بخوشی تمام شہر کی دکانین کھل گئین مگر کسبیان اور نامشروع پیشہ جو اس شہر مین ہزارہا تھین
اپنے اپنے گھرون سے نکلین یا شہر چھوڑ کر فرار ہو گئین - بھنگ چرس افیون وغیرہ منکرات کی
دکانین بھی [illegible] اور شراب کی بھٹیان اور شراب فروش ناپید ہو گئے گویا ان منکرات
مین سے کوئی چیز اس شہر مین کبھی موجود ہی نہ تھی - سارے شہر مین احکام شریعت جاری ہو گئے اور محلہ
محلہ مسجد مسجد [illegible] ہو گئی - [illegible] صلوۃ پر تعزیر [illegible] - وہ تین روز کے اندر ہی برکت
قدوم سید صاحب [illegible] شہر [illegible] اور [illegible] وغیرہ [illegible] پر کمر باندھ
دوسو [illegible] دعوت لشکر اسلام کے سلطان محمد خان کی
طرف سے آیا کرتی [illegible] معرفت ارباب فیض اللہ خان کے گفتگو معافی تقصیرات کی برابر جاری تھی - اس
صلح سے کہ جسکا نتیجہ اور انجام [illegible] ذات مقدس سید صاحب کے کوئی [illegible] یا ملکی [illegible]
سے [illegible] تھا اور ہر ایک آدمی مولانا محمد اسمعیل صاحب [illegible] ارباب بہرام خان وغیرہ سرداران اسلام سے
[illegible] ظاہر کرتا تھا [illegible] سرداران [illegible] سید صاحب چونکہ [illegible] حوصلہ ہی تھا
مولوی محمد اسمعیل صاحب [illegible] آپکے سامنے کبھی دم ہی نہ مارتے تھے اور بعض
فرمایا کرتے تھے [illegible] خوانین [illegible] سرداران [illegible] کی غرض اور سید صاحب کے حوصلے اور [illegible]
[illegible] - آخر کو ارباب بہرام خان نے حوصلہ
کر کے اس صلح سے [illegible] اور [illegible] خوشی [illegible] حضور مین ظاہر کر کے تجربے
[illegible] اسکے تجربے نتائج کو بیان کیا سید صاحب نے اسکے جواب مین فرمایا کہ بھائی بہرام خان مین خوب
جانتا ہون کہ قدیم سے یہ خاندان (یعنی سلطان محمد خان وغیرہ کا) اپنی مکاری اور غداری مین بے نظیر ہے
مگر مجھکو اپنے اس ناصر حقیقی پر پورا بھروسا ہے کہ جسنے اس مرتبہ باوجود کثرت مخالفین ہم عاجزون کو ان پر
غالب کیا وہ پھر بھی قادر ہے کہ اگر ہمارے اس نیک سلوک پر کہ جسکو اور کوئی دوسرا فاتح ہرگز نہ کریگا یہ لوگ پھر
دغابازی کرینگے تو انکو ایسی سزا دیگا کہ دنیا مین انکی بیخ کنی ہو کر آخرت مین گرفتار عذاب الیم کے ہون اور
سوا اسکے مجھکو پاس نام اپنے پروردگار کا بھی ہے کہ جسکے نام کو ذریعہ معافی اور توبہ کا کر کے مجھ سے ملتجی
ہوئے ہین اور نیز یہ بھی منظور ہے کہ تمام ملک والون پر یہ بھی ظاہر ہو جاوے کہ مین طالب ملک اور ریاست

کافی نہیں ہوں بلکہ محض للہ فی اللہ بار گران اس عبادت جہاد کا میں نے اپنے سر پر اٹھایا ہے کیونکہ بعض نافہم
اس ملک کے اپنے گمان فاسد سے مجھ کو بھی مثل دوسروں کے تخت کے طالب ملک اور جاہ کا سمجھتے ہیں بعد استماع
اس کلام کے ارباب بہرام خان نے جو ایک رئیس اور عالم شہر پشاور اور خادم قدیم سید صاحب کے تھے عرض
کیا کہ اگر حضور کو لینا اس ملک کا منظور نہیں ہے تو مجھ خیر خواہ دین اور خادم قدیم اور نیک خواہ رعایا کو اس
شہر پشاور کا مرحمت ہو جائے کہ بارہ ہزار جنگی فوج نوکر رکھ کر واسطے نصرت اسلام اور تائید مجاہدین کے
حضور کی خدمت بابرکت میں ہمیشہ حاضر رکھوں گا اور انکی تنخواہ و خوراک کل خرچ اپنے پاس سے دیا کروں گا
اور کل ملکانات شہر کی کو اس ارادہ میں جاری کروں گا کہ مثل ایک عامر [illegible] اسلحہ اور فراہم کرتا
رہوں گا اور اگر سرداران پشاور کسی وقت یا آئندہ کبھی حملہ آور ہوں گے تو میں اپنی قوم اور لشکر سے آگے دفع
ان کو کروں گا اور حضور سے کبھی طالب مدد کا نہ ہوں گا۔ اس ساری تقریر کو سنکر سید صاحب نے تبسم فرمایا
اور کہا کہ میری اصلی غرض اور نیت ابھی تک تمہارے خیال میں نہیں آئی۔ اسکے بعد ارباب جمعہ خان
وکیل سردار پشاور یہ پیغام لیکر آیا کہ سردار مذکور واسطے کرنے توبہ اور بیعت کے حاضر حضور ہونا چاہتا ہے
آپ نے یہ تجویز فرمائی کہ اول ملاقات سردار مذکور سے مولوی محمد اسمعیل صاحب کریں بعد اسکے بیعت
کر لیں چنانچہ موضع ہزار خانی جو قریب آدھ کوس بسمت جنوب پشاور کے ہے واسطے ملاقات سردار مذکور
اور ملاقات مولانا کے مقرر ہوئی دوسرے دن مولوی محمد اسمعیل صاحب نے بعد نماز عصر کے وہاں جا کر
اس سے ملاقات کی بعد سلام علیک اور معانقہ و مصافحہ و استفسار عافیات جانبین کے سردار پشاور نے مثل
دنیاداروں کے کلمات چاپلوسی اور خوشامد کے بیان کرنے شروع کئے اور اپنے اعمال و افعال ناشائستہ
سے توبہ نصوح کر کے مولانا صاحب کے ہاتھ پر بیعت اطاعت اور فرمانبرداری کی کرلی اور عہد و اقرار کیا کہ
اپنے ملک میں شرع محمدی کو جاری کروں گا اور خدمت دین اور اطاعت امام میں سرگرم رہوں گا بعد
لینے بیعت کے مولانا صاحب رخصت ہو کر پشاور کو تشریف لے آئے بعد اسکے سردار مذکور نے واسطے
قدمبوسی سید صاحب کے درخواست کی چنانچہ یہی میدان موضع ہزار خانی کا واسطے ملاقات
سید صاحب کے مقرر ہوا۔ دونوں طرف کی کل فوج کو حکم ہوا کہ آمنے سامنے اس میدان میں حاضر ہو کر اتحاد باہم
پیدا کریں۔ بعد مقرر ہونے سید صاحب نے لباس جنگی اور ہتھیار [illegible] اور ایک تلوار [illegible]
[illegible] سے [illegible] سوار ہو کر [illegible] مع تمامی رفقا کے [illegible]
میدان مقررہ کے روانہ ہوئے تمام شہر پشاور کے [illegible] اہالی امیر و غریب ہندو مسلمان [illegible]
اپنے [illegible] کے دیکھنے کے واسطے سید صاحب کے ہمراہ رکاب ہو گئے جس سے جمعیت اور شوکت لشکر

اسلام کی اور بھی دو چند ہو گئی ۔ دونو لشکر اُس میدان کے جنوبی اور شمالی کناروں پر مقابل ایک دوسرے
کے صف بندی کر کے کھڑے ہو گئے ۔ بیچ میں اُن دونو لشکروں کے سردار سلطان محمد خان نے ایک جگہ پر
مع ایک خادم کے حاضر ہو کر بڑے ادب اور تپاک سے سید صاحب کی زیارت حاصل کی سید صاحب
کے ساتھ بھی ایک خادم اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب تھے بعد سلام علیک اور معانقہ و مصافحہ کے سید
صاحب اور مولانا ممدوح اور سردار موصوف ایک قالین پر بیٹھ گئے اور دونو طرف کے دونو خادم کچھ فاصلے
سے رو برو کھڑے رہے ۔ دونو لشکر اور تماشائیاں اس ملاقات کا بڑی خوشی اور خورمی سے نظارہ کر رہے
تھے ۔ ایک گھنٹہ تک سید صاحب ہر قسم کے نصائح اور پند اور ثواب طریق جہاد اور امانت مجاہدین اور
قواعد جہانداری و رعایا پروری اور فوائد اجرائے احکامات شریعت اور خوف خدا سردار پشاور کو سمجھاتے
رہے اور وہ نیچا سر کئے ہوئے آمنا و صدقنا کہتا جاتا تھا ۔ اسکے بعد سید صاحب مع لشکر اسلام پشاور کو
تشریف لے آئے اور حسب قرارداد آپس ملاقات کے مولوی سید مظہر علی صاحب عظیم آبادی کہ بڑے
عالم کامل اور شجاع اور مدبر تھے قاضی شہر پشاور کے مقرر کئے گئے اور مولوی قمر الدین صاحب داماد مولوی
الٰہی بخش صاحب اور دیگر چند اشخاص عظیم آبادی ہمراہ مولوی سید مظہر علی صاحب کے وہاں چھوڑے گئے
پھر حکومت پشاور کی سردار سلطان محمد خان کو عطا کر کے سید صاحب پنجتار کو لوٹ آئے +

چند مہینوں تک انتظام پشاور اور طریقہ دادرسی حسب دلخواہ سید صاحب کے چلتا رہا اور تمامی مقدمات
دیوانی اور فوجداری وغیرہ کا فیصلہ حسب قاعدہ شریعت مولوی سید مظہر علی صاحب قاضی پشاور کرتے رہے
آخر کار سردار سلطان محمد خان نے حسب تقاضائے جبلت خود مخفی طور پر دغابازی اور غداری کی چال چلنی
شروع کی ۔ خوانین سمہ جو بوجہ تقرر عشر اور موقوفی حصول زر بعوض دختران و اجرائے احکامات شریعت
در پردہ سید صاحب سے ناراض تھے سردار سلطان محمد خان نے مخفی طور پر اُنسے رسل و رسائل کر کے سید صاحب
کی طرف سے اُنکو برانگیختہ کیا جب وہ لوگ بغاوت کرنے کو تیار ہو گئے تو اسکا ظہور پشاور میں بھی ہونے
لگا ۔ سب سے پہلے رپورٹ سید صاحب کو سید مظہر علی صاحب قاضی پشاور کی طرف سے پہنچی جسمیں
لکھا تھا کہ ارباب فیض اللہ خان نے مجھکو اطلاع دی ہے کہ سردار پشاور نے سید صاحب سے ارادہ بغاوت
کا رکھا ہے جسمیں میری (ارباب فیض اللہ خان کی) جان کی بھی خیر نہیں ہے ۔ اسکے بعد سردار سلطان محمد خان
نے بحاضری جملہ علماء شہر پشاور مجھکو (یعنی سید مظہر علی صاحب کو) اپنی مجلس میں بلا کر پوچھا کہ جنہوں نے میرے
بھائی کو قتل کر دیا سو اُنکو قتل کرنا از روئے شریعت کے درست تھا ۔ میں نے اسکا جواب بطور شرع کے دیا اور
دیگر سرداروں کو سے بہت نرمی سے کہا کہ جب آپکے دل میں یہ تمنا قتل ناحق کا تھا تو آپنے سید صاحب

کے ہاتھ پر بلا رضع کرنے اس شاہ کے بیعت کس واسطے کی تھی کوئی آدمی اس بات کا اُنکے واسطے آپ پر تقاضی
تھا آپنے بخوشی خود طلبی پشاور آرزو سے بیعت کی تھی سردار مذکور نے جواب دیا کہ اُسوقت ہمارے کل
علما بخوف تمہارے لشکر کے بھاگ کر پہاڑوں میں جا چھپے تھے اور یہاں حاضر نہ تھے اور میں نادان تھا
تھا اس سبب سے بلا تحقیق میں نے اُنکے ہاتھ پر بیعت کرلی تھی پھر میں نے بہت آہستگی سے کہا کہ یہ بات نہایت
تعجب کی ہے کہ آپ اُسوقت اپنے بھائی کے مارے جانے کو بھی بھول گئے تھے اس امر میں آپکے علما کے علاوہ
دانائی کیا ضرورت تھی وہ حادثہ تو آپکے دل پر نقش ہوگا اور یہ بات بھی صحیح نہیں ہے کہ آپکے علما اسوقت
پشاور میں حاضر نہ تھے محمد عظیم آخوندزادہ آپکا استاد جو اسوقت ملک العلما اس مجلس کا ہے شہر پشاور
میں موجود تھا بلکہ اُسنے سید صاحب سے ملاقات بھی کی تھی جب اس تقریر میں وہ لا جواب ہوئے تو
پھر وہی پہلا سوال پیش کیا کہ تمنے سردار یار محمد خان کو کس واسطے قتل کیا میں نے کہا کہ سردار مذکور نے سید
صاحب کے ہاتھ پر بیعت امامت کرکے پھر سید صاحب سے بغاوت کی تھی۔ باغی کا قتل کرنا شرعاً جائز ہے
مسئلہ باغیوں کا کتب فقہ میں موجود ہے اُسکو دیکھ لو۔ پھر اُنہوں نے کہا کہ سردار یار محمد خان نے کیا
بغاوت کی تھی میں نے جواب دیا کہ پشاور سے فوج کشی کرکے مقام ہنڈ میں سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو زہر
دیا تھا اس سے زیادہ اور کیا بغاوت ہوگی۔ اس تقریر کو سنکر پھر وہ مجلس لا جواب ہوگئی اور میں رخصت
ہوکر اپنے ڈیرہ کو چلا آیا مگر معاملہ وہ گفتگو نظر آتا ہے اگر اجازت ہو تو میں مع ہمراہیان خود خدمت مبارک
میں حاضر ہو جاؤں سید صاحب نے بجواب اس عرضی کے ایک فتویٰ مدلل بدلائل شرعی جواز قتل یار محمد خان
کا تحریر کرا کے مولوی سید مظہر علی صاحب کے پاس بھیجکر لکھا کہ اگر دوبارہ نوبت اس گفتگو کی پہنچے تو تم یہ فتویٰ
بذریعہ کسی دوسرے آدمی کے سردار سلطان محمد خان کے پاس روانہ کرکے تم اُسیوقت اسطرف کو چلے آؤ اور وہاں
مت ٹھیرو اور اگر دوبارہ نوبت اس گفتگو کی نہ پہنچے تو بھی آپ اپنے رخصت لیکر اسطرف کو چلے آؤ۔ یہ جواب ابھی
راہ ہی میں تھا کہ سردار سلطان محمد خان نے دوسرے دن مولوی سید مظہر علی صاحب اور ارباب فیض اللہ
خان کو جنسے بڑی دوستی تھی یہ صلاح کرکے سردار سلطان محمد خان کو حکومت پشاور کی دلائی تھی اپنی مجلس
میں بلاکر قتل کرا دیا۔ جب پشاور سے خبر قتل مولوی سید مظہر علی صاحب اور ارباب فیض اللہ خان کی
ملک سمہ میں مشہور ہوئی تو خوانین سمہ نے بھی باغوائے سرداران پشاور جمع ہوکر یہ تجویز کی کہ جسقدر مجاہدین
بغرض تحصیل عشر اور انتظام ملک کے جابجا تعینات ہیں اُنکو ایک ہی رات میں قتل کر دیا جائے۔ ایک مخلص
آدمی نے جو اس مجلس مشورہ قتل مجاہدین میں شامل تھا تاریخ مقررہ قتل مومنین سے چار پانچ روز پہلے بذریعہ
کسی آدمی کے سید صاحب کو اس دغابازی اور غداری کی اطلاع بھی کردی تھی مگر سید صاحب نے اس

[illegible]

خبر کو سنکر اپنی نیک نیتی سے یہ فرمایا کہ اہل سمہ تو مجھ سے بہت محبت رکھتے ہین یہ بات بالکل غلط ہوگی اور کوئی
اہل غرض بذریعہ تشہیر اس خبر کے دیا ہے اور آپکے ہمین تفرقہ ڈلوایا چاہتا ہے مگر جب چار روز طرف سے سید
صاحب کو اسکی اطلاع آنے لگی اور دو طرف سے حادثہ پتنا ور کی خبر بھی آپکو پہنچی تو آپنے موضع شیوہ مین مولوی
رمضان علی تھانیدار صاحب کو اطلاع بھیجدی کہ تم سب غازیان متعینہ ملک سمہ کو خبر کردو کہ پرسون تک سب لوگ
اپنی جگہ چھوڑ کر پنجتار کو چلے آوین مگر بحکم قضاء و قدر ان رئیس گدھی امان خان کو جو پنجتار مین حاضر تھا معلوم
ہو گیا اسنے تاریخ قتل غازیان کو جسمین تین روز باقی تھے بدلکر ایک روز پہلے کرادیا اور سارے ملک سمہ
مین تبدیلی تاریخ کی اطلاع کردی جس رات کو یہ قتل مقرر ہوا تھا اس شام کو حسب اشارہ مقررہ سابق ہر ایک
گانو مین نقارے بجائے گئے اور دستے مکانون پر آگ جلائی گئی مجاہدین جو اسوقت تک اس غداری
سے سراسر ناواقف تھے گانو گانو سے نقارون کی آواز اور آگ کی روشنی کو دیکھکر گانو والون سے اسکا
سبب پوچھا تو انہون نے یہ دھوکہ دہی کا جواب دیا کہ ہمارے بیٹھے ہونے کے غلہ خشک ہوگیا گانو والے تیاری کرتے
ہین تاکہ صبح ہوکر خندروس کو چھین اوران زخابانہ نکیون نے خندروس کو ڈھونا غازیون کے قتل کرنیکی ایک نئی
اصطلاح ایجاد کی تھی حالانکہ خندروس پشتو زبان مین جوار کو کہتے ہین - اس دھوکہ مین آکر سب غازی غافل
ہو گئے - آدھی رات کو بوقت عشا جبکہ یہ گروہ خدا اپنے نماز عشا مین مشغول تھا ناگہان ظالمون نے انکا
قتل شروع کیا کوئی سجدے مین اور کوئی رکوع اور کوئی قیام مین شہید ہوا - کسی گانو مین آدھی رات کو اور
کسی گانو مین قبل از ظہر اور بعض گانو مین عین نماز فجر مین یہ مردان خدا جو آفتاب ملک ہندوستان کے
تھے مثل گوسفند و بکریون کے ظالمون کے ہاتھ سے ذبح کئے گئے صرف تھوڑے سے آدمی مثل مولوی خیر الدین
شیرکوٹی وغیرہ کے زور تقدیر اور تدبیر سے زندہ اور سلامت پنجتار کو پہنچے - اس سانحہ دردناک کی تفصیل ان
عشور کو بعیہ بعیہ مورخون نے بڑی تشریح اور تفصیل سے مثل معرکہ کربلا کے لکھکر ناظرین کو رلایا ہے مگر میرا
قلم اسکی تفصیل لکھنے میں جرأت نہین کرتا - جب سید صاحب کو جا بجا سے قتل مجاہدین تحصیلداران عشور کی
خبر پہنچی تب آپ بہت غمگین ہوے اور فرمایا کہ اس ملک والون کو برسون پند و نصیحت کی مگر اسکا کچھ اثر
آجتک ظاہر نہوا بلکہ بجاے اصلاح حال خود انہون نے تمرد اور سرکشی کرکے ان مسلمان دیندار کو جو ثبت ثواب
لینے اپنے ملک اور دیار کے تھے بڑے ظلم اور بیرحمی اور دغا سے قتل کر ڈالا اب میں نے اس انتقام کو خدا پر چھوڑا
وہ منتقم حقیقی انسے خود دنیا اور آخرت مین اسکا بدلا لیگا - اب مین اس ملک مین نہ رہونگا بلکہ یہان سے
ہجرت کرکے کسی دوسرے ملک کو چلا جاؤنگا - آپنے قبل از روانگی خود ملک سمہ کے سردارون کو جو آپکی جمعیت مین
تھین اس ملک سے اپنے ہجرت کرنیکی اطلاع لکھکر روانہ کردی اور پھر سب غازیون کو جمع کرکے بطور وعظ

بمبالغہ تمام یہ فرمایا کہ اے مسلمانو اللہ تعالیٰ نے تمکو اس عبادت جہاد میں میرا شریک فرمایا اور گرم و سرد اور رنج
و راحت اور فتح و شکست میں تمھیں واسطے حصول رضی باریتعالیٰ کے تم آجتک میرے شریک رہے اور حق سعی
اور نصرت اور شراکت کو پورا پورا ادا کیا اب میں اس ملک سے ہجرت کر کے کسی ملک دور دست میں جانیکا
ارادہ رکھتا ہوں اور میں یہ بھی نہیں جانتا کہ خداوند تعالیٰ مجھکو کہاں لیجاویگا - غالباً اس سفر میں بھی
تکالیف آب و دانہ اور ترک الوفات اور مرغوبات کی لازم آئینگی پس جو شخص ایسی تکالیف کی برداشت
کر کے صبر اور استقامت کریگا اور کلمہ شکایت تا کلمہ حقیقی کا زبان پر نہ لاویگا تو وہ میرے ساتھ چلے ورنہ ایسا
نہو کہ جس وقت درپیش ایسی تکالیف کے کہنے لگے کہ اس سید نے ہم سے دغا کی اور ہمکو یہ معلوم نہ تھا کہ ایسی
تکالیف بھی پیش آئینگی پس جو آدمی اپنے نفس میں قوت صبر اور استقامت کی رکھتا ہو وہ ہمارا شریک
ہو اور میں تو اپنی تمام عمر حصول رضامندی مولا حقیقی میں صرف کر دونگا - پس جو آدمی ایسی تکالیف
جسمانی و نفسانی پر صبر نکر سکے انکو اختیار ہے جہاں چاہے جاوے مگر سوائے ملک عرب کے اس وقت کوئی
جگہ امن کی نظر نہیں آتی - یہ کلمات پند و نصائح ایسی دلسوزی سے سید صاحب نے بیان کئے کہ ہر ایک
آدمی انکو سنکر زار زار رونے لگا - اور باتفاق سب مجاہدین نے عرض کیا کہ ہم لوگ بھی تا دم زیست
آپکے ساتھ رہینگے اور اس جان کو اللہ کی راہ میں فدا کرینگے آپکو چھوڑ کر ہمکو بادشاہت ہفت اقلیم کی
کوئی بھی منظور نہینہے - ان ایام میں کہ سید صاحب تیاری ہجرت ملک سمہ سے کر رہے تھے دکلار
ان ضامن شاہ وغیرہ ملک پکھلی اور کاغان اور کشمیر سے بطلب لشکر مجاہدین کے آپکے پاس پہنچے اور یہاں
ملک سمہ میں جب خبر ہجرت مشہور ہوئی تو ہزارہا مخلصین کو از حد رنج ہوا روزانہ صدہا آدمی آپکی خدمت
بابرکت میں حاضر ہو کر اظہار حسرت اور افسوس اور اپنی بے نصیبی کا کیا کرتے تھے اور تمامی مردان خدو
خیل جنھیں قوم کے سردار فتح خان پنجتاری تھے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر باصرار تمام آپکو اس ہجرت
سے مانع ہوئے اور کہنے لگے کہ ہماری قوم سے آجتک کوئی غداری یا نافرمانی آپکی نہیں ہوئی ہم بدستور
آپکے تابعدار اور غلام ہیں پھر ہمکو چھوڑ کر یہاں سے تشریف لیجانا خلاف مروت ہے سید صاحب نے
انکے جواب میں فرمایا کہ گو بظاہر تم لوگوں سے کوئی قصور یا بغاوت سرزد نہیں ہوئی مگر دیکھو کہ دوسرے
اقوام سمہ کہ وہ بھی بظاہر مثل تمھارے فرمانبردار تھے انہوں نے ناحق کسقدر مسلمانوں کو قتل کر ڈالا - میں
تم سے بہت خوش ہوں لیکن مگر جب تک تمھارا سردار فتح خان خیر خواہی و جانثاری لشکر اسلام کا ذمہ وار
ہو کر خود مجھ سے درخواست نکریگا میں اس ملک میں نرہونگا - سردار فتح خان بھی اسی مجلس میں حاضر
تھا اس سے سید صاحب نے تنہائی میں کچھ باتیں کیں گو وہ باتیں کسی پر ظاہر نہیں ہوئیں مگر غالباً

بموجب کل اقوام سمہ بابو سرداری مجاہدین کا اٹھا لینے سے فتح خان انکار کرتا تھا - اور باہمی سرگوشی کر کے سید
صاحب نے مردان خدو خیل سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں اس ملک سے ضرور ہجرت کرونگا تم لوگ سردار فتح خان
کو میرا قائم مقام سمجھکر اسکی اطاعت اور فرمانبرداری کرنا اور جتنے ہمارے عہد کیا ہے - وہ جو احکامات شرعیہ
یہ بدستور قائم رہنا اور عشر سردار فتح خان کو پہنچاتے جانا اور اگر کوئی قافلہ مجاہدین یا کوئی آدمی ہمارے
ملک ہندوستان سے آوے تو اُنکی خدمت اور تواضع کرنا اور اُنکو کسی طرح سے تکلیف نہ دینا - موسم
برسات پڑا گیا تھا آپنے اپنے لشکر کے واسطے سامان سرمائی اُسی جگہ تیار کرا لیا اور جب سب طرح سے
تیاری ہو چکی تو بوجہ مخالفت پائندہ خان منافق کے سیدھی راہ پکھلی کی چھوڑ کر ماہ رجب ۱۲۴۶ھ
ہجری آپ براہ کٹگلی بونڈ ضبطی اور کالل گرام پہاڑوں کی بیچ کو روانہ ہوئے - سردار فتح خان
پنجتاری اور چند دیگر مخلصین اُس ملک کے آپکے ہمراہ رکاب تھے - بوجہ ہونے دشوار گذار راہ کوہستان کے
آپنے اُن دو توپوں کو جو درانیوں کے مال غنیمت سے آئی تھیں ایک محفوظ جگہ میں دفن کرا دیا اور دو
خزانگی یعنی چلتہ مع دو زرہ چار آئینہ اور دو خود آہنی جنمیں ایک خود کلان ۱۲ اسیر پختہ وزن کا تھا اور چند
خیمے اور قالین اور چند دیگ اور لگن اور بہت سی اشیاء و بندوقیں اور تلواریں سید رسول ساکن نواکلی کو
امانتاً سپرد کر دیں - جب لشکر اسلام بمقام نکرئی پہنچا تو آپکے حرم محترم بمعیت عبدالقیوم صاحب اور
قاضیان تلمراشہ اور عشیرہ اور گڑھی حبیب اللہ بھی حسب قرارداد سابق لشکر اسلام سے ملگئے - مقام
کرنا سے سردار فتح خان پنجتاری اور دیگر مخلصین رخصت ہوکر اپنے اپنے گھروں کو واپس چلے آئے
ملک سمہ سے ہجرت کر کے لشکر اسلام صرف دو تین منزل آگے بڑھا ہوگا کہ لشکر خالصہ نے دریائے
اٹک پار سے عبور کر کے ملک سمہ پر یورش شروع کی اور لشکر خالصہ کے مسلمان لوگ اور خود اقوام سکھ باستماع
خبر غداری اہل سمہ اور ناحق قتل غازیان کے ایسے غصہ اور جوش میں تھے کہ غریب اہل سمہ کو اُنہوں
نے قتل کر کے ہر ایک گاؤں میں آگ لگا کر خاک سیاہ کر دیا اور اُنکے بچوں اور عورتوں اور مال مویشی کو
پکڑ لاکر لاہور کو لیگئے - اس خونریزی میں لشکر خالصہ نے پائندہ خان اور جہانگیر خان اور تیمور خان کو بھی تباہ
کر دیا - بروقت حملہ و قتل اہل سمہ کے ہر سپاہی یہ کہتا جاتا تھا کہ جب تم نے اپنے پیر و مرشد اور امام کے
ساتھ غداری کی تو پھر تم سے کسکو بھلائی اور وفاداری کی امید ہے - جب لشکر خالصہ ملک سمہ میں داخل
ہوا تو چند اہل سمہ سید صاحب کو راہ میں جا کر ملے اور آپکی واپسی کے واسطے التجا کرنے لگے اور براج دوار
تک ساتھ چلے گئے - بمقام براج دواری پہنچکر سید صاحب نے اُنکو واپس کر دیا اور کہا کہ ملک سمہ خاک سیاہ
ہو چکا تم اپنے سوختہ گھروں کی جاکر مرمت کرو - مورخون کا بیان ہے کہ جس جس گاؤں میں جس جس قدر

غازی ناحق شہید ہوئے تھے انکے وشل و عزیز گورنہ اہل سمہ پر ایک گاؤن میں مارے گئے اور قتل شہ بالا سے
کربلا دنیا ہی میں ان سیہ کاران ظلم کا انتقام لیا گیا۔ چہارم شعبان ۱۲۴۴ھ ہجری کو بحیثیت تمام لشکر اسلام مقام
راج دواری (واقعہ ملک کاغان) پہنچکر مقیم ہوگیا اور بسبب شروع ہوجانے موسم برف باری کے وہان
مکانات سکونت غازیون کے بنائے گئے۔ ساتوین شعبان ۱۲۴۴ھ ہجری کو آپکے حرم محترم میں بمقام
راج دواری ہاجرہ آپکی دختر خورد پیدا ہوئین۔ راج دواری میں پہنچنے کے ساتھ ہی چارسو مجاہدین
تیار ہوکر طرف پکھلی اور درہ بھوگڑمنگ کے جہان سکھونکا لشکر پڑا تھا زیر کمان مولوی محمد اسمعیل
غازی کے روانہ کئے گئے۔ مولوی خیرالدین شیرکوٹی نے جو بطور نائب ہمراہ مولوی محمد اسمعیل
صاحب کے تھے درہ سے باہر نکلکر سکھون پر حملہ کیا اور بہت سا مال غنیمت اور بندیوان پکڑ لائے اور جسمیں
کبھی موقع پاکر درہ بھوگڑمنگ پر افواج خالصہ حملہ آور ہوتی تو ہمیشہ انکو شکست دیکر پسپا کردیا۔ اس ملک
کا مالیہ (یا لگان) کی تحصیل کیلئے پر راجہ شیر سنگھ مع بیس ہزار فوج کے آیا ہوا تھا جب غازیون کی فوج
اس ملک میں پہنچی تو اس ملک کے لوگون نے سکھون کو مالیہ دینے سے انکار کر کے وہ مالیہ بخوشی خود
مجاہدین کو دینا شروع کیا۔ مولوی محمد اسمعیل صاحب نے پکھلی اور بھوگڑمنگ سے بڑھکر بالاکوٹ پر
قبضہ کرلیا۔ ان ایام میں راجہ شیر سنگھ مع سلطان نجف خان رئیس مظفرآباد کے پشاور گیا ہوا تھا
اور مظفرآباد جو اس ملک کا دارالریاست اور سکھون کا ہیڈ کوارٹر تھا سردارون سے خالی تھا حسب
مشورہ سلطان نجف خان برادر راجہ مظفر خان وغیرہ کے مقام بالاکوٹ سے لشکر غازیان زیر کمان مولوی
خیرالدین شیرکوٹی اور ملا قطب الدین ننگرہاری اور منصور خان قندہاری کے مظفرآباد کو بھیجا گیا جنہون نے
بعد مقابلہ اور مقاتلہ سخت کے چھاؤنی کو سکھون سے چھین لیا۔ سکھ گڑھی مظفرآباد میں جاکر پناہ گزین
ہوئے اور امیر سید صاحب بھی راج دواری سے کوچ کر کے مع تین چار سو غازیون کے پکھلی اور
بھوگڑمنگ میں پہنچ گئے۔ جب راجہ شیر سنگھ کو اس یورش کی اطلاع پہنچی وہ فوراً پشاور سے واپس آکر گڑھی
حبیب اللہ خان میں جو مابین مظفرآباد اور بالاکوٹ کے واقع ہے مسکن گزین ہوا اور وہان سے اُسنے مظفرآباد
جانیکی تیاری کی مگر اس عرصہ میں فوج غازیان حسب الطلب مولانا صاحب مظفرآباد سے واپس ہوچکی
تھی اسواسطے راجہ شیر سنگھ نے مظفرآباد کا جانا موقوف کر کے درہ بھوگڑمنگ اور پکھلی پر جہان خود سید
صاحب مقیم تھے حملہ کی تیاری کی۔ مولوی محمد اسمعیل صاحب نے اس تیاری دشمن کی خبر پاکر بارسال
عرضی سید صاحب کو اس سے مطلع کردیا اور خود مولوی محمد اسمعیل صاحب نے گڑھی حبیب اللہ خان پر
ایک شبخون مارنے کی تیاری کی ایک روز شام کے وقت یہ شبخون مسلح ہوکر کوچ کرنیکو تھا کہ اُسوقت سید

[illegible]

[illegible] مظفرآباد

صاحب نے بایں حال ایک تاکیدی حکم کے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کو مع کل غازیوں کے پچون کو طلب کر لیا
تب مجبور شبخون مارنا موقوف رکھکر (حسب ایماء سید صاحب کے) بالاکوٹ کو سپرد سردار حبیب اللہ خان کے کر کے مولانا
مع کل غازیوں کے پچون کو چلے گئے۔ جب غازیوں کا کل زور پچون اور درہ چھوکر منگ کی طرف ہو گیا
تو راجہ شیر سنگھ نے اسطرف سے تیاری حملہ کی موقوف کر کے خالی میدان پا کر بالاکوٹ پر چڑھائی کر دی۔ جب
لشکر خالصہ بالاکوٹ سے دو کوس کے فاصلہ پر پہنچ گیا تو اسوقت سردار حبیب اللہ خان نے سراسیمہ ہو کر سید
صاحب سے مدد طلب کی سید صاحب مع کل لشکر مجاہدین کے بالاکوٹ تشریف لے آئے صرف تھوڑے
سے آدمی واسطے حفاظت چھوکر منگ اور پچون کے چھوڑ آئے۔ آپکے حرم محترم اسوقت راج دواری میں
تھے اور مولوی قاسم صاحب پانی پتی اور شیخ حسن علی وغیرہ مع ایک معقول گارد کے حرم محترم کی حفاظت
کے واسطے وہاں متعین تھے ۞

راجہ شیر سنگھ نے خبر تشریف آوری کل لشکر غازیوں کی سنکر بر گڈھی اور قلعہ سے اپنی افواج اور توپ خانہ
شاہین وغیرہ منگوا کر بالاکوٹ میں جمع کرنا شروع کیا۔ گو راجہ شیر سنگھ کا لشکر گاہ بالاکوٹ سے صرف دو کوس
تھا مگر درمیان میں بالاکوٹ اور لشکر گاہ خالصہ کے ایسے پہاڑ دشوار گذار واقع تھے کہ انمیں سے گذر لشکر
خالصہ کا غیر ممکن تھا اگرچہ شاہان سابقین کا بنایا ہوا ایک راستہ بھی ان پہاڑوں میں سے تھا مگر اس
راستہ پر بہ سبب درخت اور گھاس وغیرہ جمع کر سوائے خاص خاص باشندگان بالاکوٹ کے وہ راستہ کسی کو معلوم
ہی نہ تھا سید صاحب نے بالاکوٹ میں پہنچکر بمشورہ ساکنان بالاکوٹ اسی کوہی راستہ پر ایک گارڈ
تعینات کر دیا اس گارڈ کی تعداد قریب ستر اسی آدمیوں کے تھی اس سبب سے ایسے لشکر عظیم بیس ہزار کے
روکنے کے واسطے کافی نہ تھا۔ ایک دوسرا راستہ لاہور کی طرف جانیکا ایک چھوٹے سے پل پر سے تھا
اسطرف بھی ایک گارڈ قریب پل کے سید صاحب نے تعینات کر دیا تھا اس انتظام میں از روئے تقدیر سے یہ
غلطی واقع ہوئی کہ اس کوہی راستہ پر تھوڑے سے آدمی اور غیر معتبر پنجابی اور ملکی تعینات کئے گئے۔ راجہ شیر سنگھ
اس حملہ بالاکوٹ کو غیر ممکن سمجھکر لاہور کی طرف پھر جانے کی تیاری کر رہا تھا کہ اس عرصہ میں کسی پنجابی یا
ملکی بد اصل گارڈ نے بطمع دنیا مخفی طور پر راجہ شیر سنگھ کے پاس جا کر اس کوہی راستہ کے مفصل حال سے
اسکو مطلع کر دیا بلکہ اسکے آدمیوں کو ساتھ لا کر وہ راستہ بخوبی دکھلا دیا۔ جب راجہ شیر سنگھ کو اس راستہ کی پوری
خبر لگ گئی تو اسنے ایکدن پچھلی رات کو اپنا سارا لشکر تیار کر کے یکبارگی مسلمانوں کے کوہی گارڈ پر حملہ کر دیا
مرزا احمد بیگ پنجابی افسر گارڈ مذکور تھوڑی دیر تک حملہ آوروں سے مقابلہ کر کے آخیر کو سخت نقصان اٹھا کر
پسپا ہو گیا۔ اسوقت سکھوں نے اس منفذ پر اپنا قبضہ کر لیا۔ بوقت شروع حملہ سکھوں کے ایک آدمی بھی

واسطے اطلاع دہی اس حملہ کے بالاکوٹ کو سید صاحب کے حضور میں بھیجا گیا تھا مگر وہ آدمی اپنے وقت پہنچا
کہ مسلمانوں کے قبضہ سے مٹی کوٹ نکل کر سکھوں کے قبضہ میں آچکا تھا اور مرزا احمد بیگ مع ہمراہیان خود پہاڑ
سے نیچے اتر آئے تھے اس واقعہ کو تھوڑی دیر نہیں گذری تھی کہ لشکر سکھان اُس راہ سے گذر کر مٹی کوٹ
و بلنج سار سے مغربی پہاڑ پر چڑھ گیا تھا - اُسوقت ایک جمعدار مع ایک جماعت کے ایک طرف کو اور ارباب
بہرام خان مع دوسری جماعت کے دوسری طرف کو مرزا احمد بیگ کی مدد کے واسطے بھیجے گئے مگر وقت
ہاتھ سے نکل گیا تھا اب پہاڑ پر چڑھنے کے بعد سکھوں کی فوج کو نیچے اتر آنے کے واسطے سینکڑوں راہیں
موجود تھیں اُسوقت اُنکا روکنا دشوار بلکہ غیر ممکن تھا اسواسطے اب چھوٹ پٹ ایک مسجد کلاں کے چاروں
طرف جس میں سید صاحب مقیم تھے تھوڑوں سے مورچہ بندی کی گئی کہ بروقت حملہ دشمن کے یہاں سے
مقابلہ کیا جاویگا - سکھوں نے پہاڑ سے نیچے اترنا شروع کیا سید صاحب نے اُسوقت جامہ لباس مع
سپاہ و قبا کے پہنکر سب اسلحہ زیب تن فرمائے اور منشی محمدی صاحب نے سید صاحب کی انگوٹھی
مہر دار جو اُنکے ہاتھ میں رہا کرتی تھی سید صاحب کے دست مبارک میں پہنا دی - تب [illegible] جمعدار مذکور نے
شاہین سکھوں اور کفار پر سر کرنا شروع کیا جس سے حملہ آوروں کو بہت نقصان پہنچنے لگا مگر یہ نقصان ایسی
بھاری فوج کو روک نہ سکتا تھا - ملا لال محمد قندھاری ایک پہاڑ کے گوشہ سے دشمن کے میمنہ پر حملہ
کرنیکو تعینات کئے گئے - اُس مسجد کلاں کے نیچے ایک دوسرے مکان خورد میں مولوی محمد اسمٰعیل صاحب
جناب مع مولوی احمد اللہ صاحب ناگپوری کے متعین ہوئے اور یہ تجویز پختہ ہو گئی تھی کہ جب لشکر کفار ان
کھیتوں اور دلدل کو عبور کرکے آبادی بالاکوٹ پر حملہ آور ہوگا تو اُسوقت تیر اندازوں اور جزائلوں سے
گولیوں کا مینہ برسا کر آخر کو دست بدست جنگ کرینگے اُسوقت ہر ایک غازی اپنے اپنے دوستوں
سے ملاقی مانگ کر تشنہ آب شہادت ہو کر بیٹھا تھا مارے خوشی کے ہر ایک کا رنگ دمکتا تھا اور
خون جوش پر تھا - ابھی مسجد میں کچھ غیبی آوازیں جنکو سوائے سید صاحب کے اور کوئی نہیں سنتا
تھا سید صاحب کو میدان جنگ کی طرف بلانے لگیں - ابھی لشکر کفار نے ان کھیتوں اور دلدل
سے عبور نہیں کیا تھا بلکہ دلدل کو اپنے آگے دیکھ کر دشمنوں کی ہمتیں پست ہو گئی تھیں اور قریب تھا
کہ دشمن ناکامیاب ہو کر جانب پہاڑ پسپا ہونا شروع کریں - اُسوقت سید صاحب یک بیک مسجد بالائی
سے کود کر مع اپنی جماعت کے نیچے والی مسجد کو جس میں ایک جماعت پہلے سے مورچہ بندی کرکے واسطے
روکنے دشمن کے مستعد تھی تشریف لیگئے - مولوی محمد اسمٰعیل صاحب بھی جو بالائی مسجد کے قریب ایک خورد
مکان میں تعینات تھے سید صاحب کے اس کام کو دیکھ کر مع اپنی جماعت کے سید صاحب کے ساتھ

میں داخل ہو کر نیچے والی مسجد میں جا پہنچے۔ اور مسجد میں پہنچکر سید صاحب نے فرمایا کہ مجھکو ایک صدمہ آ پہنچا
یعنی بالا کی طرف سے لوگوں کے آنے کا [illegible] ہے۔ جو اسوقت سید صاحب ایک تنگی مقامات میں تھے آپکا
چہرہ [illegible] لشکر [illegible] میں ٹھیری تھی۔ کنارہ دلدل پر پہنچکر دشمن بستی بالاکوٹ سے نیچے
قریب پہنچ گئے کہ انکی گولیاں نیچے والی مسجد میں پہنچکر نقصان کرنے لگیں۔ غازیوں ادھر کی بندوقیں بھی
دشمن کا پورا پورا جواب دے رہی تھیں۔ دشمن کے سامنے دلدل تھی اور انکے سر پر مجاہدوں کی چھوڑی
پہاڑ سے گولیوں کا مینہ برس رہا تھا اب سوائے پسپائی اور فرار کے انکو کوئی چارہ نہ تھا۔ ایسے
نازک وقت میں سید صاحب مسجد زیریں سے بھی باہر نکلکر بڑی پھرتی سے دلدل کے دوسرے کنارہ پر
جا پہنچے اب بامیں دونوں لشکروں کے بیچ دھانوں کے کھیت اور دلدل حائل تھی۔ جب سید صاحب
مسجد زیریں سے باہر نکلکر بجانب دلدل بڑھنے لگے تھے اسوقت مولوی محمد اسمعیل صاحب نے باواز بلند حکم
دیا کہ [illegible] باڈی گارڈ یعنی محافظان سید صاحب کے ایک گروہ ہو جاویں مولوی جعفر علی نقوی
جنکی کتاب سے میں یہ واقعات نقل کر رہا ہوں اسوقت سید صاحب کے باڈی گارڈ میں شامل تھے سید
صاحب کنارہ دلدل پر پہنچکر ایک پتھر پر تکیہ لگا کر بیٹھ گئے تھے۔ دشمن بھی غازیوں کی یورش جانب دلدل
دیکھکر [illegible] بہت سے آدمیوں نے مجاہدین پر گولیوں کا مینہ برسانا شروع
کیا۔ اسوقت سید صاحب نے شیخ ولی محمد پھلتی کو حکم دیا کہ مسجد بالائی سے [illegible] دو۔ شیخ موصوف [illegible]
[illegible] روانہ ہوئے۔ ارباب بہرام خان ایک معزز رئیس پشاور جو قدیم سے جان نثار سید صاحب کے تھے
اسوقت سید صاحب کے بائیں طرف مسلح بیٹھے تھے ایک آدمی نے سید صاحب سے عرض کیا کہ قندھاریوں
کی جماعت جو دامن کوہ میں [illegible] دشمن کے مینہ پر حملہ کر رہی ہے [illegible] بہت تھوڑی ہے اسوقت دشمن نے [illegible] طرف
بہت زور دیا ہے قندھاریوں کی مدد کے واسطے کچھ اور آدمی بھیجے جاویں سید صاحب نے یہ سنکر فرمایا
کہ اسقدر کافی ہیں اور آدمی بھیجنے ضروری نہیں ہے۔ اسوقت ایک [illegible] دلدل میں کود کر جا پہنچا
کہ دلدل سے پار ہو کر دست بدست دشمن [illegible] جنگ کر کے مرتبہ شہادت حاصل کرے مگر سید صاحب نے اسکو
منع کر دیا وہ مجبور دلدل سے باہر نکل آیا۔ اسکے تھوڑی دیر بعد سید صاحب نے ارباب بہرام خاں سے
مخاطب ہو کر فرمایا کہ میرا دل یہ چاہتا ہے کہ ان کافروں پر جو پہاڑ سے نیچے آ گئے ہیں کنارہ دلدل
پر حملہ آور ہیں یورش کر کے انکو قتل کردوں۔ ارباب بہرام خاں نے عرض کیا کہ جو کافر پہاڑ سے نیچے
اتر آئے ہیں انکا قتل کرنا کچھ مشکل نہیں مگر اسوقت پہاڑ والے کافروں کا ہم نشانہ ہو جائینگے اور پہاڑ کی
راہیں تنگ اور دشوار گذار ہیں پہاڑ والے کافروں پر یورش کرنا محال بلکہ غیر ممکن ہے۔ اس بات کو سید

صاحب سنکر تھوڑی دیر خاموش رہے۔ چند شخص اس گفتگو کو سنتے تھے کہ سید صاحب نے اپنے ساتھ کے
کسی آدمی کو اطلاع نہ کر کے بنفس نفیس خود بسم اللہ اللہ اکبر کہکر دلدل میں کود پڑے اگرچہ دلدل بڑی گہری
اور دشوار گذار تھی مگر سید صاحب بوجہ اپنی روحانی اور جسمانی قوت کے مثل شیر کے ایک چشم زدن میں
دلدل سے پار ہوگئے اور تن تنہا ہزاروں دشمنوں کو اپنے آگے رکھ لیا جیسے کوئی بھیڑ اور بکریوں کے ریوڑ
گلہ میں شیر آ کر کودتا ہے دشمنوں پر ایک ناگہانی آفت سے قیامت برپا ہوگئی۔ جو مجاہدین اسوقت کنارہ
دلدل پر موجود تھے وہ سب آپکے ساتھ ہی دلدل میں کود پڑے اور بمشکل تمام اس سے پار ہوکر پیچھے پیچھے
آپ سے جا کر مل گئے۔ اس دلدل میں اکثر مجاہدین کی بندوقیں بھیگ کر نکمی ہوگئی تھیں ایک لمحہ میں وہ
ہزاروں دشمن جو پہاڑ سے نیچے اتر کر کنارے دلدل پر تھے غازیوں کے ہاتھ سے مارے گئے مگر پہاڑ
کیا اوپر سے اسوقت قریب دس ہزار بندوقوں کے غازیوں پر چھوٹ رہی تھیں۔ غازی دشمنوں کو مارتے
ہوئے پاؤں پہاڑ تک پہنچ گئے تھے مگر پہاڑ پر چڑھنا دشوار تھا۔ غازیوں کی بندوقیں بھی بھیگی ہوئی تھیں
کہ پہاڑ والے دشمنوں کو گولیوں سے بھی جواب نہ دے سکتے تھے بعد صاف کرنے میدان کے سید صاحب
مثل شیر ببر کے جہانگیری میں کھڑے تھے کہ اسوقت یکبیک آپ نظروں سے غائب ہوگئے۔ مولوی جعفر علی
نقوی جو آپکے باڈی گارڈ تھا اور کندھے سے کندھا ملائے کھڑا تھا لکھتا ہے کہ جناب حضرت امیر المومنین
درمیان جماعت از نظر من غائب شدند۔ یہ واقعہ جگر سوز رہ نمود تاریکی چھا گئی جمعہ کو واقع ہوا۔ اسوقت بوجہ
غائب ہوجانے کے سارے لشکر اسلام میں کھلبلی پڑ گئی ہر شخص اُس گولیوں کی بارش میں اپنے بچاؤ
کو بھول کر مثل دیوانوں کے آپکی تلاش میں پھرنے لگا ہر طرف یہ آواز بلند ہورہی تھی کہ "حضرت کہاں ہیں"
مولانا محمد اسمعیل صاحب جنرل فوج غازیان اور قاضی علاؤالدین اور منشی محمدی میر منشی اور شیخ بلند بخت
بجنوری وغیرہ صدہا آدمی اسیوقت دشمنوں کی گولیوں سے شہید ہوگئے۔ غازیوں نے سارا میدان
جنگ ڈھونڈ ڈالا مگر سید صاحب کا پتہ نہ ملا۔ اسوقت سید صاحب کے نہ ملنے سے ہر ایک زندہ
بھی مردوں سے بدتر ہوگیا۔ اس حالت یاس میں لشکر اسلام اپنے سرداروں سے خالی بالاکوٹ
کی طرف پسپا ہوا۔ اسوقت لشکر اسلام پر کربلا کی گھڑی نازل ہورہی تھی پہاڑ پر سے گولیوں کا
مینہ برس رہا تھا اسوقت واپسی میدان کے کھیتوں اور دلدل میں صدہا آدمی شہید ہوگئے۔ اسوقت
کوئی آدمی نہیں رہا تھا کہ میں زندہ رہوں ہمتیں پست ہوگئی تھیں دل ٹوٹ گئے تھے جان و مال
ہورہی تھے۔ اسوقت دشمنوں نے پہاڑ سے نیچے اتر کر بالاکوٹ میں پہنچکر دفتر اور کل اسباب خانہ لیکر
سب لوٹ لیا اور مکانوں میں آگ لگادی۔ اسوقت تک سید صاحب کی موت حیات مشتبہ تھی ہر زندہ

آدمی اپنی تکلیف کو بھولکر سید صاحب کی تلاش میں مصروف تھا۔ مولوی جعفر علی نقوی بھی لکھتے ہیں
کہ پیچھے لوگوں کی زبانی یہ بھی صحت کو پہنچا ہے کہ سید صاحب کی ٹانگ پر ایک گولی کا زخم بھی لگا ہوا
اس زخم لگنے کے بعد آپ ایک پتھر پر بیٹھے ہوئے رو بقبلہ ہو کر دعا مانگ رہے تھے کہ اسی پتھر پر سے غائب
ہو گئے۔ یہ بھی اسی مؤلف کا بیان ہے کہ موضع شملی میں پہنچکر یہ بھی معلوم ہوا تھا کہ سید صاحب
موضع مٹی کوٹ میں جو ایک گوجروں کا گاؤں میدان جنگ بالاکوٹ سے ملا ہوا تھا گوجروں کے گھر میں
زندہ موجود ہیں اور اس پتھر پر سے جہاں آپ دعا مانگ رہے تھے گوجر لوگ آپکو اٹھا کر اپنے گاؤں میں
لے گئے تھے۔ اور بعض لوگوں کا یہ بھی بیان ہے کہ مولوی نظام الدین چشتی کاندھلوی جو بخارا اور کشمیر اور
کاشغان کے سفیر ہو کر گئے تھے اور مولوی عبداللہ صاحب دونو شخص میدان جنگ سے سید صاحب کے
ساتھ ہی غائب ہو کر آپکے رفیق غیبت ہو گئے۔ مولوی جعفر علی نقوی بھی شہادت کو غلبہ دیتے ہیں
چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ شیخ وزیر گولہ انداز کا لڑکا جو عمر آٹھ نو برس کے تھا بیان کرتا تھا کہ بعد معرکۂ بالاکوٹ
کے لشکر سکھاں میں جا کر گرفتار کر کے مقتول شہداء میں لیگیا اور خلیفہ صاحب کی لاش کو مجھ سے شناخت
کرایا میں نے اپنی سمجھ کے موافق ایک لاش کو خلیفہ صاحب کی لاش قرار دیدیا چنانچہ راجہ شیر سنگھ نے اسی
لاش پر دوشالہ ڈلوا کر اور اپنی فوج کے مسلمانوں اور نیز سکھوں سے نماز پڑھوا کر بڑے اعزاز اور
اکرام سے اسکو دفن کرا دیا۔ اسی روایت کے بعد مولوی جعفر علی صاحب نے ایک دوسری روایت لکھتے
ہیں کہ بعد واقعہ بالاکوٹ کے سکھوں نے چند زخمی غازیوں کو لیکر سید صاحب کی لاش کو ان سے شناخت
کروایا تھا چنانچہ انہوں نے ایک بے سر کی لاش کو دیکھ کر کہا کہ یہ سید صاحب کی لاش ہے اسی بے سر
کی لاش پر راجہ شیر سنگھ نے دوشالہ ڈلوا کر اور نماز پڑھوا کر بڑے اعزاز و اکرام سے اسکو دفن کرایا اسی خیال
پر سید صاحب کی ایک کچی قبر ابھی بالاکوٹ میں موجود ہے۔ بعد فتح بالاکوٹ کے چار روز تک سکھوں
کا لشکر وہاں مقیم رہا۔ جب چار روز کے بعد لشکر سکھاں وہاں سے چلا گیا اور ملکی لوگ بالاکوٹ میں واپس
آئے تو دیکھا کہ کل شہداء کی لاشیں مثل لالہ زار کے مقتل شہداء میں پڑی ہوئی تھیں۔ ملکیوں نے
مولوی محمد اسمٰعیل صاحب اور ارباب بہرام خان کی دونو لاشوں کو علیحدہ علیحدہ دو قبروں میں دفن
کر کے باقی کل شہداء کی لاشوں کو جمع کر کے ایک گنج شہیداں بنا کر سب کو ایک جگہ دفن کر دیا۔ اس واقعہ کے
چند ماہ بعد ارباب بہرام خان کا بیٹا اپنے والد کی لاش پشاور کو لیگیا اور وہاں اپنے قبرستان میں دفن کیا۔
ایسی بھی بہت روایتیں ہیں کہ اس واقعہ بالاکوٹ کے بعد متعدد لوگوں نے سید صاحب اور انکے رفقاء
کو دیکھا۔ اسمیں شک نہیں کہ آپکی شہادت اور غیبوبت میں روز اول سے اختلاف ہے مگر سب سبب

بعضے لوگ کہتے ہیں کہ [illegible] بھی زیادہ بیوگی کا خیال [illegible] ان لوگوں کے نزدیک جو ہوتا جاتا تھا
سید صاحب کی چھوٹی بیوی صاحبہ [illegible] سید [illegible] بالاکوٹ سید صاحب نے اپنی غیبوبت کی
پیشین گوئی کی تھی اور سید صاحب نے اکثر اقرار فرمایا اور [illegible] کی غیبوبت کے قائل تھے تمام پنجاب اور
ہندوستان کے اکثر آدمی خیال [illegible] کہ تعلیم [illegible] واللہ اعلم بالصواب - اس واقعہ کے کئی برس بعد قریب
سات آٹھ سو [illegible] باقی رہ گئے تھے مگر بسبب نہ ہونے کسی سردار کے صورت جمعیت لشکر اسلام
کی [illegible] شیخ ولی محمد پھلتی جو بقیہ لوگوں میں قابل سرداری لشکر اسلام کے تھے وہ سید صاحب
کی چھوٹی بیوی صاحبہ اور صاحبزادی کو لیکر ملک سندھ کو جہاں آپکے حرم محترم مقیم تھے روانہ ہو گئے
اور [illegible] سب لوگ [illegible] پنجاب [illegible] حیات خود آپکے حرم محترم بہت آرام اور راحت سے
رہے [illegible] ترک کے [illegible] نواب وزیر الدولہ مرحوم [illegible]
[illegible] صاحب کی پالکی [illegible] بہت دور تک پالکی کو [illegible]
[illegible] سید صاحب کی دو صاحبزادیاں [illegible] کا ذکر اوپر آچکا ہے [illegible] صاحبزادی
[illegible] نواب وزیر الدولہ مرحوم نے بڑی صاحبزادی کے [illegible]
کی [illegible] کسی قدر چھوٹی صاحبزادی کے نام تھی [illegible] ان صاحبزادی
کی اولاد [illegible] کی اولاد بفضل الٰہی [illegible] زمانہ کی رفتار نے [illegible]
[illegible] مگر ہم اس [illegible] خاندان کے لوگوں میں ایک قسم کی تاثیر اور برکت خاندانی موجود ہے - بعد
تشریف بری چھوٹی بیوی صاحبہ اور شیخ ولی محمد پھلتی کے لشکر مجاہدین منتشر ہو گیا مگر [illegible] سو آدمیوں نے
ہندوستان کو پھر واپس جانا گوارا نہیں کیا چنانچہ انہوں نے مولوی نصیر الدین صاحب کو اپنا امیر مقرر
کرکے سید اکبر صاحب کے پاس ستھانہ میں جا رہے جنکا بقیہ ابھی تک کچھ لوگ ترک الدنیا آزاد وضع
موسوم بہ مجاہدین اسی کوہستان میں [illegible] بسر کرتے ہیں - اس واقعہ بالاکوٹ کے نو برس بعد
[illegible] میں راجہ کھڑک سنگھ اور اسکا بیٹا کنور نونہال سنگھ ناگہانی موت سے ہلاک ہوئے اور اسکے تھوڑے
دن بعد راجہ شیر سنگھ اور اسکا بیٹا اور وزیر دھیان سنگھ تینوں ایک ہی روز مارے گئے اور آخرکار ۱۲۶۵ھ
میں یعنی معرکہ بالاکوٹ کے پندرہ برس بعد کل سلطنت پنجاب متعصب سکھوں کے ہاتھ سے نکل کر [illegible]
عادل سرکار کے قبضہ میں آگئی اور سوائے دلیپ سنگھ کے کوئی ایک ممبر بھی اس شاہی خاندان کا
باقی نہ رہا - بلاخطہ مکتوبات احمدی جنمیں سید صاحب کا اصل مافی الضمیر بڑی صراحت کے ساتھ بعین
متعلقہ واقعوں پر ظاہر کیا گیا ہے اور اکثر مؤلفوں کی تحریر سے واضح ہوتا ہے کہ وہ بعد فتح پنجاب کے

الہام کا آپکو نسیا ذلت پہونچا کہ آپ اُسکو سچا اور صادق اور رحمانی سمجھکر بار بار اپنے مکتوبات میں لکھا کرتے تھے کہ اس الہام میں وسوسہ شیطانی یا بشریت نفسانی کا ذرا بھی دخل نہیں ہے - ملک پنجاب حضرت کے ہاتھ پر فتح ہوگا اور اس فتح سے پہلے آپکو موت نہو گی - لیکن معاملہ بالاکوٹ خواہ شہادت ہو یا غنیمت بظاہر امر تو اس یقینی الہام کے خلاف ہوا - اب اسکا جواب یہی ہے کہ از روئے اصول شریعت محمدی کے الہام ایک ظنی چیز ہے اور اسکی تاویلوں وغیرہ میں ہر طرح کی غلطیوں کا گمان ہوتا ہے تو ضرور ہوا کہ اس وقوعہ کے پندرہ برس کے بعد سلطنت پنجاب متعصب اور ظالم سکھوں کے ہاتھ سے نکلکر ایک ایسی عادل اور آزاد اور لامذہب قوم کے ہاتھ میں آگئی کہ جسکو ہم مسلمان اپنے ہاتھ پر فتح ہونا تصور کر سکتے ہیں اور خیال کیا سید صاحب کے الہام کی صحیح تاویل یہی ہوگی جو ظہور میں آئی ❊ بملاحظہ مکتوبات احمدی یہ بھی صاف ظاہر ہے کہ سید صاحب نے واسطے تباہی سلطنت پنجاب کے جسقدر سیف و سنان کا کام لیا تھا اُس سے زیادہ قلم اور زبان سے آپنے کام لیا - تمام اور بڑی شہر اور افغانستان اور بلوچستان اور سندھ و پنجاب و کشمیر کے خان وغیرہ کل مسلمان امرا و رؤسا و علما اور خاندان شاہ شجاع بادشاہ کابل آپکے شریک ہو چکے تھے اسی کاروائی سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کاتب تقدیر نے پنجاب کی فتح ملکی اور سکھوں کی لڑائی کے ساتھ ایک دوسری عادل قوم کے نام نہ لکھ رکھی ہوتی تو مدت ہوئی ہوتی کہ پنجاب میں ڈنکہ اسلام کا بج گیا ہوتا ❊

وہ عجیب سوانحہ اور مکتوبات کو غور سے دیکھنے کے بعد واضح ہوگا کہ سید صاحب کامل صاحب باطن متوکل صابر شاکر زاہد صاحب جود صاحب شیر رحیم فیاض اولو العزم اور شجاع غرض ولی اسعد کامل اور اولو العزم سپاہی تھے صدیوں گذشتہ سے مسلمانوں میں پیدا نہیں ہوا تھا - اگر تقدیر اُسکی یاوری کرتی تو اُسکی کوشش سے مسلمانوں کے دلوں کو مدت ہوئی کہ بدل گئے ہوتے مگر جیسے یقینی فتح کے اُسکو بالاکوٹ میں ہزیمت ہوئی وہ کسی دشمن کو بھی نصیب نہو - بنظر انصاف اس سوانحہ و مکتوبات متذکرہ کو ملاحظہ کرنیکے بعد یہ بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ اس معرکہ آرائی اور جنگ پیرائی سے اس بزرگ کو سوائے اعلائے کلمۃ اللہ اور اجرائے سنت رسول اللہ کے اور کوئی دنیوی غرض نہ تھی وہ امارت اور حکومت اور سلطنت اور نام و نشان کا ہرگز متمنی نہ تھا - اسکے عالی حوصلے کے آگے بڑی بھاری سلطنت کا کسیکو عنایت کر دینا اور بڑے بڑے مجرموں اور دشمنوں کو صرف اُنکی زبانی تائب ہونے پر بالکل معاف کر دینا اور انتقام نہ لینا کچھ بڑی بات نہ تھی - توکل اور صبر اور قناعت وغیرہ کل خصائل کا یہ بزرگ پتلا تھا - جب سات سو آدمیوں کو لیکر یہ ملک عرب کو گیا اسکے پاس ایک حبہ موجود تھا مگر اُس کے صادق یقین نے اسکے دو بیگھے لیے اور دریائی سفر میں اسکا کوئی کام اٹکنے نہیں دیا جسقدر کی

اسکو ضرورت ہوئی وہ خود بخود مہیا ہوگیا - اس سے بڑھکر عجیب یہ ہے دو ہزار نمازیوں کو جو ارادہ جنگ اسکے ہاں
ساتھ لیکر براہ سندھ و قندہار و کابل و پشاور یاغستان میں پہنچا اسکے پاس نہ کسی قسم کا خزانہ تھا اور نہ
میگزین یا اسٹاف اور نہ سلیح خانہ اسکے لشکر میں دونو وقت پیٹ بھر کر کھانا ملنا ایسا شاذ و نادر تھا جیسے ہم
لوگوں کو کبھی اتفاق سے فاقہ ہوجاتا ہے مگر تین سال بلکہ اسکے بعد بھی اسکے ساتھ ایسا ہی جرار دلاور
جان نثار قوم ہندوستانی مجاہدین کی موجود تھی جنہوں نے ہر قسم کی راحت اور سرد و گرم اور فتح و شکست
اور بھوک پیاس میں ایسی ثابت قدمی اور استقلال سے روز اخیر تک اسکا ساتھ دیا ہے کہ جسکی نظیر سوائے صحابہ
رسول کریم کے تواریخ اسلام میں اور کوئی پایا نہیں جاتا - سب سے عجیب بات یہ ہے کہ اس فرقہ کو سوائے
حصول رضامندی باری تعالی کے نہ کبھی فتح کی خوشی اور نہ کبھی شکست کا غم ہوا - انکا ہر متنفس جام
شہادت کا ایسا عاشق جیسے فرہاد شیریں کا اور مجنوں لیلی کا - بوجہ دینی پاکی باطنی اور صفائی قلب اور
توکل اور زہد اور انکی الفت کے اس نے نظر [illegible] کو پولیٹکل پیچیدگیوں اور علم فن جنگ کی طرف بالکل توجہ
نہ تھی انہیں دو نقصوں نے اسکے بیٹے بنائے [illegible] آخر اسکو بالاکوٹ میں وہ دن دکھایا کہ
جسکی یاد سے آجتک ہزاروں خلقت کے دل دکھتے ہیں - اگر ان سب خوبیوں کے ساتھ جو اسکی ذات
ستودہ میں موجود تھیں فن ملک گیری اور فن جنگ بھی ہوتا تو وہ اس موجودہ نسل کے پیدا ہونے سے
پہلے پنجاب کیا بلکہ ساری دنیا کا بادشاہ ہوا ہوتا - اس سوانح اور نیز مکتوبات مفصلہ سے صاف معلوم
ہوتا ہے کہ سید صاحب کا سرکار انگریزی سے مقابلہ کرنیکا ہرگز ارادہ نہیں تھا وہ اس آزاد عملداری کو اپنی
[illegible] میں [illegible] کہ اگر سرکار انگریزی اسوقت سید صاحب کے خلاف ہوتی تو
ہندوستان [illegible] سید صاحب کو کبھی کوئی مدد نہ پہنچتی مگر سرکار انگریزی اسوقت دل سے چاہتی تھی کہ
سکھوں کی [illegible] ہو -

قریب چار ہزار صفحوں کے مخالف مؤلفوں کے لکھے ہوئے سوانح میرے سامنے موجود ہیں مگر لوگوں کی بے
[illegible] اور عدم [illegible] پر لحاظ کرکے میں نے ان سوانحوں کے طوماروں سے جو میرے سامنے ہیں [illegible]
میں اردو زبان کے مجلد میں رکھکر سب تازی اور شیرازی سوانح کا عطر کھینچ لیا ہے تاکہ ہر ایک [illegible]
اسکا [illegible] چھوٹا سا مختصر ہوجائے اور باایں اختصار پھر بھی کسی اہم معاملہ کو فوت ہونے نہیں دیا
[illegible] واقعات کو دانستہ چھوڑ دیا ہے - میں اس واقعہ عجیبہ کو بالاکوٹ پر ختم
کرکے [illegible] بعض خلفا و باندار کا حال لکھتا ہوں -

حصۂ چہارم

بیان خلفاء حضرت سید احمد صاحب

سید صاحب کے خلیفہ بھی ہزاروں ہیں صرف جنکے نام نامی لکھنے کو کئی جزو چاہئیں اور اکثر آپکے خلیفہ صاحب
ولایت اور کرامت ہوئے ہیں آنکے عجائب غرائب حالات لکھنے کو بھی ایک دفتر درکار ہے - تمامی
اسلامی دنیا اور خصوصاً ہندوستان آپکے خلفاء سے معمور ہو گئی تھی شاذ و نادر کوئی بدنصیب
شہر اور قریہ ہوگا جہاں آپکے خلفا کا گذر ہو کر توحید الٰہی کی منادی نہوئی ہو - اسوقت تک کروڑوں
آدمیوں کو آپکے سلسلے سے ہدایت ہوئی اور انشاء اللہ قیامت تک ہوتی رہیگی - یہ عمل بالحدیث
کا چرچا جو اسوقت ملک ہندوستان میں ہو رہا ہے آپ ہی کی ذات مقدس کا پرتو ہے - آپکے
ساتھ امانت اور برکت نازل ہوئی تھی جس سے لوگوں کو قرآن حدیث سمجھنے کا پیرا ہوا - جیسا کہ حدیث
شریف میں آیا ہے اِنَّ الْاَمَانَۃَ تَنْزِلُ فِیْ قُلُوْبِ الرِّجَالِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ الْکِتَابِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ السُّنَّۃِ
(ترجمہ) تحقیق امانت یعنی برکت جب لوگوں کے دلوں میں اترتی ہے اسوقت قرآن اور حدیث کے
مطلب کو لوگ سمجھنے لگتے ہیں - اب میں بطور تبرک فقط آپکے چند خلیفوں کے نام نامی درج ذیل
کرتا ہوں - اوّل اور افضل سارے خلیفوں کے مولوی عبدالحی صاحب داماد حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز
صاحب کے ہیں - دوم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید - یہ دونو بزرگ بمنزلہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی
اللہ عنہما کے آپکے یار غار اور جان نثار تھے - سوم مولوی عبدالغنی صاحب برادر خورد مولانا شاہ عبدالعزیز
صاحب - چہارم مولوی مخصوص اللہ صاحب ابن مولوی رفیع الدین صاحب - اس بزرگ کا اخیر عمر میں سر
پھر گیا تھا - پنجم مولوی سید محبوب علی صاحب دہلوی یہ بزرگ قبل از واقعہ بالاکوٹ ناخوش ہو کر اپنے وطن
مالوفہ کو لوٹ آئے تھے - ششم مولوی حیدر علی صاحب رامپوری - ہفتم مولوی محمد علی صاحب رامپوری - ہشتم مولوی ولایت علی
صاحب عظیم آبادی - ان دونو بزرگوں کو یعنی مولوی محمد علی اور مولوی ولایت علی صاحب کو سید صاحب
نے اپنی خوشی سے خلافت دیکر واسطے ہدایت خلق اللہ کے ہندوستان کو واپس بھیجا تھا یہ دونو بزرگ
سید صاحب کی مفارقت کو پسند نہیں کرتے تھے مگر اول بحزن بہ تعمیل حکم مرشد برحق کے ہندوستان
کو چلے آئے اور بوقت رخصت کرنے کے مولوی ولایت علی صاحب سے سید صاحب نے یہ بھی فرمایا تھا کہ
مولانا ہم آپکو تخم کرکے اٹھاتے ہیں (معنا اسمیں غرض یہ ہے کہ یہ معنی ہونگے کہ اس تخم سے اتنے پودے
لگینگے جن سے یہ باغ ہمیشہ ہرا بھرا رہیگا -) نہم مولوی وحید الدین صاحب پھلتی شاگرد رشید

مولوی محمد اسمعیل صاحب شہید یہ بزرگ بھی بڑے اکابر لوگوں میں سے ہیں۔ مولوی شاہ نظام الدین صاحب پھلتی
برادر مولوی وحید الدین صاحب بھی صوفی مشرب تھے شاہ صاحب کی مسند پر بیٹھے مولوی محمد یوسف صاحب پھلتی یہ
بزرگ بھی اُنہی کے خاندان سے ہیں سید صاحب کے مرید تھے مولوی امام الدین صاحب پھلتی مفتی شاہ والدین ... حکیم مغیث الدین
صاحب پھلتی مولوی ... یہ بزرگ بھی مرید سید صاحب کے ... مولوی حبیب اللہ صاحب ...
یہ بزرگ علمائے خراسان و پنجاب اور افغانستان کے ساتھ ... نقلیہ ... کی بابت مولوی محمد اسمعیل صاحب
شہید سے بحث کرنے کو آئے تھے مگر مولوی صاحب شہید کا دوسرے اشخاص ... دیکھکر
اُنکے ایسے معتقد ہو گئے کہ بوقت بحث سر نیچا کئے ہوئے مولانا شہید کے سامنے ساکت بیٹھے رہتے تھے اور جب
اُنکے ساتھ والے ... اُنسے کہا کہ بوقت بحث تم کیوں ... ساکت بیٹھے رہتے ہو تو انہوں نے
جواب دیا کہ میں ان لوگوں کا طریق اور وہی شکل جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دیکھتا ہوں تو
ایسے بزرگ سے کیا بحث کروں۔ آخر کو یہ بزرگ ... صاحب کے مرید ہو کر ... ساتھ ... سے ...
مولوی عبد اللہ صاحب غزنوی جنکے فرزند وغیرہ ... پنجاب میں بہت ہدایت ہوئی اس بزرگ سے
فیضیاب ہو چکے تھے۔ آپ بھی مولوی عبد اللہ صاحب غزنوی کی اولاد ... امرتسر میں رہتے ہیں اور وہ
... ہدایت ... جاری ہے ... مولوی ... صاحب ... محمود شاہ صاحب ...
شاہ عبد الرزاق صاحب ... حکیم ... صاحب ... مولوی آغا ... عبد العظیم خان صاحب ... مفتی
الٰہی بخش صاحب ... کاندھلہ شاگرد رشید مولوی شاہ عبد العزیز صاحب۔ اس بزرگ نے ساتوان ...
... مثنوی مولانا روم کا لکھا ... صاحب نے مثنوی شریف کا ترجمہ بھی شروع کیا تھا ...
ہزار شعر کا ترجمہ ہو چکا تھا کہ انتقال ہو گیا آپکے انتقال کے بعد مولوی ... حسن صاحب آپکے فرزند ارجمند
نے ... ہزار شعر کا ترجمہ کیا تھا کہ ... انتقال ہو گیا مفتی الٰہی بخش صاحب کا یہ مقولہ مشہور ہے کہ
... آج تک جو ... اعتقاد ... تھا اب سید صاحب کی بدولت ... ہو گیا
مفتی صاحب ایسے ... عالم ... تھے کہ ... سید صاحب کی نعلین برداری کو اپنا فخر
دارین جانتے تھے۔ حاجی شاہ عبد الرحیم صاحب ... شہید ... شاہ ... صاحب ... کے
مرید ... خلیفہ خاص حاجی امداد اللہ صاحب فی الحال مکہ معظمہ میں اپنے انوار سے ہندوستان اور
... وغیرہ ممالک کو منور کر رہے ہیں چنانچہ حاجی امداد اللہ صاحب کے خلیفے مثل مولوی رشید احمد
صاحب گنگوہی اور مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی تھے جنسے ہزارہا خلقت کو ہدایت ہوئی مولوی
... علی صاحب جونپوری مولوی کرامت علی صاحب جونپوری صاحب مفتاح الجنۃ یہ دونوں بزرگ

بھی تحصیل از مرکیا اور کویشیدہ سے شرح [illegible] کو [illegible] مولوی شہاب الدین صاحب سید عظیم آبادی مولوی شاہ
محمد حسین صاحب عظیم آبادی مولوی رحمت اللہ صاحب سید عظیم آبادی برادر زادہ [illegible] مولوی [illegible] صاحب
مولوی فرحت حسین صاحب عظیم آبادی برادر خورد مولوی ولایت علی صاحب مولوی اکبر علی صاحب [illegible]
مولوی احمد اللہ صاحب عظیم آبادی یہ بزرگ مع اپنے چھوٹے بھائی یحییٰ علی صاحب کے حالت قید میں [illegible]
پورٹ بلیر (کالا پانی) کے راہی فردوس ہوئے یہ دونوں بھائی بڑے اولیاء کبار اور صاحب کرامات تھے اپنے
استقلال اور ثابت قدمی و صبر و شکر میں اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے جامع کتاب ہذا بہت برسوں تک حالت قید
میں ان بزرگوں کے ساتھ رہا ہے اور ان کے حالات اور کرامات کا آپ چشم دید گواہ ہے۔ ان بزرگوں کے
حالات عجیب لکھنے کو بھی ایک دفتر چاہئے مولوی غلام جیلانی صاحب رامپوری رامپور کا خلیفہ [illegible]
بزرگ کو [illegible] مولوی محمد [illegible] صاحب [illegible] مولوی فخر الدین صاحب [illegible] مولوی
نصیر الدین صاحب دہلوی داماد مولانا اسحاق صاحب مرحوم مولوی خرم علی صاحب بلہوری صاحب نصیحت المسلمین
ان کی اور بھی بہت تصانیف ہیں رسالہ جہاد بھی انہیں کی تصنیف ہے افسوس کہ یہ بزرگ [illegible] قبل از
معرکہ بالاکوٹ رنجیدہ ہو کر ہندوستان کو لوٹ آئے تھے مولوی سید اولاد حسن صاحب قنوجی والد ماجد مولوی
نواب صدیق حسن خان صاحب [illegible] مولوی عبد القدوس صاحب [illegible] مولوی شہاب الدین
[illegible] مولوی میاں [illegible] صاحب [illegible] امام الدین [illegible] حافظ محمد صدیق صاحب [illegible] نور محمد
صاحب سید عبد الصمد صاحب [illegible] مولوی [illegible] امام الدین صاحب [illegible] صاحب تفسیر [illegible] مولوی
[illegible] صاحب [illegible] اس بزرگ [illegible] ہجری [illegible] زیارت کی
[illegible] مولوی عبد [illegible] شاہ [illegible] اس بزرگ کو [illegible] کے سید صاحب [illegible]
[illegible] عنایت کیا [illegible] فرمایا تھا کہ [illegible] جو کچھ کسی کو پوچھنا ہو [illegible]
مولوی نظام الدین صاحب [illegible] قاضی یوسف [illegible] ساکن ٹونکی مولوی عبد الحکیم صاحب ساکن ٹونکی۔
مولوی شیخ جیون صاحب مولوی عبد الجلیل صاحب ساکن کوئل مولوی سید قاسم صاحب ساکن نصیر آباد
متصل [illegible] یہ بزرگ سید صاحب کے قرابت دار بھی تھے مولوی سید محمد صاحب [illegible]
[illegible] مولوی سید یعقوب صاحب یہ دونوں بزرگ سید صاحب کے حقیقی بھانجے تھے میر احمد علی صاحب
اس بزرگ کا انتقال [illegible] ہجری میں ہوا سید حمزہ ساکن [illegible] مولوی [illegible]
صاحب [illegible] مولوی شاہ اسحاق صاحب [illegible] مولوی [illegible] خان صاحب رامپوری مولوی سید [illegible]
صاحب ساکن [illegible] ضلع مظفر نگر یہ بزرگ اس وقت تک زندہ اور [illegible] مولوی [illegible] صاحب

سوا اُن کا خدا جانے مولوی عبد الصمد صاحب لوگوں کا بیان ہے کہ بروز معرکۂ بالاکوٹ یہ دونوں بزرگ بھی ہمراہ سید صاحب کے ساتھ ہی غائب ہو گئے بلکہ مولوی جعفری صاحب کو تو میرے بعض دوستوں نے بعد معرکۂ بالاکوٹ کئی بہت دفعہ دیکھا بھی ہے اور اُنکے قرابت داروں نے بھی سنا ہے اور اُنکے ہاتھ کے لکھے ہوئے خطوط بھی بعد معرکۂ بالاکوٹ کے اُنکے گھر پہنچے ہیں واللہ اعلم بالصواب - اب میں مولانا و بالفضل اولانا مولوی محمد اسمٰعیل شہید اور اُن دو خلیفوں کا جنکو سید صاحب نے تنظیم ہدایت کر کے ہندوستان کو واپس بھیجا تھا کسی قدر علیحدہ علیحدہ سوانح عمری ہدیہ ناظرین کرنا چاہتا ہوں ؎

مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید علیہ الرحمۃ

آپکے بڑے خلیفوں میں مولوی عبد الحی اور مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید ہیں یہ دونوں بزرگ بمنزلہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے آپکے خلفاء راشدین سے تھے مولوی عبد الحی صاحب کا مزاج بوجہ بردباری اور وقار حضرت ابوبکرؓ سے اور حضرت مولانا شہید کی طبیعت بوجہ تشدد فی اللہ وغیرہ حضرت عمرؓ سے زیادہ تر مشابہ تھی ان دونوں بزرگوں کا ذکر خیر سید صاحب کے سوانح عمری میں جا بجا آچکا ہے کیونکہ جس تاریخ سے یہ دونوں بزرگ داخل خدام ہوے تھے اُس تاریخ سے تا مرگ بلا کسی دینی ضرورت کے آپکی خدمت بابرکت سے ایک دم بھی علیحدہ نہیں ہوے اور حق تو یہ ہے کہ ان بزرگوں نے سید صاحب کو خوب پہچانا تھا - آپکی جان نثاری اور فرمانبرداری ضرب المثل ہے یہ دونوں بزرگ آپکی پالکی کے ساتھ ننگے پاؤں دوڑنیکو اپنا فخر دارین جانتے تھے - ان دونوں ذی عزت علماء دہلی نے جنکی تعظیم بادشاہ کیا کرتے تھے اپنے تئیں بالکل مٹا دیا تھا - پاخانہ کے لئے چلچی پہنچانے واسطے لئے گھڑا سر لکڑی کے بوجھا اٹھانے سا کیسی کرتے غرض کسی قبیل سے ذلیل کام سے بھی اُنکو عار نہ تھی - سبحانی برکات جاکر جو نیکی بعد یہ دونوں خاندانی بزرگ مقتدائے قوم و امیر زادے ناز و نعمت میں پلے ہوے دہلی سے خوش خوراک اور خوش وضع شہر کے باشندے اب بجائے گیہوں کی کھچڑی یا اُسکی کھرچن کھا کر یا دو تین وقت گذار کے فاقے کھا کر اور چٹائیوں یا خالی زمین پر سو کر ایسے خوش و خرم اور شاداں و فرحان رہتے تھے کہ وہ خوشی کبھی اُنکو دہلی کے پلاؤ قورمہ و آرائش مکان میں بھی نصیب نہ ہوے تھے - در اصل مزہ ایمان کا ایک ایسی عمدہ اور نادر نعمت ہے کہ کوئی دنیوی نعمت اسکی لذت اور شیرینی کو نہیں پہنچتی بلکہ دنیا میں کوئی ایسی چیز موجود ہی نہیں ہے جسکو مزۂ ایمان کے ساتھ صرف تشبیہ ہی دیجا سکے - شیخ ایک مقبول بارگاہ الٰہی کی کتاب میں لکھا دیکھا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جسطرح سے ایک نئی دلہن اپنی ناکتخدا سہیلیوں اور ہمجولیوں سے اپنے مزۂ وصال کو کسی کھانے یا میوہ وغیرہ سے تشبیہ دیکر بیان نہیں کر سکتی اُسی طرح سے مزہ ایمانی کا بیان کرنا یا کسی دنیوی مزہ سے اُسکو

تشبیہ دینا محال ہے اسی لذت کو حافظ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎ لذت مے نہ شناسی بخدا تا نچشی ٭ دنیا
کے لوگ ایسے آدمیوں کو جو شبہ دیوانہ بتلاتے آئے ہیں ؎ دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی ٭ دیوانہ تو ہر دو
جہان را چکند ٭ ان دونوں بزرگوں کے اوصاف تحریر و بیان سے باہر ہیں ٭ مولوی صاحب شہید کی خطو
عبارت کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ جب مولانا شہید کی پہلی نظر چہرہ مبارک سید صاحب پر پڑی تو فرمایا کہ
اگر یہ بزرگ اپنے مہدی ہونیکا دعوی کرے تو میں بلا تامل اُنکے ہاتھ پر بیعت کرونگا ٭ مولوی عبد الاحد صاحب
معروف چپراؤ شاہ سے (جو ایک اولیا کامل صاحب کشف ملتان میں تھے) کسی نے پوچھا کہ ہند کے اولیاء
اللہ میں سب سے بڑا ولی مقبول خدا کون سا بزرگ ہے اُنہوں نے جواب دیا کہ عالم ارواح کی سیر میں میں نے
دیکھا ہے کہ سب سے بڑا درجہ اولیاء ہند میں مولوی محمد اسمعیل صاحب شہید کا ہے کیونکہ میں نے مولانا شہید کو
جنت میں ایک چھپر کھٹ پر بیٹھے ہوئے اور کتاب صراط المستقیم کا مطالعہ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ ایک نے
کسی کور باطن ظاہری علم والے نے اِن دونوں بزرگوں سے سوال کیا کہ آپ لوگ ایسے بڑے فاضل اجل
اور قرآن و کتب و احادیث کے حافظ ہو کر سید صاحب ایک امّی آدمی کے مرید کیسے ہو گئے اُنہوں نے
اُسکی کور باطنی پر تعجب کر کے اُسکے جواب میں فقط اتنا نکتہ کہدیا کہ جو کچھ ہمنے ہزاروں کتابوں میں پڑھا
اور حاشیوں میں دیکھا ہے باوجود امّی ہونیکے سید صاحب کو اُن سب کا حاصل پایا ہے۔ ؎
منکشف اُسپہ ہر ایک شئے کی ہے لمیت ٭ نہ فتاوی میں وہ بحث نہ کتب کے اندر ٭ علم کو اُسکے
مگر علم لدنی کہئے ٭ جو کہ آتا ہے اُسے ہے وہ کتے مستحضر ٭ مولوی عبد الحی صاحب سلوک راہ ولایت
اور مراقبہ و مشاہدہ و توجہ و کشف وغیرہ کے پورے سالک اور اس فن میں اُستاد کامل تھے اور
مولوی محمد اسمعیل صاحب شہید سلوک راہ نبوت کے سالک کامل اور پورے عامل تھے اسواسطے
آپکے ملفوظات سلوک راہ نبوت کا حصہ صراط المستقیم کا مولوی محمد اسمعیل صاحب شہید کا اور
سلوک راہ ولایت کا حصہ مولوی عبد الحی صاحب کا لکھا ہوا ہے ؎ ہر گلے را رنگ و بوئے
دیگر ست ٭ مولوی محمد اسمعیل صاحب شہید کے قصص ذہانت و فطانت کے بہت مشہور ہیں مگر
ذہانت اور فطانت اُس کمال سے جو انسان کے مطلوب ہے اور جس کمال کی تکمیل کو سید صاحب آئے
تھے کچھ علاقہ نہیں رکھتی اسواسطے میں انکو یہاں تمامہ درج کرنا نہیں چاہتا ٭
مولوی محمد اسمعیل صاحب شہید خلف مولوی عبد الغنی صاحب نبیرہ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث
دہلوی بڑے فاضل اجل ذہین و متین تھے مولوی کرامت علی صاحب حیدر آبادی جو مولانا شہید کے
ہم سبق تھے روایت کرتے تھے کہ مولانا شہید صرف ایکدفعہ اپنا سبق پڑھ کر پھر کتاب کو بند کر کے رکھدیتے

تھے اور انپر مولانا مرحوم کچھ نہ کر سکتے تھے آپکے ہمجنس طالب علموں نے اس بیہودہ پن کی شکایت مولانا
شاہ عبدالعزیز صاحب سے کی تو حضرت شاہ صاحب نے انکا سبب پوچھا دریافت کیا انہوں نے اپنا سارا [illegible]
پڑھا ہوا شاہ صاحب کو [illegible] اور زیادہ مسرت ہوئی [illegible] بارگاہ الٰہی میں خداداد ذہانت اور [illegible] علوم
مولوی سعید الدین خان صاحب خلف الرشید مولوی رشید الدین خان صاحب [illegible] مدرسہ کلکتہ جنکا [illegible]
روپیہ کا کتب خانہ [illegible] دہلی میں [illegible] تھا فرمایا کرتے تھے کہ ہمکو اپنے
کتب خانہ کے نوشتہ جات کا افسوس نہیں ہے جسقدر ان حاشیوں کے ضائع ہو جانیکا ہمکو افسوس ہے
جو علمی کتابوں پر مولانا شہید نے [illegible] تھے کیونکہ وہ کتابیں تو پھر بھی مل سکتی ہیں مگر ان حاشیوں کا
ملنا محال ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کسی ضروری مسئلہ
کا فتویٰ لکھکر [illegible] بالا مکان میں تشریف لیگئے تھے اس عرصہ میں مولوی
محمد اسمعیل صاحب شہید بھی وہاں تشریف لے آئے اور اس فتوے کو ملاحظہ کرکے بعض فروگذاشتوں
کی اپنی قلم سے تصحیح [illegible] جب شاہ صاحب وہاں تشریف لائے
اور ان تصحیحوں کو دیکھا تو نہایت خوش ہوئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ [illegible] ابھی تک ہمارا
خاندان میں باقی ہے۔ مولانا شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میری تقریر تو اسمعیل نے
لی اور تحریر رشید الدین نے اور تقویٰ اسحاق نے۔ مولوی محمد اسمعیل نے تمامی درسی کتابیں شاہ [illegible] صاحب
اور مولوی عبدالحی صاحب سے ختم کرلیں [illegible] ایک دریا سے
ذخار علم کا ہوگیا [illegible] اس عرصہ میں انکی [illegible] سید صاحب
سے [illegible] برکت صحبت اور [illegible] مولوی عبدالرحیم [illegible]
آپکے ہم مکتب [illegible] اور ترویج دین حق کا کمال خیال
ساتھ ہوگیا [illegible] مولوی فضل حق [illegible] معقولی خیرآبادی [illegible]
زمانہ میں [illegible] علم منطق [illegible] غلطیوں کی
تصحیح کرنے والے تھے مولانا شہید کے [illegible] ہوگئے چنانچہ کتاب تقویۃ الایمان کے اس مسئلہ
پر کہ اللہ رب العزت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسا دوسرا اگر پیدا کرنے پر قادر ہے انہوں نے سخت اعتراض
کیا اور لکھا کہ اللہ تعالیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سا دوسرا پیدا کرنے پر ہرگز قادر نہیں۔ اسکے جواب میں
مولانا شہید نے ایک فتویٰ مع دلائل عقلی و نقلی نہایت مدلل لکھا ہے چنانچہ ایضاح الحق کے خاتمہ پر وہ فتویٰ
بھی چھپا ہے [illegible] کس قبولی سے آپنے [illegible] خلاصہ

جواز کا۔ یہ سب مولانا شہید لکھتے ہین کہ قدرت ایک علیحدہ صفت ہے اور تکوین یعنی بنانا ایک علیحدہ صفت ہے سو وجود مثل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تحت قدرت الٰہی کے داخل ہے نہ تحت تکوین کے تاکہ وقوع اسکا لازم آ جائے۔ اور تقویت الایمان کے اس مقام پر بھی ثابت کرنا مقصود ہے کہ رب العزت جل جلالہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی مثل پیدا کرنے پر قادر ہے۔ اور یہ مقصود نہین ہے کہ مثل حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پیدا کر چکے کیونکہ آپ خاتم النبیین ہو چکے پھر آپنے واسطے ثبوت قدرت الٰہی کے یہ آیت لکھی ہے أَوَلَيْسَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِقَادِرٍ عَلَىٰ أَنْ يَخْلُقَ مِثْلَهُمْ بَلَىٰ وَهُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِيمُ ترجمہ کیا وہ ذات پاک جسنے زمین و آسمان کو پیدا کیا اس بات پر قادر نہین ہے کہ مثل انکے یعنی بنی آدم کے اور پیدا کر دے۔ ہان وہ ضرور بڑا پیدا کرنے والا اور جاننے والا ہے۔ پھر آپنے لکھا ہے کہ اس آیت مین ضمیر جمع مذکر کی کل بنی آدم کی طرف جنمین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی شامل ہین راجع ہے اور گو اس آیت مین بیان معاد کا ہے مگر پیدا کرنے مثل پر اسکا قادر ہونا اس آیت سے بخوبی ثابت ہے ۔

بوجہ ہونے اہلکار انگریزی کے مولوی فضل حق صاحب کا بڑا رعب اور دبدبہ شہر دہلی مین تھا خود بادشاہ بھی انکی خاطرداری کرتے تھے۔ جب مولوی فضل حق صاحب بحث مسئلۂ قدرت الٰہی مین لاجواب ہو گئے تو اور مخالفت بڑھی یہانتک کہ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کا وعظ جامع مسجد سے بند کرا دیا گیا تھا لیکن خلقت شہر کی آپکے وعظ پر شیدا تھی بمجبور بادشاہ کو جامع مسجد مین آپکے وعظ ہونے کی پھر اجازت دینی پڑی مگر اسوقت جامع مسجد کے اندر دوحوض پر ایک بازار لگا کرتا تھا جسمین صدہا ہندو لوگ بھی دوکانین لگاتے تھے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے یہ ساری کیفیت خانۂ خدا مین بازار لگنے اور خرید و فروخت ہونے اور ہندوؤن کے شامل ہونے کی لکھکر اللہ تعالیٰ کے مواخذہ اور عذاب سے بادشاہ کو ڈرایا تو ڈرکر بادشاہ نے وہ بازار بند کرا دیا۔ ایک روز ایک جلسۂ وعظ مین ایک رو سیاہ بدبختی نے مولانا صاحب کو چھری سے شہید کرنا چاہا تھا مگر خیر گذری کہ وہ وار کرنے نہ پایا اور پکڑا گیا۔ سبحان اللہ یہ بھی بادیان اہل حق کی سنت سے ہے کہ گمراہ لوگ انکے قتل کا ارادہ کرین اور روشنی ہدایت کو منہ کی پھونک سے بجھانا چاہین مگر اس اقدام مین ناکام رہتے اور مصداق خسر الدنیا والآخرہ کے ہوتے ہین۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے باتباع فعل سید صاحب کے شہر دہلی مین سب سے پہلے اپنی بیوہ ہمشیرہ کہ جن کا نکاح مولوی عبدالحی صاحب سے کر کے رانڈون کے نکاح کرانے پر کمر باندھی اور نکاح ثانی کی فضیلتین اور اسکو عیب سمجھنے کی برائیان ایسی وضاحت اور خوبی کے ساتھ بیان

کرنی شروع کیں کہ ہزارہا رانڈوں کے نکاح ثانی خاص شہر دہلی میں ہو گئے - ایک معتبر و ثقہ شخص
وجامع کتاب ہٰذا سے کہتا تھا کہ اُسوقت تک میرے وطن ہزارے کے پکلی اور بہت سی رانڈیں اُنکی ہی ہدایت
سے شوہر والیاں ہو گئیں اور آپکی ہدایت سے یہ رسم زنوں ہمیشہ کے واسطے شہر دہلی سے تو محو ہو گئی سنت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاری ہو گئی - اسوقت بھی پچاسوں آدمی آپکا وعظ سُننے والے دہلی میں موجود
ہیں وہ کہتے ہیں کہ جب آپکا وعظ گرم ہوتا تھا تو سامعین میں آہ و زاری کے سبب سے شور ہو جاتا تھا اور
روتے روتے ہچکیاں بندھ کر بیخود ہو جاتے تھے - ایک دولتمند شیعہ تھے جو اُسوقت دہلی کا تحصیلدار
تھا مولانا شہید کو بلا کر آپکا وعظ اپنی قوم میں کرایا تھا قریب تین چار سو شیعوں کے اُسوقت آپکے
وعظ میں حاضر تھے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا بیان تھا جب وعظ گرم ہوا تو اکثر
شیعہ بیہوش ہو گیا - بعد اختتام وعظ کے انہوں نے کچھ نذرانہ مولانا صاحب کو دینا چاہا مگر آپنے
نامنظور نہیں فرمایا - ایک روز خانم کے بازار میں قریب تین سو کسبیوں کے آپنے جمع کرا کے انکو وعظ
سنایا اُسی شام کو تیس سے زیادہ کسبیوں نے توبہ کر کے نکاح کر لیئے

صاحب ذکر جلی لکھتے اسی قسم کا قصہ مولوی محمد علی صاحب امروہوی کی زبانی تحریر کرتے ہیں کہ ایکروز
مولوی محمد اسمٰعیل صاحب حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کے مدرسہ کے دروازہ پر کھڑے تھے آپنے
دیکھا کہ بہت سی جوان اور خوبصورت عورتیں رتھوں اور بہلیوں میں سوار ہو کر بلا پردہ کہیں کو جارہی
تھیں مولوی صاحب نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون عورتیں ہیں ایک شخص نے کہا کہ یہ سب کسبیاں
فلانی بڑی کسبی کے گھر کچھ تقریب ہے وہاں جارہی ہیں - مولوی صاحب نے پوچھا کہ کیا یہ مسلمان
ہیں اُس شخص نے کہا کہ ہاں یہ مسلمان ہیں تب مولانا نے فرمایا کہ جب یہ مسلمان ہیں تو ہماری بہنیں
ہیں کیا خداوند تعالیٰ ہم سے نہیں پوچھیگا کہ اسقدر مسلمان عورتیں بدکاری اور زناکاری
میں گرفتار تھیں اور تم نے انکو نصیحت نہیں کی اسواسطے اب تو میں انکے مکانوں پر جا کر انکو نصیحت
کرونگا آپکے رفیقوں نے کہا کہ آپکے وہاں تشریف لیجانے سے آپکو بدنام کرینگے کہ کسبیوں کے واڑے
میں بھی آپ جانے لگے - آپ نے فرمایا کہ اسمٰعیل کو اس بات کی کچھ پروا نہیں جب اللہ اور
رسول کا حکم سنانے کو نکلا تو ہر ایک کو سنا دیگا اسکے واسطے سب کلمہ گو مسلمانوں کا حق برابر ہے
آپنے اور اپنے دل سے کہا کہ اے دل اگر تیرے بدن کی بوٹیاں کاٹ کر چیلوں کو کھلا دیں یا تیرے جسم
کو ہاتھی کے پاؤں سے باندھ کر کھینچوا دیں تو کیا تو اُسوقت بھی اللہ کی بات بولتا رہیگا دل نے کہا ہاں
جبتک میرے اندر سانس ہیں خدا کی بات کہنے سے کسی عذاب اور عقوبت سے بھی باز نہ آؤنگا

جب شام ہوئی مولانا صاحب درویشوں کا سا لباس پہنکر اُس کسبی کے مکان پر پہنچے جہان سب کسبیان جمع ہوکر کچھ گانا بجا رہی تھیں آپ نے وہان جاکر دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا کہ آؤ والمدد والیو آؤ المدد والیو۔ اُسوقت چند چھوکریون نے دروازہ پر آکر پوچھا کہ کون ہو آپنے جواب دیا کہ فقیر ہے کچھ صدا سنائیگا اور تماشا دکھائیگا وہ سمجھیں کہ کوئی تماشا گر فقیر ہے دروازہ کھولکر اندر بلا لیا آپ نے اندر جاکر بہت نرمی سے پوچھا کہ بڑی بی صاحبہ کہان ہیں اُنہون نے کہا کہ اوپر بالاخانے میں مع اپنے مہمانون کے جشن کر رہی ہین مولانا صاحب اوپر تشریف لیگئے اور دیکھا کہ بڑی بی صاحبہ بڑے تزک اور شان سے مع اپنے مہمانون کے کرسیون پر بیٹھی ہین چارون طرف شمعدان روشن ہین چونکہ مولانا صاحب ایک نامی گرامی اور مشہور شخص ایک بڑے گھرانے کے صاحبزادے تھے باوجودیکہ لباس بدلنے کے بھی وہ آپکو پہچان گئیں اور اپنی اپنی کرسیون سے اُٹھکر آپکے سامنے مودب کھڑی ہوگئیں اور پوچھا کہ حضرت آپنے کیونکر تکلیف فرمائی آپنے فرمایا گھبراؤ نہین میں کچھ صدا سنانے آیا ہون تم سب جمع ہوکر اپنی اپنی جگہ میں آرام سے بیٹھ جاؤ۔ چونکہ اُنکی ہدایت کا وقت آگیا تھا سب ایک جگہ جمع ہوکر بیٹھ گئیں۔ مولانا صاحب نے حمائل کھولکر ایسی خوش الحانی سے قرآن پڑھا کہ اُسی کو سنکر لوٹ پوٹ ہوگئیں پھر آپنے اُن آیتون کے معنی بیان کرکے ہر ایک چیز دنیوی کی بے ثباتی کا اسطرح ذکر کیا کہ یہان نہ حسن وجوانی کو قیام ہے اور نہ مال و زندگانی کو بقا کہ ہر چیز فانی اور زوال پذیر ہے۔ یہ بیان ایسی شرح اور بسط اور فصاحت اور بلاغت سے ہوا کہ ہر ایک نے رونا شروع کیا اُسکے بعد مولانا نے موت اور جانکندنی کی سختی اور اُسوقت کی بیکسی اور وحشت اور اس عالم کی مفارقت کا افسوس ایسے پُر درد طور سے بیان کیا کہ ساری عورتین ہوش باختہ ہوگئیں پھر اُسکے بعد قبر کی تنہائی اور منکر نکیر کا سوال اور وہانکے عذاب کا بیان اس زور سے کیا کہ سامعین پر حالت بیخودی کی چھا گئی اور ہر طرف سے نالہ وآہ وگریہ زاری شروع ہوئی پھر اسی بیان کے متصل آپنے میدان قیامت کی سختی اور عقوبت کا بیان اسطرح سے کیا کہ روز قیامت بدکارون کے گروہ کے گروہ گرفتار کرکے حاضر کئے جاوینگے اور جو کوئی اس فعل بدکاری کا دنیا میں سبب یا وسیلہ یا مددگار معاون ہوا ہے وہی اُسدن اُس گروہ کا پیشرو ہوگا۔ جب روز قیامت تم ایک ایک بجرم بدکاری گرفتار ہوکر حاضر کی جاؤگی تو ہر ایک زانیہ کے ساتھ سینکڑون اور ہزارون زانی و بدکار بھی لائے جائینگے جنکی زناکاری و بدکاری کا تم باعث اور وسیلہ ہوئی ہو اور تمہارے ہی ناز و ادا نے اُنکو اس آفت میں پھنسایا تھا تو اب خیال کرو کہ ایسی حالت سے جبکہ سینکڑون اور ہزارون زانی و بدکار تمہارے پیچھے پیچھے ہونگے

اللہ رب العزت کے سامنے تمہارا کیا حال ہوگا - یہ بیان بھی ایسا گرم ہوا کہ سب لوگوں کی ہچکیاں بندھ گئیں تب آپ نے آیت توبہ سے ان خستہ حالوں کے دلوں کو ٹھنڈا کیا اور توبہ کی فضیلت بیان کرنی شروع کی اور کہا کہ توبہ سے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں اس بیان وعدہ عفو اور شرح غفاری اُس غفور الرحیم سے ان بیہوشوں کو کچھ ہوش آیا - مگر اسکے آپ نے نکاح کی فضیلت بیان کرنی شروع کی اور آخر میں فرمایا کہ جسکا دل جس سے چاہے اس سے نکاح کر لیوے اور اپنے افعال ماضیہ سے تائب ہو جاوے التائب من الذنب کمن لا ذنب لہٗ ترجمہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہو جاتا ہے کہ گویا اس نے گناہ ہی نہیں کیا - جب یہ وعظ ہو رہا تھا اسکی شہرت تمام شہر میں ہو کر ہزاروں خلقت اسکے سننے کو وہاں اکٹھی ہو گئی تھی - راستے بند ہو گئے تھے آس پاس کے کوٹھے اور بالاخانے خلقت سے لد گئے تھے - نتیجہ اس وعظ دلپذیر کا یہ ہوا کہ جسقدر جوان عورتیں قابل نکاح اُس مجمع میں موجود تھیں سبھوں نے توبہ کر کے نکاح کر لئے اور جو بوڑھی اور سن رسیدہ نائکا وغیرہ تھیں انہوں نے محنت مزدوری سے اپنی گذران کرنی شروع کی ✦

ایک دن کا ذکر ہے کہ مولانا صاحب ممدوح جامع مسجد کی سیڑھیوں پر گذری بازار میں کھڑے ہوئے وعظ فرما رہے تھے اُسوقت ایک ہیجڑے کے نصیب جو کچھ چمکے تو وہ بھی مہندی لگائے ہوئے اور ہاتھوں میں چوڑیاں کڑے اور پاؤں میں گھنگرو اور شہابی سرخ جوڑا پہنے ہوئے بغرض تفریح طبع مولوی صاحب کے نزدیک آ کھڑا ہوا اور وعظ سننے لگا جب اُسکے دل پر کچھ اثر ہوا تو متوجہ ہو آپ کے سامنے سیڑھی پر بیٹھ گیا آپ بھی اُسکے رنگ ڈھنگ کو دیکھ کر اُسکی طرف متوجہ ہو گئے اُسوقت آپ نے اُسکی تنزل ہیئت کی برائی اور بیان مواخذہ الٰہی اور عذاب آخرت کا اس زور شور سے بیان کیا کہ ہیجڑے پر وہ اثر ہوا کہ ہیجڑے نے وہیں بیٹھے بیٹھے چوڑیاں توڑ ڈالیں اور زیور نکال کر علیحدہ کر دیا اور ہاتھ پیروں سے مہندی کا رنگ دور کرنے کے واسطے سیڑھیوں کے پتھروں پر انکو اسقدر رگڑا کہ خون جاری ہو گیا - بعد اختتام وعظ کے تائب ہو کر آپکے خادموں میں داخل ہو گیا اور ساتھ ہی خراسان کو گیا اور وہاں کی جنگ بمقابلہ سکھان داد مردانگی کی دیکر شہید ہوا ✦

ایک دفعہ ایک وعظ میں مولانا شہید نے ایک رکوع کا بیان اس خوبی سے کیا کہ مولوی امام بخش صاحب صہبائی اور مولوی عبد اللہ خان صاحب اور مفتی صدر الدین صاحب جیسے

علماء اہل دہلی نے جو آپکے سامعین وعظ تہے دوبارہ اوس رکوع کا بیان ہونے کی درخواست کی حسب استدعا اون لوگون کے ایک دوست کے جلسہ مین آپنے وہی رکوع پڑہا اور بعد ترجمہ اوس روز اوس رکوع کو ایک ایسے دوسرے پیرایہ مین اس خوبی اور فصاحت اور وضاحت سے بیان کیا کہ ہر مطلب اور نتیجہ پہلے روز کے بیان سے سراسر مغایر تہا مگر بیان کی خوبی روز اول سے بڑہکر تہی - ایک تیسرے وعظ مین بہی حسب درخواست سامعین اوس رکوع کا بیان ہوا مگر یہہ بیان اون پہلے دونو بیانون سے مغایر تہا مگر بیان کی خوبی ہر دو روز ماضیہ سے کہین بڑہ چڑہ کر تہی - آپکے وعظ سے ہزارون بدعتی خصوصاً شیعہ اور ہنود وغیرہ بہی کثرت سے ہدایت پایا کرتے تہے - بہت ہی کم تہا کہ کوئی شخص آپکی زبان ہدایت نشان سے توحید اور اتباع سنت کا بیان سن کر شرک اور بدعت سے توبہ نکرے -

مولوی حاجی قاسم نام امام عیدگاہ دہلی کا بڑا بدعتی تہا اور یہان تک آپ سے ضد اور عداوت ہو گئی تہی کہ وہ کہا کرتا تہا کہ جس چیز کو مولوی محمد اسمعیل حرام کہین گے مین اوس چیز کو ضرور حلال کہونگا ایک روز مولانا نے اوسکی یہہ بیہودہ بات سنکر فرمایا کہ ہم اوسکی ماہین کو اوس پر حرام کہتے ہین بہلا وہ اون کو اپنے اوپر حلال تو کرلیوے - کہتے ہین کہ مولوی فضل حق صاحب نے آپکی کامیابیون کو دیکہکر آخر فرمایا تہا کہ مولوی محمد اسمعیل ضرور خدا کا شیر ہے اور مین نفس کا شیر ہون - جب عید کی نماز کے دن آئے تو سب موحد وہان سے جمع ہوکر مولوی صاحب شہید سے عرض کیا کہ حاجی قاسم امام عیدگاہ بدعتی ہے اوسکے پیچہے نماز پڑہنا اچہا نہین ہے کسی دوسری جگہہ نماز عید کا بندوبست کیا جاوے تب مولانا نے فرمایا کہ جماعت مین تفرقہ ڈالنے والون پر لعنت آئی ہے ہم تفرقہ مسلمین کے باعث نہوں گے مولوی قاسم بہی ہمارے ہی چچا مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کی شاگرد ہین وہ یہہ سب باتین تعصب اور نفسانیت سے کہتے ہین اپنے عقیدہ سے نہین کہتے -

مولانا شہید ہمیشہ سپاہیانہ وضع رکہتے تہے گلے مین انگرکہ اور چست پاجامہ سر پر عمامہ اور تلوار کو حمائل کیے رہتے تہے سید صاحب کے واقعات جنگ کے پڑہنے سے معلوم ہوا ہوگا کہ مولوی محمد اسمعیل صاحب بڑے باکمال جنرل اور فن جنگ سے آگاہ تہے سید صاحب کی بیسون واقعات جنگ مین شاید شاذ و نادر کوئی ایسا واقعہ ہوگا جسکے جنرل اور کمانڈر مولوی محمد اسمعیل صاحب ہوکر نہ گئے ہون اور آپکے ساتہہ ہمیشہ تائید الٰہی ہوا کرتی تہی کہ کبہی کسی حملہ مین آپ ناکامیاب نہوئے آپنے بعض موقعون پر دس دس اور بارہ بارہ آدمیون سے ہزار ہزار کفار کا مقابلہ کرکے فتح حاصل کی ہے

ایک سفر میں جب آپ ایک سرا ے میں ٹھہرے ہوئے تھے اوس بستی کے بہت عالم فاضل آپکی
تشریف آوری کی خبر سنکر آپکی زیارت کے واسطے سرا ے میں حاضر ہوئے وہاں پہونچکر اون لوگوں
نے دیکھا کہ مولوی کے ایک سپاہی کو دیکھا کہ گلے میں تلوار لٹکائے ہوئے اپنے گھوڑے کی خدمت
کر رہا ہے اونہوں نے اوس سپاہی سے پوچھا کہ میاں سپاہی مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کہاں ہیں
سپاہی نے جواب دیا کہ اون سے آپکا کیا کام ہے اونہوں نے کہا کہ زیارت سے مشرف
ہو کر کچھ مسائل کی تحقیق کریں گے آپنے فرمایا کہ کیا مسائل ہیں اونہوں نے بڑے بڑے ادق مسائل
جو سوچ کر لائے تھے بیان کئے آپنے گھوڑے پر کھریرا کرتے کرتے اون کے ایسے جواب باصواب
دیدئے کہ جو کسی دوسرے مولوی سے مہینوں میں بھی نہ بن آتے تب وہ لوگ سمجھ گئے کہ غالباً یہی
شخص مولوی محمد اسمٰعیل ہے تب اونہوں نے بڑے ادب سے عرض کیا کہ حضرت آپکے ساتھ کچھ کتابیں
نہیں ہیں آپنے فرمایا کہ کتاب اللہ میرے سینے میں ہے اول اوس سے سمجھاتا ہوں جب کوئی اوس
سے نہیں مانتا تو یہہ تلوار [illegible] میں پڑی ہے اوسکا علاج ہے ان دونوں کے ہوتے اور
کتابوں کی کیا ضرورت ہے مولوی عبد الاحد ابو سعید لکھتے ہیں کہ عبد السمیع [illegible] جو بروقت حج کو
تشریف لیجاتے مولانا شہید کے مکہ معظمہ میں شیخ العرب تھے مولانا شہید کے روبرو دو زانو بیٹھکر
اپنے شبہات علمی کو پوچھا کرتے تھے اور علم مناظرہ اونہوں نے مولانا شہید ہی سے سیکھا ہے۔۔
صد ہا مولوی اور عالم کابل اور قندھار اور سمرقند اور ماوراء النہر وغیرہ کے جمع ہو کر
بمقام پنجتار مسئلہ وجوب تقلید میں آپ سے بحث کرنے کو آئے تھے چنانچہ ایک ہفتہ تک بحث
رہی آخر کو وہ سب مولوی لاجواب ہو کر بعدم وجوب تقلید شخصی کے قائل ہو گئے اور کہنے لگے کہ یہہ
شخص تو قرآن و حدیث کا حافظ اور محقق ہو کر اوس میں غوطہ لگائے ہوئے ہے اس سے کون
جیت سکتا ہے لیکن باوجود اس [illegible] کے سید صاحب نے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب سے فرمایا
کہ چونکہ وقت ترک تقلید کا نہیں ہے ہمکو اسوقت کفار سے جہاد کرنا ہے تقلید کا جھگڑا اوٹھا کر اپنے
اندر تفرقہ ڈالنا بہتر نہیں ہے اس جھگڑے سے جسکی بنا ایک فروعی اختلاف سنت یا مستحب ہو
ہمارا اصلی کام ہجرت اور جہاد کا جو فرض عین ہے فوت ہو جاوے گا۔ یہہ بھی اوسوقت کی ایک
روایت ہے کہ جب پشاور سے ولایتی مولوی بڑی بڑی پگڑیاں اور جبے پہن کر مولوی محمد اسمٰعیل
صاحب کی ملاقات کے واسطے لشکر مجاہدین میں آئے تو اوسوقت مولانا شہید چکی سے اپنے گیہوں
کا آٹا ڈال رہے تھے وہ سارے ولایتی مولوی آپکا یہہ حال دیکھکر بے اختیار رو پڑے اور کہنے

لگے کہ ٹھیک صحابہ رضی اللہ عنہم کا چال چلن یہی شخص ہے اور ہم کو دنیا کے کتے ہیں ۔
روایت کرتے ہیں کہ جب تنویر العینین فی اثبات رفع یدین آپنے لکھی اوسوقت مولانا شاہ
عبدالعزیز صاحب اور مولوی عبدالقادر صاحب وغیرہ تو زندہ تھے جب شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے
اوس کتاب کو دیکھا تو بہت پسند فرمایا اور کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ اس گھر میں ابھی تک محقق
علم حدیث کے موجود ہیں ۔ مولانا شہید نے سید صاحب سے بیعت کرنے کے بعد اپنے ملک کے
لوگوں کی ہدایت کے واسطے بہت سی کتابیں لکھی ہیں منجملہ اونکے ایک تقویۃ الایمان ہے یہ
کتاب توحید اور اتباع سنت کی خوبی اور شرک و بدعت کی برائی میں ایک لاثانی کتاب ہے
اس کتاب سے اسوقت تک لاکھوں آدمیوں نے ہدایت پائی اور امید ہے کہ قیامت تک ہماری
آیندہ نسلیں اوس سے ہدایت پاتی رہیں گی ۔ ایک شاعر نے اس کتاب کے حق میں کہا ہے ؏
سبب ہو جیا وسے گر الطاف حق ٭ تقویۃ الایمان کا لیوے سبق ٭ ہر جز او سکا ہے ہدایت کا سبق
آسمانی علم کا اظہار ہے ٭ دین ایک مدت سے سوتا تھا پڑا ٭ غازیٔ حق نے دیا دین کو جگا ٭
در بدر رفتہ قرار لیا ٭ سجدہ گاہ خلق ہوتی ہر ملا ٭ شکر خالق کا نہیں در کار ہے ٭
اب جو اسمعیل غازی مولوی ٭ دین کے دریا مراتب میں ولی ٭ جب اونہوں نے تقویۃ الایمان کہی
اوس میں تفریق حق و باطل میں کی ٭ پھر گیا جو شخص نامنجار ہے ٭ مومنوں کے حق میں تقویت ہے وہ ٭
فاسقوں کا باعث لعنت ہے وہ ٭ فاتبلوا من ربکم نعمت ہے وہ ٭ قد خلت من قبلکم سنت ہے ٭
کفر کے حق میں گویا تلوار ہے ٭ تقویۃ الایمان کا پہلا حصہ (لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے معنوں کی تفسیر
میں) مولانا شہید نے اپنے ہاتھ سے لکھکر تمام کر دیا تھا اسواسطے اوسکی عبارت بڑی پر زور
مثل برہنہ شمشیر کی ہے جسکی نورانی شعاعوں سے مشرکوں اور گور پرستوں کے دل کباب
ہوتے ہیں دوسرا حصہ اس کتاب کا (متعلق تفسیر محمد رسول اللہ کے) آپکی وفات کے بعد مولوی
محمد سلطان خان صاحب نے ترتیب دیا اس سبب سے اوسکی عبارت ایسی پر زور نہیں ہے
اگر تقلید کا مقدمہ مولانا شہید کے ہاتھ سے لکھا جاتا تو عجیب گل کھلتا اور پیر معتقدان سید صاحب
کو تقلید شخصی کے واجب اور فرض کہنے کا حوصلہ باقی نرہتا دوسری کتاب آپکی دینی تصنیفات
میں حقیقت امامت ہے ۔ اس کتاب میں آپنے حقیقت امامت کو بہت شرح اور بسط کے ساتھ
بیان کیا ہے اوس کتاب کی تصنیف سے دراصل سید صاحب کے فضائل اور اونکی اطاعت کی خوبیوں
اور نافرمانی کے برے نتائج کا بیان کرنا مقصود تھا ۔ اوس کتاب کے ہر ہر فقرہ میں مشار الیہ

[illegible]

سید صاحب نے اس کتاب میں کتاب مذکور میں سید صاحب نے کی شان میں آپنے لکھا ہے پر کہا لیکن درحقیقت
گذرا ہی اور معروف نگر وہ خیال ہے سنت پر اشتغال وہ ہر طلبے کر وہ بیان اعظام و اکرام اور ایکا دنیا ہے
وہیں سے اسر اسر باطل و محال تیسری کتاب تنویر العینین فی اثبات رفع یدین ہے اس کتاب
میں آپنے بہت سی صحیح صریح غیر منسوخ حدیثوں کو جمع کرکے ثابت کیا ہے کہ رفع یدین سنت غیر مؤکدہ
اون سنتوں میں سے ہے کہ جن سے قرب الٰہی حاصل کیا جاتا ہے رفع یدین کرنے والا ثواب
پاوے گا مگر رفع یدین کا تارک پر ملامت نہیں وے اگر چہ عمر بھر نکرے اور جو عالم احادیث
ثبوت رفع یدین کا ہو کر رفع یدین کرنیوالوں پر طعن کرے وہ اون لوگوں میں داخل ہے جو مخالفت
کرتے ہیں رسول اللہ کی بعد ظاہر ہو جانے ہدایت کے ۔ تنویر العینین کے خاتمے میں آپنے لکھا ہے
کہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے میں دو نو طرف دلائل قوی ہیں لیکن طرفین کی دلائل میں تامل
کرنے سے امام کے پیچھے سورہ فاتحہ کا پڑھنا اولیٰ اور افضل ہے اوسکی ترک سے اور پھر آپنے لکھا
ہے کہ اسیطرح آمین پکار کر کہنا آہستہ کہنے سے اولیٰ اور افضل ہے کیونکہ جہر کی روایتیں بہت آئی
ہیں اور صبح کی نماز میں قنوت کا پڑھنا یا نہ پڑھنا دونو مساوی ہے اور بسم اللہ کے آہستہ کہنے
کی روایتیں بالجہر کی روایتوں سے زیادہ ہیں تو بسم اللہ کو آہستہ ہی پڑھنا بہتر اور پروش ہے
اور ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہوا اور ناف کے نیچے یا ناف
کے اوپر اور سینے کے نیچے ہاتھ رکھنا مساوی جہاں چاہے رکھے کیونکہ دونو طریق آنجناب صلے اللہ علیہ وسلم
سے ثابت ہیں

چوتھی کتاب آپکی دینی تصنیفات میں ایضاح الحق الصریح نامی ہے پانچویں کتاب حقیقت
ثبوت ہے اس کتاب کو جانتے نہیں دیکھا ۔ آپنے ایک فارسی قصیدہ بھی سید صاحب کی شان
میں کہا ہے اوسکی حیثیت بطور تبرک یہاں لکھی جاتی ہے اور وہ یہ ہے ۔ بیا و تہنیت شجر کا امامت
گوں ✦ کہ بعد گم شدنش طرب چگونہ گشت پدید ✦ ہزار شکر بیزدان پاک کز فضلش ✦ ز نور قدرتش
غیبش کی قطرۂ بچکید ✦ ز فیض او قلوب جمع اہل یقین ✦ ز بحار سوکناں آن قطرہ چند بداہلا ✦
بطرز سنگ کہ معروف شد بہ عہد بدید ✦ باستہ ہمہ اخیار این زمان دانند ✦ کہ ذات اوست ازین
عوض مقصد بہ تمہید ✦ ہمہ کمالی تو مورث نز احمد مرسل ✦ کہ عرق پاک تو او صاف پاک او بکشید ✦
چو نام نامی او بفرقت تو رسید ✦ فلک بگفت گرفتی زبیب سہام صدید ✦ درین زمان توئی جانشین
پیغمبر ✦ خلیفہ خلق بارشاد ہمی رشید ✦ ایک مثنوی اسود ہند بہ سلک نو بھی آپکی تصنیف

ہے جسکا شروع اسطرح پر ہے ۔ الٰہی تیرا نام کیا خوب ہے ۔ کہ ہر جان کو وہی مطلوب ہے ۔ اسی سے ہے ہر دل کو آرام و چین ۔ وہی سب زبانوں کا ہے زیب و زین ۔ ۔ صراط المستقیم ملفوظات سید صاحب جو آپ ہی کے قلم سے قفس تحریر میں آئی آپکی بزرگی اور علو مرتبہ پر ایک بڑی شاہد عادل ہے ۔ اس کتاب کے دیباچہ میں آپنے لکھا ہے کہ سب سے بڑا انعام الٰہی یہی ہے جسکے شاہد ہیں اور سب سے بڑا انعام سید صاحب کی ذات بابرکات میں میرا حاضر رہنا ہے اور آپکی مجلس مبارک میں حاضر رہنے سے میں نے آپکے کلمات ہدایت آیات کو سنکر بہت فائدہ اوٹھایا ایسے واسطے خیر خواہی مسلمانوں کے میرا ارادہ ہوا کہ کسیطرح سے ان فیوض اور برکات میں عام مسلمان بھی شریک ہوجاویں اور طریقہ اسکا سواے تحریر کرنے اون مضامین ملفوظہ کے اور کوئی نظر نہ آیا اگرچہ حاضر اور غائب میں جو فرق ہے وہ کسی پر پوشیدہ نہیں ہے جو فائدہ حاضر اوٹھاتا ہے غائب نہیں اوٹھا سکتا مگر تاہم جو چیز ساری نہ مل سکے تو تھوڑی ہی ملے اوس کو بھی ترک نکرنا چاہیے اسواسطے میں نے کمر ہمت کی چست باندھکر آپکے ملفوظات کو جمع کرنا شروع کیا اور اسی اثنا میں کچھہ اوراق متضمن سلوک راہ ولایت جنکو مولانا عبدالحی صاحب نے آپکی زبان مبارک سے سنکر تحریر کیا تھا مجھکو ملگئے سو اونکو بھی غنیمت جانکر دوسرا اور تیسرا باب اس کتاب کا اون سے مرتب کردیا اگرچہ اسمین اور نیز اسی کتاب (یعنی صراط المستقیم) کی تالیف میں یہہ بات تھی کہ اس کتاب کے مضامین بعینہ ویسے ہی لکھے جاتے جیسے کہ آپکی زبان ہدایت نشان سے صادر ہوتے تھے لیکن آپکا نفس عالی اپنی بلند فطرت میں جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم سے بہت مشابہ ہے اس واسطے لوح فطرت آپکی نقوش علوم رسمیہ اور مبادی تمہیدات کلام اور تحریر تقریر سے بالکل صاف ہے سو میرے خیال ناقص میں ان اسرار غامضہ اور مضامین عمیقہ کا بدون تمہید مقدمات اور ایراد تمثیلات وغیرہ کے اہل زمان کو جو علوم رسمیہ کے عادی ہو رہے ہیں صرف اون لفظوں سے جو آپکی زبان مبارک سے صادر ہوتے سمجھنا دشوار ہے اسواسطے تمہید مقدمات اور ایراد تمثیلات اور مطابقت اصطلاحات سلف سے کرکے ان مضامین کو لکھا گیا مگر اسکے ساتھہ ہی جہانتک مین لکہتا گیا ہر ایک مضمون کو بعد تحریر آپکے سمع مبارک پر عرض کردیا اور جو کچھہ بوجہ دخل میری عقل ناقص کے اوسمین غلطی ہوئی تھی اوسکی آپنے اصلاح کردی ۔

الحمد لله العزت کا حمد ہے کہ سید عالم جلیل فاضل جلیل مجاہد فی سبیل اللہ جو فخر
اہل اسلام ہند کا تھا واقعہ ۲۴ ماہ ذیقعد ۱۲۴۶ ہجری بوقت ظہر صدہا کافروں کو اپنے
ہاتھ سے تہ تیغ بے دریغ کرکے بالاکوٹ میں شہید ہوا لکھا ہے کہ آپکے گھوڑے سے جدا ہونے
سے پہلے آپکا جسم مبارک گولیوں سے چھلنی ہوگیا تھا تاہم آپ نے صدہا کافروں کو واصل جہنم کیا
آپکو ناس سونگھنے کا بہت شوق تھا اپنی شہادت سے چند لمحے پہلے آپنے اپنی ڈبیہ نسوار
کی نکال کر سونگھی اور پھر اوسکو جھاڑ کر پھینک دیا اور فرمایا کہ بس یہہ آخری سونگھنا ہے ناس
کو سونگھ کر اور تلوار لیکر کفار میں گھس گئے آپ شہید ہوگئے ایک روایت ہے کہ آپکی وفات کے بعد جب
شیر سنگھ ولد مہاراجہ رنجیت سنگھ نے جو سکھوں کی فوج کا جرنیل تھا آپکی لاش پر دوشالہ
اوڑھا کر بہت عزت سے آپکو دفن کرادیا چنانچہ اسوقت تک ایک کچی قبر آپکی بمقام بالاکوٹ میں
موجود ہے اور دنیا کے لوگوں کی عقل پر بہت افسوس ہے کہ ایسے شخص قاطع شرک اور کفر کی
قبر پر اب وہاں کے لوگ نسوار چڑھا کر منتیں اور مرادیں آپ سے مانگتے ہیں مولوی محمد صاحب
آپکے صاحبزادے ... ۱۲۹۱ ہجری میں وہ بھی لاولد اس جہان سے رحلت کرگئے اور اس
دنیا ناپائدار کی حقیقت پر بڑا افسوس ہے کہ اس خاندان عالی شاہ ولی اللہ صاحب میں
بیسیوں عالم فاضل موجود تھے اب ایک شخص بھی نہیں رہا بالکل خاندان بھر کا خاتمہ ہوگیا
انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

مولوی سید محمد علی صاحب علیہ الرحمۃ رامپوری

یہہ بزرگ رامپور کے رہنے والے بڑے متقی اور صاحب باطن اور اہل کرامات سے مولوی حیات علی
صاحب کے چھوٹے بھائی تھے سید صاحب کے پاس خراسان کو گئے تھے اور چند بڑے معرکوں
میں شریک جنگ بھی رہے ہیں حسب الہام الٰہی انکو اور مولانا ولایت علی صاحب عظیم آبادی
کو سید صاحب نے واسطے اشاعت دین حق کے خراسان سے بجانب ہند واپس کردیا تھا اور چونکہ
انکی واپسی حسب مرضی الٰہی بہ تجویز سید صاحب ہوئی تھی اسواسطے ان دونو بزرگوں کے ہاتھ سے خلق
خلقت کو فائدہ پہونچا اور دوسرے سید عالم جلیل خود جو جہاد کی سختیوں کی برداشت نکرکے بلا اجازت
اور بے مرضی سید صاحب کے قبل از معرکہ بالاکوٹ ہند کو واپس چلے آئے تھے میں انکی کارروائیوں
کو اس مجموعہ میں شامل نہیں کرتا لیکن دعا کرتا ہوں کہ حمد رب العزت انکی تقصیرات کو معاف کرکے

اوس وعید شدید سے بچاوے جیسیں حکم ہے لیس احد یفارق الجماعۃ شبرا فیموت الا
مات میتۃ جاہلیۃ یعنے نہیں ہے کوئی شخص جو جماعت مجاہدین سے بلا حکم امیر کے ایک بالشت
بہی جدا ہوکر چلا جاوے مگر جب مریگا تو جاہلیت کی موت مریگا۔

جب مولوی ولایت علی صاحب اور مولوی محمد علی صاحب براہ سمندر ہندوستان میں پہونچے
تو آپس میں مشورہ کرکے مولوی ولایت علی صاحب حیدرآباد دکہن کو اور مولوی محمد علی صاحب مدراس
کو تشریف لیگئے۔ بماہ محرم ۱۲۴۸ ہجری مولوی محمد علی صاحب شہر مدراس میں پہونچے۔ اور
مولوی عبد الرب صاحب خلف مولوی عبد العلی صاحب کے مدرسہ میں فروکش ہوئے اور اپنی کام
روائی ترویج راہ حق اور اشاعت توحید اور اتباع سنت کی شروع کی ہزارہا خلقت آپ کے وعظ
نصیحت سے راہ راست پر آگئی جب آپکے وعظ کی بہت شہرت ہوئی تو نواب غلام غوث خاں بہادر
منصور جنگ بہی جو ایک بڑے معزز رئیس مدراس سے تہے ایک اپنے دو آدمیوں کو ہمراہ لیکر مولانا
صاحب کی ملاقات اور تفتیش حالات کے واسطے مدرسہ میں تشریف لائے پہر ہمکلام ہوئے کہ نواب
صاحب موصوف جنمیں مادہ ازلی سعادت کا کتنا تہا آپکے مرید ہوگئے بعد نواب صاحب بہی مثل
دیگر امراء ہند کے منہیات شرعی اور خصوصاً راگ باجے میں غرق تہے۔ ہر وقت آپکی مجلس میں
راگ رنگ رہا کرتا تہا۔ ایک علحدہ کمرہ ہر قسم کے مزامیر اور انگریزی باجوں سے بہرا ہوا تہا ایک
بڑا باجہ ہزاروں کا قالینوں پہ مقرر تہا۔ مولوی صاحب سے بیعت کرنے کے بعد آپکے دل کی کیفیت بدل
گئی جاتا رہا عیش اور ہدایت مولوی صاحب کی بجائے اشتیاق اور شوق راگ باجہ کے اوسکی برائی آپکے
دل میں بیٹہ گئی اوسی رات کو گہر میں بیٹہکر باجوں کا توڑ ڈالنا شروع کیا۔ جب شوقین لوگوں کو انکے
ارادہ کی خبر ہوئی تو ہزاروں روپیہ دیکر اون عمدہ عمدہ باجوں کو آپ سے خریدنا چاہا مگر نواب صاحب
نے بموجب اس قول بزرگوں کے۔ آنچہ بر خود نہ پسندی بدیگران مپسند۔ باجوں کو فروخت نہیں کیا بلکہ
توڑ کر پہینکدیا نواب صاحب کا یہ خاندان معزز دیکہ باستثناء والدہ نواب کی مولوی صاحب
کا مرید ہوگیا۔ نواب صاحب کی والدہ بیکا سمرو اوس وقت قریب ساٹہ برس کے تہا شرک و بدعت
میں از سر تا پا غرق تہیں اور کاشت باوا کی مرغی ہر مہینہ میں نذر چڑہایا کرتی تہیں۔ چونکہ یہ مخدومہ
حضرت پیران پیر غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے تہیں اونہوں نے اپنے جد امجد حضرت غوث
الاعظم کو ایک مرتبہ خواب میں دیکہکر عرض کیا تہا کہ میں آپ سے بیعت کرنا چاہتی ہوں اوس وقت حضرت
قطب سبحانی نے ایک جوان کو دکہلا کر کہا تہا کہ انکے ہاتہ پر بیعت کرنا سو جب کوئی مشایخ اس مخدومہ

کو اپنا مرید بنانا چاہتا تھا یہہ اوسکی صورت دیکھکر اور مطابق اوس حلیہ کے کہ پہلے کہہ چکا ہمیشہ انکار
کر دیا کرتی تھی جب نواب صاحب نے اپنی والدہ کو مرید ہونیکے واسطے زور ڈالا تو مولوی صاحب
واسطے تحقیق حلیہ کی جیسا وصیت نواب صاحب کی والدہ کے گھر مین بلائے گئے - یہہ مخدومہ
مولوی صاحب کی شکل کو پردے کے اندر سے دیکھکر بول اوٹھی کہ یہہ وہی شکل ہے جو میرے حضرت سید احمد
نے مجھکو دکھلائی تھی - یہی میرا پیر ہے پس اوسی وقت مولانا صاحب کے ہاتھہ پر بیعت کر لی اور
تمامی رسومات شرک و بدعت کو ترک کرکے موحد متبع سنت بن گئی اب تو نواب صاحب کے گھر
مین ہر مرد و عورت نوکر چاکر دائی دادا کو اپنا بیگانہ چھوٹی بڑی تھوڑے دنون مین برکت بیعت مولانا کے
یہہ گھر جو فسق و فجور سے مملو تھا صالحین اور صالحات کا مسکن ہو گیا - جیسے راگ باجا کے یہان
اب تلاوت قرآن مجید اور ذکر اور دعا کا چرچا شروع ہوا اس ملک مین ترسو نام ایک ہندون کے
دیوتا کی مسلمان بھی پوجا کیا کرتے تھے اور اسی سبب سے کہ ترسو دیوتا ناخوش نہو جاوے مسلمانون
نے گاے کا گوشت کھانا اپنے اوپر حرام کر رکھا تھا سو مولوی محمد علی صاحب نے اس رسم بد اور خیال
ناقص کو مسلمانون کے دل سے دور کرنیکے واسطے ایک عام جلسہ مین گاے کے گوشت کے کباب پکوا کر
سب حاضرین جلسہ کو کھلائے جس سے وہ خیال کہ ترسو دیوتا اون سے ناخوش ہو جاوے گا
اونکے دل سے دور ہو گیا اوس ملک مین جب کسی شخص پر آسیب یا پری یا بہوت یا ترسو دیوتا کا
ہوتا تو مولوی محمد علی صاحب وہ کہلا بھیجتے کہ مولوی محمد علی خلیفہ حضرت امیر المومنین سید
احمد غازی تمکو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ خبردار اس شخص کو ایذا مت دو اور اسی وقت
یہان سے چلے جاؤ - یہہ پیام توپ و بندوق کا حکم رکھتا تھا جن بہوت اس پیام کو سنکر فورا
بہاگ جاتے اور پہر اوس طرف رخ نکرتے -

انہین ایام مین ایک پیر مرد تماشہ گر مولانا کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ
مین آپکے ہاتھہ پر بیعت کرنا چاہتا ہون مگر تین باتون کی پروانگی مانگتا ہون آپ نے پوچھا کہ
وہ تین باتین کیا ہین عرض کیا کہ مین پتلیان نچایا کرتا ہون اور ترسو کی پوجا عورتون سے
کرایا کرتا ہون اور شراب پینے کا عادی ہون یہی تین باتین جنکو مین ترک کر نہین سکتا مولانا نے
فرمایا بڑے میان بیعت تو کر لو اوسی وقت اوس پیر مرد نے بیعت کے واسطے ہاتھہ پہیلایا
آپنے اوسکا ہاتھہ اپنے ہاتھہ مین لیکر کئی بار کلمہ پڑہوایا اور سخت توبہ کرائی اوسکے بعد الفاظ
بیعت کے اوسکے مونہہ سے کہلائے اور پہر دعا کے واسطے اپنے ہاتھہ اوٹھائے آپ بیعت کر کے

اُسکے واسطے بہ آواز بلند دعا کر رہے تھے ابھی دعا تمام نہوئی تھی کہ آثار اُسکی قبولیت کے ظاہر ہوگئے
پیر مرد کا دل کانپنے لگا اور بے اختیار کہنے لگا کہ حضرت میں وہ بیمار اشقیائیون کا جلا دیا ہوا
اور تیر سو کی پوجا کرانے سے بھی توبہ کی اور شراب سے بھی تائب ہوا۔ اُسوقت مولوی صاحب
نے مولوی کرامت علی صاحب کو جو ایک مریدان خاص سید صاحب کے آپکے ساتھ تھے فرمایا کہ
آپ مجھے میان کو لیجا کر گرم توجہ دو انہون نے اُسکو لیجا کر توجہ دی تو پہلی ہی توجہ مین بیہوش
ہوگیا اور جب تھوڑی دیر کے بعد اُسکو ہوش آیا تو مولانا صاحب کی حضور مین حاضر ہوکر شکر بجالا
اس نعمت بیدارین کا کرنے لگا۔ ایک روز ایک شخص معین الدین نام جو نہایت غالی شیعہ اور ایک
پہلوان آدمی اور بڑا گستاخ تھا چاندی کے کڑے اور چھلے اور بہت سے تعویذ جیغہ پہنے ہوئے
مولانا صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا اور بجائے سلام علیک کے بندگی کرکے حضرت کے
سامنے بیٹھ گیا اور بہ آواز بلند بڑے کر و فر سے بولا کہ مولوی صاحب کیا آپ جناب امیر المومنین
کو مولا مشکل کشا نہین کہتے مولوی صاحب نے بہت آہستگی اور نرمی سے کہا کہ بھائی یہہ
لقب حضرت کو کسنے دیا ہے اُسنے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تب مولوی صاحب
نے کہا کہ مولا مشکل کشا کس زبان کے لفظ ہین اور انکی یہہ ترکیب کس زبان کے قاعدے
پر ہے اس سوال کو سنکر وہ گھبرا گیا اور مدہوش باختہ سا ہوکر بولا کہ لفظ کشا تو فارسی اور لفظ مشکل
عربی ہے تب مولوی صاحب نے کہا کہ بھائی ذرا غور تو کرو کہ عربی لفظ مین فارسی ترکیب کے ساتھ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کو کسطرح لقب دیتے حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی زبان تو عربی تھی اگر آپ لقب دیتے تو عربی مین دیتے یہ جواب باصواب سنکر وہ غالی
شیعہ بغلین جھانکنے لگا اور لاجواب ہوکر چلا گیا۔ کئی روز بعد پھر وہ مولوی صاحب کی خدمت
مین حاضر ہوا اُسوقت بالہام غیبی مولوی صاحب نے اُس سے پوچھا کہ بھائی وہ جو اندرونی درد کی
شکایت تھی اُسکا اب کیا حال ہے۔ اُسکے اندرونی درد پر سوائے اُسکے اور کوئی شخص واقف
نہ تھا یہ غیبی بات مولانا صاحب سے سنکر اُسکے دل مین کچھ جگہ ہوئی۔ اس عرصے مین کھانے
کا وقت آگیا وہ شخص بھی مولوی صاحب کے ساتھ کھانا لینے کو بیٹھ گیا۔ مولوی صاحب نے
اپنے ہاتھ سے ایک مٹھی بھر چاول اُسکی رکابی مین رکھ دیے اُسوقت خداوند تعالی نے ان
مٹھی بھر چاولون مین ایسی برکت عطا کی کہ وہ پہلوان آدمی جو سیرون چاول اُٹھا جاتا تھا اُس
مٹھی بھر سے سیر ہوگیا تب تو اُسنے ہاتھ دھوکر فوراً آپکے ہاتھ پر بیعت کرلی اور عقیدہ رفض سے

ناغہ ہو کر تمامی زندہ رہو اُسوقت مرنا لکھدیا یا اُنکو تادم زیست نہایت سختی اور بے چینی گذری بکر خاتمہ تکبیر کے ساتھ اس دنیا سے گیا ؛

نواب صاحب کے شہ بیٹے جو مولانا صاحب کی بیعت سے مشرف ہوئے تھے رات کو بھی مولانا صاحب کی خدمت میں رہا کرتے تھے ۔ ایک رات کو اس صاحبزادہ نے صبح صادق کے قریب اُٹھکر دیکھا کہ مولانا صاحب اپنے بستر پر نہیں ہیں اور اُس حجرے کی جس میں یہ دونو آدمی سوتے تھے اندر کی زنجیر بدستور لگی ہوئی تھی یہ حال دیکھکر اُس صاحبزادے کو سخت تعجب ہوا دروازہ کھولکر باہر نکلا تو دیکھا کہ مولانا صاحب ایک چشمے پر بیٹھے ہوئے غسل کر رہے ہیں ۔ جب بعد غسل کے مولانا صاحب تشریف لائے تو اُس صاحبزادے نے جرأت کرکے پوچھا کہ اندر کی زنجیر بدستور بند رہی پھر حضور کسطرح باہر تشریف لیگئے اُسوقت آپنے تبسم کرکے فرمایا کہ صاحبزادے خدا کے بندوں کو کوئی چیز نہیں روک سکتی مگر تم اسکا چرچا نکرنا ؛

ایک شخص سید جواہر علی خان نام باشندہ مدراس کو واسطے اختیار کرنے طریقہ رُشد کے مدت دراز سے ایک مُرشد کامل کی تلاش تھی ۔ ماہ محرم میں ایک روز اس شخص نے سُنا کہ مولوی سید محمد علی صاحب مسجد والاجاہی میں شہادت امام حسین علیہ السلام کا بیان کر رہے ہیں اور حاضرین ڈاڑھیں مار مار کر رو رہے ہیں اس شخص کو تعجب ہوا اور اس نالہ و زاری کا تماشا دیکھنے کو مع چند آدمیوں کے اُس مسجد میں گیا ۔ مولوی صاحب کے دلی درد کی تاثیر ساری مسجد میں چھائی ہوئی تھی چونکہ مسجد بہت لمبی چوڑی تھی یہ لوگ مسجد کی سیڑھیوں پر چڑھکر ایک طرف سے داخل صحن مسجد ہوئے ابھی مولانا کے بیان کی آواز اُنکے کان میں نہ پہنچی تھی مگر اُس مجلس کی تاثیر پڑی دل بھر آئے اور بے اختیار رونے لگے اس سبب سے سید جواہر علیخان صاحب کو کچھ خلوص دلی مولوی صاحب کے ساتھ ہو گیا مگر یہ ٹھانا تھی کہ اگر سید واحد یعنی مولوی محمد علی صاحب کچھ صاحب باطن ہیں تو میرے مکان پر تشریف لاکر مجھکو بیعت کرنیکا خود حکم دینگے سو اُنکے خیال کے موافق ایک روز ایسا ہی ہوا کہ مولانا صاحب سید جواہر علی خان صاحب کے مکان پر خود تشریف لیگئے اور اُنکا ہاتھ پکڑکر فرمایا کہ خان صاحب اب توقف کیا ہے بیعت کیجئے اُنہوں نے عرض کیا کہ کچھ شیرینی منگا لیتا ہوں کہ اُس سے آپکا پس خوردہ کراؤنگا ۔ جناب مولانا نے از روئے الہام فرمایا کہ خان صاحب آپکے پاس تو مصری موجود ہے اُسی کا شربت کر لو ۔ یہ ایک نئی بات کرامت کی ہوئی کیونکہ اُس مصری کے موجود ہونے پر سوائے خان صاحب کے اور کوئی آدمی واقف نہ تھا یہ بات سنکر خان صاحب

اور بھی معتقد ہو گئے فوراً آپکے ہاتھ پر بیعت کرکے بڑے متقی اور پرہیزگار اور خادم جان نثار مولانا
کے ہو گئے اور اپنے سارے کنبہ کو مولانا صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرا دی ٭

راجہ شنکر چند نام ایک بڑا معزز ہندو جو نواب کرناٹک کا اہلکار تھا مولانا صاحب کا وعظ سننے
کا بہت مشتاق تھا ایک مرتبہ بتقریب مجلس میلاد نواب والاجاہ کے دیوان خانہ موسوم بہ ہمایوں محل
میں مولانا صاحب کا وعظ ہونے کو تھا یہ راجہ بھی اس وعظ میں حاضر ہوا اور اس خیال سے
کہ کہیں وعظ گرم ہونے پر بیچ اگر نہ جا سکے لوگوں نے اسکو مولانا صاحب کے نزدیک بٹھایا تاکہ اسکا
کا موقع نہ رہے - القصہ جب مولانا کا وعظ گرم ہوا راجہ مذکور نے جو بدبختی ازلی تھا بھاگنے کا
موقع نہ پایا کر شال سے اپنے کان بند کر لئے - لوگوں نے اسوقت راجہ مذکور سے کہا کہ آپ تو
مولانا کا وعظ سننے کے مدت سے مشتاق تھے اب آپنے کان کیوں بند کر لئے اسنے جواب
دیا کہ کلمات اس وعظ کے میرے دل کے وار پار ہوئے جاتے ہیں اور دل طرف اسلام
کے مائل ہوا جاتا ہے اسواسطے میںنے کان بند کر لیے ہیں کہ کسی طرح میرا آبائی دھرم قایم رہے
اس وعظ میں حضرت مولانا صاحب نے صاحبزادہ یعنی نواب والاجاہ کو بھی مواخذہ آخرت سے
بہت ڈرایا اور کہا کہ نواب صاحب اور بیگم صاحبہ نے ناگور کے سفر زیارت قبر کے واسطے تو راہ
میں اپنی راحت کے واسطے بڑی بڑی تیاریاں کرائی تھیں مگر افسوس ہے کہ آخرت کے
ایسے لمبے سفر کے واسطے جہاں سوائے اعمال نیک کے اور کوئی رفیق و مددگار نہ ہوگا اور سب
امیدیں منقطع ہونگی کچھ بھی تیاری نہیں کی - بھلا پہلی منزل جو گور ہے وہاں انکا کون
رفیق و ہمدرد ہوگا - وہاں انکے لیے ڈیرے اور خیمے کس کے اہتمام سے کھڑے کئے جاوینگے
وہاں شمعدان اور قندیلیں کہاں ہیں آوینگی اور سوائے ململ کے کفن کے وہاں کوئی لباس
گرمی اور سردی کا انکے جسم پر نہ ہوگا یہ سب کروفر چھوڑ کر اکیلے اندھیرے گڑھے گور میں
بے فرش و فروش اور تکیہ کے بیکسوں کی مانند سونا ہوگا وہاں سوائے اعمال صالح کے کوئی رفیق اور
سبب روشنی کا نہ ہوگا اور منکر نکیر کا جواب سکھلانے کے واسطے کوئی وکیل یا مختار ساتھ نہ ہوگا - اس
بیان کے بعد مولوی صاحب نے عالم برزخ کی سختی اور وہاں کی بیکسی اور موقف کی گرمی اور حالت
نفسی نفسی (آنپا دھاپی) کا اس زور سے بیان کیا کہ زنانے اور مردانے میں آہ و زاری کا شور مچگیا
اور روتے روتے لوگوں کی ہچکیاں بندھ گئیں ٭

ایک روز کا ذکر ہے کہ نواب مظفر خان صاحب اپنے دل میں یہ ارادہ کرکے کہ آج کچھ

تصوف کے مسائل مولانا صاحب سے سننے لگے غیر وقت مین مولانا کے قبیلہ کی پالکی مین سوار ہوکر
مولانا صاحب کے مکان پر جا پہنچے- مولانا صاحب اُسوقت ایک بند حجرے مین تخلیہ کر رہے
تھے مگر کچھ دیر پیچھے نواب صاحب کے کتاب عوارف مولفہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ
اللہ علیہ اپنے ہاتھ مین لیئے ہوئے اپنے حجرے سے باہر نکل آئے اور کچھ مسائل تصوف کے
نواب صاحب موصوف کو سنانے لگے- پھر ایک اور دن یہی نواب محفوظ علیخان صاحب مولوی
صاحب کی ملاقات کو تشریف لائے تھے اُسوقت مولانا صاحب کے پاس ایک آئینہ رکھا ہوا تھا
اُس آئینہ کو دیکھکر نواب صاحب کے دل مین آیا کہ اگر مولوی صاحب یہ آئینہ مجھکو دیدین تو اُس
سے اپنے مرض ہول دل کا علاج کرون- جب نواب صاحب مولوی صاحب سے رخصت ہوکر
پالکی مین سوار ہونے لگے تو مولوی صاحب نے وہ آئینہ نواب صاحب کو بھجوا دیا- غرض اس قسم
کی بہت سی کرامتین اس پہلے سفر مین مولوی صاحب سے ظاہر ہوئین اور ہدایت کا تو یہ حال
تھا کہ ہزارہا خلقت شہر مدراس اور اُسکے اطراف وجوانب کی دین توحید پر قائم ہوگئی مسلمانون
کے متقی اور پرہیزگار ہو جانے کے سبب سے مثل کلکتہ کے یہان بھی شراب کی دوکانون پر
آئی شراب بکنا بند ہوگیا یہانتک کہ مدراس کے کلالون نے سرکار مین اس مضمون کی عرضی
بھیجی کہ سیندھی اور شراب کا محصول مقررہ ہم ادا نہین کر سکتے اس شہر مین ہندوستان سے
ایک ایسا مولوی آیا ہوا ہے کہ اُسنے تمام مسلمان خریدارون کو سیندھی اور شراب خوری سے
منع کر دیا ہے اسواسطے شراب اور سیندھی کا بکنا بند ہوگیا- بموجب حکم صاحب کلکٹر بہادر کے
پولیس نے اسکی تحقیقات کی اور معلوم ہوا کہ کلالون کا استغاثہ بالکل صحیح ہے +

انہین ایام مین کسبیون اور طوائفون نے بھی نواب صاحب کرناٹک کی سرکار مین
عرضی گذرانی کہ ہمارے روزگار مین اس نو وارد سید کے وعظ اور نصیحت سے بڑا خلل پڑگیا
ہے سرکار مین ہماری جسقدر باقیات ہین وہ مرحمت ہو جائین تاکہ اُس سے ہمارے روز مرہ کا
خرچ تو چلے- جب اس مرتبہ خوب دین حق کی ترویج شہر مدراس اور اُسکے اطراف وجوانب
مین ہوگئی تو مولوی سید محمد علی صاحب بعد استماع خبر واقعہ بالاکوٹ کے شہر مدراس مین بہت
سے خلیفے مقرر کرکے جہاز مین سوار ہوکر براہ کلکتہ پھر رامپور اپنے وطن مالوفہ کو لوٹ آئے
مدراس کے چند معتقدان خاص بھی آپکے ہمراہ رکاب رامپور تک آئے تھے راہ مین بھی اشاعت
دین حق کی اور کرامتین آپ سے ظاہر ہوتیا ہوئین +

چار پانچ برس آپ نے اقامت کر کے پھر سنہ ۱۲۵۸ ہجری میں بارادہ حج بیت اللہ کے آپ مع عیال و اطفال خود کلکتہ میں پہنچے۔ آپ ابھی جہاز پر سوار ہو کر عربستان کو روانہ نہ ہوئے تھے کہ شہر مدراس میں آپکے کلکتہ تک پہنچنے کی خبر پہنچ گئی تو بیگم صاحبہ والدۂ نواب عظیم جاہ بہادر نے محمد قاسم کو جو بوقت واپسی وطن آپکے ہمراہ رام پیٹ تک گیا تھا ایک خط بنام جناب حضرت ممدوح لکھکر بسواری جہاز کلکتہ کو روانہ کر دیا اور یہ بھی عرض کیا کہ ہمارا جہاز دریا دولت نام ساحل کلکتہ پر موجود ہے اگر مع زنانہ اس جہاز پر حضور تشریف لاویں تو حضور کو سب طرح آرام ہوگا۔ اس خط میں آپکو تکلیف دہی کا سبب یہ بھی لکھا تھا کہ آپکی دینی دختر جو آپ کے خلیفۂ اول (نواب محمد خان عالم خان بہادر تہور جنگ) کی بیٹی اور میری بہو ہے چار برس ہوئے اسکی شادی ہوئی مگر آجتک اسکے ہاں کچھ اولاد نہیں ہوئی آپ یہاں تشریف لا کر اسکی اولاد کے واسطے خدا تعالی سے دعا کریں۔ اور نواب محمد خان عالم خان بہادر اور اور خلیفوں نے بھی اپنے اپنے عریضے اظہار اشتیاق قدمبوسی کے تحریر کر کے محمد قاسم کی وساطت سے روانہ کئے تھے۔ جب یہ خطوط مولانا صاحب کو بمقام کلکتہ پہنچے تو آپ نے یہ ارادہ کیا کہ مدراس ہوتے ہوئے بندر مالا بار سے جہاز پر سوار ہو کر بیت اللہ کو روانہ ہو جاوینگے۔ غرض کلکتہ سے جہاز پر سوار ہو کر ۲۴ رمضان المبارک سنہ ۱۲۵۸ ہجری کو دوبارہ آپ رونق افروز شہر مدراس ہوئے۔ ہزارہا خلقت اس روز آپکے استقبال کے واسطے گھاٹ پر گئی تھی جہاز سے اتر کر منتیال پیٹھ کے محلے میں ایک بڑے وسیع مکان کے اندر آپنے نزول اجلال فرمایا۔ بعد ادائے تراویح جب اپنے قیامگاہ میں تشریف لائے تو قریب دو سو آدمیوں کے آپ کے ساتھ ساتھ آپکے مکان پر چلے آئے۔ پچھلی رات کا وقت تھا تھوڑی دیر تک آپ کلمات نصیحت آمیز سناتے رہے۔ اس عرصے میں سحری کا وقت ہو گیا دسترخوان بچھایا گیا قریب چار پانچ سیر کے چاول طباقوں میں ڈالکر لائے گئے مگر مولانا صاحب کی بدولت اللہ تعالی نے ایسی برکت دی کہ ان چار پانچ سیر چاولوں سے دو سو آدمی سیر ہو گئے اور کچھ کھانا بچ بھی رہا۔ بیگم صاحبہ نے اپنی بہو کے حمل کے واسطے دعا کرائی دعا سے دو ماہ کے بعد بماہ ذیقعدہ بفضل الہی آثار حمل کے نمودار ہوگئے اور امۃ اللہ بیگم ایک لڑکی پیدا ہوئی جو سن رسیدہ ہو کر فوت ہوئی۔ اس دفعہ ایک روز کا ذکر ہے کہ مولوی صاحب کا ایک چار سالہ صاحبزادہ اپنے دروازے پر کھڑا تھا کسی جمعدار نے اسکو مولوی صاحب کا فرزند سمجھ کر از راہ تعظیم بہت ادب سے کہا کہ بندگی صاحب۔ اسکے جواب میں صاحبزادہ نے کہا کہ بندگی تو خدا ہی کے واسطے خاص ہے

تم السلام علیک کہو وہ شخص یہہ جواب ایک چار سالہ بچے کے منہ سے سنکر دنگ ہو گیا کہ جبتک
بچوں کی ایسی توحید ہے تو پھر بڑوں کا کیا کہنا ہے ۔۔

شہر مدراس میں آپکے دوبارہ تشریف لانے سے مشرک اور بدعتی مسلمانوں اور خصوصاً
پیرزادوں وغیرہ نے (جنکی روزی میں توحید اور اتباع سنت کے پھیلنے سے خلل پڑتا تھا) ہنگامہ برپا
کیا مگر مولوی صاحب نے سوائے صبر اور تحمل کے اور کچھ نہ کیا بلکہ بلوائیوں کے واسطے یہہ دعا
کیا کرتے تھے کہ ای خداوند تعالے تو نے مجھکو بہت نعمتیں بخشی ہیں بعض مسلمان بھائی اون نعمتوں
پر حسد کرتے ہیں سو تو اونکو بھی اپنے فضل عمیم سے اُن نعمتوں سے سرفراز کر تاکہ اونکا حسد وغیرہ مٹے
ایک مرتبہ ایک عورت کی معرفت سے جو آپکے زنانے میں آیا جایا کرتی تھی آپکو زہر بھی دینا چاہا تھا مگر
وہ زہر آمیز کھانا آپکی ایک لڑکی کے کھانے میں آگیا جو صرف دو ایک روز بیمار رہکر بفضل الٰہی بہتر
ہو گئی مولانا صاحب کی بیوی نے یہہ تعدی بلوائیوں کی دیکھکر اونکے واسطے بددعا کرنا چاہا تھا لیکن
مولوی صاحب نے منع کر دیا اور کہا کہ جب ہمارے جد امجد حسن مجتبیٰ کو زہر دیا گیا تھا تو اونہوں نے
یہاں تک صبر کیا تھا کہ زہر دینے والوں سے انتقام بھی نہیں لیا تھا۔ نواب صاحب مدراس بھی
جنکی بیوی کے واسطے مولوی صاحب نے دعا کی تھی بلوائیوں کے بہکانے سے مولوی صاحب کے دشمن
ہو گئے مولوی خان عالم خان صاحب خلیفہ مولانا صاحب کی تنخواہ کہ تیرہ سو روپیہ ماہوار اسی وقت
سے نواب صاحب نے بند کر دی مگر مولوی خان عالم خان صاحب نے تنخواہ بند ہو جانے کی پرواہ نکی
اور اپنے عقیدہ توحید پر قائم رہے بیگم بیٹی مولوی خان عالم خان پر جو نواب صاحب مدراس
کی بیوی تھی زیادتی کی گئی کہ کسیطرح اپنے عقیدہ توحید سے پھر کر حسب رواج قدیم مشرک ہو جاوے
مگر اوس بہادر عورت نے جو انکی بیٹی تھی اپنے شوہر نواب صاحب سے کہا کہ گو میں آپکی بیوی اور تابع
فرمان ہوں مگر بادشاہی اعمال اور معاملہ گور اور معاملہ آخرت ہر ایک سے علیحدہ ہوگا اس
واسطے میں آپکے کہنے سے مرتکب شرک اور بدعات کی نہیں ہو سکتی اس جواب باصواب کو سنکر
نواب صاحب کو خاموش ہونا پڑا کمانڈر انچیف کا ایک خانسامان جو آپکا مرید تھا حسب الحکم
کمانڈر انچیف صاحب کی ایک عرضی لکھوا کر آپکے دستخط کرانے کے واسطے آپکے پاس لایا مگر
آپنے دستخط نہیں کیئے بلکہ اوس عرضی کو پھاڑ کر پھینک دیا اور کہا کہ سارا معاملہ خدا کے حوالہ کرو
آخر مخالفوں نے اپنی حکمت عملی سے چیف مجسٹریٹ پولیس کو دوستی کے پیرایہ میں یہہ سمجھایا کہ
مولوی صاحب کے مدراس میں زیادہ رہنے سے زیادہ اندیشہ ہے کہ کوئی مخالف اونکو گزند

پہنچا۔ اسواسطے بہتر یہی ہے کہ جلد یہاں سے اپنے وطن کو واپس چلے جائیں آخر پولیس نے مہری کاروائی شروع کی اور حضرت مولوی صاحب مدراس سے شہر کلکتہ کو بخیر و عافیت تمام پھر واپس پہنچ گئے۔ یہ واقعہ اخیر سنہ ۱۲۵۵ ہجری میں ہوئی۔ سنہ ۱۲۶۹ تک آپ اسی کام ترویج و اشاعت میں مصروف رہے اور سنہ ۱۲۶۹ ہجری میں معرکہ بالاکوٹ سے بارہ برس بعد آپ بھی راہی آخرت ہوئے اور مولانا شہید سے جا ملے ؎

مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمہ عظیم آبادی

مولانا مولوی ولایت علی صاحب علیہ الرحمۃ والغفران ابن مولوی فتح علی بن مولوی وارث علی بن ملا محمد سعید بن قاضی احمد اسعد بن ملا حفیظ اللہ بن حضرت دیوان شاہ عبد الفتاح بن حضرت دیوان شاہ عبد المجید بن ملا غلام رسول بن جناب مولانا فخر العلماء صوفی زمان نادرۂ دوران مخدوم جہان ملا شکر اللہ استاد و مرشد شاہزادہ والا تبار مرزا محمد معظم خلف الرشید حضرت سلطان محی الدین عالمگیر معروف بہ اورنگ زیب بادشاہ دہلی۔ آپکا سلسلہ نسب حضرت مخدوم احمد یحییٰ منیری تک پہنچتا ہے جو قریشی اور ہاشمی الاصل اور فاروقی نسل سے ہیں ؎ آپ سنہ ۱۲۰۵ ہجری میں پیدا ہوئے۔ حسب معمول شرفاء ہند آپکو چار برس کی عمر میں مکتب میں بٹھایا گیا تو آپ اپنے ہم مکتبوں میں سب سے زیادہ ذہین اور چالاک تھے۔ سات برس کی عمر میں آپکو یہ لیاقت ہو گئی تھی کہ اُس معمولی میانجی سے جو آپکے پڑھانے کے واسطے مقرر تھا آپکی تشفی نہوتی تھی آخر مولوی فتح علی صاحب آپکے والد نے آپکو سبق دینا شروع کیا۔ بارہ برس کی عمر میں آپنے مختصرات سے فراغت حاصل کر لی۔ اُسوقت آپکے والد نے آپکو مولوی رمضان علی صاحب ایک شیعہ مذہب عالم کو جو شیعہ مذہب اور دیگر ادبی و معقول کے استاد تھے سپرد کیا۔ سترہ برس کی عمر میں آپکی شادی مولوی سید کاظم علی صاحب ساکن بلنہ پھلواری ضلع آرہ شاہ آباد کی لڑکی سے ہو گئی تھی۔ یہ شادی بڑی دھوم دھام سے عرفی طور پر ہوئی تھی۔ شادی کے بعد بھی آپ درس و تدریس میں مصروف رہے یہانتک کہ شوق تحصیل علم آپ لکھنؤ تشریف لیگئے اور وہاں مولانا محمد اشرف صاحب ایک بڑے مشہور عالم معقول و منقول کی خدمت میں پڑھنا شروع کیا۔ قریب چار سال کے آپکی صحبت میں رہے اُسی اثنا میں حضرت سید احمد صاحب رونق افروز لکھنؤ ہوئے اور جزرسا عالم اور درویش آپکی بیعت سے مشرف ہوئے گئے۔ مولوی محمد اشرف صاحب نے مولوی ولایت علی صاحب کو واسطے دریافت کرنے کیفیت سید صاحب کے آپکی خدمت میں بھیجا اور یہ پیغام کہلا بھیجا کہ میں تنہائی میں ملاقات کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ سمجھے ہوئے تھے کہ مولوی عبد الحی اور مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے سید صاحب کو پیر میاں بنا رکھا ہے جب تخلیہ میں

ملاقات ہوگی تو اصلی حقیقت سید صاحب کی ظاہر ہوجاویگی سید صاحب نے فوراً تنہائی کی ملاقات کو
منظور کرلیا اور دوسرے روز بوقت عصر آپکی اجازت دی چنانچہ دوسرے روز مولوی محمد اشرف صاحب اور مولوی
ولایت علی صاحب علیحدہ از تنہائی خدمت بابرکت میں وقت مقررہ پر حاضر ہوئے اسوقت خلوت ہوگیا تھا آپ ان
دونو عالموں اور سید صاحب کے اور کوئی تیسرا آدمی وہان موجود نہ تھا مولانا محمد اشرف صاحب نے بعد
مزاج پرسی کے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن شریف میں الا رحمۃ
للعالمین فرمایا ہے اسکی تفصیل کیونکر ہے سید صاحب نے وہ گفتگو کامل ایسا بیان اس دفعہ صاحب کے
ساتھ بیان فرمایا کہ ان دونو مولویوں کی رونے سے ڈاڑھیان تر ہوگئیں بعد ختم ہونے بیان کے انہوں نے
ملاقات تخلیہ کی بےادبی کی معذرت کرکے آپکے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ اسی دن سے مولوی ولایت علی
صاحب کا رنگ بدل گیا جب سید صاحب بارادہ حج رونق افروز پٹنہ ہوئے تو انکے بیٹے مولوی لائق علی
صاحب نے مقام لکھنؤ سے آپکے مناقب اور تعریف اپنے والد بزرگوار اور دوسرے دوستوں اور عزیزوں کو
لکھکر بھیجے تھے اور تاکید کی تھی کہ تم سب پیشتر بیعت حاصل کرلو ورنہ ایسا بابرکت شخص پھر نہیں ملیگا۔
چنانچہ بموجب اسی تحریر کے آپکے والد ماجد اور جناب شاہ محمد حسین صاحب سید صاحب سے جاکر
ملاقی ہوئے لیکن بوجہ جلد تشریف لیجانے سید صاحب کے بلا کبیعت سے مشرف نہو سکے جب مولوی
ولایت علی صاحب لکھنؤ سے تشریف لائے اور اپنے خاندان کے بیعت نکرنیکا حال انکو معلوم ہوا تو بہت افسوس کیا اور
ساری کیفیت اور کرامات سید صاحب کی جو لکھنؤ میں مشاہدہ کی تھی آپنے لوگوں سے بیان کی تب ہر ایک کو
بدرجہ غایت اپنی کم نصیبی پر افسوس ہوا مولانا صاحب نے اسیوقت سے جمعہ و جماعت اپنے یہان قائم کرکے
وعظ اور نصیحت کرنا شروع کیا کچھ عرصہ کے بعد سید صاحب بھی حج کرکے واپس تشریف لیتے آئے اور
دوبارہ پٹنہ میں رونق افروز ہوئے شہر ہوگیا کہ مولوی ولایت علی صاحب اور شاہ محمد حسین صاحب انکی
پیشوائی کو تشریف لے گئے مولوی ولایت علی صاحب نے سید صاحب کی مع سارے قافلہ کے دعوت
کرکے آپکو اپنے گھر بلالے اور اپنے سارے خاندان کی مع مرد اور عورتوں اور بچوں کے آپکے ہاتھ پر بیعت
کرادی دوسرے روز اسی طرح پر شاہ محمد حسین صاحب نے سارے قافلہ کی دعوت کرکے آپکو اپنے مکان
پر بلایا اور اپنے سارے خویش و اقارب کی آپکے ہاتھ پر بیعت کرادی سید صاحب نے شاہ صاحب کو
خلافت عطا کرکے بیعت لینے کی اجازت دی۔ تیسرے روز مولوی الٰہی بخش صاحب والد مولوی
احمداللہ صاحب مرحوم کے گھر میں دعوت ہوئی اور وعظ بھی ہوا اسی مجلس میں مولوی احمداللہ صاحب
کا نکاح عقیلہ کلان جناب حضرت شاہ محمد حسین صاحب کے ہوا جب سید صاحب پٹنہ سے اپنے وطن

گھر روانہ ہوئے تو مولانا ولایت علی صاحب اور مولوی عنایت علی صاحب اور مولوی طالب علی صاحب یہ
تینوں حقیقی بھائی اور مولوی باقر علی صاحب مولوی ولایت علی صاحب کے چچازاد بھائی ہمراہ رکاب سید صاحب
کے ہو گئے اور اس دنیا ناپائدار اور اسکے عیش و عشرت پر لات مار گئے تھوڑے روز کے بعد میر قربان علی
صاحب زوج خواہر حقیقی مولوی ولایت علی صاحب اور مولوی فخر الدین صاحب جو ماموں زاد بھائی مولوی
ولایت علی صاحب کے تھے بمقام بریلی سید صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گئے ۔

مولوی ولایت علی صاحب علیہ الرحمہ جو خاندان صادق پور پٹنہ کے پیشوا ہوئے اوائل عمر میں بڑے
بانکے تھے آپکا لباس پوشاک لکھنؤ کے بانکوں کا سا تھا کلین آہن تا بپشت پر پٹی سی ہوئیں آدھی چولی
کا انگرکھا مغرق بنفشہ اور چوڑی دار پاجامہ زری کے کام کا ٹخنے تک کے جسم پر پہنا کرتے تھے ۔ آپکے نانا
رفیع الدین حسین خان جو ناظم صوبہ بہار رہ چکے تھے پٹنے کے ٹولی پور درگاہ بہار رہتے تھے ۔ مولوی ولایت علی
صاحب اپنے نانا کے بڑے لاڈلے تھے اسواسطے ہر وقت عمدہ نفیس یا زرین لباس پہنا کرنے کی عادت
اور زیب و زینت کا بڑا انکو خیال رہتا تھا خوشبو اور عطریات کا بھی آپکو بڑا شوق تھا سونے کی انگوٹھیاں
اور چھلے ہاتھوں میں پہنے رہتے تھے ۔ لیکن سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرکے ایک ساعت کے اندر انکا
حال بدل گیا حین قیام بریلی کے مولانا ولایت علی صاحب حضرت مولانا شہید کی جماعت میں بھرتی تھے
اور انہیں سے حدیث بھی پڑھا کرتے تھے مولانا شہید نے اپنی جماعت میں انکو اپنا نائب مقرر کردیا تھا مگر
مولوی ولایت علی صاحب کو جو مزہ ایمان حاصل ہوا تو اپنی جماعت والوں کی آپ خدمت کیا کرتے
تھے ۔ اب وہ پٹنہ کے بانکے اور ناظم بہار کے لاڈلے خیر تعصب ایمانی سے مخمور ہو کر جنگل سے لکڑیاں
کاٹکر اور اپنے سر پر رکھکر لایا کرتے تھے ۔ کلہاڑا اپنے ہاتھوں سے چلاتے ۔ مٹی گارے کا کام اپنے
ہاتھ سے کرتے تھے اور جب اپنی جماعت کے کام سے فرصت پاتے تو سید صاحب کی صحبت میں
جا بیٹھتے یا تنہا نماز اور دعا میں مشغول رہتے ۔ انہیں ایام میں جب آپ تحصیل محبت ایمانی میں بمقام
بریلی مصروف تھے مولوی فتح علی صاحب آپکے والد ماجد نے ایک خدمتگار کو جو بچپن سے آپکی خدمت
میں رہتا تھا چارسو روپیہ نقد اور دس پندرہ جوڑے عمدہ کپڑوں کے اور جوتے وغیرہ اسباب ضروری
دیکر آپکے پاس بریلی کو روانہ کیا تھا ۔ جب وہ نوکر مع اسباب وغیرہ کے بریلی میں پہنچا تو اسنے قافلہ
میں جاکر دریافت کیا کہ مولوی ولایت علی صاحب پٹنہ والے کہاں ہیں ۔ لوگوں نے بتایا کہ دریا
کے کنارے پر گارے مٹی کا کام کرتے ہیں وہ نوکر دریا کے کنارہ پر پہنچا وہاں بہت سے لوگ گارے مٹی
کے کام میں لگے ہوئے تھے انمیں مولوی ولایت علی صاحب بھی ایک موٹا تہبند لگائے ہوا باندھے ہوئے

اور تکارہنے میں مشغول رہتے ہوئے اپنا کام کرتے رہتے تھے ان ایام میں آپکی صورت ایسی متغیر ہوگئی تھی کہ اُس کے قدیمی نوکر نے جو تیس برس سے آپکا خدمتگار تھا آپکو نہیں پہچانا۔ خود مولوی ولایت علی صاحب سے آکر اُسنے پوچھا کہ مولوی ولایت علی صاحب کہاں ہیں۔ وہ لیسے کہاں ہیں آپنے فرمایا کہ بھائی ولایت علی تو میرا ہی نام ہے اُسنے بہت خفیف ہو کر کہا کہ میں تمکو نہیں پوچھتا ہوں میں اُن ولایت علی کو ڈھونڈتا ہوں جو مولوی فتح علی صاحب عظیم آبادی (صادق پوری) کے پیارے صاحبزادے اور ناظم بہار کے لاڈلے نواسے ہیں آپنے فرمایا کہ بھائی صادق پوری ولایت علی تو میں ہی ہوں وہ نوکر اور بھی زیادہ خفا ہوا اور بولا کہ تم مجھ سے ہنسی کرتے ہو جب آپنے دیکھا کہ اسکو ہرگز یقین نہیں ہوتا تو آپنے فرمایا کہ اچھا جاؤ قافلہ میں تلاش کرو جب وہ ادھر ادھر ڈھونڈھ گیا اور دریافت کیا تو ہر شخص نے آپ ہی کی طرف اشارہ کیا کہ مولوی ولایت علی عظیم آبادی تو یہی شخص ہے جنسے تم ابھی باتیں کر آئے ہو تب وہ دوبارہ آپکے پاس آیا اور اپنی جسارت پر نادم و پشیمان ہو کر آپکے قدموں پر گر پڑا اور معافی چاہی آپنے اُسکو گلے سے لگا لیا اور بہت اخلاق اور تواضع سے پیش آئے اُسنے وہ چار سو روپے نقد اور پارچہ وغیرہ مع خطوط والا آپکے حوالے کئے اور عرض کی کہ ان عمدہ کپڑوں کو پہنئے اور روپوں کو اپنے خرچ میں لائیے۔ کیونکہ وہ نادان یہ سمجھا تھا کہ بوجہ تنگی خرچ کے آپکی ایسی صورت ہو رہی ہے اسلئے آپکی پہلی کیفیت اور پوشاک اور وضع کو یاد کرکے اُسنے زار زار رونا شروع کیا۔ آپنے اُسکی تسلی کرکے اُسکو چپ کیا جب رات ہوئی آپ وہ سب روپے اور کپڑے وغیرہ جیسے بندھے ہوئے آئے تھے ویسے کے ویسے ہی ساتھ لیکر سید صاحب کے حضور میں حاضر ہوئے اور اُن سب کو آپکے سامنے رکھکر خاموش اُٹھکر چلے آئے اور دوسرے دن پھر کدالی وغیرہ ہاتھ میں لیکر اپنا معمولی کام کرنے لگے۔ تین چار روز تک وہ نوکر وہاں رہکر اس بات کا منتظر رہا کہ مولوی صاحب وہ عمدہ جوڑا جسکو میں لایا ہوں زیب تن کرکے میرے پژمردہ دل کو خوش کرینگے لیکن اُسنے دیکھا کہ مولوی صاحب کی حالت میں ذرا بھی تغیر نہیں ہوا آخر بعد چند روز کے مولوی صاحب نے اُسکو رخصت کردیا۔ اُسنے یہ ساری کیفیت پٹنہ میں آکر بیان کی جسکے سننے سے صاحبزادوں کو مسرت اور بعض اوروں کو رنج ہوا۔

ع دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی ۔ دیوانۂ تو ہر دو جہاں را چہ کند ❊

اس کیفیت کو سنکر مولوی فتح علی صاحب آپکے والد ماجد مع مولوی فرحت حسین صاحب اپنے چھوٹے بیٹے کے خود دہلی میں پہنچے اور ایک مدت دراز تک سید صاحب کی خدمت میں رہکر فیضیاب ہوئے ❊

اسوقت واسطے جہاد اور مقابلہ رنجیت سنگھ والی پنجاب کے تمام ہندوستان میں نفیر عام ہوگئی تھی اور سید صاحب مع جملہ مجاہدین ملک یاغستان کو کوچ کرنے والے تھے حضرت سید صاحب نے مولوی فتح علی صاحب آپکے والد کو بوجہ کبر سنی اور مولوی فرحت حسین صاحب کو بوجہ صغر سنی پٹنہ کو واپس کیا اور انکو خلافت اور اجازت بیعت لینے کی عطا کی ❊

مولوی ولایت علی صاحب مع مولوی عنایت علی صاحب اور مولوی طالب علی صاحب اپنے دو
حقیقی بھائیوں اور مولوی باقر علی اور مولوی قمرالدین و میر عثمان علی صاحب اپنے قرابت داروں کے ہمراہ
رکاب سید صاحب کے ملک خراسان کو روانہ ہو گئے - جب خراسان میں پہنچکر بجہت سنگھ سے جہاد شروع
ہوا اُس وقت سید صاحب نے ہر ایک نواب اور خوانین صاحب حکومت کے پاس اپنے سفیر مع مراسلات
ہدایت آیات کے بھیجے تھے اُن سفیروں میں ایک مولوی ولایت علی صاحب بھی تھے جو زمان شاہ
والی کابل اور دوست محمد خان اُنکے وزیر کے پاس مع مراسلوں کے بھیجے گئے تھے جب آپ کابل
میں پہنچے تو زمان شاہ اور دوست محمد خان وغیرہ امرائے کابل بہت تعظیم و توقیر سے پیش آئے ایک عمدہ
شاہی مکان آپکے رہنے کے واسطے مقرر کر دیا قریب ڈیڑھ مہینے کے آپ کابل میں رہے روزانہ وعظ
و نصیحت توحید و اتباع سنت اور ترغیب جہاد کا کرتے رہے اور پنجاب کے سکھوں نے جو جو ظلم مسلمان
رعایائے پنجاب پر کئے تھے اُنکو خوب واضح کرکے سُنایا اور حمیت و غیرت اسلامی کا جوش دلایا - ایک دن
اثنائے وعظ میں بالبدیہہ ایک قصیدہ نہایت عمدہ زبان فارسی میں دربارۂ رد شرک آپنے بنا کر پڑھدیا
اس قصیدہ کو سُنکر لوگ بہت متعجب ہوئے اور کہنے لگے کہ یہ قصیدہ کسی قدیم شاعر جامی وغیرہ کا ہوگا -
چند ابیات اُس قصیدہ کی بطور نمونہ درج کی جاتی ہیں - فرمود رسول اکرم ما + من نیز برادرم شمارا
هرگز نه عبادتم نمائی + نه غوث و قطب شه انبیارا + من مشکل خود نمی کشایم + بغیر مرا کجاست یارا + طاقت
نه بسوائے ایزد - در دلش نه فقیر و اولیارا + کاریکه ازان دعاست لیکن + تبدیل نمی کند قضارا + جز حق نبود
که دست گیرد + مسکین و غریب و بینوارا + مخصوص بحق بود عبادت + با هیچ کس نیست یک بارا + غیر از وی بر
شاه و بنده پرور + پیش که بریم التجارا + هم چو ند تو دادۂ خدارا + هم از تو طلب کنم دوارا + تو مشکل خستگان کشائی
تا چند گذاری آشنارا + جز ذات خدا بهیچ دیگر + هرگز نه رسید التجارا + تو بندۂ بندگان چرائی - بگذر ز پشتی بندگان
خدارا + حاجت طلبی بغیر مولا + عیب است غلام باوقارا + هر کس که شریک با خدا کرد + در دوزخ و نار ساخت
جارا + از شرک گریز صد منازل + دوزخ و ابکن گوارا + فرمود خدا که مرکه و کیه بخشند گنه بر کس ندارا + قرآن
کیہ آن بخوان + کاندر شود ز تو دعارا + تابوت و نشان و قبر بنزد + این جمله مثل سنگ خارا + در قبر بود
سوال اعمال + پس چند نجات کربلارا + عالم بسه تازه روزه مغرور + شرک و کفرش گرفت پارا + مشرک شده زاهد
و مشائخ + گیرند برائے نرد یارا + صد حیف که عالمان این دهر + کردند شعار خود دغارا + قرآن و حدیث را
بپوشند + تبدیل کنند مدعارا + اے مؤمن پاک ایے مسلمان - گر خواستی ره رضارا + قرآن و حدیث را بسم
بند + بگذار کلام ماسوارا + تعجب مولوی ولایت علی صاحب کابل سے واپس آئے تو اُس وقت سید صاحب

کو یہ الہام ہوا کہ ہندوستان کے جنوبی اطراف میں بھی کوئی ہادی بھیجکر دین حق کی تبلیغ کرانی چاہیئے سو اس کام
کے واسطے مولوی محمد علی رامپوری برادر خورد مولوی حیدر علی صاحب رامپوری جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہے اور
مولوی ولایت علی صاحب عظیم آبادی جنکا بیان آگے آتا ہے تجویز کئے گئے۔ ان دونو بزرگون کو اپنا خلیفہ کرکے
بغرض تبلیغ دین حق بجانب دکن آپنے روانہ کردیا۔ یہ دونو بزرگ سید صاحب کے عاشق تھے انکو ہرگز
سید صاحب کی مفارقت گوارا نہ تھی انہون نے بہت معذرت کی اور اپنی خدمت سے معافی چاہی
لیکن سید صاحب نے منظور نہ فرمایا اور مولوی ولایت علی صاحب کو یہ بھی فرمایا کہ مولانا ہم آپکو تخم کرکے
اٹھاتے ہیں جس طرح سے کہ دانا بیج میں کا اس تخم سے بہتیرے پودے پیدا ہوتے ہیں ویسے ہی تم سے بہت پیدا ہونگے
آخرکو یہ دونو بزرگ بچشم گریان و دل بریان بجا آوری حکم مرشد کو فرض اور ضروری سمجھکر وہان سے رخصت ہوکر
کو واپس ہوئے۔ ہندوستان میں پہنچکر ان دونو بزرگون نے باہم مشورت کی اور مولوی محمد علی صاحب
روانہ مدراس ہو گئے اور مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمۃ معروف بہ حضرت حیدرآباد دکن اور
بمبئی کی طرف رخصت ہوئے۔ مولوی محمد علی صاحب نے جو خدمات ادا کیں انکا ذکر تو اوپر ہو چکا اور
مولوی ولایت علی صاحب معروف بہ حضرت اول حیدرآباد دکن پہنچے اور وعظ و نصیحت
شروع کی۔ اس شہر کے ہر گلی کوچہ میں آپکے وعظ کا شہرہ ہوا۔ نواب مبارز الدولہ برادر حقیقی نواب
ناصر الدولہ والی حیدرآباد نے بھی آپکے وعظ کا شہرہ سنکر چند عالم واسطے دریافت کرنے کیفیت کے
آپکے پاس روانہ کئے۔ جب وہ عالم آپکی مجلس میں حاضر ہوئے اور چند سوالون کا جواب باصواب پایا تو
وہ لوگ وہین آپکی بیعت سے مشرف ہو گئے اور نواب صاحب سے آپکی خوبیون کو جاکر بیان کیا۔ نواب
صاحب نے اور چند عالم جو انکے دربار میں نہایت معزز اور علم و فضل میں یکتائے روزگار تھے یعنی مولوی
زین العابدین اور مولوی محمد عباس صاحب کو آپکی خدمت میں روانہ کیا یہ دو مسرے مولوی بھی آپسے
ہمکلام ہوکر فوراً بیعت سے مشرف ہو گئے اور نواب صاحب سے جاکر آپکی بزرگیون کو بیان کیا اسوقت نواب
صاحب کو بڑا شوق ہوا فوراً آپکی دعوت کرکے آپکو مکان میں بلایا اور چونکہ نواب مبارز الدولہ خود عالم تھا
آپسے چند سوال کرکے اپنا اطمینان کرلیا۔ پھر آپکا وعظ سنا اور بیعت سے مشرف ہو گیا۔ بعد حضرت
نے نواب صاحب کو پابندی شریعت اور ترک منکرات کی نہایت تاکید کی۔ اس روز سے نواب صاحب
کا بھی رنگ بدل گیا۔ نواب صاحب کے گھر میں حد شرعی سے زیادہ بیبیان تھین انہون نے چار
بیبیون کو اپنے نکاح میں رکھکر باقیون کو طلاق دیکر اپنے مصاحبون سے شادی کرادی اور تمامی منہیات
شرعی کو اپنے دربار سے دور کرکے مثل متقیون اور پرہیزگارون کے رہنے لگا۔

تھے حضرت حیدرآباد اور اُسکے اطراف میں برابر دورہ سیر کرتے رہتے اور اُس ملک میں لاکھوں آدمی آپکی بیعت سے مشرف ہوئے حیدرآباد میں ٹھہرنے حضرت نے ایک شخص سید حافظ کی لڑکی سے نکاح بھی کیا چنانچہ حیدرآباد ہی میں مولوی عبداللہ صاحب پسر کلاں ٹھہرے حضرت کے ۱۲۴۲ ہجری میں پیدا ہوئے۔ اُسکے بعد ٹھہرے حضرت بمبئی اور سورت کی طرف تشریف لیگئے۔ آپ ملک دکن ہی میں تھے کہ یاغستان میں معرکہ بالاکوٹ میں جہاد کا کام منتشر ہوکر حضرت سید صاحب کی شہادت کی خبر مشہور ہوگئی۔ ادھر عظیم آباد میں مولوی فتح علی صاحب آپکے والد کا انتقال ہوگیا اسواسطے آپنے وہاں سے واپس عظیم آباد کے مراجعت کی اور آتے ہوئے راہ میں جبل پور اور ہان پور اور نرسنگھ پور وکندولی وسیونی وغیرہ کی دورہ سیر کرتے ہوئے قریب دو برس کے عرصہ میں مع عیال و اطفال خود آپ اپنے مکان پر پہنچے عظیم آباد میں پہنچکر رحمت اللہ نامی پسر دوم آپکے پیدا ہوئے۔ آپنے عظیم آباد میں پہنچکر وعظ و رد شرک و کفر و بدعت کا کہنا شروع کیا اور آپکے عزیزوں کو باستماع خبر شہادت سید صاحب کے جو سرد گی ہوگئی تھی اُنکو بھی آپنے کلمات طیبات سے تروتازہ کیا پھر سبھوں نے آپکے ہاتھ پر تجدید بیعت کی کی۔ مولوی عنایت علی صاحب آپکے منجھلے بھائی جو ایک مقدمہ معاش واقع لسنا پٹھکولی ضلع شاہ آباد کی پیروی اور خبرگیری میں حیران و پریشان ہو رہے تھے اُنکو اُس سے چھڑا کر ملک بنگال کو واسطے وعظ اور نصیحت کے روانہ فرمایا اور شاہ محمد حسین صاحب خلیفہ سید صاحب کو جو آپکے ماموں ہوتے تھے محلہ نمولیہ کی مسجد کا امام اور واعظ مقرر کرکے جمعہ جماعت کی تاکید کی اور دورہ سیر چھپرہ و مظفرپور وغیرہ کی بھی شاہ صاحب کے ذمہ مقرر کی اور خود شہر کے اندر نواب مختار الدولہ کی مسجد میں جمعہ قائم کیا کہ ہر جمعہ کو وہاں تشریف لیجاکر آپ وعظ فرمایا کرتے قریب دو برس کے آپ عظیم آباد میں رہے اس عرصہ میں ہزارہا خلقت کو فائدہ پہنچایا۔ بعد دو برس کے آپ کچھ عرصہ تک ملک بنگال میں دورہ کرکے خلقت کو ہدایت کرتے رہے پھر عزیمت سفر حج کی کرکے مع عیال و اطفال خود مکہ معظمہ میں پہنچے۔ بعد فراغت از حج و زیارت مدینہ منورہ کے آپ ملک یمن کو روانہ ہوگئے اور تمامی اطراف ملک یمن اور صنعاء و آبیر و مسقط و حضرموت و سواکن و مخا و زبید میں دورہ سیر کرتے رہے اور قاضی علی شوکانی سے ملاقات کرکے سند حدیث کی اُن سے لی اور مثل ثمرۃ البہیہ وغیرہ چند کتابیں اُنکی تصنیف سے اُن سے لیں اسی دورہ سیر میں آپکا پسر دوم رحمت اللہ نامی کا انتقال ہوگیا اور اُسکا نعم البدل مولوی ہدایت اللہ پسر سوم بمقام زبید آپکے ہاں پیدا ہوئے جب بعد چند سال آپ ملک عرب سے مراجعت کرکے بمقام کلکتہ پہنچے تو عبدالرحمٰن پسر چہارم بھی آپکے یہاں تولد ہوا۔ کلکتہ سے چلکر ملک بنگالہ کی دورہ سیر کرتے ہوئے اپنے بھائی مولوی عنایت علی صاحب کو جو اسوقت تک ملک

بنگالہ میں تھے ساتھ لیکر عظیم آباد پہنچے عظیم آباد میں پہنچکر مولوی عنایت علی کو واسطے مقابلہ گلاب سنگھ
وغیرہ اقوام سکھ کے بالاکوٹ کو روانہ کیا اور خود ملک بنگال اور صوبہ بہار کے لوگون کی ہدایت مین
مصروف ہوئے۔ انہین دنون کا ذکر ہے کہ ایکدن حکیم عبید صاحب ولد حکیم قادر بخش صاحب ساکن
محلہ دیوان گوذ ہے آپکے ساتھ جمعہ پڑھنے اور خطبہ سننے کو نواب فخر الدولہ کی مسجد مین تشریف لائے اور
آپکا وعظ سنا پھر وعظ سننے کے حکیم عبید صاحب کا رنگ بدل گیا جب ختم ہو چکا وعظ کے فوراً آپکے ہاتھ
پر بیعت کرلی اور عرض کیا کہ کل آپکی دعوت ہے غریب خانہ کو اپنے قدوم کی برکت سے رونق دیکر سرفراز
فرمائین۔ آپنے پوچھا کہ صرف ہماری ہی دعوت ہے یا ہمارے ہمراہیون کی بھی۔ حکیم صاحب نے یہ
سمجھکر کہ شاید دو چار آدمی آپکے ہمراہ ہونگے عرض کیا کہ آپ مع ہمراہیون کے تشریف لائین۔ خیر حکیم صاحب
رخصت ہو کر اپنے گھر چلے گئے اور دوسرے دن کیلئے آٹھ دس آدمیون کا کھانا حکیم صاحب نے تیار کیا
ادھر مولوی صاحب مع تین سو آدمیون کے جو آپکے ہمراہ تھے دوسرے دن حکیم صاحب کے مکان پر
پہنچے۔ حکیم صاحب نے جب اتنے آدمیون کو دیکھا تو رنگ فق ہو گیا اور نہایت مضطر اور بیقرار ہو کر دل مین کہنے
لگے کہ اسوقت اتنے آدمیونکا کھانا کسطرح تیار ہو سکیگا۔ بڑے حضرت نے اُنکے چہرے کا رنگ دیکھکر
فراست سے معلوم کر لیا کہ انپر کوئی مشکل پڑی ہے حکیم صاحب کو تخلیہ میں بلا کر حال پوچھا حکیم صاحب نے
کل کیفیت عرض کردی تب بڑے حضرت نے انکی بہت تسلی و تشفی کی اور کہا کہ گھبراؤ مت خدا اور کھانا
مجھکو دکھلاؤ حکیم صاحب بڑے حضرت کو ساتھ لیکر باورچیخانہ مین گئے حضرت نے بعد ملاحظہ کل کے ارشاد
فرمایا کہ سب روٹی اور قلیہ اور پلاؤ وغیرہ کو ایک جگہ جمع کرو جب سب جمع ہو گیا تو آپنے ایک بڑی چادر
منگا کر اسپر ڈھانک دی اور ہر ایک کھانے مین سے کچھ تھوڑا تھوڑا تناول فرما کر اپنا پس خوردہ اسمین
ڈالدیا اور برکت کے واسطے دعا کی اور فرمایا کہ اسکو اسیطرح پر ڈھکا رہنے دو اور اسی چادر کے نیچے سے
نکالکر لوگون کو کھلانا شروع کرو چنانچہ حکیم صاحب نے بموجب حکم آپکے ویسا ہی کیا جتنے آدمی آپکے ہمراہ
تھے سب نے سیر ہو کر کھا لیا اور کھانا جیسا تھا ویسا ہی باقی رہا۔ حکیم یہ کرامت بڑے حضرت کی دیکھکر بڑے
معتقد ہوئے اسوقت تک یہ حکیم صاحب زندہ موجود ہین۔ انہین دنون مین نواب مبارز الدولہ حیدرآبادی
اور انکے بھائی ناصر الدولہ مین ان بن ہو کر سرکار انگریزی تک نوبت پہنچی اور نواب مبارز الدولہ قید ہو گئے
اس سبب سے مولوی زین العابدین اور مولوی محمد عباس حیدرآبادی مع اور چند علما کے بھاگ کر عظیم آباد
پہنچے مولوی ولایت علی صاحب نے انکو بہت خاطر داری سے اپنے مکان مین رکھا اور پھر ہر ایک کو
خلعت خلافت کا عطا کر کے بنگال اور کلکتہ اور الہ آباد وغیرہ کو روانہ کر دیا۔ انہین دنون مین مولوی

احمد اللہ صاحب اور مولوی فیاض علی صاحب و مولوی یحییٰ علی صاحب و مولوی اکبر علی صاحب چہار
پسران مولوی الٰہی بخش صاحب نے بڑے حضرت کے ہاتھ پر بیعت کی اور مولوی عبد الکریم پانچویں بیٹے
آپکے یہاں پیدا ہوئے۔ مولوی عبد الکریم موصوف ابھی چند مہینے کے تھے کہ آپکی بیوی حیدرآباد والی
کا انتقال ہو گیا۔ اس عرصہ میں مولوی الٰہی بخش صاحب والد مولوی احمد اللہ صاحب بھی آپکی بیعت
سے مشرف ہو چکے تھے تب مولوی الٰہی بخش صاحب نے اپنی بیوہ دختر کا جسکے شوہر مولوی قمر الدین صاحب
معرکہ بالاکوٹ میں شہید ہو چکے تھے نکاح ثانی مولوی ولایت علی صاحب سے کر دیا۔ یہ سب سے پہلا
نکاح ثانی تھا جو عظیم آباد کے شریف اور نامی خاندانوں میں ہوا۔ اس نکاح کا بڑا شور و غل عظیم آباد و
اُسکے اطراف میں ہوا۔ اس نکاح کے بعد بڑے حضرت نے پھر سنت نکاح ثانی کو خوب جاری کیا اور بہتیری
بیووں کے نکاح کرا دیئے۔ مولوی محمد حسن صاحب مرحوم شمس العلماء آپکے چھوٹے بیٹے اسی نکاح ثانی بطن
صبیہ مولوی الٰہی بخش صاحب سے پیدا ہوئے۔ مولوی محمد حسن صاحب ابھی چند مہینے کے تھے کہ مولوی
ولایت علی صاحب مولوی فیاض علی صاحب اور مولوی یحییٰ علی صاحب اور مولوی اکبر علی صاحب
پسران مولوی الٰہی بخش صاحب کو ساتھ لیکر بالاکوٹ کو تشریف لیگئے اور یہاں مکان پر اپنے چھوٹے
بھائی مولوی فرحت حسین صاحب کو اپنا جانشین مقرر کر گئے اور مولوی عبد اللہ صاحب اپنے بڑے
صاحبزادہ کو بھی ساتھ لیگئے اور سب عیال و اطفال کو یہیں چھوڑ گئے۔ بالاکوٹ میں پہنچکر معلوم ہوا کہ
مولوی عنایت علی معروف بہ منجھلے حضرت تین برس سے مہاراجہ گلاب سنگھ والی کشمیر سے کارزار میں
مصروف تھے۔ بڑے حضرت کے پہنچتے ہی منجھلے حضرت نے سارا کارخانہ جہاد کا بڑے حضرت کے سپرد کر کے
آپنے بھی جملہ مجاہدین کے بیعت امارت آپکے ہاتھ پر کر لی۔ وہاں پہنچکر ڈیڑھ برس تک آپ بھی گلاب سنگھ
کے ساتھ جنگ میں مصروف رہے۔ اس اثنا میں ملک پنجاب گورنمنٹ انگریزی کے تصرف میں آگیا
تھا جب مہاراجہ گلاب سنگھ کا بہت سا ملک مجاہدین کے قبضہ میں آگیا اور وہ تاب مقابلہ کی نہ
لا سکا تو اول اُسنے مولوی صاحب سے صلح کی درخواست کی۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ ہماری تیری کچھ دشمنی
نہیں ہے مگر تو ہمارے بھائی مسلمانوں کو جو تیری رعایا میں تکلیف دیتا ہے اور آزادانہ طور پر عبادات اور رسوم
مذہبی ادا کرنے نہیں دیتا اسواسطے بوجہ ہمدردی اور حمیت اسلامی بپاس خاطر اُن مظلوموں کے ہم تجھ
سے لڑتے ہیں سو تو مثل رعایا سے انگریزی کے انکو آزادی دے اور اذان اور گاؤکشی وغیرہ اپنے ملک
میں علانیہ ہونے دے یا تو اسلام قبول کر پھر ہم سارا ملک مفتوحہ تجھکو واپس دیکر تا زیست تیری رعایا بنکر
میں رہینگے۔ اُسنے بوجہ تعصب اور نخوت کے ان شرطوں کو قبول نہیں کیا اور یہاں سے مایوس ہو کر

سرکار انگریزی کی طرف رجوع کرکے اعانت کا خواہان ہوا۔ اُسوقت گورنمنٹ انگریزی نے ایک خط بنام
مولوی ولایت علی صاحب اور مولوی عنایت علی صاحب اس مضمون کا لکھا کہ گلاب سنگھ نے سرکار
انگریزی سے معاہدہ کیا ہے اور بموجب اُس معاہدہ کے اب وہ گورنمنٹ انگریزی کی حمایت میں ہے
اسوقت اُس سے لڑنا ہمیں گورنمنٹ سے لڑنا ہے لہذا انکو چاہئے کہ اب آپ اسکے ساتھ لڑائی جھگڑا مت
کرو۔ اس تحریر کے تھوڑے دن بعد انگیو صاحب اور لارنس صاحب دو افسر مع کسی قدر فوج کے واسطے
اعانت مہاراجہ گلاب سنگھ کے بھیجے گئے۔ انہوں نے اُس ملک کے ایک کنارہ پر اپنا لشکر کا قیام
کرکے ترغیب و تحریص اُس ملک کے لوگوں کو مجاہدین سے برگشتہ ہونیکی کرکے ایک روز مقررہ میں
سارے ملک میں [illegible] تھوڑی دیر میں [illegible] اُس روز جا بجا انکے [illegible] اور [illegible] قتل کئے گئے اور سید
ضامن شاہ رئیس بالاکوٹ جو اصل معاون مجاہدین کا تھا وہ بھی بیوفا ہو گیا تب مولوی صاحبوں
نے اُس ملک کو ترک کرکے سوات کے ملک میں سید اکبر شاہ صاحب کے پاس جانا چاہا مگر بالاکوٹ
سے سوات تک جانے میں راستہ کے اندر انگریزی عملداری پڑتی تھی اسواسطے ان حضرات نے
افسران فوج انگریزی سے جو وہاں موجود تھے سرکار انگریزی کی عملداری سے گذر جانیکی اجازت
چاہی انہوں نے خوشی سے اس درخواست کو منظور کرکے یہ اقرار نامہ لکھ کر دیدیا کہ باامن وامان انکو
سرکار انگریزی کی عملداری سے گذر کر ملک سوات میں جانیکی اجازت ہے تب یہ دونوں حضرات مع لشکر
مجاہدین اور [illegible] کے [illegible] تھے ملک کاغان یعنی بالاکوٹ سے بجانب سوات روانہ
ہوکر جب سرکاری عملداری میں پہنچے تو فوج انگریزی نے انکا محاصرہ کرلیا اور وہ افسران فوج جنہوں نے
باامن وامان عملداری انگریزی سے عبور کرا دینیکا وعدہ کیا تھا فوج انگریزی سے تبدیل ہوگئے اور موجودہ
کمانڈر فوج انگریزی نے اُس عہدنامہ کو اس دلیل سے کالعدم کردیا کہ اُن افسروں کو ایسا عہد کرنیکا اختیار
حاصل نہ تھا کیونکہ انہوں نے اپنی رائے سے یہ عہد کیا تھا اور گورنمنٹ انگریزی کی منظوری حاصل نہیں کی
تھی اسواسطے اسکی تعمیل ہمپر ضروری نہیں ہے۔ اُسوقت مجاہدین اور فوج لڑنے کو تیار تھی مگر مولوی
ولایت علی صاحب نے اپنی [illegible] گورنمنٹ سے لڑنے کو ہرگز مصلحت نہ سمجھکر اطاعت افسران سرکار
انگریزی کی اختیار کرلی۔ اُن افسروں نے انکو بجائے جانے سوات کے مع لشکر مجاہدین کے طرف لاہور
کے روانہ کردیا۔ راہ سے بہت سے مجاہدین خفیہ طور پر خلاف مرضی ان حضرات کے فرار ہوکر ملک سوات
کو چلے گئے اور ستھانہ میں جاکر مقیم ہوگئے۔ یہ مجاہدین مقیم ستھانہ قریب تین سو آدمیوں کے تھے اور میر
اولاد علی صاحب نام ایک بڑے دلاور اور شجاع آدمی انکے امیر اور افسر تھے۔ یہ دونوں حضرات مع فوج و

توپخانہ وغیرہ سامان جنگ کے زیر نگرانی افواج انگریزی کے لاہور میں پہنچے۔ اُن ایام میں جان لارنس صاحب بہادر چیف کمشنر ملک پنجاب کے تھے۔ چیف کمشنر صاحب بہادر نے دو منزل آگے بڑھ کر مولوی صاحبوں کا استقبال کیا اور نہایت گرمجوشی سے انکو لاہور میں لائے اور بہت تعریف اور مدح شجاعت اور بہادری ان حضرات کی کر کے خاص شاہ رئیس بالاکوٹ پر بوجہ اُسکی بیوفائی کے بہت نفرین کی اور بعد بہت سی گفتگو کے درمیان جان لارنس صاحب بہادر اور ان دونو حضرات کے یہ بات قرار پائی کہ یہ دونو حضرات مع ہندوستانی مجاہدین کے اپنے وطن کو واپس جائیں اور تمامی اسلحہ جات مع توپخانہ سرکار انگریزی کے ہاتھ فروخت کر کے اُسکی قیمت سے ہر پہلوان کی بقایا تنخواہ دیکر انکو برخاست کر دیں۔ [illegible] صرف تخمیناً پانسو مجاہدین کے آپکے ساتھ رہ گئے تھے۔ مسٹر جان لارنس صاحب بہادر نے اکروز گورنمنٹ انگریزی کی طرف مولوی صاحبوں کو مع کل مجاہدین کے دعوت کی دوسرے روز صاحب ممدوح نے خود اپنے خرچ سے سارے قافلہ کی دعوت کی تیسرے روز مولوی رجب علی صاحب نے جو میر منشی چیف کمشنر پنجاب کے تھے دعوت کی۔ بعد اسکے اپنے خرچ سے سرکار انگریزی نے باہتمام واکرام مولوی صاحبوں کو مع بقیہ مجاہدین کے پٹنہ تک پہنچا دیا +

جب یہ حضرات پٹنہ میں پہنچے تو اول صاحب کمشنر پٹنہ کی کوٹھی پر تشریف لیگئے۔ اُس روز تمام شہر آپکے دیدار کے واسطے کمشنر صاحب کی کوٹھی پر حاضر تھا۔ صاحب کمشنر نے بڑے تپاک سے باہر نکلکر آپکا استقبال کیا اور اندر لیجا کر کرسیوں پر بٹھایا اور فرمایا کہ گورنمنٹ کا حکم ہے کہ آپ دونوں آدمیوں سے دو دو سو روپیہ کا مچلکہ میعادی دو برس کا لیا جائے اُسیوقت وہ مچلکے تحریر ہو کر داخل ہو گئے پھر وہاں سے آپ رخصت ہو کر اپنے مکان کو تشریف لے آئے اور بدستور سابق وعظ اور نصائح اور مراقبہ مشاہدہ میں مصروف ہو گئے۔ بڑے حضرت کا دستور تھا کہ بعد نماز صبح خود لوگوں کو توجہ دیتے اور نو آموز لوگ واسطے تعلیم کے حوالہ مولوی فیاض علی صاحب اور مولوی تجلی علی صاحب اور مولوی اکبر علی صاحب کے کئے جاتے اور بعد نماز ظہر درس ہوتا اور مولوی عبد الصمد صاحب پسر کلان حضرت کے قاری ہوتے اور دوسرے سب طلبا اور علما اور فضلا ایک ایک تفسیر یا کتاب حدیث جسکا سبق ہوتا اپنے اپنے ہاتھوں میں لیکر بیٹھتے اُسوقت صدہا مرید واسطے سُننے اس درس کے جمع ہوتے نماز ظہر سے نماز عصر تک یہی مشغلہ رہتا بعد چند ماہ کے مولوی عنایت علی معروف بہ منجھلے حضرت دوبارہ بنگالہ کو تشریف لیگئے۔ اس اثنا میں مولوی اکبر علی صاحب فرزند خورد مولوی الہی بخش صاحب کا بعارضہ وبائی انتقال ہو گیا انکی بیوہ کا جو صاحبزادی خورد شاہ محمد حسین صاحب کی تھی بعد انقضائے ایام عدت کے منجھلے حضرت سے نکاح ثانی ہو گیا۔

یہ دوسرا نکاح ثانی اس عالی خاندان میں تھا جو شہر کی دستور و عادت سے سرانجام پایا - اُس روز تمام
اہل برادری اور شہر جمع ہوئے اور ولیمہ کی دعوت کی گئی - اس نکاح میں دو سنتیں نبوی کی عمل
ہوئی ایک تو سنت نکاح ثانی - دوسرے یہ کہ جناب ثقلین حضرت بروز نکاح وہاں موجود نہ تھے بلکہ سو
کوس کے فاصلے پر ملک بنگالہ میں تھے یہاں انکی طرف سے نایب ہوئے جیسے حضرت صلعم کا نکاح
کیا اور جیسے کہ نجاشی بادشاہ حبش نے ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا نکاح رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ کر کے انکو مدینہ منورہ کو بھیجدیا تھا اسیطرح پر بڑے حضرت نے اس نکاح کو انجام دیکے
اس بی بی کو کشتی پر سوار کرا کے مع چند ہمراہیان معتمد اور حرم کے ثقلین حضرت کے پاس ملک
بنگالہ کو روانہ کر دیا ؛

انہیں دنوں میں جب چرچا عمل بالحدیث اور آمین بالجہر اور رفع یدین کا اس شہر میں ہر کہیں ہونے لگا
اور ثقلین حضرت کی شہرت ہوئی تو فرقہ مقلدین شہر ٹونک نے مولوی محمد فصیح صاحب غازی پوری کو خط بھیجکر واسطے
مقابلہ اور مباحثہ اہل حدیث کے بلایا اور انسے وعدہ کیا کہ اگر تم بحث اور گفتگو میں اہل حدیث کو مغلوب
کر دو گے تو دو ہزار روپیہ ہم تمکو دینگے - مولوی محمد فصیح صاحب بطلب اہل شہر کے تشریف لائے اور
مولوی منور علی صاحب ایک بڑے عالم اور رئیس اعظم ٹونک کے مکان پر فروکش ہوئے - مولوی منور علی
صاحب اور نیز شمس العلما مولوی محمد سعید صاحب نے مولوی محمد فصیح صاحب کو اس بحث مباحثہ
سے منع کیا مگر انہوں نے نمانا - آخر بحث کے واسطے ایک روز مقرر ہوا اُسدن بڑے حضرت نے
مولوی محمد فصیح اور انکے ہمراہیوں کی دعوت کی اور بہت سے علما اور فضلا اور خاص و عام شہر کے
بھی جمع ہوئے جب مولوی محمد فصیح صاحب بڑے حضرت کے مکان میں پہنچے تو بڑے حضرت
نے اس خیال سے کہ مجلس عام میں گفتگو ہونے سے انسان حق کے قبول کرنے سے شرم کرتا
ہے اور خواہ مخواہ ہٹ کرتا رہتا ہے مولوی محمد فصیح صاحب کو ایک علیحدہ کمرے میں لیجا کر بڑے
حضرت نے بحاضری چند خاص لوگوں کے اُن سے فرمایا کہ میں حنفی المذہب ہوں اور یہ مسئلہ متفق
علیہ ہے کہ اگر کوئی حنفی کسی حدیث صریح غیر منسوخ کو دیکھکر خلاف مذہب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ
کے اُسپر عمل کرے تو وہ مذہب حنفی سے خارج نہیں ہوتا بموجب اسکے قول امام علیہ الرحمۃ - اُترکوا قولی
بخبر الرسول (یعنی میرے قول کو حدیث رسول اللہ کے مقابلہ میں ترک کردو) پس رفع یدین اور آمین
بالجہر سنت ہیں اور انکا سنت ہونا بعض حنفیہ کے نزدیک بھی ثابت ہے - جب یہانتک بڑے
حضرت فرما چکے تو مولوی محمد فصیح صاحب نے فرمایا کہ انکا سنت ہونا عند بعض الحنفیہ ثابت کر دیجیے

اسیوقت تک انہیں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور حضرت فخرالدین الہ آبادی وغیرہ وغیرہ
جیسی ہوئیں لیکن بلا احتقاد اُن کتابوں کے مولوی محمد شفیع صاحب نے اقرار کیا کہ مولوی ولایت علی صاحب
حق پر ہیں اور ترجیح بالدلیل پر اگر کوئی شخص دوسرے امام کے قول پر عمل کرے تو مذہب حنفی سے
خارج نہیں ہوتا۔ جب تخلیہ میں یہ بات طے ہو چکی تو بڑے حضرت مع مولوی محمد شفیع صاحب
کے مجمع عام میں تشریف لائے وہاں مولوی محمد شفیع صاحب نے آواز بلند پکار کر فرمایا کہ یہ لوگ
حق پر ہیں جو انکا مذہب ہے وہی ہمارا مذہب ہے اور جو ہمارا مذہب ہے وہ انکا مذہب ہے ہم دونو ایک
ہیں اسیوقت جلسہ برخاست ہو گیا۔ جب مولوی محمد شفیع صاحب بڑے حضرت کے مکان
سے رخصت ہو کر محلہ لودی کٹرہ اپنے جاے قیام پر تشریف لیگئے تو انکے مریدوں نے اور خفا ہو کر
اُن لوگوں نے جنہوں نے انکو دو ہزار روپیہ دینے کر کے بلایا تھا بہت شور و غل مچایا اور کہا کہ آپنے
ہنسی کرادی اور پھر انکو ایسا دبایا کہ وہ دوبارہ بحث کرنے کو مستعد ہو گئے اور اُن لوگوں نے یہ
چاہا کہ اس دفعہ تخلیہ میں بحث نہ ہو بلکہ سامنے جلسہ عام میں گفتگو ہو اور مولوی حافظ الحق
صاحب اور چند دیگر علما واسطے انکی تائید کے واسطے مقرر ہوے آخر مولوی محمد شفیع صاحب
مع معاونین بہ ارادہ بحث دوبارہ مولوی الٰہی بخش صاحب کے مکان پر تشریف لاے اور اسیطرح
جلسہ عام میں بحث شروع ہوئی۔ بڑے حضرت مولوی فیاض علی صاحب کو انکے مقابلہ کے واسطے
مقرر کرکے آپ وہاں سے علیحدہ ہو گئے۔ مناظرہ شروع ہوا مولوی تجلی علی صاحب اور حکیم ارادت حسین
صاحب کتابیں کھول کھول کر مقامات مشتبہ دکھلانے لگے الغرض بعد تھوڑی گفتگو کے
مولوی محمد شفیع صاحب مثل روز اول کے پھر معترف اور مقر ہوے اسوقت انکو کہا گیا کہ انکا زبانی
اعتراف اور اقرار معتبر نہیں ہے اس اقرار کو ضبط تحریر میں لانا چاہیے چنانچہ وہ کل مباحثہ
بطور مختصر اسی وقت لکھے گئے جسکا خلاصہ یہ تھا کہ حنفی مذہب والا اگر بوجہ ترجیح بالدلیل کسی حدیث
صحیح صریح غیر منسوخ پر مثل آمین بالجہر یا رفع یدین وغیرہ کے عمل کرے تو وہ اپنے امام کی تقلید
سے خارج نہیں ہوتا۔ اسی مجمع میں مولوی محمد شفیع صاحب نے اُس کاغذ پر مہر کر دی مگر چند مولوی
حافظ الحق صاحب وغیرہ نے شور و غل کر کے انکو مہر کرنے سے منع کیا تھا لیکن مولوی محمد شفیع
صاحب ایسے بیڈھب پھنسے تھے کہ سواے مہر کرنے کے انکو کوئی راہ مخلصی کی نظر نہ آئی*

اسی قیام شہر پٹنہ میں بڑے حضرت نے ایک اور سنت ادا کی اور وہ یہ ہے کہ وہ زمانہ طلوع نور
میں مستورات کا جب بیوہ ہو جاتا اول تو شاذ ہے کہ کوئی برادری والا اسکی دوسری شادی کے واسطے

واسطے اپنی بیٹی نہ بیاہتا تھا۔ اس رسم خلاف سنت کے توڑنے کے واسطے پہلے حضرت نے حکیم احمد علی صاحب کی ایک دختر کی شادی مولوی فرحت حسین صاحب معروف چھوٹے حضرت سے کرا دی حالانکہ چھوٹے حضرت کی پہلی بیوی زندہ موجود تھیں۔ دوسری لڑکی کی شادی باوجود موجودگی زوجۂ اولی کے حکیم ارادت حسین صاحب سے کرا دی۔ ہر دو شادیاں بڑی دھوم دھام سے ہوئیں اور تمام برادری کی بیخ کنی ہو گئی اور اس رسم بد کو ہمیشہ کے واسطے اٹھوا دیا ۔

بعد گذرنے دو برس میعاد مچلکہ کے پھر سے حضرت نے وہ مچلکہ واپس لے لیا۔ اس ملک ہندوستان میں واپس آنے کا پیسہ حضرت کو نہایت رنج و ملال تھا اکثر دوپہر دن کو اور راتوں کو زیر آسمان کھڑے ہو کر اور سجدے میں سر رکھ کر نہایت بیقراری اور اضطراب کے ساتھ اس ملک سے نکلنے کی دعائیں کیا کرتے تھے اور کبھی یہ شعر اپنے حسب حال ترنم فرماتے تھے ؎ اب کے مت نکالا جو گلستان سے میرا دامن ہے تو یا ندھو گل کے گریبان سے ۔

جب دو برس میعاد مچلکہ کے پورے ہونے میں چند مہینے باقی رہے تو آپ نے دولت خانہ کو فرش فروش جھاڑ فانوس شیشہ آلات سے بہت آراستہ پیراستہ کیا اور اصطبل میں عمدہ عمدہ گھوڑے خرید کر باندھ دیے اور عمدہ عمدہ رنگ کے کبوتر دن سے کبوترخانہ بھر دیا دیکھنے والوں کو یقین ہوتا تھا کہ اب آپ خوب دنیا میں پھنس گئے اب کبھی اس مکان اور آرائش کو چھوڑ کر نہ جائیں گے۔ لیکن جب میعاد مچلکہ پوری ہوئی آپ یک بیک اس دولت دنیا سے ہاتھ جھاڑ کر کھڑے ہو گئے اور اپنے چند احباب مخلصین کو ساتھ لیکر بارادۂ ہجرت چل دیے۔ مولوی عبداللہ صاحب اور مولوی فیاض علی صاحب کو حکم دے گئے کہ تم اسباب سفر کا تیار کرا کے اور گاڑیوں پر لدوا کر مع عیال و اطفال کے چلے آنا۔ معلوم ہوتا ہے کہ آراستگی مکان سے بھی آپکو اپنے نفس کا امتحان منظور تھا کہ دیکھے اسباب عیش و نشاط کو دفعتاً چھوڑ دینا نفس پر دشوار ہوتا ہے یا نہیں۔ آپ پٹنہ سے روانہ ہو کر اپنی زمینداری کے ایک موضع موسوم گوڑھا میں جو پٹنہ سے سات کوس جانب مغرب واقع ہے پہنچے اور وہاں ایک ہفتہ تک قیام کیا۔ اس عرصے میں مولوی عبداللہ صاحب بھی مع عیال و اطفال کے وہاں پہنچ گئے۔ جب شہر والوں کو آپکے کوچ کرنے کی خبر معلوم ہوئی تو صدہا آدمی وہاں جاکر آپکے شریک سفر ہو گئے۔ جب آپ گوڑھا سے آگے روانہ ہوئے تو قریب اڑھائی سو آدمیوں کے آپکے ساتھ ہو گئے تھے۔ گوڑھا سے چلکر موضع کوئلور میں جو سون ندیا کے کنارہ پر ہے مقام ہوا۔ حاجی امام علی صاحب رئیس کوئلور نے آپکی دعوت کی تیاری کی مگر آپنے انسے پوچھا کہ کیا کچھ سود آپکے یہاں

نہیں ہیں انہوں نے کہا کہ ہاں طوہا یا وغیرہ کے دینے کے واسطے ہم لوگ اپنے گھروں میں ستو تیار رکھتے
ہیں آپنے فرمایا کہ دعوت کا لمبا چوڑا کھیڑا مت کرو وہی ستو لاؤ۔ انہوں نے لاچار ستو حاضر کردئیے آپنے
تھوڑی تھوڑی سی کی نذر دی نیاز میں جو بیلوں کے کھانے کے واسطے وہاں موجود تھیں بعد صاف اور پاک
کرانیکے اُس ستو کو اُنھیں گھلوایا اور تمام قافلہ کو مع اپنے اہل و عیال کے وہی ستو کھلایا وہاں سے کوچ کرکے
آپ آرہ پہنچے اور چودھری ہدایت بشیر صاحب کے مکان میں فروکش ہوئے۔ چودھری صاحب بڑے
ذی مقدور آدمی تھے انہوں نے حسب حیثیت خود بڑے ٹھاٹھ کا کھانا تیار کرانا چاہا۔ بڑے حضرت
نے فرمایا کہ اب دوپہر ہوگئی ہے اگر آپ ہمکو آرام دینا چاہیں تو جو میں کہوں اسکو قبول کیجئے چودھری
صاحب نے منظور کرلیا تب آپنے فرمایا کہ کچھ چاول اور دال جو اتنے آدمیوں کے واسطے کفایت کرے
مع ایک دیگ کے ہمکو دیدیجئے۔ چودھری صاحب نے بموجب حکم کے چاول اور دال اور دیگ حاضر کردی
بڑے حضرت نے اُسیوقت کھچڑی پکواکر مع اہل و عیال و اطفال خود سارے قافلہ میں تقسیم کردی اور آرام
سے سو رہے۔ وہاں سے چلکر غازی پور پہنچے مولوی محمد فصیح صاحب جنکا ذکر اوپر ہوچکا ہے آپکو استقبال
کرکے اپنے مکان میں لیگئے اور چند روز تک مہمان رکھا ایکروز مولوی محمد فصیح صاحب نے درخواست
کی کہ میرے والد ماجد کی قبر یہاں بہت نزدیک ہے اگر آپ وہانتک تشریف لیجا کر مراقبہ اور دعا کریں تو
باعث کمال تشکوری کا ہوگا۔ بڑے حضرت نے منظور کرلیا اور وہاں تشریف لیگئے اول دعا مغفرت
کی کی اور پھر مولوی یحییٰ علی صاحب سے قبر پر مراقبہ کرایا مولوی یحییٰ علی صاحب سے مولوی محمد فصیح صاحب
کے والد کی مراقبہ میں ملاقات ہوکر بہت سی باتیں ہوئیں منجملہ اُن باتوں کے ایک یہ بات بھی تھی
کہ ایک کتاب جو مولوی محمد فصیح صاحب کے والد کی رکھی ہوئی تھی اور باوجود تلاش کے مولوی محمد فصیح
صاحب کو نہیں ملتی تھی اُسکا پتہ نشان اُنکے والد نے بتادیا کہ فلانی جگہ رکھی ہوئی ہے بعد فراغت
مراقبہ کے جب مولوی یحییٰ علی نے صورت شکل اُنکے والد کی اور پتہ نشان اُس کتاب کا بتلایا اور اُس
پتے پر وہ کتاب مل گئی تو مولوی محمد فصیح صاحب بڑے حضرت اور مولوی یحییٰ علی صاحب کے بڑے معتقد
ہوگئے کہ دونوقت اپنے ہاتھ سے کھانا لاکر ان دونوں حضرتوں کو کھلاتے تھے اور پس خوردہ کو اپنے گھر میں
لیجاکر بطور تبرک آپ کھاتے اور گھر والوں کو کھلاتے تھے ٭

آپ غازی پور سے چلکر خلق اللہ کو ہدایت کرتے ہوئے ڈیڑھ برس کے عرصہ میں دہلی پہنچے۔ اگر
آپکے ہر ہر مقام کے عجائب حالات اور کرامات کو یہاں درج کروں تو کتاب کو طول ہوجاویگا اسواسطے میں
غازی پور سے جست لگا کر اور اس ڈیڑھ سال کے حالات کو قلم انداز کرکے صرف دہلی کا کسیقدر حال

سننا چاہتا ہوں - دہلی میں قریب ایک مہینہ کے آپکا قیام رہا کا مسجد جامع مسجد دہلی کا بیچ ہر جمعہ کو
میں بعد نماز جمعہ آپ وعظ کرتے دہلی میں آپکے وعظ کا شہرہ ہو گیا قریب تمام کے اہل دہلی اور اطراف و
جوانب سے آکر آپکے وعظ میں شریک ہوتے مولوی امام علی صاحب جو زینت محل کے استاد تھے
آپکے مرید ہوئے اور آپکے اوصاف زینت محل اور بادشاہ سے جا کر بیان کئے بادشاہ اور زینت محل
کی طرف سے آپکی دعوت کا پیام آیا اول تو آپنے انکار کیا مگر بعد بہت سی الحاح اور آرزو کمال زینت محل
اور آپکے استاد کے بناچاری آپنے قبول کیا - اُسدن بادشاہ سلامت نے دیوان خاص میں اجلاس فرمایا
اور تخت شاہی کے نیچے فرش متکلف بچھوایا - تب سے حضرت مع صاحبزادگان اور اعلیٰ تا ادنیٰ کے کہ قریب
پچیس آدمیوں کے ہونگے قلعہ میں تشریف لیگئے - بادشاہ نے تخت سے اتر کر پیشوائی کی اور استقبال
کرکے تپاک سے حضرت سے مصافحہ اور معانقہ کیا اور پھر بادلی اعلیٰ آپکا ہاتھ ہاتھوں سے تھام لیا اور پھر
تخت کے نیچے جو مسند تکیہ لگا ہوا تھا اسپر ایک طرف تپاک سے حضرت کو بٹھایا اور ایک طرف آپ بیٹھے اور
باقی سب ہمراہی اُسی فرش پر بیٹھ گئے - ہر ایک کے ساتھ معمولی تواضع عطر اور پان کی ادا کی گئی - حضرت
صاحب مرشد قبلہ دہلی اور دیگر امرا اور وزرا اپنی اپنی جگہوں پر باادب کھڑے تھے - صاحب مرشد
اپنے ہاتھ سے بادشاہ کے سر پر مورچھل ہلاتے تھے - بادشاہ نے بعد مزاج پرسی وجہ گذران کی حضرت
حضرت سے دریافت کی - آپنے فرمایا کہ آپ ہی کے بزرگوں کا عطیہ ہے کہ جسپر اسوقت تک گذر
اوقات ہو رہی ہے - یہ سنکر بادشاہ آبدیدہ ہو گئے - اسکے بعد حضرت نے وعظ شروع کیا پہلے یہ آیت
پڑھی اِنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌ الخ آپنے اس آیت کے معنی بیان کرکے
بے حقیقتی اور بے ثباتی دنیا کا بیان اس وضاحت سے کیا کہ سامعین کی آنکھوں میں دنیا اندھیر ہو گئی
پھر جب آپ بیان آخرت شروع پر پہنچے تو وزیر اعظم نے جھک کر آپکے گوش مبارک میں عرض کیا کہ دوزخ اور
عذاب کا بیان بادشاہ سلامت کے سامنے مت کیجئے - بادشاہ کو اس سے رنج پہنچیگا اور بیان دستور
ہے کہ جو عالم اور جاہل وعظ کہنے کو آتے ہیں وہ صرف جنت ہی کا بیان کرتے ہیں دوزخ اور آتش کے
عذاب کا بیان نہیں کرتے مگر جب سے حضرت نے وزیر اعظم کی بات کا کچھ خیال نہ کیا اور عذاب قبر اور
حشر اور دوزخ کا بیان ایسی طرح سے صاف کیا کہ جسکو سنکر بادشاہ اور زینت محل اور دیگر شاہزادگان حضار
مجلس بہت متاثر ہوئے اور زار زار رونے لگے - جب وعظ میں دنیا و دولت کی بے حقیقتی کا بیان ہوتا
تھا اسوقت بادشاہ نے کہا کہ میں بھی کچھ اشعار ترک دنیا کی بابت کہتا ہوں - اُسوقت حضرت نے
یہ آیت پڑھی وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ یعنی جب قرآن پڑھا

جاوے تو سنو اور چپ رہو تاکہ تم پر رحم کیا جاوے) اور فرمایا کہ جسوقت کلام رب العالمین کا پڑھا جاوے تو سننا چاہئے اور اسکے بیچ میں دوسری بات کرنا کمال بے ادبی ہے یہ بات سنکر بادشاہ چپ ہو گئے بعد ختم کرنے وعظ کے پڑھے حضرت نے فرمایا کہ اب آپ ان اشعار کو ارشاد فرمائیں میں انکا مشتاق ہوں۔ وہ اشعار ایک بند کاغذ پر لکھے ہوئے تھے رزیڈنٹ صاحب بہادر نے اس بند کو اپنے ہاتھ میں لیکر اشعار پڑھنے شروع کئے اور ہر ہر بیت پر فرماتے جاتے تھے کلام الملوک ملوک الکلام۔ اسکے بعد جلسہ برخاست ہوا بادشاہ نے رزیڈنٹ اور وزیر اعظم کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ آپکو موتی مسجد اور حمام اور ساون بھادوں وغیرہ مکانات شاہی کی سیر کراؤ۔ چنانچہ یہ دونوں صاحب پڑھے حضرت کے ساتھ ہوئے اور حضرت نے کل ہمراہیوں کو ساتھ لیکر جملہ مکانات شاہی اندرون قلعہ کی سیر کی۔ جب وہاں سے رخصت ہو کر اپنے مکان پر پہنچے تو ترتیب سے پانسو خوانوں کے انواع قسم کی نعمتوں اور کھانوں سے بھرے ہوئے بادشاہ کی طرف سے پہنچے۔ اس مقام دہلی میں بہت سے شاہزادے اور شاہزادیاں خاندان شاہی کے آپکے مرید ہوئے اور مرزا مومن مشہور شاعر اور بہت سے علماء اور عالم فاضل اور درویش اور عوام مومنین آپکی بیعت سے مشرف ہوئے۔ ان ایام میں دہلی کے لوگوں میں بابت حلت و حرمت الو کے جھگڑا پڑا ہوا تھا۔ کچھ لوگ اس جھگڑے والے پڑھے حضرت کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے اور الو کی حلت اور حرمت کا فتویٰ پوچھا آپنے ایک دو مختصر برجستہ ایسا جواب دیا کہ سائلین خاموش ہو کر چپکے چلے گئے اور وہ جواب یہ تھا کہ بھائیوں میں الو کوان کے جھگڑے میں نہیں پڑتا مجھے معاف رکھو۔

۲۹ تاریخ شعبان ۱۲۳۴؁ کو بادشاہ نے کہلا بھیجا کہ آپ تمام رمضان شریف قلعہ کے اندر تشریف لا کر رہیں ایک مکان شاہی آپکے رہنے کے واسطے تجویز کر دیا جائیگا اور آپکی تراویح اور وعظ میں ہم لوگ ہمیشہ بخوشی شریک رہینگے پھر بعد عید کے آپکو رخصت کرینگے۔ ادھر رزیڈنٹ صاحب کا یہ حال تھا کہ ہر ایک ساتھی سے پوچھتے تھے کہ مولوی صاحب کا کیا نام ہے اور کہاں سے تشریف لائے اور کدھر کو جاتے ہیں اسواسطے مولوی صاحب نے یہاں زیادہ ٹھیرنا مناسب تصور نہیں کیا اور بادشاہ کو معذرت کر بھیجی اور اسیوقت دہلی سے کوچ کر کے شام کو جہنا پار اگر رمضان شریف کا چاند دیکھا اور وہاں سے کوچ کر کے منزل درمنزل طے کرتے ہوئے قریب لودھیانہ کے پہنچے اور کچھ عرصہ تک اپنے منجھلے بھائی مولوی عنایت علی صاحب کے انتظار میں وہاں ٹھیرے رہے۔ تھوڑے عرصہ کے بعد مولوی عنایت علی صاحب بھی وہاں آ پہنچے اور سب ملکر منزل درمنزل بمقام ستھانہ ملک یاغستان میں پہنچ گئے۔ سید اکبر بادشاہ اور لشکر مجاہدین نے بڑی دھوم دھام سے آپکی پیشوائی کی۔ جب ملک ہندوستان میں آپکی خوب

ہجرت کرکے جانیکی خبر ہوئی تو بہت سے لوگ ہجرت کرکے آپکے پاس پہنچے بڑے حضرت شب و روز تعلیم و تلقین اپنے یاروں میں مصروف تھے صدہا آدمی ہر گھڑی مراقب بیٹھے تھے توجہ دیجاتی تھی پھر حدیث اور تفسیر کا سبق ہوتا تھا۔ اسوقت یہ لشکر سلوک حسب ایمانی اور طریقہ نبوی کی تحصیل کی ایک خانقاہ ہو رہی تھی کیونکہ پنجاب میں اسوقت ایک ایسے عادل اور بیدار و دریا گورنمنٹ کی عملداری تھی کہ جس کسی طرح مخالفت جائز نہیں اور گو ملک کشمیر کی حالت ابتر تھی مگر ستھانہ سے کشمیر بہت دور پڑ گیا تھا اور نیز راجہ کشمیر سرکار انگریزی کی حمایت میں آگیا تھا۔ مولوی عنایت علی صاحب کا مزاج بہت گرم تھا انہوں نے جہاندادخان والی آنب سے بوجہ اسکی شرارت کے جہاد چھیڑ کرنی چاہی مگر بڑے حضرت نے اس بات کو منظور نہیں کیا کیونکہ اول تو وہ مسلمان اور دوسرے سرکار انگریزی کی حمایت میں تھا۔ یہ بات مولوی عنایت علی صاحب کو ناگوار معلوم ہوئی اسواسطے تین چار سو آدمیوں کو ساتھ لیکر بڑے حضرت سے علیحدہ ہوگئے اور بمقام منگل تھانہ سید عباس کے پاس رہا کئے۔ اس عرصے میں بڑے حضرت کو عارضہ خناق ہوکر بارہ محرم ۱۲۶۹ ہجری چوہتر برس کی عمر میں آپکا انتقال ہوگیا۔ چنانچہ آپکی تاریخ وفات یہ ہے

تاریخ ولایت علی رہبر دین حق + بارہ محرم چو شد زیر خاک + بگو از سر آہ سال وفات + شدہ جائے سیرش بفردوس پاک +

بعد وفات بڑے حضرت کے منجھلے حضرت امیر ہوئے مگر ۱۲۷۵ ہجری مطابق ۱۸۵۸ء میں آپکا بھی انتقال ہوگیا ۱۲۷۵ ہجری میں یہاں ہندوستان میں چھوٹے حضرت نے رحلت فرمائی اور اسکے ایک برس بعد ۱۲۷۶ ہجری میں شاہ محمد حسین صاحب کا بھی عالم بالا کو وصال ہوگیا۔ تب ہندوستان میں بجائے چھوٹے حضرت اور شاہ محمد حسین صاحب کے مولوی یحیٰی علی صاحب مقرر ہوئے۔ اور کام وعظ اور درس تدریس و جمع جماعت صادق پور اور نیز ہر دو جگہوں کا انجام دینے لگے اور یہاں ستھانہ میں بڑے بعد وفات مولوی نور اللہ صاحب اور مولوی مقصود علی صاحب کے مولوی عبداللہ صاحب پسر کلاں مولانا ولایت علی صاحب کے جانشین اپنے والد کے ہوئے جو غالبًا اسوقت تک زندہ ہیں ۱۲۸۱ ہجری مطابق ۱۸۶۴ء کے غدر میں مولوی یحیٰی علی صاحب اور مولوی احمد اللہ صاحب پسران مولوی الٰہی بخش صاحب اور مولوی عبدالرحیم صاحب پسر مولوی فرحت حسین صاحب عرف چھوٹے حضرت قید ہوکر کالے پانی بھیجے اور صادق پور کا کل کارخانہ درہم برہم ہوکر مکانات سکونت تک ان بزرگوں کے کھدوا کر پھنکوا دیئے گئے مولوی یحیٰی علی صاحب اور مولوی احمد اللہ صاحب کا وہیں کالے پانی میں انتقال ہوگیا۔ اور مولوی عبدالرحیم صاحب رہا ہوکر تاریخ ۱۸۸۳ء میں اپنے وطن کو تشریف لے آئے +

تاریخ وفات مولوی یحییٰ علی صاحب + سہ چو یحییٰ علی ستودہ خصال + عالم زاہد و محدث بود + روح
پاکش گذاشت حبس تن + راہ ملک وصال حق پیمود + ہاتف سال آن از رہ غم + بمرضی اللہ بہ نعیم غنود
تاریخ وفات مولانا احمد اللہ صاحب سہ چو مرد خدا مولوی احمد اللہ + شقیق حریف جفا کیش نصارے + شب
ماہ ذی الحجہ و بست و ہشتم ز دنیا نمودہ شد بفردوس اعلیٰ + بتاریخ فوتش مذکور یافت + درآغشتن
مومن از رحمت زیبا + تاریخ رہائی اسیران از جزیرہ پورٹ بلیر سہ تنی چند از علمائے آزادیئے + کہ بودند
اہل علم و فضل از امر + برایشان با جبر و تجبر شورہ + چو شد حکم دوام حبس صادر + از ایشان چند کس مردند در
قید + رہا گشتند باقی ماندہ آخر + بحکم وائسرائے قیصر ہند + کہ داد بر رعایا رحم وافر + یکے زان مولوی عبدالرحیم
رست + کہ بوصف او نگنجد در دفاتر + چو کردم فکر تاریخ رہائی + مرا پیش خوش آمد بخاطر + نظیرش کم تواند
یافت انکس + کہ باشد در فن تاریخ ماہر + پس از طول زمن الحمد للہ + رہا گشتند اسیران جزائر + عدو
صد میان سال ہجری + سنین عیسوی از شعر ظاہر +

ملک ہندوستان میں عمل بالحدیث کا چرچا اسی گھر سے شروع ہوا مگر مولوی ولایت علی صاحب اور انکے پیرو لوگ بلا تعصب حنفی المذہب قائل ترجیح بالدلیل کے ہیں۔ یہ لوگ اپنے تئیں اہل حدیث غیر مقلد نہیں کہلاتے بلکہ اپنے تئیں سب سے پکا حنفی المذہب جانتے ہیں کل مسائل حنفیہ پر جب تک کہ مخالف کسی حدیث صریح غیر منسوخ کے نہوں عمل کرتے ہیں۔ صراط المستقیم اور تنویر العینین سید صاحب اور مولانا محمد اسمٰعیل شہید کو بھی یہی مذہب معلوم ہوتا ہے۔ یہ لوگ کسی غیر مقلد یا مقلد کو برا نہیں جانتے انکا اصل مطلب یہ ہے کہ بذریعہ سلوک راہ نبوت یا ولایت کے توحید اور اتباع سنت میں پختہ ہو کر اللہ کی محبت کو حاصل کرنا چاہیے سو محبت الٰہی کے حاصل کرنے میں مقلد اور غیر مقلد دونوں مساوی ہیں اسواسطے اس گروہ میں مقلد اور غیر مقلد دونوں داخل ہو کر تحصیل سلوک کرتے ہیں اور کوئی ایک دوسرے کو برا نہیں جانتا +

یہ بزرگ اللہ کی راہ میں بیٹھے ہوئے تھے باوجود خاندانی امیر ہونیکے انکی وضع گذران بہت سیدھی سادی اور تکلف سے خالی تھی انہوں نے اپنے مواضعات کی آمدنی کو کبھی اپنا روپیہ نہیں سمجھا سب کو اللہ کا مال جانتے تھے ہمیشہ دو تین سو طلبا و مسترشدین انکے ہاں جمع رہتے جو دال بھات وغیرہ اہل قافلہ کے لئے پکتا وہی یہ بزرگ اور انکے گھر والے بھی کھاتے تھے۔ جب مولوی عبداللہ صاحب اور مولوی ہدایت اللہ صاحب اور مولوی عبدالرحمن صاحب پسران مولوی ولایت علی صاحب اور مولوی عبدالرحیم صاحب پسر مولوی فرحت حسین صاحب کی شادی ہوئی تو ایک جوڑا بھی نیا کپڑا دولہا یا دولہن کے واسطے کبھی تیار نہیں ہوا پرانے کپڑوں کی مرمت کرا کے پہنا دیا کرتے تھے۔ ان بزرگوں کے وقت

میں خیر و برکت بھی عجیب قسم کی تھی فصل کے وقت کچھ غلہ خرید کر کوٹھریوں میں بھر دیا جاتا تھا جس کوٹھی میں تخمیناً پندرہ یا بیس من غلہ ہوتا اس میں سے روزانہ پانچ چھ من غلہ دونوں وقت خرچ ہوتا اور پھر وقت اور تین تین مہینے تک وہ کوٹھی خالی نہ ہوتی۔ باوجود اس کثیر خرچ کے ڈھائی تین سو روپیہ کا غلہ فصل بھر کے واسطے کافی ہوتا تھا۔ ماہ رمضان میں ایک یا دو بار اس گروہ کے تمام مرد و عورتوں کی ان حضرات کے ہاں دعوت ہوتی قریب پندرہ سولہ ہزار مرد و عورت کے دعوت میں جمع ہوتے لیکن کھانا چھ سات من سے زیادہ نہ پکتا تھا۔ جب کھانا پک کر تیار ہوتا تو آپ قبل از تقسیم تشریف لا کر دیگوں کو اپنے ہاتھ سے کھول کر ایک ایک لقمہ اس میں سے تناول فرماتے اور اپنے پس خوردہ کو دیگ میں ڈال کر اس کے منہ کو بند کرا دیتے اور برکت کی دعا کرتے اور پھر تاکید کر دیتے کہ دیگوں کا منہ کھلا نہ چھوڑنا تب تھوڑا سا منہ کھول کر کفگیروں میں ڈال کر کھانا تقسیم ہونا شروع ہوتا پھر اس میں ایسی برکت ہوتی کہ اس کھانے سے پندرہ سولہ ہزار آدمی سیر ہو کر کھا لیتے اور کھانا بچ رہتا جو اہل محلہ اور قرابت داروں میں تقسیم کیا جاتا +

بڑے حضرت یعنی مولوی ولایت علی صاحب کی مذہبی تصنیفات بھی بہت ہیں۔ اربعین فی احوال المہدیین کے جامع بھی آپ ہی ہیں۔ ایک مختصر رسالہ موسوم بہ عمل بالحدیث بھی آپ ہی کی تصنیف سے ہے۔ تفسیر رسالہ موسوم بہ تیسیر القلوۃ بھی آپ ہی کی یادگار رہ گیا ہے۔ آپ شاعر بھی بڑے تھے بالبدیہہ شعر کہنے میں آپ لاثانی تھے ایک دفعہ لوگوں نے شب برات کی عیدی کی آپ سے درخواست کی آپ نے دو عیدیاں نصیحت لکھ کر حوالہ کر دیں ایک یہ ہے عیدی آئی شب برات کرو بس یہ تم دعا + مردوں کو میرے بخشے زندوں کو بخدا + پڑھنا نماز رات کا ہرگز نہ بھولیو جب روز ہو سے روزہ کو رب کا شکر ادا + (دوسری یہ ہے) آئی شب برات گھلیے پتنگوں سے کے بد مردوں کو آج حلوا کھلانے میں گھر بہ گھر + دیپک چھچھوندریں دیا انار پھلجھڑی یہ شکل ہندو طرز دیوالی کی ہے سر بسر

حصہ پنجم

مجموعہ مکاتیب احمدی

سید صاحب کے مکتوبات بھی دلچسپ ہیں پیش و پس اور بے ترتیب اور اکثر بلا تاریخ تحریر کئے ہیں جیسے آپ کے اکثر سوانح۔ اس لئے مکتوبات میں جو میں نے یہاں یہ مجموعہ مکاتیب لکھا ہے مولانا محمد اسمٰعیل کے بہت سے خطبے دور دور مریدین کارروائی اور نیز بہت سے خطوط مرسلہ رؤسا و خوانین

درخواستین بنام سید صاحب اور نیز سید صاحب کے مگر بعد کو خطوط ہم مضمون ایک ہی رنگ کے تھے نام اور تحوا
مراقبہ و مشاہدہ اور کرسی نامے پیشوایان طریقت وغیرہ وغیرہ شامل ہیں مینے بعد اُس مجموعے کا ملاحظہ کرکے تمام
کل متفرق تحریرات کے جو انھین شامل ہیں صرف ایک مکتوب جو کتاب اُس مجموعہ کے تھے یہان شامل
کرکے اصل مسودہ سی مالک کو واپس کر دیا اب اُس مجموعے میں کوئی عبارت یا مضمون ایسا نہیں ہے
جو اس کتاب میں نہ آچکا ہو اور چونکہ یہ مجموعہ مکاتیب احمدی ہے اسواسطے مینے غیروں کے خطوط اور
خطبے و کرسی نامہ وغیرہ اسمین شامل نہین کیے +

نمبر ۱ مکتوب از جانب سید احمد صاحب بنام مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی از مکہ معظمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم - از فقیر سید احمد بجناب خلائق مآب حضرت صاحب سنت قامع البدعۃ حجۃ اللہ
علی العالمین وارث الانبیاء والمرسلین شاہ عبد العزیز صاحب دامت برکاتہم - بعد عرض سلام مسنونہ
و تقدیم تحیات و تکریمات و ادای اخلاص عقیدت علامات معروض آنکہ - الحمد للہ کہ فقیر و تمام قافلہ حجاج و غیر
تمام در مکہ معظمہ از آخر ماہ شعبان تا وقت تحریر در آن بلدہ امین مقیم و بعد از حج عزیمت زیارت مدینہ منورہ
داریم اللہ تعالی بعنایت خود حج مبرور و زیارت مقبول نصیب فرماید - امیدوار ادعیہ وافیہ متبرکہ آنجناب
ہستیم بفضل اللہ تعالی درین سفر سعادت اثر بشارات و عنایات رضیہ از درگاہ حضرت رحمان جل شانہ
این فقیر یافتہ ہست پارہ ازان کہ بوقت ضبط آن بقید تحریر میسر ست بنا بر تفریح خاطر مقدس آنجناب
و سائر برادران مومنین کہ بسامعہ ایشان رسد عرضہ میدارد - درین عرضہ ہم اظہار نعمت او تعالی جہت
کہ مقصود ازو بود شکر ہست - مدعا این عرضہ بنا بر آنست کہ از برکت جناب سامی از جنس عنایات بحال
فقیر ابتدا آن اظہار شدہ در ترتیب و سلوک عنایتہا مبذول گردیدہ و ظاہر بود اند بفضل او تعالی نوبت
بہ اینچنین معاملات رسیدہ و امیدواری از حضرت فیہ علی الدوام ہست تا کہ حق تعالی بمقصد اعلی و مطلب اسنی
رسانیدہ ہدایت و رحمت عامہ کہ شامل حال جمہور خلائق گردد بہرا بر روئے کار آید بس نتیجہ آنہا اینست کہ در
تہیہ اسباب روانگی از وطن خود بودم و مشاغل کثیرہ بلاد و مسندہ وغیرہ بسیار و نکار سہانید تا کہ از صبح نوبت
بنیم شب میرسید در ہمان ایام شبی ہمچنین کارہا در خانہ خود مشغول بودم و مکان تو تیار مختصر بسی و
تردد برادران مومنین بامداد و اعانت دستہائے نیک مکان بنا شدہ بود در ہمان مکان بودم کہ بعد حاجت
آن مکان نمودار شد در برج من بکمال اندوہ گرفتار و ملال بسیار گریان استاد چیزے دیگر از مخلوقات
آنچہ بغیب ہم سبحانہ ظاہر بود و حالت مسطور بسبب اندوہ و اضطراب خود مخاطب آن چیز دیگر شدہ
گفت کہ فردا آفتابے نامدار باز گذشتہ خواستہ رفت و گریہ بسیار برخے غلبہ کردہ بود کہ تلفظ درین نیز اثر کرد

و مرا هم گریه آورد و بابای دست تهی خود هم از این جذبه گریستند و از آن زمان حال لطف و تحفه خود بر من بود جواب او
تعالی عرض کردم که این چه راز است فرمودند که این روحانیت از شغل بسته و الا شغل با تو نزد او باشد
حاجزاند که سبب آشنائی بر سید و مکالمات با آنها نشسته میرود و آن سگانها بود و لمی آید چه جای سگ شدند
این انس و الفت او با شغل است و فی الحقیقت این محبت با نسبت و مکافات و تسکینش
تو شد و قریبا مرا حکم شد که با شیخ بگو که ترا اجازت است اگرچه هم سید و این خطاب به هم می شنید لیکن من هم
حکم بجا آوردم و با شیخ این بشارت گفتم خوش وقت و آسوده گردید و تسکین گرفت در روز یک از دلمو
روانه شدیم بود در کشتی سوار شده بودیم چنان معلوم گشت که کشتی قافله از این کشتیها غرق خواهد شد و آن
کشتی از سیاست حرم باشد و چه کشتی فقیر کشتی دیگر غیر آن معین شده و انستم که اگر تقصیری خواهد
پس من هم تو چنین بر جمله غفلت شده باشد در آن تقصیر شامل هم آدمی سوار بود در آن کشتی بخودم
ازینجا متوجه غیب ارشاد شد که بحال آن را غرق نخواهیم کرد شکر الهی ادا کردم گفت انستم چه شد اجمالا
در محلات سید و هرکاره از کلکته روانه شده به تیکا سور رسیدیم و آن دریا است شیرین منقطع گردید و هم
دریا شور که بالایش و شوکت در بر هم و جمال آن که حق تعالی در الطاف خود است پدیدار گشته با فقیر ملاقات
کرده مقابل و سوار جهاز شده و الفاظ که مثل بیاد مانده اما اشتیاق عجیب است که بر حسب تربیت خود می نمود
و در خواستند که کجا است که تو ... [illegible] ... و چون که جاست او را بعید می دیدم و
او بکمال شوکت و عظمت بیش آمد از شوکت و هیبت آن متعجب شدم و از آنجا بکمال مشاهده و جمال
جمیل جلت شانه هم حاصل بود هر چه عجیب و غلطی از آن سو به و جنون استغفر بدیدم در خواست او معلوم
کرد هر تعجب و ترس آن ... از بیش من اشتیاق در چه تا آن شدم در جواب آن گفتم که سرمن تو هم پدید
خدا تعالی است هر ما از الهی تو چه کار هرگز نیست تو را التجا نخواهم برد بلکه تو و من و آسمان و زمین و هرچه ما هست
قدرت مالک خود یکسان هستیم در مدح و ثنای وی و عظمت و کبریائی حضرت حق جلت عظمته بیان نمودم
آن موج این بیان شنیده از سوا جا مرفت فاما شادان حلوم می شد تا آن وقت که جهاز بمقامی رسید
که به قاب و غیره معروف است و آن مقام مشهور است که در جهاز با تنزل و خطرات بسیار می شود
و جای مخوف است در جهاز با هم جنبشی پدیدار گردید مردمان را سبب غیر مدارا و غیره اضطرابی و تحیر
پیدا شد با وجود یکه جهاز را بس فراخ و پهنا در و گران بود حتی که در جا ماسه دیگر مثل مردمان نشسته بود
هر گز محسوس می شد تا آن وقت تجلی نمود از شدت آب جانب سیر رفت و در شاد شده گفت اگر ترا غرق کنم چه خواهی
کرد گفتم که شیر را بر او برده عرض کردم که خدا و ندا اگر غرق شدن من پسند است مرا غرق کن که تمام عالم

مرا خواهد که بگیرد و بر آرد و دستگیری من کند هرگز راضی بر آمدن نیستم و دست خود بدست کسے نخواهم داد شیخ تو
که بتبسم تاوان گفت خود وارث شده فرمود که ترا باز تا نخواهم نمود چونکه جهاز حجازی به بندر عدن رسید و لنگر
کرد و آن روز پنجشنبه ناخدائے جهاز از جهاز فرود آمده به بندر مذکور رفت و این فقیر خواست که نزول از
جهاز کرده که فردا روز جمعه است و این زمین عرب است نماز جمعه را بجا گذاریم و فقیر را تردد بسے بود که اکثر
اهل قافله خصوصاً ترکان را بسبب عدم بیعت فقیر رنجے و تشویش بود بهر طور فرود آمدن خود متردد
بودم شب جمعه دیگر بنظر آمد و آن شد و در بین میدیدم و اندیشه آن بود که ما فوق آنها قزاقان و قطاع الطریق
شنیده و مسموع شده بود که گاہے قزاقان و قطاع الطریق بر مسافران یورش می کنند و غارت می نمایند
و همچنین خلیجان تا فکر گشته بود شقاوت و ریاضت بهر حال مرجوع بجوار جناب ایزد بیست و در فرود آمدن
از جهاز متردد اند که سپیده بود که از بارگاه رب نیاز مطلق ارحم الراحمین عطا شد بشارتے یافتم این صحیح لز
که تو بعد از این دعا نیها را برنیار بسیر بیا مکن و درین بشارت هر چند اهل قافله که در آن جهاز بودند
همه شامل بودند لیکن خصوصیت اقربا و لواحق این و اعزاز نیز از دیگران در آن بشارت فهمیده می شد
صباح جمعه که بزورق سوار شده متصل کوه عدن بکناره رسیده بجا آوردم چند رکعت نفل و دعا یاد کردم
بحمد الله اجابت آثار آن سوے متوجه بود و درین یا رسیده که از جانب حبیب کمال کسانیکه همراه فقیر بودند
عنایت خاصه حضور متوجه شد که آنها به پوشانیدن خلعتهاے فاخره که از خوشنودی و رضاے وافره است
تعبیر توان کرد و این حقیقت مشاهده فقیر تفصیل می شد و درین تدریجاً آنها را بعنایات هیچ که در آن
جهاز سوار بودند بعد از ان سواران جهاز که اهل قافله در آنها بودند بعد تمام مسافران پرورش شده
فقیر متوجه شده که مخصوص بخشش و غفران بود همه آنها مفهوم میگشت و سابق از این عاصے بزبان
فقیر اجرا فرموده بودند که حاصلش این بود که این دیار روم و جوار تو حضرت صلی الله علیه وسلم
و دار الفضل خود بخشانیده پس عنایت فرا الفاظ بعینها محفوظ نیست فاما همچنین بود و بعد از آنکه این
معنی معروض گردید اجابتش ظاهر شد و نیز بعد نشر هدایت در ملک عرب از دست فقیر و رسیدن آثارش
تا اقالیم روم بر حوالی مژده ما میرسید و بشارت خاصه در حق این فقیر چنان بود که بکمال صحبت و جود
خاص ارشاد شد که تو هر جا که خواهی بود به هر در یا هستی و طلبش چنان می فهمیدم که چنان خود به پرداخت
بپاس خاطر و تعهد و تکفل هر کار بر ذمه گرفته اند و مقتضاے عموم و فرط کرم اند که پیدا می باشد همچنین
آن اکرم الاکرمین جل مجده حسب عظمت و علو شان خود در حق این فقیر وعده احسان و اکرام فرموده
در عدن قریب یکماه توقف شد و مردمان بسیار در آنجا بیعت می کردند و روزے شیخ مردے کم بلند شد با لفظ

آمده جناب ایزدی التجا به عجیب یکرده و شرمندگی خود و ترس از معاصی و ذنوب بیکدفعه با اعتقاد به ملک
مالک القلوب والابدان در حضور بیش از اسم بود و توسط و توسل با این فقیر می‌شود و درخواست دعا می‌کردند
جوشش رحمت آلهیه در آنوقت اولاً بحال آن پیر مرد که مراحه معاینه می‌شد که او را بجانب سعادات آلهیه
فوراً بردند ثانیاً عموم و شمول آن معلوم می‌شد تا که در جوشش رحمت دریافت شد که هر که مسائل صحیح خدا گرفته
بسبب توبه ایشان که قید آنها اختیاری بود همه را بخشیدیم و چونکه جوابها معانی می‌طلبید یا هم سعادات دوام
کردیم فقیر غسل می‌نمود و چند سه از رفقا اشتغال داشتند و او غرفاً حاشیه در آن کار دیگر که مغفرت دوستی
در حق همه آنها که این عمل می‌نمودند معلوم شد که همه آنها آمرزیده شدند من بعد که وقت تلبیه رسید شخصی
در آن مجمع سبقت کرده به تلبیه آواز خود را بلند ساخت که تلبیه اش بحق در رسید که هر که پیش از تو تلبیه می‌گوید
تلبیه‌اش را نمی‌شنویم و در روز حصول شرف سعادت و دخول در مکه معظمه هر گاه که از میرزی بلدی گذشته
متوجه گدا شدیم تا از آن راه در آئیم حالتی عجیب برای فقیر بود که شدت عشق و عظمت طاری می‌شد و از دقت
که همه حضار آن واقعه اثرش نمایان می‌شد ایشان که می‌گفتیم در این گفتن چنانچه مشاهده صریح بود
و اجابت و قبول آن دیدیم و در دعائی که در آنوقت فتحه شده بود که بحق تمام خلق … میکردیم و در آن
حال این مضمون بتعبیر عجیب بزبانم آسان شد که مردم باشند که گناه از شرم می‌خواهند و از طلب دعا از دست مجرم
ما من تو رسیده اند و ایشان را من آورده‌ام و چنین چنان خواهانند و در آن حال عجیب بشارت حیرت افزا
پیش آمد این کیفیت که ایشان را چه گفته اند یعنی آنها خود سختی کمال رحمت و عنایت اند و خصوصیتی
می دارند اشارتی معانی بود که شرح و تفصیلش … است و این لفظ یادم است که با خود از سجده گرفته تا
اقصای بحار را بخشیدیم و آمرزش فرمودیم من بعد بخاطر مرا رسید که الا این عنایت مختص با حیا است
یا اموات هم داخل اند که باز متوجه بتقریر شده معانی از آن می‌گشاید که تخصیص گمان سر و نسبت
را خاص بکن من دیدیم که مردگان را آمرزش رسیده بود تا آنکه به نتیجه گرفتار بودند در بالای خلاصی یافته خوشوقت
می‌شدند و این مغفرت عامه تمام مؤمنین رسیده هر کرا در دل ایمانی گرم ضعیف شده باشد از این مغفرت
محروم نمانده در لیلة القدر رمضان شریف دعاها بسیار عموماً و خصوصاً کرده شد و اجابت را متوجه آن
دعاها دیدم که همه را قبول در رسید حق تعالی آثارها بوقوع آورده جلد جلوه گر فرماید همه مسلمین بدیدن آن
مسرور و شادان شوند و مسرت خاطر اقدس آنجناب هم که این عرضی بمسامع شریفه خواهد رسید متوقع و
مرجو است چه اینهمه بشارات اند و ثمرات و توجهات جزئیه و ادعیه جمیله آنجناب است و آینده را ترقیات
ببرکت ادعیات زاکیات امیدوارم و رجای واثق است که دعا فرموده باشند و فقیر و تمام معتقدین

متوسلین دربار الٰہی واوقات متبرکہ دعا میکنند اللہ تعالیٰ اجابت فرماید - انه علی کل شیئ قدیر و بالاجابة
جدیر - زیادہ بجز آداب چہ عرض نماید - والسلام والاکرام ؛

(نمبر ۳) نقل خط مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی بنام منشی نعیم خان صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم - منشی صاحب عالی مراتب زبدہ اہل اخلاص خلاصہ ارباب اختصاص سلمہ اللہ
تعالیٰ و نزول علیہ برکاتہ فی الدنیا والآخرة - از فقیر عبدالعزیز بعد از سلام مسنون با دعاے خیر مقرون دلنشین
ضمیر صفا پذیر بوضوح و لایح باد کہ رقیمہ بہجت ضمیمہ ایشان مع خط میر سید احمد صاحب نفع اللہ به المسلمین از
نظر بلاحظہ درآمد و سوال نیز مفصل دریافت شد - صاحب من این قسم قصہ در وقت حضرت سید الطائفہ
جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ بعضے یاران ایشان را پیش آمدہ بود کہ علو مراتب خود بر ایشان مکشوف
می شد و وعدہ ہاے دور و دراز غیب بر ایشان وارد می نمود - مردم ہمین استفسار نمودند سید الطائفہ
فرمودند کہ تلک خیالات تربی بہا اطفال الطریقة یعنی این خیالات بے اصل نیست یعنی از جانب
خدا براے تربیت طفلان طریقت کہ تازہ مشغول می شوند و آنہا را دعوت بسوے خدا می کنند اتفاق
شود مانند آنکہ طفلے را کہ در مکتب می برند استاد او یا مادر و پدر او را مواعید عدیدہ می دہند کہ براے تو حلوے
ساختہ ایم و شیرینی آمادہ کردہ ایم و فلان نعمت تو خواہیم داد و از تو بسیار خوش و خورسندیم مستقیم ولوح زرین
در کنار تو خواہیم نہاد - علی ہذا القیاس از کبراء اولیاء سابقین مثل غوث الاعظم قدس سرہ و دیگر بزرگان وعدہ
مغفرت و رحمت تابعان و مریدان و طفیل ایشان نظر رحمت بر سائر خلائق منقول شدہ و آن ہمہ وعدہ
صادق برآمدہ و در حدیث مشہور وارد شدہ در حق چہل ابدال کہ درین امت ہیچ زمانہ از ان خالی نمی باشد
بہم یمطرون و بہم ینصرون و بہم یرزقون - یعنی مردم زمین را بطفیل ایشان باران
می بارد و نصرت و رزق حاصل می شود پس چہ تعجب است کہ میر سید احمد را بعضے ازین مراتب حاصل
شدہ باشد و بالقاے معاصران ایشان را اثرے از ان رسیدہ باشد غرض کہ انکار اینمعنی خوب نیست
بلکہ انتظار باید کشید کہ حق تعالیٰ آثار این مواعید را بر منصۂ ظہور جلوہ گر سازد پس این ہمہ صادق اند زیادہ
بجز ترقیات دارین چہ نویسد ؛

(نمبر ۴) اعلام از جانب امیر المؤمنین سید احمد صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم - سپاس بے قیاس و ستایش بے اساس مر حضرت خداوندی را جلت عظمته
و عمت رحمته کہ مومنان پاک و مسلمانان چست و چالاک را بفرمان واجب الاذعان فلیقاتل فی سبیل اللہ
الذین یشرون الحیوة الدنیا بالآخرة مخاطب فرمودہ و منافقین مذبذبین و معاندین بد نہاد را بوعید

ساخته‌اند فَقُل لَّن تَخْرُجُوا مَعِیَ اَبَدًا ... اِنَّکُمْ رَضِیتُمْ بِالْقُعُودِ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوا
مَعَ الْخَالِفِینَ ۝ مخاطب نموده — و هزاران هزار بلکه بی حد و شمار از اصناف درود
و سلام با انواع خضوع و اکرام بر ذات آن حبیب انام و پیشوا است که بر خواص و عوام
که باوا مضمون نعمت مشحون آیه وافی هدایه یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ
الْکُفَّارَ وَالْمُنَافِقِینَ وَاغْلُظْ عَلَیْهِمْ وَمَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِیرُ
امر است و باجرای مفاد حکمت بنیاد کریمه سیاست شمیمه لَئِن لَّمْ یَنتَهِ
الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِینَ فِی قُلُوبِهِم مَّرَضٌ وَالْمُرْجِفُونَ فِی الْمَدِینَةِ
لَنُغْرِیَنَّکَ بِهِمْ ثُمَّ لَا یُجَاوِرُونَکَ فِیهَا اِلَّا قَلِیلًا مَّلْعُونِینَ اَیْنَمَا
ثُقِفُوا اُخِذُوا وَقُتِّلُوا تَقْتِیلًا که موعود بکافه اهل و اعصاب بدنام اتباع
و اجاب که متضمن مشرافت امین وَمِنَ النَّاسِ مَن یَشْرِی نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ
مَرْضَاتِ اللّٰهِ مشرف گردیده و بکلام بشارت التیام وَاُخْرٰی تُحِبُّونَهَا
نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِیبٌ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِینَ کامیاب نشر — اما بعد می‌گوید
بنده پروردگار رفاه دیهم دین سید ابو البرار حیم خواه مکاره سلمین ملقب
بامیر المؤمنین که این عجالهٔ ایست عام بخدمت جمیع اهل اسلام
خواه اشراف و کرام باشند خواه اجلاف و لئام — خواه از علمای کبار
باشند خواه از عوام خاکسار خواه از ناکیدین ذوی الاقتدار باشند خواه از مساکین
ذوی الاضطرار مشتمل برین معنی که مقصود خالق این جهان از خلقت
نوع انسان اشتغال ایشان است بعبادت ربوبیه و طاعت سید عربیه
نه استغراق ایشان در مشاغل لهو و لعب و مسائل نشاط و طرب — اصل
کمال لایزال تحصیل رضای رب ذو الجلال است نه تکمیل مناصب جاه
و جلال و ترفیع مراتب حشم و اقبال و تطویل وسادهٔ آمال و آمال و توسیع
خزائن مال و منال — سرمایهٔ سعادات جاودانی و راحت دو جهانی
اکتساب مدارج وجاهت و جلالت است بحضور ملک دیان نه ... زمان
زمان نه امتیاز نام و نشان در میان اخوان و اقران — هرچند
شعار بندگان عبودیت کیش و پرستندگان انبیا اندیش همین است

گردد هر حال باطاعت مالک لایزال موصوف باشد و در هر آن تحصیل رضائے خالق
کونین و مکان مصروف و بهزار دل و جان بمحبت خلاق الناس و جان مشغوف باشند و
بایثار محبت او بر محبت هر محبوب و ترجیح طلب او بر طلب هر مطلوب. در میان اقران
و ابنائے دوران معروف قال الله تبارک و تعالی۔ إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا
إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَن يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (وقال
تعالی) وَمِنَ النَّاسِ مَن يَتَّخِذُ مِن دُونِ اللَّهِ أَندَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ وَالَّذِينَ
آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِّلَّهِ لهذا حصول این مرتبه اخلاص و منصب اختصاص بنسبت جمیع افراد عالم
و احاد بنی آدم متعسر الحصول بل متعذر الوصول آمد لیکن بر ذمه هر خاص و عام که مدعی دین اسلام باشند و معتقد
لابدی است که در وقت مسارعت نور ظلام و مقابله کفر و اسلام غیرت ایمانی را کار فرمایند و بر مقتضائے
حمیت اسلامی عمل نمایند که هر که در امثال این احوال هم جان خود را در مسالک انصار حق منسلک نگرداند
بیشک مراتب نفاق و شقاق خود را بدرجه قصوی رساند و هر که در شعبه دوستی برادران دین پهلوتهی کرد
داغ مخالفت رب العالمین بر جبین رضا و آگین خود زد و هر که بدین تقدیر هم ازین معرکه روپوش گردید
یقیناً جان خود را از دائره ایمان بیرون کشید قال الله تعالی إِنَّمَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ
بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوبُهُمْ فَهُمْ فِي رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُونَ (و قال تعالی) وَجَاءَ
الْمُعَذِّرُونَ مِنَ الْأَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِينَ كَذَبُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ سَيُصِيبُ الَّذِينَ
كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ و هر که در مقدمه دین ملک علام انتظار غلبه جنود اسلام کشید بالتحقیق و
در درکات متشککین لئام و متربصین بد انجام رسید - قال الله تبارک و تعالی قُلْ هَلْ تَرَبَّصُونَ بِنَا
إِلَّا إِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ أَن يُصِيبَكُمُ اللَّهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِندِهِ أَوْ
بِأَيْدِينَا فَتَرَبَّصُوا إِنَّا مَعَكُم مُّتَرَبِّصُونَ و آنچه در دل ضعفائے اهل شک و ریب ارباب مکر و
فریب خطور میکند که بهم رسیدن اسباب حرب جنگ از جنس توپ و تفنگ و اجتماع عساکر بهزاران هزار
و قوائے سلیمه از شروط اقامت جهاد است و فقدان آن باعث عذر عباد پس این خیالے است
پر اختلال و شبهه ایست سراسر باطل و محال زیرا که حاکم علیم حکیم در باب جمع ادوات مقابله و اعداد آلات
مقاتله همین قدر فرموده وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ و نفرموده وَأَعِدُّوا لَهُم مِّثْلَ
مَا أَعَدُّوا لَكُمْ بلکه فرموده انْفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا الخ و در باب جمع عساکر فرموده كَم مِّن فِئَةٍ
قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ و نیز فرموده فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ

ينصركم ... ان ينصركم الله فلا غالب لكم وان يخذلكم فمن ذا الذي ينصركم

من بعده ... يا ايها النبي حرض المؤمنين على القتال ... يا ايها النبي حسبك الله ومن اتبعك من

المؤمنين ... فقاتل في سبيل الله لا تكلف الا نفسك وحرض المؤمنين عسى

بعضے از آیات ... ... تلاوت ... بالا استدلال

جهاد ... ...

... ... از کلمات ... ...

الصاد ... ... جهاد لسانی ... جهاد ... جهاد نفسانی ... جهاد ...

... ...

... ... سیف و سنان

... ...

... ... شیاطین

... ... قال الله تعالی یا ایها الذین آمنوا

ان كثيرا من الاحبار والرهبان ليأكلون اموال الناس بالباطل ويصدون

عن سبيل الله - وقال الله تعالى اتأمرون الناس بالبر وتنسون انفسكم وانتم

تتلون الكتاب افلا تعقلون - وقال الله تعالى يا ايها الذين آمنوا لم تقولون ما لا تفعلون كبر مقتا عند

الله ان تقولوا ما لا تفعلون - ان الله يحب الذين يقاتلون في سبيله صفا كانهم بنيان

مرصوص - وقال الله تعالى اجعلتم سقاية الحاج وعمارة المسجد الحرام كمن آمن بالله

واليوم الآخر وجاهد في سبيل الله لا يستوون عند الله والله لا يهدي القوم الظالمين

الذين آمنوا وهاجروا وجاهدوا في سبيل الله باموالهم وانفسهم اعظم درجة عند

الله واولئك هم الفائزون يبشرهم ربهم برحمة منه ورضوان وجنات لهم فيها نعيم

مقيم خالدين فيها ابدا ان الله عنده اجر عظيم - وقال ... قل انفقوا طوعا او

كرها لن يتقبل منكم انكم كنتم قوما فاسقين ... تفصيل ... ...

... آیات قرآنی ... ...

... ... قال الله تبارک و تعالی لا

يستوي القاعدون من المؤمنين غير اولي الضرر والمجاهدون في سبيل الله باموالهم

وفضل الله المجاهدین علی القاعدین اجرا عظیما درجات منه ومغفرة
ورحمة وکان الله غفورا رحیما پس کسیکه سیاحت جهان انفس کند باشتغال ذکر را ترجیح
دهد و در خدمتگذاری حق شکسته باشد و در پاسداری غیر حق [illegible] [illegible] قرآن [illegible] باشد
و در غزا و [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] نفسانی [illegible] [illegible] و [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] گنهگار و ظالم و ستمگار [illegible] بارگاه حق مطرود و مردود [illegible] [illegible] [illegible] قال تعالی القرآن [illegible]
[illegible] [illegible] والصلوة [illegible] (وقال تعالی) قل ان کان آباؤکم وابناؤکم
واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم واموال اقترفتموها وتجارة تخشون
کسادها ومساکن ترضونها احب الیکم من الله ورسوله وجهاد فی سبیله فتربصوا
حتی یاتی الله بامره والله لا یهدی القوم الفاسقین (وقال تعالی) اجعلتم سقایة
الحاج وعمارة المسجد الحرام کمن آمن بالله والیوم الآخر وجاهد فی سبیل الله لا
یهدی القوم الظالمین [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] جان [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] دل [illegible] سینه چاک [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حکایات
عشق و شوق [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حکایات
و اخبار [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] الغرض چون
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کلام [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] سیاحت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] میدان [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

آمد و رفت چشیده اند و نشیب و فراز فتح و شکست دیده اند چنانچه احوال درهمین معنی سرگرم اند و چالاک و بلند عزم
اند و بے باک. بالجمله ما مردم تا جان در بدن داریم و سر در تن مشغولی همین کار را داریم بهمه حیله و فن. الحمد
زبان بشکر حق بجا می آریم که بطاعت مالک خود شغل داریم و محض طالب رضائے حق هستیم و از غیر او چشم و
گوش بر بسته‌ایم و از دنیا و ما فیها دست بر داشته‌ایم و محض لوجه الله علم جهاد برافراشته‌ایم از طلب مال و منال و جاه و جلال
و امارت و ریاست و حکومت و سیاست گذشته‌ایم و هرگز طالب غیر حق نیستیم. اگرچه هر چند عاجز و خاکسار
و ذره بے مقدار ایم اما بالاشک بمحبت حضرت حق مست و سرشاریم از محبت غیر حق بالکل دست بردار. نه با
کسے از امرائے مسلمین منازعت داریم و نه با یکے از رؤسائے مؤمنین مخالفت. بالکفار لئام مقابله داریم و با
مدعیان اسلام - صرف با درازمویان (اس سے قوم سکھ مراد ہے جو سر کے بال لمبے لمبے رکھتے ہیں) مقاتله
نه با کلمه گویان و اسلام جویان. بسرکار انگریزی هیچ مخاصمت داریم و نه هیچ راه منازعت که از رعایائے او
هستیم و بحمایتش از مظالم برآیا. چنانچه این معنی معلوم هر خاص و عام هست و مسلم طوائف انام. لیکن حیف
صد حیف که سرداران پشاور و بعضے از منافقین تفهیم و از تعزیر حق شناس اصلا نمیدید و سخن این هیچگونه بگوش هوش نشنیدند
و از رئیسان بوجه من الوجوه بکام جان نچشیدند بلکه بوئے از غیرت اسلامی نمیدانند. با مجاهدین مشکل
و خوش نیامد و در پئے تفریق جماعت مسلمین هر سو دویدند چنانچه عادت قدیم او ست که در تفریق جموع مجاهدین
بنابر تائید جنود معاندین مساعی بلیغه بجا می آرد و آنرا از کمالات فراست و کیاست خود می شمارد چنانچه
این معنی بکرات و مرات ازو بمنصه ظهور رسیده و بحضور جمعے کثیر و جمع غفیر از مؤمنین این دیار و مسلمین این
اقطار این قسم اعمال اقبح افعال ازو صادر گردیده آنچه در مصاف وزیر فتح خان با کفار اشرار و معارکه
سردار عظیم خان با فجار نابکار ازو واقع گردیده معلوم هر خاص و عام و مشهور در میان جمهور انام که هیچ
کفر و عناد و فسق و فساد دقیقه و جهد تمام در دار الاسلام نشانید و خاندان سلطنت و خلافت دودمان
امارت و جلالت و جنود مجاهدین بلکه جموع مسلمین در بلاد و در دشت و اطراف کوه و دشت بے سر و
سامان و پراگنده و پریشان گردانید و قتل و نوحه اهل اسلام در تمکین صنوف جراحات انام و سائر قبائح
اجرام که از کفار لئام به نسبت هر خاص و عام صورت بست همه در کتاب اعمال او مکتوب گردید و تخریب
مساجد هزاران هزار و تحریق مصاحف بے حد و شمار و لحوق انواع مذلت با ناکسین ذوی الاقتدار و اضافه
مضرت با مکین ذوی الاضطرار و اقسام ظلم و فساد و اجناس بغی و عناد که از دست کفره متمردین بر بسیر
کافه اهل دین گذشت همه در حساب اعمال او محسوب. همچنین درین نوبت هم چون اجتماع غازیان
جلالت شعار در رفاقت این عاجز و خاکسار بنا بر اعلائے کلمت پروردگار و احیائے سنت سید مختار علیه

گردیده وقت مقابله و مقاتله و محاربه و مضاربه در پیش رسیده بود این سردار مذکور سر خود را از اطاعت این
نورد دل حسد منزل خود حرم مخالفت سیادت داشت و در سینهٔ پر کینه تخم منازعت میکاشت. آخر الامر در
مثل این وقت که هنگام توجه افواج بحر جنگ بود و تغلغل اصوات توپ و تفنگ دادِ عداوت و نفاق بدر
داد و اساس شقاوت و شقاق برنهاد و عسکر مسلمین را تفریق ساخت و مقدمهٔ جهاد را در تعویق انداخت
و سرور دغا و دغل درباخت و بنیان کفر و فساد را بزعم خود محکم کرد و بنیاد اسلام و جهاد را متزلزل. قدیاست
باطله را منتظم نمود و راست حق را متخلل. علاوه برین آنکه آنچه درا بلاک این خاکسار و اتلاف این خسته میتوانند
جد و جهد موفور سعی نامشکور بکار بردند آنرا از جمله حق شناسی بهر خود شمرده حیله ها از غدر ان نهانی و مکاران
پنهانی در همین کار روز و شب روز دوانید آخر الامر نوبت بدادن زهر جگر سوز رسانیدند غرضکه لطف رب رحیم
بحال این عاجز ضعیف مبذول بود و قهر مالک قدیر در حق بدخواهان این نحیف بسان سیف مسلول.
اگر بجان کفالت ربانی و حمایت رحمانی شامل حال این خسته بال نمیشد فی الحال بکمال استعجال دیوانه ها
لباس ظهور باسوقی سید رسیدیم و پروانه وار در اساس نور [illegible] غرضکه این جابران نا انصاف
و ظالمان با اعتساف بقدر شناعت خود در احکام این [illegible] از دقایق فساد
در حق این ضعیف عباد فرو نگذاشتند خیر آخر گذشت آنچه گذشت. اما عجب [illegible]
زانرا زیکسال گذشت ازین قبایح افعال دست بردارنی شوند و همین راه لیل و نهار میروند و بیهوده
که برای قتل و تعذیب مجاهدین هندوستان را بر انگیخت و آتش کینه بسیاری از دوستان را مستعر ساخت. و سد
راه وصول مصارف مجاهدین گردیده و در ایذای جمیع مسلمین جیب و راست دویده. الله اکبر! بحبت
کفر و فجره چه پایه اعتبار گشت که از راه اسلام برطاق گذشت و در موالات کفار نابکار چه جسیت و چالاکی است
و در معادات مومنین ابرار چه بیباک و بیباکی. در ایذای موحدین کفر و متمردین بنهایت سرگرم است و در
اختلاف موافق اهل دین بغایت بیشرم. اعانت رؤسای کافران را از آثار ریاست میشمرد و اهانت اهل
مسلمین را از احکام سیاست. محبت کافرین بتحقیر می نماید و اخوت اسلام را از آن فاجرین بغایت تکبر. از آنکه
حقوق مجهول سنائی فتوت همی شمارد و ادای حقوق رسول مقبول را مخالفه مروت. عجیب است که با وجود
ادعای اسلام در بدخواهی سید الانام و خیر خواهی ملت کفر و لئام بنسبت کفار بد انجام هم سابق تر است
و در ایذای عباد و مخالفت جهاد و شناعت و فساد از اهل کفر و عناد فائق تر. و آنچه بنا بر تسلی طفل ساده
لوحان صاف طینت و سینه صافان ساده طویت در مقدمهٔ موالات آن کافر روسیاه بمقام عذر گناه
بدتر از گناه همی اظهار میکنند که موالات کافرین محض برای محافظت شعائر دین است و صیانت

و ناموس اموال و اعراض مسلمین این هم نوعی است از خدمتگذاری ملت اسلام و قسمی است از اقسام سلطنت حضرت سید الانام علیه من الصلوات افضلها و من التسلیمات اکملها و سلطنت لایق است سرا پا همین پاس احکام دین خود که می دارد که بحفاظت شعائر آن این قدر همت می گمارد و در قتل نفوس و نهب اموال و هتک اعراض مسلمین خود چه قصور می فرماید که برائے صیانت آن این مداهنت و فتور می نماید مگر صیانت مومنین عباد از تعدی کفار بد نهاد از جمله شعائر دین و تخریب بلاد و اشاعت فساد بنسبت ضعفاء عباد محض بنا بر عداوت و عناد از اوامر شرع مبین یا امر قول با نام احکام حضرت رب الحق است و ثانیاً از نواهی آن عند حق ما اوامر او تعالی مسموع است و نواهی او غیر مسموع قال الله تبارک و تعالی وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَکُمْ لَا تَسْفِکُوْنَ دِمَاءَکُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَکُمْ مِّنْ دِیَارِکُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ۝ ثُمَّ اَنْتُمْ هٰۤؤُلَاۤءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَکُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِیْقًا مِّنْکُمْ مِّنْ دِیَارِهِمْ تَظٰهَرُوْنَ عَلَیْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاِنْ یَّاْتُوْکُمْ اُسٰرٰی تُفٰدُوْهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَیْکُمْ اِخْرَاجُهُمْ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْکِتٰبِ وَتَکْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَاۤءُ مَنْ یَّفْعَلُ ذٰلِکَ مِنْکُمْ اِلَّا خِزْیٌ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ یُرَدُّوْنَ اِلٰۤی اَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ علاوه برین آنکه اصل خیرخواه شرع مبین جناب سید المرسلین است صلی الله علیه وسلم پس تفوق بر ایشان در مقدمات دین از علامات منافقین الی الاحکم بالشر الثقاکل لمه هیئه است مانند کلام سعدی شیرازی ع بزهد و ورع کوش و صدق و صفا + ولیکن میفزای بر مصطفی مثلے است مشهور و قضا بر است که آنجناب بحبت خود بحق نصرت معاندین بشعائر دین جهاد بر مسلمین که گاهی در مقدمه اقامت جهاد و مقابله ارباب کفر و عناد و مسابقه نفر موده اند و ترک آن نفرموده اند بلکه در حصول منافع و مصالح نبوت را بنسبت حیرت اهل دین بر تقدیر سیاست بین تفویض بخود نه ماحیه بانی الامر لازم که باو در پیش خود را محکم کنیم و اتباع پیشوای خود سلم (قال الله تبارک و تعالی) لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُوا اللّٰهَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ بالجمله حال نفاق تا سر دار مذکور بجدی رسیده است که نزد هر ذی هوشیار و عاقل بتجربه کار رسیده که قیام جهاد بدون استیصال اینان از اهل فساد صورت نه بندد پس تا علیه لشکر رفتن کرده می شود که قتل ایشان یا از اتباع او نوعی است از ازاله فساد بلکه متبرک استیصال ایشان قسمی است از اقامت جهاد و مقابله ایشان امور بر هم و در مقابله ایشان با جهد هم مبارزه عسکر با کافری است از جهت و اجر و مقاتل لشکر ایشان را حکم است شهید بالیقین مقبول است و قتیل ایشان مطرود است ملعون و این حکم ثابت است باصول اربعه اسلامیه یعنی کتاب و سنت و اجماع و قیاس اما کتاب

له از شیخ مبارکشاه ۱۲

پس میگوییم که سردار مذکور قسمی از اقسام منافقین است که قتل و قتال ایشان منصوص حضرت خلاق عز جل و علا
و منطوق آیات الکتاب بالاستحقاق است اما اینکه داخل جملهٔ منافقین هست از پس که موالات با کفار بد انجام و مداهنت
با فجار لئام بحدی میدارد که آثار آن هویدا و آشکار است کالشمس فی رابعة النهار و همین موالات علامت
نفاق است قال الله تبارک و تعالی فی سورة النساء وَبَشِّرِ الْمُنَافِقِينَ بِأَنَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا
الَّذِينَ يَتَّخِذُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۝ و اما اینکه در قسم مذکور داخل است
پس بیانش آنکه حضرت امام همام در کلام هدایت التیام خود چند اقسام از منافقین لئام مذکور فرموده
از انجمله بعض ایشان را ذکر کرده که اگرچه در دل قوت ایمانی و محبت ربانی میدارند اما هیچ مضرتی بروساء
ارکین یا ضعفاء مساکین میرسانند بلکه بنابر ظهور سطوت و عسکر اسلام و وفور صولت اتباع سید
الانام مرعوب گردیده جبرا و کرها بظاهر در سلک مسلمین منسلک اند و بباطن در محبت شیاطین [illegible]
و قومی دیگر را از ایشان مذکور فرموده که بتدبیرات [illegible] و تزویرات نفاق انگیز در بدخواهی اسلام
و خیرخواهی کفار لئام جهد و جهد [illegible] مذکور سعی می آرند و آنرا باعث
حفاظت و صیانت خود از تخریب معاندین بدکاره و تخریب مجاهدین [illegible] وقت محاربه
و مقاتله میسر میشود پس در آن وقت در اعانت کفار بد انجام و اهانت جنود اهل اسلام [illegible]
مستمر و مصروف است پس در حق این قسم منافقین بقتال و جدال [illegible] ارشاد گردیده چنانچه حق
جل و علا در سورهٔ نساء می فرماید فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِئَتَيْنِ و ذکر اقسام منافقین در همین رکوع
رکوع ذکر نموده بعد از آن آخر همین رکوع فرموده سَتَجِدُونَ آخَرِينَ يُرِيدُونَ أَنْ يَأْمَنُوكُمْ وَيَأْمَنُوا
قَوْمَهُمْ كُلَّمَا رُدُّوا إِلَى الْفِتْنَةِ أُرْكِسُوا فِيهَا فَإِنْ لَمْ يَعْتَزِلُوكُمْ وَيُلْقُوا إِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوا
أَيْدِيَهُمْ فَخُذُوهُمْ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأُولَٰئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا
مُبِينًا ۝ و اما سنت پس بیانش آنکه از سردار مذکور بکرات و مرات واقع گردیده که هر وقتیکه مسلمین بنابر غیرت
ایمانی و حمیت اسلامی شخصی را مقدم خود ساخته ند و طرح جهاد و بنای او می اندازند این منافق بد انجام اهل کفار
لئام پیش می کنند و در اجماع اهل اسلام تفریق میکنند و قتل این قسم منافقین لئام از احکام سید الانام است
اخرجه مسلم عن عرفجة قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول من اتاكم
وامركم جميع على رجل واحد يريد ان يشق عصاكم او يفرق جماعتكم فاقتلوه چنانچه همین حدیث را صاحب
مشکوة هم در کتاب الامارة والقضاء روایت کرده و اما اجماع پس بیانش آنکه اجماع سلف و خلف بر این معنی
متحقق گردیده که اگر قومی بر ترک چیزی از شعائر اسلام اصرار نمایند و معارضه آمرین بالمعروف اختیار

[1] محبت و دوستی ۱۲

گشتند پس قتل و قتال ایشان مباح و حلال می‌شود چنانچه جناب خلیفهٔ رسول الله ابی بکر الصدیق رضی الله
تعالی عنه بر سر مانعین زکوة خروج کشی فرموده بی هیچ تردد و تفتیشی که در عقیدهٔ ایشان شده و در حق تارکین ختان
و امثال ایشان همین فتوی جاریست و در میان علمای مرجحانه همین فتوی ساری. و کدام شعار
از شعائر اسلام از جهاد و کفار لئام ارجح خواهد بود و کدام مرتبه مساوی قصد ارادهٔ قتل و نهب مجاهدین الصحیح
و الّا قیاس پس بیان فتوی آنکه هر کسیکه از سرداران مذکور ارادهٔ قتل و نهب مجاهدین با هندوستان کرده و در بعضی
اوقات چپاول بر ایشان برده و رعایای خود را بر ایشان برانگیخت و کسیکه با ایشان نوعی از مواسات
کرده احوال آبروی ایشان ریخت پس از این سبب غازیان هندوستان متوحش گردیده و غازیان خراسان
متوقف پس گویا کار ارجاف فعلی که عبارت از افشای اخبار موحشه است از و صادر گردید پس در وقتیکه در
حق اهل ارجاف قولی که مرتبت ضعف از ارجاف فعلی است با وصف قتل امر وارد گردیده چنانچه حق جل و
علا در سورهٔ احزاب می‌فرماید لَئِنْ لَمْ يَنْتَهِ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ وَالْمُرْجِفُونَ
فِي الْمَدِينَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُونَكَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا مَلْعُونِينَ أَيْنَمَا ثُقِفُوا أُخِذُوا
وَقُتِّلُوا تَقْتِيلًا پس در حق مثل این اهل فساد و مجاهدین که جهاد امر مذکور بالاولی ثابت خواهد شد زیرا که
علت امر مذکور در صورت منصوصه همین تفسیر مؤمنین و تبشیر کافرین و آن در صورت اول یافته بلکه اگر
راست پرسی این صورت مفهوم بدلالة النص تصور باید کرد که قطعی است نه معلوم بقیاس که ظنی است چون
علت امر منصوص ظاهر و باهر است بر جماهیر دانایان لغت و وجود آن در صورت بطریق قوت و کمالی
بدیهی. الغرض وقتیکه حکم مذکور باصول اربعهٔ اسلامیه ثابت شد حالانکه پر ظاهر است که ثبوت حکمی از
احکام باصلی از اصول اسلام هم کافی و شافی است چه جائیکه باصول چهارگانه مبرهن گردد لا محاله بر
یگانه و بیگانه ظاهر و روشن شود بنا بر علیه بخدمت جناب سلاطین خصوصاً امثال سایر مؤمنین نوشته می‌شود
که برای ازالهٔ فساد و کذا اساس قیام جهاد دست کمر بسته نمایند و حمیت اسلامی و غیرت ایمانی را کار فرمایند تا
عند الله و عند الرسول و کافهٔ مؤمنین و جمع علمای مجتهدین سرخرو شوند و در خیرخواهی دین محمدی یکسو و یکدل و
از لوث اساس شقاق و لوث نفاق مطهر و پاک گردند و در امتثال احکام ملک علام و اتباع اوامر سید الانام
چست و چالاک. هر چند این عاجز خاکسار مع جمعی از مهاجرین ابرار ساعات لیل و نهار در همین کار و بار
مشغول است و ظهور ثمرات آن در درگاه خداوند منتظر جان عنقریب مأمول. اگر کسی دیگر از مؤمنین مخلصین
شریک حال ما گردد پس بهتر است خوشتر و اعلی و الّا توکل بر مفاد کریمهٔ بشارت ضمیمه يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ
حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ از همه بهتر و اولی. و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

وصلی الله تعالی علی خیر خلقه محمد و آله و اصحابه اجمعین

بسم الله الرحمن الرحیم
مکتوب از جانب امیر المؤمنین سید احمد بنام سردار یار محمد خان

از فقیر سید احمد بخدمت عمده خوانین عظام قدوة اراکین عالی مقام حشمت مآب جلالت انتساب والا مناصب کثیر المناقب سردار یار محمد خان صاحب سلمهم الله تعالی - بعد از سلام مسنون مدعا نگار اجابت مقرون واضح آنکه - رقیمه کریمه در موضع خوشگی شد فقیر رسید مضامین مندرجه واضح گردید - مخفی نماند حقیقت الامر آنست که این فقیر از بندگان اطاعت شعار و مطیعان اوامر مختار است بجز مالک حقیقی الاطلاق و مالک بالاستحقاق جلت قدرته و عمت رحمته کسی از مخلوقات و یکی را از ممکنات بر خود حاکمی نداند و در حق خود منعمی نمی شمارد و بهیچ یکی از مخلوقین بجز ذات پاک رب العالمین اعتمادی ندارد هر چند انجه بر ضمائر مودت ذخائر دوستان فقیر واضح و لائح است اما بنا بر مزید تاکید باز بطریق تجدید میگوید که خدای پاک را جل جلاله و عم نواله که دانای پنهان و آشکار و عالم جمیع خفیات و اسرار است گواه می کنم تحقیقی که آنچه داعیه جهاد و عزم ازاله فساد در زمرۀ یان ز [illegible] اصلاً و مطلقاً که بعد رث طلب مال و عزت و جاه و جلال و حشمت امارت و سلطنت و نام و نشان و [illegible] هرگز هرگز ممزوج و مخلوط نیست انچه دعوت مسلمین بسوی اقامت این رکن رکین از فقیر صادر میشود [illegible] انشان بسوی رضامندی حضرت رب العالمین و اتباع سید المرسلین علیه افضل الصلوة و التسلیم است و هیچ غرضی از اغراض خسیسه دنیاویه در میان نه والله علی ما نقول وکیل - پس فقیر را از تابعین جهد جهد مبین همین منظور است که امتثال احکام الهیه که در مقدمه قتال اهل کفر و ضلال وارد شده چنانچه کلمه و جاهدوا بأموالکم و انفسکم در کلام مجید جا بجا واقع گردیده از فقیر صورت بندد بالجمله بندهٔ اطاعت شعار را بجز امتثال اوامر مولای خود چاره نیست و آنچه وعدهای الهیه بکفالت و وکالت مجاهدین و تائید نصرت مقاتلین بهای قلیل وارد گردیده چنانچه منطوق لازم الوثوق وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُوْنَ - و کلمه کَذٰلِکَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ و کلمه وَلَقَدْ سَبَقَتْ کَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِیْنَ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ - و کلمه یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ یَنْصُرْکُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ - و کلمه فَسَیَکْفِیْکَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ - همین مواعید مذکوره در باب تسلی خاطر و اطمینان قلب و اعتماد بر حضرت رب العالمین این فقیر را و سائر مؤمنین مخلصین را کافی و شافی است پس فقیر بر همین مواعید الهیه اعتماد نموده و امتثال احکام حاکم خود را قبله همت خود ساخته و جمیع ما سوی الله را پس پشت انداخته و از چپ و راست چشم همت بسته و دل را بر رضا جوئی مولای خود پیش رو نهاده بکمال اطمینان و فرحت و غایت بشاشت و مسرت در این راه تکاپو میکند می باید که هر گونه فکر فقیر در این باب

اختیار کرده سعادت دو جهانی و راحت جاودانی بدست آورده و سر کرده بنا بر رفاقت فقیر سر بسپید لابد روزی که دست ندامت خواهد گزید ازینکه فقیر درین باب جز اشارات غیبی مامور نیست و به قبل اشارات لاریبی هرگز هرگز شبهه وسوسه شیطانی و شائبه هوای نفسانی با این الهام رحمانی ممتزج نیست - بالجمله فقیر را امتثال حکم الهی از ته دل مقصود است و اعتماد بر وعده الهیه بکلی حاصل - و ازانکه وعده الهیه بچه طریق ظاهر گردد و شیوه عبودیت شعار را چه یارا که از مالک خود بپرسد که وعده خود بچه طور ایفا خواهی کرد که این سوال خارج از آداب عبودیت است - بالجمله از گفتگو چون و چرا بر آرم و از مائده اطاعت بحقیقی ذوق برداره والسلام علی من اتبع الهدی و اجتنب عن اتباع النفس و الهوی - فلیعلم که آن والا مناصب نگارش فرموده بودند که فقیر مکنون ضمیر خود را بنگارد هر چند در دل هدایت منزل از الهامات رحمانی را تو ابزیانی مکنون می دارد از حیطه تحریر و تقریر بیرون است زیاده والسلام مع الاکرام۔

نمبر ۹ مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد بنام فقیر محمد خان صاحب لکھنوی

بسم الله الرحمن الرحیم - از امیر المؤمنین سید احمد بخدمت خان صاحب عالی مراتب والا مناصب کثیر المناقب عظمت نشان رفیع المکان فقیر محمد خان سلمه الله تعالی - بعد از سلام مسنون و دعای اجابت مقرون واضح آنکه احوال این حدود بکرم رب معبود مستوجب حمد و شکر است - عنایت رحمانی و حمایت ربانی بوجهی شامل حال ما ضعفا است که از احاطه تحریر و تقریر بیرون است - قلوب خواص و عوام از اهل ایمان در اسلام بقدرت کامله خالق انام بحدی مسخر گردیده که صرف جان و مال و ترک اهل و عیال در رفاقت این فقیر و اطاعت این ضعیف برایشان آسان تر می نماید بالجمله حال جمهور مؤمنین این دیار عموماً و صادقین قوم آفریدی و یوسف زئی خصوصاً دگرگون گردیده که در عروق قلوب ایشان شادابی آب زلال ایمانی رسیده و ایشان را ببرکات سعادت جاودانی و راحت دو جهانی مستعد گردانیده - الحق که اگر این جان ناتوان و نهاد شکست بنیاد و مال سریع الزوال و متاع قلیل الانتفاع و عزت مشوب بذلت امروزه در تحصیل رضای ایزد متعال بکار نیاید پس هیچ کار آمدنی نیست و در حق این وقت اگر مصروف نگردید صرف خیالی است بی اختلال بلکه جالب نکبت و وبال در این کلام نیک تأمل فرمایید در مبالغه و مسامحه محمول نفرمایند بلکه لب محض عین حق بت است مرا خود میدانند که از جنس شعرا و خیال بندی و فصحای بلاغت پیوند که بنا بر تجوید عبارت آرائی و الفاظ پیرائی حسب از کلمات لطیفه جمع می کنند و خیالات نازک فراوان در تعبیت می بندند و لذت خیالیه از آن در میگیرند نباشم بلکه مشغولی در وقت این تکلفات بکار نمی بندم بلکه این کلام حکمت انتظام از لب لباب معنی الهام است تا و حی لیس بعالمش آنکه حق جل و علا در کلام پاک خود صریح فرمایند قل ان کان آباؤکم و ابناؤکم و اخوانکم ... الفاسقین - اما بیان الهام پس فقیر از

پردهٔ غیب به بشارات ربانی باستیصال کفار دراز مویان (یعنی قوم سکھ) مامور است وازکمین الی حبیب بشارات
رحمانی بغلبهٔ مجاهدین ابرار مستبشر پس هرکه امروز بجان ومال وعزت ووجاهت خود در اعلاء کلمهٔ رب العالمین
واحیاے سنت سید المرسلین بخوشی خود صرف نخواهد کرد لابد فردا ازو بزور گرفته خواهد شد وجز یاد حسرت و
ندامت در دست او نخواهد ماند بنابران نگارش کرده می شود که جماعهٔ مومنین اضلاع خود را عموماً درویشان و
خصوصاً بوجهیکه مناسب وقت دانند بمعین مجاهدین ترغیب نمایند تا الفتیان از مراکب دنیا و آخرت باموال منافع
کونین فائز شوند — چون مکنون خاطر بخود به نگارش آورده شد عمر دراز بود بنا بر علیه بر
سطرے چند اکتفا رفت زیاده والسلام مع الاکرام ●

نقل مکتوب از امیر المومنین سید احمد بنام خان خانان علیجاه بتحقیق تبلیغ مکتوب شان

بسم الله الرحمن الرحیم — از امیر المومنین سید احمد بخدمت بابرکت سلطان علی القاب یادگار سلاطین کرام تذکار
خواقین ذوی الاحتشام زینت بخش مسند حشمت و شوکت تکیه طراز بخش سطوت و صولت شجاعت
شعار شهامت آثار دیانت دثار جلالت نشان بسرداری جنرال خان خانان ادام الله جلاله وضاعف
اقباله بعد از سلام مسنون و دعای اجابت مقرون واضح آنکه نامهٔ [illegible] محبت
و اخلاص مودت اختصاص [illegible] و مضامین
آگین رسید انواع فرحت و سرور در دیده و دل راه یافت الحمد لله والمنة که حق جل و علا بکرم عمیم خود آفاق
جهان را بقبل آن رئیس صاحب غیرت ایمانی و حمیت اسلامی منور گردانید [illegible] الفضل من
کرم خود این تخم ایمانی را که بجهت خاصه خود در سینه صفا گنجینه کاشته مثمر ثمرات جلیله در دنیا و عقبی گرداناد
و آنچه در باب توجه همت علیا باصلاح مهوادات این خامه تحریر فرموده بودند که آن سعادت است استیصال کفر و عناد
نموده آید هرچند [illegible] مقاصد قلبی است لیکن گر عنان عزم ظفر توامان بآن سمت منعطف گردد منافقین
مفسدین فتنه و فساد برپا خواهند نمود لهذا اصلح و انسب چنان می نماید که اول در باره استیصال منافقین
بدمآل سعی بلیغ بجا آورده شود هرگاه قرب و جوار آنجناب از [illegible] منافقین بدکردار پاک گردد باز جمعیت خاطر
واطمینان قلب بسرانجام دادن اصل مقصود متوجه تواند شد پس مصلحت وقت همین که نخستین در ازالهٔ
فساد منافقین جد بلیغ بجا آرند و هرچه طریق دفع فتنه این منافقین آنجناب خود خوب میدانند و در فن
لشکر کشی و کشور کشائی بجولانی [illegible] لکن بنظر این جانب مصلحت چنان می نماید که اول جلادت منزل [illegible]
مهم عظیم بے اعانت کسے اقدام نباید کرد و استقبال آنجناب در استیصال منافقین باعث شورش فتنه و فساد
نشود پس از کسے استعانت ضرور نیست الوس و قشون خود فراهم آورده خود آنجناب در نواحی غزنی [illegible]

منافقین بطریق چپاول آغاز فرمایند و بعض را از بیراهیان با شیعه که نیز از الوس قشون جوانی کابل تعیین فرمایند
تا ایشان هم بطرز شب‌خون بر منافقین آن مقام تاخت نمایند و اینجا نیز از این سو متوجه بر منافقین
پشاور شود و بعد از تصفیهٔ انتقام از الوائیه منافقین و انجام جلال‌آباد پیوسته همچنین از ناحیه کابل
فائز گردد تا منافقین هم در دین که از پشاور تا قندهار منتشر اند بوجهی متزلزل شوند که هر کس بخیال خود
گرفتار بود و بی‌دست و پا گردیده اعانت یکدیگر نتوانند کرد و اتفاق و اجتماع آنها متعذر گردد و اگر استقلال
خود را در جناب باعث شورش فتنه دانند و ملتفت آن باشند که قوم درانی بنا بر حمیت قومیت و دیانت
الوس خود مجتمع شوند و بر مقابلهٔ آنجناب اتفاق کنند پس لابد رؤسای ایشان را شریک خود باید کرد و
استمالت با رباب سلطنت باید جست اما چونکه استقلال جناب در ینمقدمه هم باعث فتنه و فساد است یا
نه پس در این باب دیانت و کیاست را کار فرمایند و با عقلای متدین مشوره چند نموده دل بولایت منزل
را از جمعیت الوس و رعایت منصب پاک ساخته و مجرد خیرخواهی اسلام را قبلهٔ همت نموده نیکو تامل فرمایند
پس در هر کدام شق از شقین که خیرخواهی ... همون را اختیار فرمایند شما را در اختیار یکی از هر دو شق
اختیار است اگر ثانی پسند خاطر خطیر باشد خطوط منضوفه مع خطوط خود مشتمل همین مضمون بهرات ارسال فرمایند
و اگر اول بنظر صائب ترجیح یابد پس اصلاً حاجت ارسال خطوط نیست بتمام متوجه کار شوند و اینجا نیز
باستعجال تمام بر آن اطلاع بخشند تا ازین صوب سرگرم هم گردد و حسب الطلب خطوط مستقلاً بنام رؤسای
بیرون جداگانه و غیره هم رسید تا این ملحوظ خاطر داشتن نرخاند باید داشت که نواب شیر محمد خان رئیس ڈیره
اسمعیل خان و دیگر سرداران هر چند با اینجانب اظهار اخلاص و مودت می‌نمایند اما فی الحقیقت از زمرهٔ منافقین
اند از مخالطت ایشان اجتناب کلی باید ورزید و بهوشی بر ایشان اعتماد نباید کرد و باقی جمیع رؤسای و ضعفاء
و حکام و رعایا اضلاع مذکوره و جاهیر و سنین و مشاهیر سادات و علما در این اضلاع باجوڑ و سوات و تیر
و حوالی پشاور و خیبر و تگر و وکیلی و نواحی کشمیر با اینجانب عقد موافقت و اطاعت محکم بسته اند که حسب الطلب
بجان و دل حاضر شوند و در صرف جان و مال در تحصیل رضای ایزد متعال و استیصال کفار و منافقین
بدآل هرگز قصور نورزیم هر چند مستعد گردیدن انتهای اقدام فی الحقیقت بمحض قدرت قادر علی الاطلاق است
اما بظاهر بسبب ظهور منافقین و خیرخواهی آنها در حق کفار شمر دین و بدخواهی در بارهٔ مسلمین جمیع مومنین
را رگ غیرت ایمانی در جوش و حمیت اسلامی در خروش آمده ان شاء الله تعالی بحول و قوت ربانی و تائیدات
آسمانی عنقریب متنبه گوشمال منافقین و مجاهدهٔ مشرکین مشغول کرده می‌شود و در جای واثق از حضرت خالق
جهان دارم که جنود رب العالمین بر احزاب ابلیس لعین البته مظفر و منصور گردند چنانچه در کلام هدایت التیام

میفرماید که کان حقاً علینا نصر المؤمنین و ان جندنا لهم الغالبون - و یا ایها الذین آمنوا ان تنصروا الله ینصرکم و یثبت
اقدامکم پس فتح و نصرت از مواعید صادقه رب الجلال است و تخلف در آن محال - پس لازم که محبت مال و
(یعنی خلاف آن ۱۲)
جان و اخوان و اوطان را پس پشت انداخته محض تحصیل رضائے حضرت حق قبلهٔ همت ساخته صرف در تیسیر
نصرت دین متین و اعلاء کلمهٔ رب العالمین کمر بسته در حضور رب العالمین داخل گشته خود را بمعرکهٔ قتل و قتال بیندازند
ان شاء الله تعالی در ضمن آن بر طبق منطوق لازم الوثوق و اُخریٰ تحبونها نصر من الله و فتح قریب ابواب فتوح
مفتوح خواهند گردید و تملک خزائن بے شمار و تسلط بر بلاد و امصار از ممالک کفار اشرار و منافقین بدکردار بضرور
بالضرور بدست خواهد آمد لیکن این همه این و آن را از زوائد منافع تصور بدهند هرگز مدار اقامت جهاد نباید ساخت
و آن را از نظر همت بلند باید انداخت پس هرگاه با این نیت پاک خود را در سلک مجاهدین منسلک خواهند کرد لا
و جنود الله خواهند شد و بر طبق وعدهٔ حقه نصرت و ظفر بدست خواهد آمد و علاوه برین آنکه آنجناب بارها
[illegible] بکلام روحانی و الهام ربانی در مقدمهٔ اقامت جهاد و ازالهٔ کفر و فساد باشارات
صریحه [illegible] شده و چون مواعید الهام مطابق کلام ملک
علام باشد لابد قبول باید داشت و عمل بر آن باید ساخت [illegible] و اتباع آنجناب را لازم
علیهم خود بهمه جد و جهد در سلک مجاهدین منسلک گردانیده و بر پیچ محبت [illegible]
این طریق را به تعلیم خاص فهمانیده و بتجدید قلب انداخته و به تعظیم آن امر فرموده به برکت همین خلوص [illegible]
مشرف شوند هر چند الحقیقی مریدان هزار بلکه بر خلائق بے شمار از زمان حال این خاکسار واضح و لائح است
چنانچه بسیاری از اهل هندوستان و خراسان بر این معنی آگاه شده اند و اغلب که آنجناب هم مطلع بوده باشند اما بنا
تاکید بطریق تجدید میگویم که خدائے پاک عالم السرائر و الخفیات را گواه می نمایم که داعیهٔ اقامت جهاد و ازالهٔ کفر
و عناد از دل باخلاص منزل می جوشد اصلاً شعبهٔ وسوسهٔ شیطانی و شائبهٔ هوائے نفسانی باین داعیهٔ
ربانی مخلوط نگشته - و الله علی ما نقول وکیل - زیاده بجز تاکید اکید استعجال جواب بدست قاصد تیز رو سریع
السیر چه نگارش رود که مقدمهٔ عظیم بر رسیدن جواب متوقف است . والسلام مع الاکرام ؛

(نمبر) مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام شاه محمود سلطان هرات

بسم الله الرحمن الرحیم - از امیر المؤمنین سید احمد بحضور لامع النور ظل سبحانی مورد الطاف ربانی معدن اخلاق
جهانبانی مسند آرائے محافل جاه و جلال فرمانروائے اورنگ عزت و اقبال رونق افزائے میادین شهامت
معرکه پیرائے اساطین شجاعت جم جاه رفیع پایگاه ادام الله ظلال جلاله و ضاعف اقباله - بعد از ادائے تحیات
مسنونهٔ سید الانام و اظهار تعظیمات مکنونهٔ قلوب اهل مودت و التیام بر ضمیر آفتاب نظیر مخفی مباد - از آنجا که

جهاد و دفع ازالهٔ بغی و فساد در هر زمان و هر مکان از اهم احکام حضرت رب العباد است خصوصاً درین چند سال که
وقت شورش اهل کفر و طغیان بحدی رسیده که تخریب شعائر دین و افساد حکومت سلاطین از
دست کفرهٔ متمردین و بغاوت بوقوع آمده و این فتنهٔ عظیم تمام بلاد پنجاب و خراسان و سند را فرا گرفته
پس درین صورت تغافل در مقدمهٔ استیصال کفرهٔ متمردین و تساهل در باب سرزنش طغیان مفسدین
از اکبر معاصی و اقبح آثام است بنا علیه این بندهٔ درگاه حضرت الله از وطن مألوف خود برخاسته در دیار
هند و سند و خراسان دوره سیر نموده مؤمنین آن اقطار و مسلمین آن دیار را باین معنی ترغیب کرد الحمد
لله والمنة که اکثر مؤمنین من جمله سیر صادقین راسخین این دعوت حق را بگوش هوش شنیده و از وقت
اینجانب اختیار نموده و نذر اطاعت اینجانب و در مقدمه التزام کرده‌اند و بکار اقامت جهاد با اهل کفر و
فساد و بدون منصب امام صورت نمی بست بنا علیه جماهیر مجاهدین مشاهیر اعلام دین بر دست اینجانب
بیعت امامت بجا آورده خطبه بنام اینجانب خواندند ازینجا که در میان منصب امامت و منصب سلطنت تفاوت
عظیم است که نصب امام برای اقامت جهاد و ازالهٔ بغی و فساد است نه تسلط بر بلاد و عباد و تملک ضیاع و اقطار
امام و اتباع او را مقصود و لذا تمنی باشند بلکه حق حکومت و سلطنت مستحقان را مسلم سازند بخلاف منصب
سلطنت که مقصود اصلی از آن حصول معنی تجبر و فرمانروائی و تصرف و کشورکشائی است لهذا بجناب
معلی القاب شاهزادهٔ رفیع القدر وسیع الهمه مسند آرای محافل شادمانی رونق افزای مجامع کامرانی
نگارش کرده میشود که بنا بر اخذ کردن حق خود و مشارکت و معاونت مجاهدین فرمایند تا مجاهدین سطوت
مملکت قدیم حضور را از نجاست مشرکین و الواث مفسدین طاهر و پاک گردانیده حق بحقدار رسانند و این
وعده بنده اینجانب واجب الایفا است اما بشرط عهود حسنه و مواعید درست از ایشان بر نهجی بگیرند
که شکر این نعمت عظمی بجا آرند یعنی علی الدوام کمر بسته جهاد را جاری دارند و نگاهبان او را معطل نسازند
و در آئین انتظام ممالک رعایت قوانین شرع بی کم و کاست بجا آرند و از فسق و ظلم احتراز کلی دارند پس
درینصورت اگر اشارت حضور لامع النور هم بشاهزادهٔ ممدوح در مقدمه متوجه شدن ایشان بسر انجام
دادن این مهم صادر گردد البته مهم مسطور بخوبی صورت انجام خواهد پذیرفت - زیاده تطویل کلام مقتضی
آن سلطان سلام لقمان حکمت آموختن نیست بنابرین بر چند سطر اکتفا نموده شد - آفتاب سلطنت
و اقبال دائماً تابنده و درخشنده باد ٭

نمبره   **مکتوب از امیرالمؤمنین سید احمد بنام شاهزادهٔ کامران**

بسم الله الرحمن الرحیم - از امیرالمؤمنین سید احمد بجناب معلی القاب سلالهٔ خاندان سلاطین کرام نقاوهٔ

ورود این خواقین ذوی الاحتشام زینت بخش چار بالش حشمت و شوکت یکه تاز رخش سطوت و صولت یادگار
ارباب سیف و قلم جگر گوشه اصحاب جود و کرم گل سرسبز چمنستان شادمانی فرمانروائے اورنگ کامرانی زاد
الله اقباله و ضاعف اجلاله - بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکه از بسکه مهاجرت از
بلاد کفر و فساد و مجاهده با اهل کفر و عناد و مقاتله با ارباب بغی و فساد از اعظم ارکان اسلام و تساهل و تغافل درین
اقبح معاصی و آثام لهذا وقتیکه این ملک از شیوع آثار اهل کفر و طغیان مملو و مشحون گردیده و این جانب از
وطن مالوف خود برخاسته به نیت هجرت و جهاد بسمت خراسان متوجه شده چون درین خلال رسیده تمام
این بلاد را از مفاسد اهل بغی و عناد مملو دید بنا بر علیه در کوهستان یوسف زئی رسیده مومنین آن دیار و مسلمین
آن اقطار را بسوے اقامت این رکن رکین یعنی استیصال کفار متمردین دعوت نمود الحمد لله که این دعوت
حق رفته رفته بگوش اکثر مسلمین از غازیان اهل [illegible] و هند و خلیل و اهل سوات
[illegible] مخلصین و صادقین را آنگاه این دعوت حق را
[illegible] جانب [illegible] اسلحه و آشتند و از آنجا که قتال
کفار تمام [illegible] بدون نصب امام صورت نمی بست بنا بر علیه [illegible]
بر دست اینجانب بیعت امامت بجا آوردند و خطبه بنام اینجانب خواندند رقبه اطاعت و انقیاد
خود ها [illegible] این جانب سپردند آنچه بعضے از منافقین که فرق در میان منصب امامت و منصب
سلطنت نفهمیده و میده در نگاه حضرت آنرا طالب سلطنت تصویر کرده در پے عداوت مجاهدین افتادند
حالانکه خالق البریات و عالم السرائر و الخفیات گواه است که هیچ گاهے بر دل اخلاص منزل اینجانب
آرزوے حصول حشمت تملک خزائن بے شمار و تسلط بلاد و امصار یا طلب عزت و وجاهت و ریاست و آنان
بامر نبرد آئی بر اقران و اخوان یا باعث رؤسائے عالی مقدار از سلب سلطنت سلاطین والا تبار گاہے
خطور نکرده و وسوسه آن هم بهم نرسیده بلکه مقصود از برپا کردن تمام این معرکه پیرائی و حربه آرائی غیر
از اعلائے کلمه رب العالمین و احیائے سنت سید المرسلین و استیصال کفره متمردین و استخلاص بلاد
مومنین از دست جفاة و مفسدین چیزے دیگر مقصود نیست - علاوه برین آنکه اینجانب از پرده غیب
ممن لاریب به اشارات اقامت جهاد و ازاله کفر و فساد مامور است و به بشارات فتح و ظفر مستبشر چنانچه
بکرات و مرات بکلام روحانی و الهام ربانی برین لطف رحمانی مطلع گردیده که هرگز هرگز شائبه وسوسه شیطانی
و شائبه هواے نفسانی بآن مخلوط نشده بالجمله چون منافقین مفسدین بحمایت کفره متمردین کمر بستند
عداوت مجاهدین بر بدوسے کار آوردند پس لابد گوشمالی ایشان از مقدمات جهاد و متممات کفر و فساد گردید

بنا برعلیه آنجناب که کافهٔ مجاهدین را بگوشمالی منافقین ترغیب نمودید چنانچه عنقریب بسرانجام دادن این
مهم عظیم بحول و قوت رب کریم متوجه میگردد و بعد از پاک کردن این بلاد از انجاس مشرکین اکثر ولایات بمستحقین
مستحقین حکومت و سلطنت و مستعدین ریاست و مملکت تفویض کرده خواهد شد انشاء الله لیکن شکر این نعمای
الهی بجا آرند و علی الدوام جهاد را بهر حال قایم دارند و گاهی معطل نگذارند و در ابواب عدالت و فصل خصومات
از قوانین شریعت سر مو تجاوز و تفاوت بمیان نیارند و از ظلم و فسق بکلی اجتناب ورزند باز بخود اینجانب
مع مجاهدین صادقین بسمت لاهور بنا بر ازالهٔ کفر و طغیان متوجه خواهد گشت که مقصود اصلی خود از
جهاد با اقوام سکهه مالک پنجاب است نه توطن در دیار افغانستان و یاغستان بالجمله خان عالی شان رفیع
المکان خان خانان خلیجانی رئیس قلات بسبب کمال صلوبت و وفور رغبت در مقدمهٔ حمیت ایمانی
و غیرت اسلامی این دعوت را بگوش هوش شنیده مستعد مقاتلهٔ کفار اشرار و مقابلهٔ منافقین نگونسار
گردیدند الحمد لله والمنة که حق جل و علا خان ممدوح را باین توفیق موفق گردانیده لهذا بجناب مستطاب
نگارش کرده میشود که هرچند نصرت دین و اعانت مجاهدین بصرف جان و مال بر جمیع اهل اسلام
عموماً و بر شما حکام خصوصاً واجب و موکد است اما چون توجه آنجناب باین دیار با انتظار بنا بر موانع
چند در چند ظاهراً متعذر می نماید پس لازم که چند کس را از ملازمان خاص که بعقل و کیاست موصوف
باشند و بغیرت و وجاهت معروف و بسبب بلندپایگی اختصاص نسبت به آنجناب مشهور باین سمت روانه فرمایند
تا بعضی از ایشان بخان ممدوح رفاقت نمایند و بعضی دیگر خود را پیش اینجانب رسانند که در بیان مشارکت
آنجناب متحقق گردد و استحقاق حصول فواید اخرویه و منافع دنیویه ثابت شود و استخلاص حق خود از دست
باغیان مفسدین بدست آید - باقی تطویل کلام بجناب آن قدوهٔ اولی الافهام لقمان را حکمت آموختن
است چه آنجناب در این ابواب فرمانروائی و کشورکشائی حکیم با تجربه کارزار و عاقل و هوشیار - زیاده
والسلام مع الاکرام +

(نمبر ۹) مکتوب اطلاعی نصب امام و اقامت جهاد از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام مسلمانان هند

بسم الله الرحمن الرحیم - از امیر المؤمنین سید احمد بخدمت جمیع متعلقان اخیار مهاجرین و مخلصان
انصار مجاهدین از مؤمنین ابرار و صادقین اخیار سلمهم الله تعالی - بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت
مقرون واضح آنکه الحمد لله والمنة که فقیر مع جمیع رفقا در خود مشمول کفالت یزدانی و حمایت ربانی بخیر و
عافیت تمام تا به اضلاع یوسف زئی رسید چنانچه اخبار کوچ و مقام فقیر تا به بلدهٔ شکارپور بسمع مبارک
رسیده باشد بعد ازان از درهٔ بولان بخیر و عافیت تمام گذر کرده تا بلدهٔ قندهار رسیده در بلدهٔ مذکور هفت

روز مقام کرد بعد ازان بسمت دار السلطنت کابل عازم گردید در اثنای راه با مؤمنین مخلصین و مسلمین صادقین
از صغار و کبار خارج از حد و شمار ملاقات واقع گردید با کمال محبت و وداد و اخلاص و اتحاد پیش آمدند و چون بدار السلطنت
کابل رسیدیم اهالی بلدهٔ مذکور از سادات کرام و علمای عظام و مشایخ ذوی الاحترام و رؤسای عالی مقام
و سائر خواص و عوام بکمال وفور رغبت و نهایت اظهار مودت ملاقات نمودند در آن ایام فیمابین سرداران
کابل مقدمهٔ قتل و قتال و جنگ و جدال پیش بود فقیر بنابر امید آنکه شاید بسعی فقیر رفع منازعت و
وقوع مصالحت صورت بندد مدت چهل و پنج روز تخمیناً در آن بلده اقامت نمود آخر الامر چون سعی خود را
مفید ندید رخت اقامت از بلدهٔ مذکور برکشید بسمت پشاور عازم گردید در اثنای این راه هم مثل سابق
بلکه زیاده از آن از هجوم مؤمنین مخلصین و اجتماع مسلمین صادقین پیش آمد بعد ازان به بلدهٔ پشاور رسید
و با صغار و کبار آنجا ملاقات نموده دو سه روز در آن مقام اقامت کرده بسمت موضع هشت نگر که بفاصله
ده کروه بسمت مشرقی از پشاور [illegible] نزول واقع شده در آن موضع چند روز اقامت نموده
[illegible] ازالهٔ کفر و فساد ترغیب نمود بقدر [illegible]
[illegible] جمعی کثیر از مؤمنین آن اطراف [illegible] سعادت و ادراک این
سعادت عظمی آمدند بعد ازان از موضع مذکور کوچ نموده بموضع خویشگی رسیده [illegible]
اقامت چند روز نموده در این اثنای لشکر سکهان که تعداد ده هزار سوار و پیاده باشد بسرکردگی [illegible]
ابن عم رنجیت سنگه بموضع اکوره که بفاصله هشت کروه از موضع نوشهره واقع است رسید هر چند در میان
جنود مجاهدین و لشکر کفرهٔ ملاعین دریای لنده حائل بود اما هیبت و رعب یکی بر دیگری بسبب قرب
مجاورت هویدا گردید لابد مصلحت وقت چنان تقاضا کرد که جمعی از مجاهدین صادقین شبا شب از دریای
مسطور عبور نمایند و بر سر کفار بدکردار بطریق شبخون روانه ساخته شود چنانچه مجاهدین مذکورین بشب بستم
شهر جمادی الاولی ۱۲۴۲ هجری قدسی بر سر کفار فجار قریب صبح تاختند و آوردند مثل روز قیامت در آخرهای
شب بر سر خاطئین مخذولین رسیدند و توپ و تفنگ را معطل گذاشته کار را به سیوف قاطعه رسانیدند هم
صبح آب شمشیر بران مثل ریزش باران بر سر ایشان باریده بسیاری گروه ایشان را بدار البوار رسانیدند و باقی
بزخمهای منکر پرخطر تا لب سقر رسیدند و اشیای نفیسه از جنس اسپان و شتران و اسلحه و غیره دست یاب
گردید با مجاهدین ابواب فتوح بر روی مجاهدین مفتوح گردید و چندین دروازه از دروازه‌های جهنم برای تعذیب
کفار گشاده شد بعد ازان مجاهدین مذکورین بلشکرگاه خود نزد فقیر بخیر و خوبی مراجعت نمودند بعد چند روز فقیر
از موضع نوشهره کوچ کرده بموضع هند که گذرگاه دریای اباسین است رسید بار دیگر جماعهٔ از جنود مجاهدین

شبانه شبیخون زده بر اسپان سوار شده بر سر قریهٔ حضرو که مرکز علاقهٔ آن دیار و مجمع متمولان آن اقطار بود تاخت
آورده حبیب‌الله خان ایشان از تیغ جهاد بی‌دریغ گرفتند و جمعے را بطریق اسیری مقید کرده آوردند و درین نوبت اموال کثیره
و غنائم کثیره از نقود و اجناس بدست عموم ناس آن قدر افتاد که از تقریر و تحریر بیرون است - لشکر بدعهد سنگهه
مخذول چون درین هر دو نوبت شجاعت مومنین و جلادت مجاهدین ظاهر و باهر دیدند از صدمهٔ ایشان مرعوب
گردیده از فرودگاه خود اقامت برکشیده در مقام دیگر فرو کش شدند گرد لشکر خود سنگر کردند چنانچه بوقت تحریر
این رقیمه بدست خود جان خود را در زندان سنگر مقید ساخته‌اند و از اعظم سوانح عجیبه اینست که از سبب آنکه جمیع
جنود مجاهدین در هر دو نوبت بشکل یک جای عام و لشکرے بے سر بوده در کوچ و مقام بے انتظام و نیز از غنائم
در هر دو نوبت بر قانون شرع منقسم نگردیده بلکه هر که از ایشان چیزے بدست آورده خفیه بخانهٔ خود برده
بنا بر آن علیه جمهور مومنین حاضرین از سادات کرام و علمائے عظام و مشائخ ذوی الاحترام و امرائے
عالی مقام و سائر خواص و عوام از اهل بیان اسلام که درآن مقام حاضر بودند بر تعیین امام اتفاق نمودند که آیات
جهاد و ازالهٔ کفر و فساد بر وجه شرع بدون نصب امام صورت نمی‌بندد بناءً علیه تاریخ دوازدهم جمادی الثانیه
سنه ۱۲۴۲ هجری قدسی بیعت امامت بر دست فقیر بجا آوردند و ربقهٔ اطاعت فقیر در گردن خود انداختند و
در روز جمعه خطبه بنام فقیر خواندند انشاءالله تعالی ببرکت ادائے این رکن رکین یعنی نصب امام که مدار اکثر
احکام دین است ضرور بالضرور انشاءالله المعز المذل مظفر و منصور خواهند گردید اینست بیان اجمالی احوال
این حقیر غرض از نگارش این وقائع آنکه بوقت کارزار سعید و مقدمهٔ کارزار پیش روانجامید پس هر مومن
راسخ الاعتقاد و مسلم کامل الانقیاد را لازم است که خود را بجانب شتابد بهر وجه که ممکن باشد نزد فقیر برساند که
سلک مجاهدین منسلک گردانند - حق جل و علا بقدرت کاملهٔ خود بطبق منطوق لازم الوثوق کذلک
حقا علینا نصر المومنین این مقدمه را بانجام خواهد رسانید و دین محمدی را بر سائر ادیان برونق و عزت
خود غالب خواهد گردانید اما هر که جان خود را درین معرکه حاضر خواهد کرد گوئے سعادت جاودانی از میان
خواهد ربود و هر که امروز در مقدمه تقاعد و تکاسل خواهد ورزید لا بد فردائے قیامت دست افسوس و ندامت
خواهد گزید - و ما علینا الا البلاغ المبین - والسلام علی من اتبع الهدی - تاریخ دوازدهم جمادی الثانیه سنه ۱۲۴۲ هجری
از مقام هند ؏

نمبر ۱ - مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بجواب نامهٔ سردار بدهه سنگهه جنرل افواج مهاراجه رنجیت سنگهه
بسم الله الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بحضور عزت تحریر سپه‌سالار رشید و عساکر بالک خزائن فاخره
جامع ریاست و سیاست حاوی امارت و ایالت صاحب شمشیر و جنگ عظمت نشان سردار بدهه سنگهه

یهدی الله تعالی سواء الطریق و امطر علیه سحاب التوفیق - پوشیده نماند که نامهٔ فصاحت شمامه مشتمل بر اظهار مراتب شجاعت و
شجاعت و شهامت و بسیط مضامین مندرجه واضح گردید - ظاهرا آنچه اینجانب را ازین هنگامه آرائی و معرکه پیرائی
مقصود است آنرا خوب نفهمیده اند که باعث مذکوره نگارش نموده اند الحال بگوش هوش باید شنید و خاطر نشان
نمود تمام باید فهمید که منازعت با اهل حکومت و ریاست بنا بر اغراض متعدده می باشد بعضی را از منازعت
مذکوره حصول مال و ریاست مقصود می باشد و بعضی را اظهار شجاعت و شهامت و بعضی را فقط تحصیل مرتبهٔ
شهادت و اینجانب را امری دیگر مقصود است و آن فقط بجا آوردن حکم مولای خود که مالک علی الاطلاق و ملک
بالاستحقاق است که در مقدمهٔ نصرت دین محمدی وارد شده است خدا عزوجل گواه است برین معنی که اینجانب
را ازین هنگامه آرائی غیر از امر مذکور غرضی دیگر از اغراض نفسانیه در میان نیست بلکه آرزوی آن هم نه گاهی
بر زبان جاری میگردد نه گاهی در دل میگذرد پس در نصرت دین محمدی تا جائی بهر وجه که ممکن می باشد
بجا می آرم و هر قدر میسر گردد در آن سعی می نمایم بروی کار می آرم و انشاء الله تعالی تا دم مرگ در همین سعی مشغول
خواهم ماند تمام عمر در همین تدبیرات مشغول خواهم کرد تا زنده ام همین کار می کنم و تا موجودم همین مقصد تو هم
تا سر و پا است همین را دیدید [illegible] خواه بحیثیت خواه منصب سلطنت باشم خواه حیثیت گری
خواه متهم بهمین شوم خواه متهم بشجاعت [illegible] آن رسید اگر بفهمد که خدا
مولای من در همین منحصر است که در معرکهٔ جنگ تنها بجان خود سازیم پس [illegible]
نمایم و در جای صحاکر سید [illegible] و سوای آن در آن هم بالجمله مرا باظهار دعاوی شجاعت و تحصیل ریاست و حر
علامت محض همین است که اگر بعضی امراء کبار و رؤسای عالی مقدار دین محمدی قبول نمایند [illegible] بحال ایشان
بمسند ریاست ایشان بحال قائم ماند بلکه در ریاست و سلطنت ایشان نیز از جان سعی خواهم بلکه در باب ترقی ریاست او و ساعی
می آرم این امر را بحال ایشان کنند اگر خلاف برآید ران از امر هند اگر منظور الصفات عذر نمایند اینجانب
اصلا مطعون و ملام نیست زیراکه وقتیکه آن عظمت نشان در مقدمهٔ بجا آوردن احکام حاکم خود هیچ
عذری و حیله نمی توانند آورد حالانکه آن حکومت نشان از افراد ایشان بلکه از سلسلهٔ پدران ایشان است
پس اینجانب در مقدمهٔ بجا آوردن حکم احکم الحاکمین چگونه عذر توانم آورد حالانکه آن جلیل الشان خالق
جمیع افراد انسان بلکه مکونات سائر اکوان است - والسلام علی من اتبع الهدی - تحریر تاریخ پانزدهم شهر
جمادی الثانیه ۱۲۴۳ هجری

نمبر ۱۱ مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام میان عین الله شاه لکهنوی

بسم الله الرحمن الرحیم - از امیر المؤمنین سید احمد بخدمت فیض درجت سجاده نشین ارشاد و تلقین رهنمای

ارباب صدق و یقین یادگار اسلاف کرام تذکار اولیای عظام مقبول بارگاه اله مخدومی و مکرمی شاه [illegible] ابقاه الله الصمد
دام الله ظلاله علی هدایته علی رؤوس المستفیدین الی یوم الدین - بعد از سلام مسنون و دعای اجابت مقرون
واضح آنکه احوال اینجانب در کرم رب معبود مستوجب حمد و شکر است که شب و روز نعمای علی الاطلاق و الطاف
مالک بلا استحقاق برین عاجز ناکس ارزانی و همیشه در معیت جماعت مهاجرین و مجاهدین اخیار یاران
صفوت می بارد غرض که پرورش او بحدی رسید که از احاطه تحریر و تقریر متعذر می نماید و موجب این بیت شده +
بیت اگر هر بن موی با صد زبان + کند شکر این نعمتش را بیان - تحریر الفاظ انها به شما - شباشت یکی از
هزاران هزار آنکه از اجل نعم ربانی و الطاف رحمانی آن است که این فقیر را بمحض قدرت کامله خود باعلاء
کلمه رب العلمین و احیای سنت سید المرسلین و ترغیب کافه مؤمنین بسوی اقامت این رکن
رکین و جمع عساکر مجاهدین بنابر استیصال جنود ابلیس لعین موفق گردانید - الحمد لله علی ذالک حمدا
کثیرا هرچند در مقدمه قتل و قتال با اهل کفر و ضلال بحکم الحرب بیننا و بینهم سجال در هر دو طرف فتح
و شکست محتمل است چنانچه در بعض ایام خجسته فرجام مجاهدین اغیا چند بار بر کفار اشرار مظفر و منصور
گردیدند و در یک نوبت بسبب مخالفت چند از منافقین یک گونه گزندے به مؤمنین صادقین هم رسید
لاکن الحمد لله و المنة که هیچ گونه فتورے و قصورے در همت عالیه ایشان راه نیافته چنانچه این فقیر
تبع آن حادثه در اضلاع یوسف زئی مثل چمله و بنیر و سوات و دیر سیر نموده مؤمنین آن دیار و مسلمین
و علمای ابرار را بسنت جهاد و الارشاد و الانشاد ترغیب نموده و بسیارے را از اقوام افاغنه مثل خازیان
و آفریدی و مهمندی و خلیل و غیرهم برادران این سعادت عظمی راه داده شد و این عبادت کبری بالمکاتبه
دعوت کرده الحمد لله که همه مؤمنین صادقین ایشان این دعوت حق را قبول نمودند و بگوش هوش شنیدند
بناء علیه در عرصه چند روز ان شاء الله تعالی به قوت ربانی و تائید یزدانی مقدمه جنگ و جدال و قتل و قتال
و استیصال اهل کفر و ضلال پیش کرده خواهد شد امید قوی از کرم کریم مطلق و رحمت رحیم برحق چنان
است که غلبه دین حق بر ادیان باطله جلوه پذیر گردد و خاطر جمع دارند و هرگز بر اخبار ناامید کن منافقین
برای رنجانیدن مؤمنین اشتهار می نمایند اعتنا و نظر ننمایند و بجمعیت خاطر و اطمینان قلب در دعای
نصرت دین متین در بارگاه رب العالمین مشغول باشند و خاطر جمع دارند که هر چند فاعل مختار در هر کار
و بار محض ذات پروردگار است و هر مؤمن صحیح الاعتقاد را لازم است که در جمیع مقدمات خود بکارساز
رب العباد و سبحان و دل اعتقاد نماید آرے بنابر حکم شرع قدرے در جمیع اسباب هم سعی بجا آورد نیز
بناء علیه بحکم شرعی در جمع کردن عساکر مسلمین برے نهج سعی کرده شد الحمد لله که سعی مذکور بانجام رسید

که اقوام کثیره از مومنین افاغنه که شمار اشخاص هر قوم به هزار ها و لکهوکها میرسد به رؤسا قبیله این فقیر اتفاق
نمودند و اطاعت این عاجز بجان و دل مسلم داشتند و حقیقت که مومنین صحیح الاعتقاد و مسلمین کامل را لائق
بنابر استیصال کفر و فساد و اعلای دین رب العباد کمر همت چست می بندند و نیت قلبیه درست می نمایند
ضرور بالضرور بحول و قوت رب غفور مظفر و منصور می شوند و حق جل و علا بکرم عمیم خود بطبق منطوق
لازم الوثوق کذلک حقا علینا نصر المؤمنین - و ان جندنا لهم الغالبون تائید ایشان می فرماید و
ظاهر است که شوکت هیچ کافر متمرد و منافق معاند سد راه قدرت ربانی و تائید رحمانی نتواند گردید که لا مانع
لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا راد لما قضیت ولا ینفع ذا الجد منک الجد
دوست ما پس همین مضمون را پیش نظر خود باید داشت و بر وعده آن کریم نظر باید گماشت الله بس ما سوی
هوس - زیاده والسلام مع الاکرام *

نمبر ۱۳۱ مکتوب از امیر المومنین سید احمد بنام سلطان محمد خان رئیس پشاور

بسم الله الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بجناب مستطاب عمده اراکین جاه و جلال متقدم قدوه خوانین ذوی الاحتشام
رونق افزای چار بالش حشمت معرکه پیرای میادین شجاعت صولت سردار عظمت شعار جلالت آثار شوکت نشان
سردار سلطان محمد خان زاد الله اقباله و ضاعف اجلاله و فقه الله لما یحب و یرضاه و ادام الی غایته ما
یتمناه - بعد اهدای احسن تحف اهل اسلام یعنی گلدسته ریاحین سلام و ادعیه ازدیاد مناصب کونین
مدارج دارین واضح آنکه نامه نامی و رقیمه گرامی مشتمل بر مراتب مودت و اتحاد و مدارج خلت ورود در اثر
اوقات و اسعد ساعات رسیده انواع مسرت و اصناف فرحت بخشید آنچه از نوک قلم مودت رقم بنظر
علاقه صداقت و قدیم صادر گردیده بود که اینجانب علاقه اتحاد و اخلاص که از مدت مدید فیما بین قائم گردیده
از خاطر عاطر محو و منسی نساخته پس الحق از روزیکه این جانب را با آن حشمت مآب در دار السلطنت کابل
ملاقات گردیده و علاقه صداقت و اخلاص فیما بین بهم رسیده هیچ گونه الی الآن غبار رنجش بکدر نگردیده هیچ
که باعث ملال باشد میان نیامده پس بنظر قوانین رعایت علائق صداقت البته علاقه مذکور واجب
الرعایت است و احق حال محض بکرم عمیم ذو الجلال مخلص منزل این قدر بیقرار و این عاجز خاکسار را
طریقه پس حبیب عشقیه پر غریب از ابتدای عمر بحصول گردانیده که در باب علائق محبت و عداوت پاس رگ
وجود صداقت و قرابت از نظر انداخته محض تحصیل رضای خود و اطاعت احکام خود قبله همت ساخته
پس محبوب من جهان است که محبوب رب العالمین است و عدو من همانست که عدو احکام شرع مبین
است لهذا بخدمت عالی گذارش کرده می شود که اگر در دوستی علاقه خود مع الله کوشش بلیغ فرموده باشند

بقدر آن محبوب می‌شوند و طریق تحصیل مقام محبوبیت حضرت رب العزت همین است که در باب
اطاعت احکام و اعلاء کلمهٔ اسلام و احیاء سنت سید الانام و استیصال کفر و بدعت انجام از جمیع علائق
ما سوی الله خواه از جنس علائق صداقت و قرابت باشد خواه از جنس تحصیل سلطنت و وجاهت
خواه از جنس پرستی آوردن مال و ریاست منقطع گردند و در هیچ باب از جمیع ما سوی الله پروا و دست
بردارند و دل را خلاص منزل خود را از اغراض نفسانی و طلب حظوظ جسمانی در مقابلهٔ اطاعت احکام ربانی
مطهر سازند و اگر نیک تأمل فرمایند التزام این امر بنابر عبودیت شعار و اطاعت آثار لازم و مؤکد
است که بدون آن هرگز هرگز علاقهٔ عبودیت خالصه از جناب رزاق مطلق نمیگردد اما امید این امر شگفت
که طمع دخول در مسلک عباد مخلصین هم دارند و دل خود را از آلایش مذکوره هم مطهر نمایند پس خیالیست
است پر اختلال و هوسیست باطل و محال که هرگز هرگز کامیاب شدنی نیست بر حسب بیت
هم خدا خواهی و هم دنیای دون + این خیال است و محال است و جنون + پس فقیرا یاران خالص
از شوب نفاق و اطاعت محض حضرت خلاق قبلهٔ همت خود ساختند همان مرتبهٔ مقام محبوبیت حضرت
حق یافتند (قال الله تبارک و تعالی) فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى
الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ
ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ (وقال الله تعالی) إِنَّمَا
وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ
رَاكِعُونَ ۝ وَمَنْ يَتَوَلَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْغَالِبُونَ ۝
(و قال الله تبارک و تعالی) لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ تا هُمُ الْمُفْلِحُونَ پس وقتیکه در سلک حزب الله
منسلک گردیدند بالاضطرار محبوب الله شدند اگر شوق تحصیل این مقام دارند در جواب این رقیمه تفصیل
برنگارند تا طریق آن فهمانیده شود و حصول و قربت ربانی بمنزل مقصود رسانیده شود و هر چند مضامین مکتوب
بکرات و مرات در رقعات رقائم و اوراق نگارش کرده شده و بالفعل تکرار المعنی تطویل لاطائل لیکن چه کرده آید که تحریر خواهی
جمهور مؤمنین بامور خیر خواهش صلاح ایشان ملحوظ بنا بر علیه بار بار همین مضمون در قوالب گوناگون و
الفاظ رنگارنگ نگارش کرده می‌شود و الا حضرت رب غیور که علیم بما فی الصدور است آگاه است که
این فرقهٔ بقدر عاجز خاکسار هر چند بظاهر قدر بسته نداند اما تمام دل بظاهر منزل از ترک کل حرص و تسلیم تحت
متکلی است اظهار احتیاج بسوی غیر او باعث تنگ و عار می‌داند فی الحقیقت طلب چیزی که غیر رضاست او
باشد اصلا نمی‌داند و چنانچه معنی بر آن دلالت آثار که بنشر فتح رایت جهاد و اشکار است حق جل و علا کرم

عظیم خود در اصل حقیقت این امر عظیم ودیعت نهاده بموجب بیت ؎ بارها گفتم و هم بار دگر می گویم + که من گم شدهٔ
این راه نه خودی پویم + هرچند بهر حال در دعای خیر مشغولم و بهر صورت خیرخواه آن حشمت مآب لاکن اگر این
معنی متحقق گردد پس محبت تامه بنسبت جناب رب العالمین و سید المرسلین و جمیع عباد مقربین بدست
آید باقی تفاصیل سرگذشت این عاجز و اظهار حال رفیقه المودود ناظر غلام علی الدین نیکو هویدا خواهد شد -
زیاده والسلام مع الاکرام - تحریر یکم ذی قعده ۱۲۴۳ هجری +

(نمبر ۱۳) مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام امیر دوست محمد خان والی کابل

بسم الله الرحمن الرحیم - از امیر المؤمنین سید احمد بخدمت سردار کثیر الاقتدار رجالت شعار عظمت آثار شجاعت
دثار والا تبار سردار دوست محمد خان زاد اقباله - بعد از سلام مسنون و دعای اجابت مقرون واضح آنکه
بر ضمیر کیمیا سمت منیر آن سردار کثیر الاقتدار این معنی کالشمس فی رابعة النهار هویدا و آشکارا شده باشد که
آنچه اینجانب از وطن مالوف خود برخاسته و جمعیت اهل و عیال و اخوان و اولاد پس پشت انداخته و مصائب
و متاعب مشکل این اسفار بعیده بر خود گوارا ساخته در کشاکش جنگ و جدال شب و روز گذرانیده و می گذارد
این همه بصدق اعلای کلمة الله و احیای سنت رسول الله است هرگز هرگز طلب خواهش دنیا و ما
فیها با آن مخلوط و ممزوج نگردیده از آنجا که تطهیر این واحد رحمانی از تلویث اغراض نفسانی یقینا و قطعا معلوم
آنجناب است حاجت تکریر ندارد و بنا بر علیه آن را بر خاطر دانش ذخائر تفویض نموده باصل مدعا می پردازد که
در اوائل برپا شدن این هنگامه چند بار جنود مجاهدین اخیار بر جماعت کفار شرار تاخت آورده مظفر و منصور گردیده
بودند و در آن مدت انواع خیر و برکت بنسبت مهاجرین ابرار و مجاهدین اخیار رحمانی مشهود می گشت بر آئینه
ضمیر خلافت تخمیر از سابق بخوبی منعکس پذیرفته حاجت تکریر نیست لیکن از هنگامیکه سرداران والی پشاور
باظهار صورت اخلاص بلباس اعانت دین متین رب العالمین بر خود آراسته و زمین نصرت و احیای سنت
سید المرسلین بقامت خود پیراسته مع ساز و سامان خود مشارکت گردیدند از همان ایام نکبت گونه نکبت
بسوی عسکر ظفر پیکر اهل اسلام متوجه گشت و اقسام رنج و کلفت و اصناف کربت و شدت بروز آمد چنانچه
که اینجانب هم بسببی مبتلای عارضه شد که مدهوش و حواس هم بجا نداشت این همه موضح خاطر حشمت ذخائر
بوجه احسن شده باشد لاکن طرفه ماجرا است که چون قوافل غزاة هندوستان با خلاص نیت محض باعانت
سنت سید الانام و نصرت دین ملک علام بعد طی مسافت دور و دراز و قطع منازل شاقه تدریجا می رسند
چنانکه بقرب و جوار بلده پشاور وارد می شوند سرداران مذکور با همه جمعیت خود قصد ایذا رسانی و تکلیف [illegible]
آنگاه [illegible] قصد می کنند و گاه اراده جنگ به میدان [illegible] سرداران مذکور از دین اسلام

بالکل مستبصر دار شده و بشارت و سعادت کفار بدکردار می کوشند و محبت این گروه شقاوت پژوه از جذر قلب
او محو شده پس درین صورت سردار رشید او در رابطهٔ اسلامیه قطع نموده راه بیگانگی پیمود و نداء سے فدا امت
پیرایهٔ ان منبع ریاست و سیاست و معدن حشمت و کیاست در مثل بمعه حکم می فرماید و از بس که بزبان
صدق ترجمان جناب هدایت مآب سیادت خواجه عبد الخالق نقشبندی همت عالی در منقبت فرمانروائی و
کشورکشائی موضوع گشته بناءً علیه نگارش پیرو که بمقتضائے محبت دیرینه و خلت پارینه از اظهار ما فی
الضمیر خود دریغ ننمایند زیاده والسلام مع الاکرام۔ مرقومه بتاریخ محرم ۱۲۴۳ هجری

مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بخدمت شاه بخارا

بسم الله الرحمن الرحیم۔ الحمد لله الذی نوّر قلوب المؤمنین باخلاص النیة واتباع السنة وتکمیل الایمان وکرم
السلاطین بنشر الهدایة وفضل السماحة واقامة الادیان۔ وفضل جنود المجاهدین بعلو الدرجة وعموم المغفرة ومزید
الامتنان۔ والصلوٰة والسلام علی المبعوث بتیسیر التوحید وتعلیم السنة ومجاهدة ائمة الکفر والطغیان۔ وعلی
آله واصحابه الذین سووا الصفوف وسلوا السیوف وساقوا الخیول علی اخوان الشیطان و العصیان۔ وعلی الائمة
المهتدین والسلاطین العادلین والعلماء العاملین وجموع المجاهدین وکافة اهل الخلوص والایمان۔ اما بعد
از امیر المومنین السید احمد بخدمت لامع النور حضرت ظل سبحانی خلیفة الرحمانی مهبط العنایات ربانی مورد عنایات
یزدانی مسند آرائے محافل سیادت و کیاست معرکه پیرائے مجامع شهامت و شجاعت۔ رونق افزائے
اورنگ عظمت و اجلال فرمانروائے کشور حشمت و اقبال سرو نهال بوستان جهانبانی گل سرسبز چمنستان
کامرانی رافع شعائر شریعت غرا ناشر امر ملت بیضا حامی انوار سنت شهبا ماحی آثار بدعت ظلما راهی احکام
رب العالمین قامع اعدائے شرع مبین منبع ینابیع جود و کرم معدن یواقیت اخلاص و همم مرجع اساطین
ارباب علوم و حکم ملجا ابرار اکلین اصحاب سیف و قلم جگر گوشه سلاطین خاندان عدل و سیاست نور دیده معالی
دودمان فضل و سیادت سلطان ابن سلطان خاقان ابن خاقان متع المسلمین بطول بقائه والطف المؤمنین بجمیل عنایاته
ونصر الدین بعز اعوانه ونصر المجاهدین بقهر اعدائه۔ بعد از اهدائے تحفه تسلیمات مسنون و تحیات اکرام مقرون
و تبلیغات اخلاص مشحون و دعوات ترقی مناصب کونین و علو مراتب نشاتین ملتمس آنکه این عاجز
خاکسار ذره بیمقدار از خاندان سادات عظام و دودمان شرفائے ذوی الاحترام اسلاف کرام این مسکین
بر سجاده ارشاد و تلقین از صدها سنین در بلاد هندوستان باستقرار و تمکین می داشتند و در اطاعت احکام
رب العالمین و انقیاد اوامر سید المرسلین عمرها گذرانیده اند و جماعت مستفیدین را بافاده فیوضات فائز
گردانیده چنانچه از اعلام بزرگواران این ضعیف مقرب بارگاه آله سید علم الله که از خلفائے کبار حضرت سید

آدم بتوفیق حق در احیاے سنت محمدیہ در میان جمیع اقران علم بودہ اند و در شغلہاے طریقہ مجاہدہ بارشاد برادران
پیش قدم این بندۂ ضعیف در شوارع عبادت قادر مختار در ساعات لیل و نہار و در طریقۂ مرضیہ اسلاف کبار
در سلک تربیت جماعت طالبین مشغول بودند و میان کافۂ سالکین مقبول چنانچہ جمع کثیر و جم غفیر از مسلمین
اتقیا کیش و مؤمنین باخلاص اندیش بحول و قوت رب قدیر بواسطۂ این فقیر حقیر از درگاہ واہب العطیات
و بارگاہ خالق البریات مورد الطاف و کرم گردیدند و بر صراط مستقیم راسخ القدم سینۂ صفا گنجینۂ ایشان
از ظلمات شرک و بدعت خلاص یافت - بر دل اخلاص منزل ایشان انوار خورشید توحید و سنت تافت
بقدرت کاملۂ قادر علی الاطلاق و حول و قوت مالک بالاستحقاق احباے این بندۂ ضعیف بانجام مہم
حقیقی مشمول شدند و اعداے این ضعیف باہتمام منتقم حقیقی منکوب و مخذول - ترغیبات این عاجز ناکارہ
در میان مہتدین ابرار معمول گشتہ و ترہیبات این ذرۂ بیمقدار در حق مبتدعین اشرار سیف مسلول - صحاب
سنت و اخلاص باعلی مدارج عز و اقبال گردیدند و ارباب بدعت و نفاق گرفتار نکبت و وبال - ہزاران
ہزار از بندگان خلائق بیعد و شمار بشرف بیعت مشرف شدند و در مقامات و معاملات بانواع بشارات مبشر -
جماہیر اہل اسلام و مشاہیر خواص و عوام از الواث آثام مطہر و پاک گشتند و در طے مدارج تقوی و ورع چست
و چالاک - جماعت مسلمین کامل الانقیاد در انصار شریعت محمدیہ منسلک گردیدند و در زمرۂ مخلصین راسخ
الاعتقاد در انوار طریقۂ محمدیہ منہمک - الحمد للہ علی ذلک حمداً کثیراً لاکن از مدت چندسال بتقدیر قادر فعال
حال حکومت و سلطنت این مملکت بدین منوال گردیدہ کہ سکھان نکوہیدہ خصال و مشرکین بدمآل بر اکثر اقطاع
غربی ہندوستان از لب دریاے اباسین تا دار السلطنت دہلی تسلط یافتند و دام تشکیک و تزویر بنا بر اغفال
دین رب قدیر بر یافتند و تمامی آن اقطار بظلمات ظلم و کفر مشحون گردانیدند و عزت رؤساے کبار را بانواع
ذلت مقرون و جماہیر مسلمین را عموماً و مشاہیر حکام را خصوصاً بانواع تکالیف رنجانیدند و بر مساجد و معابد
اہل اسلام دست تعدی رسانیدند و در مقدمات ریاست و سیاست و معاملات قضا و عدالت قوانین شرع
را بر باد دادہ و آئین کفر را بنیاد نہادند بالجملہ آن بلاد و امصار و اضلاع و اقطار رسوم کفر مشہور گردیدہ و شعائر
اسلام مستور و رایات ظلم منصوب شدہ و اعلام عدل منکوب - حق پرستی مفقود گشتہ و ہواپرستی معہود بناء
علیہ سینۂ بیکینہ بملاحظۂ این احوال چون سیخ در ملال بود و دل اخلاص منزل از شوق ہجرت مالامال غیرت
ایمانی بہ مہمانخانۂ دل در جوش بود و آوازۂ اقامت جہاد در گنبد سر در خروش درین اثنا این ضعیف را بکارے
دیگر برانگیخت و عزم اداے حج در خاطر ریختند الحمد للہ کہ جمع کثیر از مؤمنین مخلصین کہ تخمیناً بمقصد مردم باشند بآن
مقام فیض التیام رسیدیم و بزیارت حرمین مشرف گردیدیم و دست عقیدت و اخلاص بالکلیہ متبرک ساختیم

و چشم اشتیاق بر مواضع مشرفه باشیم و سر نیاز بر آستانه آن ... رسانیدیم و این جانب ناتوان ... شرح
حال ... شنیدیم سبحان الله ... بر رخصت مکان ... این ... جسم ... گردیده
و جمله ملاقات ... در آن مقام دلکشا و ... صدق و صفا ... ملاقات خارج از حد
حصار ... الطاف ... شفقت و ... گردید
و ... اکرام ... پایان که ... عرش ... رسانیده ... حبیب
... گر ... صد زبان ... شکر ... بیان ... بی‌شمار ... باشد یکی از
هزاران ... در آن مقام دیده و شنیده ام ...
خیال و وهم ... قیاس و فهم ... این ... رحمانی است که ...
و موهبت ربانی است که ... مشرف می‌شاید ... وَلَا ...
... مقام این است که از درگاه ...
العطایا ... حضور خیر البرایا علیه افضل الصلوات والتحیة در مقدمه ... کفر و فساد
بطریق الهام ربانی و کلام روحانی به اشارات غیبی ... مشرف ساختند و به بشارات لاریبی
در باب فتح و ظفر مبشر ... معاملات ... سید المرسلین ... استیصال
کفره مشرکین ... مأمور ساختند ... و مواعید صادقه ... بظفر و منصور ... ساختند ...
... نصرت دین ... شکست ... رونق ... اعدای دین ... آن مقام معظم ...
... مقام ... راحت افزای جان خود ... کشیده در ...
کفره ضلال و اصحاب ... اشارات و بشارات ... است که ...
... اسلام ... خصوصاً واجب ...
که سعی و کوشش در مقابله و مقاتله ... آرند تا ... مسلمین از قبضه ایشان بر آید ...
می‌شوند و ... درگاه قبول ... قرب ...
خود ... در راه هجرت ... خراسان ... و این تحفه ...
پیش ... مسلمین رسانیدیم و اکثر ...
را در این ... مخلصین ... خود ساختیم
... کفره ... مثال ... اگرچه
در مقدمه ... جدال بحکم الحرب ... سجال فتح و شکست در جانبین متصور است اما

آنکه باید دانست که مؤمنین جهاد و قتال را در هنگام فتح و شوکت و عروج که بهم رسیده [illegible] و در وقت شکست تقاعد [illegible]
از تقیه [illegible] بسکه بنجواے کلام ملک علام [illegible] دشمنت [illegible] بامر و قتال [illegible] جماهیر فقهاے عظام و مشایخ کرام
ذوی الاحترام [illegible] ذوی الاقتدار [illegible] جمیع فضلاء [illegible] اسلام یعنی قتال با کفار بنام
[illegible] منصب امام [illegible] بوجه شرعی صورت [illegible] بنا بر علیه باتفاق جمیع [illegible] احکام [illegible]
قضاة ذوی الاحترام و مشایخ عالی مقام و خوانین ذوی الاقتدار و جماهیر جمهور عوام [illegible]
[illegible] فقیر سید [illegible] که [illegible] احیاء [illegible]
مرور [illegible] بوجه مشروع صورت است [illegible] ضعف [illegible] غلبه [illegible]
بود ثانیا باتفاق جماعت مؤمنین باین منصب شریف مشرف گشته [illegible]
گواه است بر این معنی که [illegible] این بنده [illegible]
معمول [illegible]
و خوانین طلب عزت و جاهست و ریاست و امارت [illegible] سلطنت [illegible]
والا [illegible] بندگان الهی و استیصال رسالت پناهی [illegible]
بلکه مقصود [illegible] کردن تمام این معرکه [illegible] احیاے
سنت سید المرسلین و استخلاص بلاد مؤمنین از دست کفره [illegible] هرگز هرگز شعبه
وسوسه شیطانی و شائبه هواے نفسانی باین داعیه رحمانی و الهام ربانی مخلوط نگردیده والله علی ما نقول
وکیل چنانچه تمامی سرگذشت این عاجز [illegible] و تقریر حال این اطراف هندوستان [illegible] حج بیت الحرام
[illegible] اهل اسلام و دشت نوردان اقالیم سیاحت [illegible] تفحص فرمایند [illegible] حقیقت
احوال منکشف گردد [illegible] آن جناب و [illegible] بندگان آن جناب بغیرت ایمانی و حمیت اسلامی [illegible]
اند و باعلاے اعلام دین و احیاے سنت سید المرسلین معروف [illegible] و عدالت ایشان [illegible]
[illegible] زبان زد هر خاص و عام بلکه جماهیر [illegible] آن دیار [illegible]
[illegible] بغیرت ایمانی و حمیت اسلامی در جمیع اقالیم مشهوراند و قلوب ایشان با خلاص [illegible]
[illegible] معتقدات دیانت و امانت ضرب المثل شده [illegible]
در حق جماهیر مسلمین ظهور [illegible] گردیده بنا بر علیه [illegible] لازم الوثوق [illegible]
فیض [illegible] آن حامی [illegible] احکام رب العالمین [illegible]
نگارش کرده [illegible] فرمان روائی و کشور کشائی [illegible]

مناصب این باب حرمت واقعه‌هائے تا ربیبا ایلچی جنابت بهمت مشرف گردانیده لیس در شکر این نعمت عظمی
لازم که همه اسباب راحت و فرصت و سامان عیش و تمکنت در تحصیل رضائے رب العزت مصروف کرده شود
در اعلائے کلمهٔ رب العالمین و احیائے سنت سید المرسلین کوشش نموده آید که رؤسا و بلاد هند و خراسان در
مقدمهٔ اطاعت و انقیاد و تغافل ورزیده و در باب اقامت جهاد و تکاسل - و از مقتضائے حمیت غافل
گردیده از حقوق عبودیت غافل الحق بنده که بنا بر محبت ماسوی صرف از امتثال احکام الٰهی پهلوتهی نماید
فی الحقیقت بنده نیست در فرموده که غیرت ایمانی ندارد و در تفسیر الا مرتد و من است - و مخلصیکه مرغوبات را از
مرغوبات نفسانی بر امتثال احکام ربانی ترجیح دهند مخلصون اند - سبحان الله کسانیکه تخریب شعائر اسلام از
دست کفار لئام بینند و میشنوند باز غیرت ایمانی در دل ایشان جوش نمیزند و حمیت اسلامی
در سینهٔ ایشان خروش نمیکند چگونه ادعائے ایمانی می‌نمایند و جان خود را در زمرهٔ مجاهدان می‌شمارند
آرے محبت حق با محبت دنیا مخالفت می‌دارد و حق پرستی با هوا پرستی مضادت تجویز اجتماع این
هر دو امر در یک قلب خیالے است پر اختلال و وهمے است سراسر باطل و محال - الدنیا والآخرة ضرتان
لا تجتمعان حدیثے است اشهر و لا جمع بین الحقیقة والمجاز مثلے است مشهور - بموجب بیت ع هم خدا خواهی
وهم دنیائے دون + این خیال است و محال است و جنون - چنانچه رؤسا و بلاد مسطور بیاد ارسال این
کردار رسیدند و گرفتار رذالت و ادبار گردیدند و از بسکه اصول اخبار وحشت آثار بمحفل جلالت منزل رسیده
بنا بر حلیهٔ احوال نکبت مآل تجهیز لشکر ظفر پیکر بجانب پنجاب و تقدیم مشتاقین این دیار بسمع مبارک رسانیده شد تا غیرت
ایمانی که موروث از اسلاف کرام است بجوش آید و استیصال اهل کفر و ضلال را از بیخ بر اندازد و جمعیت جنود
الشیاطین لعین را برهم زند و رونق بازار اهل کفر و شرک بشکند هر چند ضلع اوطان یوسف زئی که فرودگاه این
عاجز و خاکسار است و سراسر کوهسار چه جا یکه محیط انوار اقبال و محفل موکب اجلال تواند شد چه آنجناب را
انواع کاروبار در مقدمات انتظام بندگان پروردگار در پیش است و ضلع مذکور از دار الخلافت مبارک واقع
در اقطار و جوانب مؤمنین رعایا و مشاهیر رؤسا و این دیار با این جانب عقد بیعت بر بسته اند و مستعد اطاعت
و انقیاد و منتظر اقامت جهاد نشسته در نصورت اگر سعادت عظمی از عظمائے دین و مشارکت اهل الله اعلام
شرع مبین بنسبت ایشان متحقق شود سر آئینه علو همت و وفور حمیت ایشان دو بالا گردد بنا علیه مناسب
وقت چنانست که جمیع صغار و کبار را از علمائے متدینین و ارکین معتمدین و سپاهیان شجاعت شعار و رعایا
انقیاد آثار را ترغیب فرمایند و جمعے را از لشکر ظفر پیکر تعین نمایند و از خزانهٔ عامره پرورش مجاهدین کنند تا
مشارکت آنجناب در اعلائے دین رب الارباب و استیصال کفار تباب با حسن وجه متحقق گردد و مجاهدین

مذکورین را تقویت قلب بدست آید چنانچه سلطنت این جهان فانی مشرف شده اند و بمیامن توجه عالی
اصول دین متین و رسوم شرع مبین در آن دیار و اقطار مروج و در نشر انوار عدالت مصروف اند و به پرورش
ارباب هدایت مشغول همچنین اگر استخلاص بلاد مؤمنین از تصرف دراز مویان ملاعین (اقوام سکهه) بدست
عسکر فیروزی اثر صورت بندد هر آئینه حمایت سابقه بحمیت لاحقه ممتزج گردیده بمثابه نور علی نور بر انظار
مخلصین صورت ظهور جلوه گر شود و نهایت منتهی از رضا جوئی مولا حاصل گردد و در رتبه اعلی از مدارج جنت
نعیم در جوار ربانی که مقعد صدق بدست آید علاوه برین آنکه خراج بیشمار و بلاد کفار اشرار در تصرف انصار
و اخیار رو بمیدان ملت سید مختار در آید این فقیر به تحصیل مال و منال و تصرف بلاد و امصار غرض نمی دارم بلکه
از اخوان مؤمنین و اقران مخلصین بلاد مؤمنین را از دست کفره متمردین استخلاص نموده قوانین شرع مبین
در ریاست و سیاست و قضایا و عدالت که احقاق حق وارد مقصود این فقیر حاصل گردیده تسلط سلاطین عالی دین
را بر تمام روی زمین بهتر از تسلط خود می شمارم زیرا که سلطنت هفت کشور را بخیال هم نمی آرم وقتیکه تفرقه
دین متین و استیصال کفره متمردین متحقق گردید غیر سعی من به هیچ مراد نرسید درین مقدمه نیک تامل نمایند و
فکر عمیق را کار فرمایند که سرداران ملک خراسان بجمیع نامردی موصوف اند و بظلم و تعدی معروف بنا بر رعایه عایا
القیان از حکومت ایشان بیزار اند و جنود ایشان مکار و کفار دراز مویان که بر ملک پنجاب تسلط یافته اند نهایت
تجربه کار و هوشیار اند و حیله باز و مکار اگر بر اهل خراسان بیایند بسهولت تمام جمیع بلاد آن بدست آرند با
حکومت آنها جمیع ولایت آنجناب متصل گردد و اطراف دار الحرب باطراف دار الاسلام متحد شود و انواع
مفاسد در میان مسلمین دار الاسلام بپا دیگر خواهند انداخت و ظلم مخالفت آنجناب خواهند افراخت اگر فی
الحال عسکر فیروزی اثر بر آنها تاخت فرماید و جنود آنها را زیر و زبر نماید البته از خیال تسلط بلاد مسلمین دست بر
شوند و در کار و بار خود گرفتار این مضمون را مثل مضامین شعریه بالفاظ نثریه تصور نفرمایند بلکه اگر فی الحال در سد
ابواب در آمدن ملاعین بدیار خراسان تغافل خواهند نمود آنچه در عرصه قریبه از طرف ایشان در حق اهل خراسان
بظهور خواهد رسید مشاهده خواهند فرمود که آن ملاعین جرائم بس قبیحه و خیالات نهایت دور دست می دارند
قطع نظر از مراعات این تدبیر مذکور را نیز قدر ضروری است که این بلاد از اصل دار الحرب نیست بلکه کفره بیجا
بالفعل بر آن مسلط گردیده پس استخلاص بلاد مذکوره از دست آنها بر ذمه جمیع اهل اسلام عموما و مشاهیر حکام
خصوصا واجب این فقیر بقدر استطاعت خود کوشش می نماید آنجناب را لازم که بقدر طاقت خود سعی
فرمایند که بادنی معاونت آنجناب بلکه بمجرد نام مشارکت آن والا قباب غلبه دین ترقی می گیرد و کار و بار مجاهدین
رونق می پذیرد زیرا که عنایت لطیف و اعانت رب قدیر مولائی قیام جهاد و کمال استعداد رسیده و باده جلو

دین را اتباع جنود مؤمنین آماده گردیده همین که همت عالیه متوجه گردد بسهولت تمام سرانجام صورت خواهد یافت امر عظیم پیشنهاد ظهور خواهد رسید و بانجام این مهم فخیم روحی نماید آینده مسرت [illegible] است و اولی در تاسیس مبانی تدبیر سیاسی جمیله بنده را که آرند عاقبت از اجتهاد است شیله شمرده که سعادت ابدی در آن [illegible] دانسته [illegible] همت عالیه بر کار ارشد خاطر جمیله قرار داده بر الطاف قلوب برادران تا به توش و حمیت الامر فالامر عزیمت فتوکل علی الله نفس ست از کلام ملک علام و کلید الشقی منهی تا امام من الله قوت بیست زبان زد هر خاص و عام بیت گفت پیغمبر با واز بلند بر توکل زانوی اشتر ببند این است مختصر مقصود این فقیر و منتج نکنون باقی الضمیر لکن از آنجا که تشریح این حال و تفصیل این اجمال بتحریر خامه بریده زبان متعسر بنا بر علیه جناب مستطاب هدایت مآب مقرب بارگاه رب قوی مولوی نظام الدین چشتی هدی الله و کل [illegible] و هوی و متبع السنة بجل فطن و ذکی را که بر راه توحید و اتباع سنت راسخ القدم اند در صحبت این فقیر بار دور دست کشیده اند و کوه و دشت نوردیده در ملازمت این حقیر شب به روز بسر برده اند و بچشم خود دیده اند که مجمع اهل اسلام هدایت منشی فقیر حاضر بخدمت جناب مبارک اسلام بحضور لامع النور روانه گردانیده در دستاویز فیضان تفاصیل باقی الضمیر بسمع اشرف رسانیده ازین کلام هدایت التیام آن مجمع عنایات نائل گشته و آن برتقسیم قبول آن ارشد و مضامین هدایت آگین آن از جنس قوانین علم معقول و منقول شمارند و آن را باعث سعادات دارین در جانب مرسلی متبرکان را تصور فرمایند والسلام مع الاکرام ٭

(نمبر ۱۵) مکتوب جوابی از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام ملک فضل الدین خان [illegible]

بسم الله الرحمن الرحیم نیکوترین نثر نغز لبیب چمنستان سخن آرائی و بهترین ترنم قمریان سروستان دانش پیرائی سپاس بیقیاس مقدس بارگاهی است که اطباق کون و مکان نموداریست زمین و زمان از سمک تا سماک و از قعر مغاک تا اوج افلاک آلا و نعماء در ظهور کمال قدرت سراپا ندرت او است حمد حکیمی که هر ذره از ذرات بیابان و هر برگ از اوراق درختان آئینه تماشاگاه بدایع جمال حکمت بی علت او است و نیز از ادای حمد آن احد خوشترین کلامی که طوطیان شکر بیان آن سرایند و زیباترین زیوری که ابکار عرائس افکار بآن آرایند درود نامحدود بر مظهر صدق وجود صاحب مقام محمود آئینه دار جمال لا یزال مظهر اوصاف ذی الجلال مورد الهام حریص علی المؤمنین علی القتال و صلوات نامتناهیات و تسلیمات متوالیات بر سرور کائنات خلاصهٔ سید المرسلین و رحمة للعالمین مشرف بخطاب یا ایها النبی جاهد الکفار و المنافقین و بر اهل بیت اطهار و صحابه کبار کرام ائمهٔ ابرار آن مورد بشارت فسوف یاتی الله بقوم یحبهم و یحبونه اذلة علی المؤمنین اعزة علی الکافرین یجاهدون فی سبیل الله و لا یخافون لومة لائم اند و کشور گشائیان اقلیم و الذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینهم اما بعد از

حمد و صلوٰة از امیر المؤمنین سید احمد بعالیشان اخلاص نشان تودد عنوان حشمت مآب عظمت انتساب ملک
سیف احمد خان سلمه الله الملک المنان - بعد از سلام مسنون و دعای اجابت مقرون واضح آنکه احوال
اینجا حمد و شکر رب معبود تا تحریر نامه مودت شمامه مطلوب مسئول و حسب حمد و شکر رقیمه نامی صحیفه گرامی مشتمل بر
اظهار مراتب خلوص و اختصاص محبت و اخلاص رسیده باعث مسرت و اضعاف فرحت بخشید مضامین
مودت آگینش بجملها از عبارات الاخلاص آیات و مقتضای آن سابق مال شده اخلاص عنوان لایح گردید و بحکم الامر
الذی ... بالاجابه و چنانچه از کنایات حکمت سیاست ... جهاد و شیوه ... قرطاس و دلو آسمان
شده بود بیان نمودن آن تصریحا می پردازد و جواب آن تصریحا می طلبد انچه در مقام عذر عدم تشریف آوری خود
ارقام فرموده بودند که بدون اجازت سرداران عالی مکان ... که بالفعل در زمانه اند این سعادت غلام را میسر
نخواهد شد حقیقتش آنست که آنکرم را محض بنا بر شراکت مؤمنین و موافقت مجاهدین بشهادت در تدبیر و
سرانجام و ادوات این مهم عظیم بقدر دو ... مسرت اندوختم ترغیب داده بودم نه آنکه اطاعت سرداران زمان را به
نسبت تبعیت دین و حمایت شرع متین نزعم خود واجب داند و کدورتی بخاطر در هیچ وضع این ملت را دور سویداست
قلب ... بجهت فساد و ... و ... بخواهد و ... آن سعی بلیغ ... بحکم کل حزب بما لدیهم فرحون
شادان و فرحان باشند و آنچه در مقام تدبیر قدوم نگارش نموده بودند که اگر ملاقات با سرداران درگاهی ضرور
است این مکتوب سرداران ارسال فرمایند و طلب داشته شود غلام حلقه بگوش در حاشیه بنگارند که با شیخ مستعد
شرف حضور شود صورتش این است که در خواست ملاقات کسی از مخلوقات بنا بر حاجات در سرانجام مهام او
مهمات هیچگونه ضرر نیست زیرا که در مقدمه ادای سنت جهاد مرکفار شرار توکل و اعتماد محض بر ذات قادر و
برحق و حده و حمد و بتوکل علی الله فهو حسبه در باره حل مشکلات هرچه از دست ما نمی واجب احتیاط است و دلیل
برحسب علاقه ... بقدر هم اعیان و جلال قلوب و رحمت عظمت و جلال رب العالمین بهیچ
نمی شمارم لیکن انتساب آنکه از علائم و احکام بخدمت اهل اسلام بحکم حرض المؤمنین علی القتال ضروریست و سایر
مضامین و هدایت آگین که بتامها در صحیفه تحریری تشریف و بمشقت بتقریر احسن دید و چاوه می بندید با تو علیم از ملاقات
سهولت خود هرگز هرگز راه و استقامت نه پیموده ام اگر سرکار ... بتضرع اخلاص امید است که اصل احکام مطابق
مکاتبه بسمع گرامی رسیده مضمون آیت وافی هدایت و حرض المؤمنین علی القتال مؤدی گردید
و آنچه در مقام تعلیم این کلام و تعلیم سرداران قومی بالا بهام آیت وافی هدایت فقل لا اله الا تو لا
... لعله یتذکر او یخشی استشهاد فرموده بودند پس این ضعیف کارم نیست و بجز تعلیم ...
در سرکار مشغولم و ... الروسا و بیان ... نرم نرم بیکه از مساوی اخلاق و شمائل خصائل می شمارم

وجز این امر صمیم مرود شیے بکار آرم که با کسے عداوت جبلی و مخالفت کلی نمیدارم بلکه همین قدر آرزو میدارم که هر
بیگانه و یگانه در دین ضعیف این داعی حق دعوت نمایم و با طاعت مالک مطلق کار فرمایم اگر کسے بگوش هوش
شنید در سلک بندگان خاص و مقبولان ذوی الاختصاص منسلک گردید و هر که پهلو تهی کرد حسرت و ندامت
با خود برد نفع آن بمن نمی پیوندد و مضرت آن بمن نمی رسد تا شکر آن بجا آرم و شکایت این بزبان رانم
و آنچه در مقام استحکام علاقه خلت و التیام با سرداران ذوی الاحترام نگارش فرموده بودند که بخلاف ایام
سابقه ابواب رسل و رسائل با سرداران مفتوح فرمایند بضمیر مودت تخمیر واضح باد که سردار سلطان محمد خان
و سردار سعید محمد خان راه رسل و رسائل مسلوک میدارند پس جواب آن همه از ینجا می یابند بلکه اگر مکاتیب طرفین
را شمار کرده آید هر آئینه مکاتیب اینجانب در تعداد زیاده بر آید چنانچه عنقریب یک خط سمت ایشان فرستاده بودم و حقیقت
نگارش کرده شد باز در قضیه زمان فترت رسل و رسائل منسد گردید خطی دیگر در طلب جواب ارسال داشته شد
تا سردار یار محمد خان و سردار پیر محمد خان اصلا این راه نپویند تا بتلافی این امر من بچه رسید حالانکه سابق
واضح گردیده که راه انفلاج و انتها با عدوی از مخلوقین نمی پیمایم تا در استحکام رابطه محبت و اتحاد فوق الطاقت سعی بلیغ
از جمله اعاظم سرداران کثیر الاقتدار که مقصود سید را شتم خطوط مشتمل بر انواع ترغیب و ترهیب بکرات و مرات نگاشتم
و حقیقت ایشان را وجود ولایت طلبیده بنا بر که مخزن قراطیس کلام سمت و در رسائل مکاتیب نشاط بسیار افزایند پس
انقراض رسید باری که در این که سادگی معزز از دوات کتابت است بدوات نگاری مشغول شوم و آنچه در مقام بیان شکایت
سرداران رفیع المقدار رقم زده کلک اتحاد سلک شده که آن حشمت مآبان در فصل خاصه مقرر باشند که شکل یا
با این مثل مشهور شده باشد که صحبت مباد که گناه لازم نیست ظاهر است که اگر سرداران معدوم همین معنی بشود فی الحقیقت صعب
این متصف صادالله بنابر حمایت شرع متین و اعانت مجاهدین کمر بسته بودند پس فی الحقیقت این خدمت
دین رب قدیر است نه خدمت این فقیر حقیر لازم که شکر این نعمت عظمی و عطیه کبری بدرگاه خالق الوری بجا آرند
و گردن کسی از مخلوقین زیر بار منت خود نسازند قال الله تبارک و تعالی یَمُنُّونَ عَلَیْکَ اَنْ اَسْلَمُوا قُلْ
لَا تَمُنُّوا عَلَیَّ اِسْلَامَکُمْ بَلِ اللّٰهُ یَمُنُّ عَلَیْکُمْ اَنْ هَدٰکُمْ لِلْاِیْمَانِ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ و اگر خدمت
این بنده درگاه الله لغیر وجه الله بجا آورده بودند پس این امری است سراسر باطل و از عمل خیر سراسر باطل بالبلفه
لغیر وجه الله باشد خیالیست پر اختلال و محالی که با سوی صمدیت بر سد امری است جالب نکبت و وبال من
آنم که رعایت این تعلقات بی معنی نمایم و با این تعلقات بیهوده گرایم بلکه من همانم که در هر باب صمیم خاطرم خاص
در معاملات صلح و جنگ یکرو و یکرنگ از دو روئی بیزارم و از پاسداری غیر حق دست بردار خاکسارم و بنده
عبودیت شعارم از اعانت ما سوی الله دامن ننگ می دارم و گلگیر غیر حق را بسان خار و سنگ می شمارم کسیکه با من

رابطهٔ اتحادی که پیوند ودادم و رابطهٔ اخلاص با من محبوب بیانی لازم که به رنگ عبودیت به خالصه رنگین شود و منتها است تحقق است تمکین
و با من خواجه تاشی اختیار کنند و از او باشی اجتناب ورزند هر که خواهد که از حق علاقهٔ تعلق بگسلد و با من رابطهٔ تعلق
بپیوندد با مولای من بنیاد مخالفت نهد و کفار نابکار رو به بندهٔ عبودیت شعار را در یک سلک بموافقت کشند
پس هرگز هرگز این مطلب بے شائبه نیست که من عشق بنده پرور و گناهم فرو بنده که از صد بار و کبار رو آرے اگر
سرداران محمد و چنین به نسبت رب العالمین از بندگان عبودیت کیش شوند به نسبت دین متین از هواخواهان
خیر اندیش پس البته سرداران کرام را واجب التعظیم والاکرام می شمرم و در خدمتگذاری ایشان سعی بجان و دل
می آرم پس من با کسے از رؤسا و ضعفا عداوت ذاتی ندارم و هیچ معامله ایشان را نسبت بخود
از گناهان نمی شمارم تا از من شکایت این معنی نمایند و حرف بگله در میان آرند آرے تغافل از
حقوق پروردگار و تغافل در دین سید ابرار محو نسبت اثم و گنهگاری و خطا می شمرم خواه با من معامله لطف و مودت
نماید خواه راه عنف و عداوت پیماید چنانچه در مقام اختتام نامه و وقت خطاب [illegible] بقلم خلعت نموده ام این بیت حافظ
شیرازی رقم بود (بیت) مصلحت نیست که از پرده برون افتد راز ور نه در محفل رندان خبرے نیست که
نیست + بدلائے خطابات پیرائے واضح و لایح باد که مرا دراز زبانی حرام [illegible]
پاک کردن مجاهدین هندوستان از خس و خاشاک ارباب نفاق و خار و سنگ [illegible] و اشتیاق
[illegible] از اسلحه خفیف نیست بلکه در [illegible] امیر عالم خونزاد [illegible] سردار سلطان محمد خان این سخن را
بلند گفته ام [illegible] نکته [illegible] و اشارات [illegible] جواب [illegible] ایشان [illegible] آرے تعیین وقت
ننموده ام یعنی یکبار وقت سر انجام این مهم خواهم کرد و یکبار مه ساعت و روز عبادت سعی بجا خواهم آورد زیرا که
[illegible] تا در [illegible] حرم اجمالی [illegible] آن از درگاه وهاب مطلق امیدوارم [illegible] وصول خیر
این [illegible] شریف [illegible] موجب [illegible] مصرح شان [illegible] در آن [illegible]
[illegible] مال [illegible] با وجود این بے سروسامانی و ضعف و ناتوانی به مقابله ارباب حشمت
و ثروت [illegible] مخالفت اصحاب عزت و شوکت بے باک [illegible] پس باید دانست که هر چند با فقرا بے سامان
و بے سامانم [illegible] و شمار [illegible] بر آیت کافی هدایت کم من فئة قلیلة
غلبت فئة کثیرة باذن الله اعتماد کلی دارم و به مضمون [illegible] و من یتوکل علی الله فهو حسبه توکل
جبلی [illegible] از صد [illegible] قوت معاند [illegible]
مولائے خود [illegible] خس و خاشاک [illegible]
با فتح و شکست کارے ندارم خیال [illegible] هر دو [illegible]

دریکش وارم و درین معرکه خواهم انداخت و مهرهٔ تدبیر که از تردد دل بر آرم بر همین بساط خواهم باخت ـ افواج
منقصت و مغفرت با من رسید یا یکی دیگر خواهد تاج شهامت بسر یا هم خرام خلعت شهادت در بر و السلام
مع الاکرام ـ مورخه ۷ صفر ۱۲۴۶ هجری از مقام پنجتار

نمبر ۱۴ ـ مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام حبیب الله خان نبیرهٔ عظیم خان برادر دوست محمد خان
والی کابل

بسم الله الرحمن الرحیم ـ از امیر المومنین سید احمد بمطالعهٔ سلالهٔ خاندان حشمت و اجلال نقاوهٔ دودمان
عزت و اقبال رسنده ایکه محافل سیاست و کیاست معرکه پیرایه میادین شجاعت و شهامت جلالت
نشان سردار حبیب الله خان زاد اقباله ـ بعد از سلام مسنون و دعاهای اجابت مقرون واضح آنکه ـ چون
اقامت جهاد و ازالهٔ کفر و فساد و ترویج جهاد بر مسلمین لازم است ابا برشما بیاد و جد شما جناب والد بزرگوار آن
سردار کثیر الاقتدار در مقابلهٔ کفار شرار داد شجاعت داده اند و اساس فرنگ بر آورده اند جنود غرا نهایت حسیت
شهامت ایشان باطراف و اکناف عالم رسیده و آوازهٔ جلالت ایشان در اکثر بلاد و امصار منتشر گردیده
چنانچه آن عظیم الشان تمام عمر همین راه پیموده اند و در همین کار زار از این جهان فانی رحلت نموده اند آنکه
شما که خلف رشید آن سردار سعید هستند بفضل الهی صاحب شجاعت و جوانمردی ضرب المثل گشته اند چنانچه
جهاد شما در معارک مردان با تقدم شما در صفوف شهامت اخر مشهور در میان ارباب پیکار و جنگ میباشد
و اصحاب ناموس و ننگ ما گردیده ـ لیکن نهایت مقام حیرت محل غیرت است که مثال ما غربا و ضعفا
بنابر اعلای کلمهٔ رب العالمین و استیصال کفرهٔ متمردین از مسافت دور و دراز عرب و عجم در شما دار و شوکت هم
و مقدمهٔ جنگ و جدال و قتل و قتال با اهل کفر و ضلال پیش گرفتیم و در تشیید بنیان ایمان و تاسیس مبانی
اسلام و ترویج دین سید الانام شب و روز در کوشش و سعی و آن سلالهٔ خاندان عظمت و نقاوهٔ دودمان
حشمت با وجود عداوت موروثی با کفار شرار و جلادت جبلی در مقابلات جنگ و پیکار شریک ما نشوند و در
نصرت دین و اعانت مجاهدین و اهانت متمردین جهد و کوشش ننمایند حالانکه حقیقت این امر مطلع اند و
بر تفاصیل این اخبار آگاه حضر آنچه گذشت گذشت الحال از خواب تغافل و تساهل سر بر آرید که آخر روزی
و نتیجهٔ حساب کتاب حاضر خواهید گردید و در معرکهٔ سوال جواب خواهید رسید و مصداق کلام هدایت التیام
ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ خواهید بود لازم که امروز تدبیر فردا بکنید تا مصداق آیت وافی هدایت
هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ
أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا نشوید و آن مقام عزت اقدام غیر از اطاعت حق جل مجده کار اندکی نیست

در جهد برین دار الفنا و از آن وصال و عزت و جاه حاصل کرده اند چیزی بدست نیامد نی نیز اگر ذره از حقوق
منعم خود می شناسید درین مقدمه نیک تأمل فرمایید و در اتقیا و احکام رب العباد کمر بسته نمایید و فرموده
و از جان خود را بعجالت تمام در تهیه جهاد برین و مانند هرگز هرگز راه تکاسل و تغافل نه پیمایید که دفعه ملک
الموت بر سر هر یک رسد و شما را این راحت و فرصت از دست بیرون رود و الحمد لله رب العالمین و ما علینا الا البلاغ
المبین - باقی تفاصیل احوال از زبان رسنده نامه که از مصاحبان قدیم و مخلصان [illegible] بجانب بهبست واضح خواهد گردید
آنچه اظهار نماید آن را قرین صدق و مصلحت دانند و آن را در اعمال جاه فعال خود مرعی دارند که باعث سعادت
دارین و جالب برکات نشاتین است زیاده السلام مع الاکرام از ینجا رسیده [illegible] ماه محرم ۱۲۴۳ هجری

(شبیه هم) از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام حاجی [illegible] کاکر که از اعظم ملازمان [illegible] صاحب [illegible] خان است

بسم الله الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بمطالعه خان عالی شان رفیع المکان جلالت نشان عظمت
منزلت حاجی خان کاکر سلمه الله تعالی - بعد از سلام مسنون و دعای اجابت مقرون واضح آنکه - از انجا
که حق جل و علا بکرم عمیم خود آن سامی منزلت را بانواع نعم و اصناف جود و کرم نواخته و از مقبلان زمان و معززان
دوران ساخته و اجناس هنر مثل فکر صائب و رای ثاقب و طلاقت اذهان و وشاقت بیان و دقت مرآة
دانش آرائی و شدت صولت سرکه پیرائی در خاطر فضائل ذخائر ودیعت نهاده و آن عالی شان این تمام
انواع هنر و کمال را الی الآن در طلب تحصیل زخارف مال و جاه و جلال مصروف فرموده اند و بمقصد اعلی و
مآرب اقصی رسیده چنانچه سرداران زمان و اماکین دوران مجالست و مصاحبت ایشان را غنیمت کبری میدانند
در مشاورت ایشان در مهمات فرمانروائی و کشورکشائی عمل می نمایند لازم که الحال قدری حقوق مالک با استحقاق
و منعم علی الاطلاق بشناسید و در ادای شکر او بشتابید و این رای صائب و فهم ثاقب و جلادت و شجاعت و
شهامت را در اعانت و احیای شرع مبین و اعلای دین متین صرف نمائید چنانکه سرداران
کثیر الاقتدار را بانواع مشاورت در مهمات معاشیه اعانت کرده اید همچنین اهل الله ایشان را با اقامت این
رکن رکین یعنی نصرت دین و استیصال کفره متمردین و پرورش جنود مجاهدین برانگیخته کنید تا چنانکه عمر خود را در
انواع راحت جهان فانی گذرانیده اند همچنین دولت جاودانی بدست آید - بالجمله وقتیکه دعوی اسلام مینمایند
و جان خود را در [illegible] ایمان می شمارید لازم که در تائید دین حق محمدی بسعی بلیغ بجا آرید و غیرت ایمانی و حمیت
اسلامی را بکار فرمائید و در رضاجوئی حضرت رب الارباب بصدق قدم شوید که همین وقت است و وقت
از دست رفته باز بدست نمی آید - زیاده بجز تاکید در تحقیق چه نگاشته آید و السلام مع الاکرام - فقط
مورخه ۱۹ محرم ۱۲۴۳ هجری

نمبر ۱۹ - اعلان نامه از جناب امیر المؤمنین سید احمد صاحب بمضمون اقامت جهاد و ترغیب مسلمین

بسم الله الرحمن الرحیم - از فقیر سید احمد به اخوان خواطر سادات کرام و مشایخ عظام و علمای فخام و جناب مشایخ
ذوی الاحترام و امرا و اکابرین امرای عالی مقام و سایر خواص و عوام از اهل ایمان و اسلام بعد تبلیغ سلام مسنون باد - هرچند
این فقیر در زمان سابق بحمد الله در امر حق یعنی دعوت جمهور انام به طریق اتباع سنت سید الانام علیه الصلوة
والسلام در ساعات لیالی و ایام بکوشش تمام و سعی مالا کلام مشغول بود چنانچه این معنی بر اکثر و متعارف
فقیر واضح و لائح است بعد از آن حق جل و علا بمحض کرم عمیم خود این فقیر را مع جمعی از مؤمنین مخلصین
در سلک مهاجرین مجاهدین فی سبیل الله منسلک گردانید - الحمد علی ذلک حمدا کثیرا - از انجا که دعوت بلسان بدون
انضمام جهاد و سیف و سنان کامل و تمام نمی گردد لهذا امام هادیان و رئیس داعیان یعنی سید المرسلین
علیه الصلوة والسلام آخر کار بقتال کفار مامور گردید و ظهور شعائر دین متین و علو اعلام شرع مبین از
آن حضرت بهمین رکن رکین به صورت پیوست بنا بر ان علیه عزم این عبادت عظمی و ادراک این سعادت علیا بوجهی
در خاطر فقیر القا گردید که مسلمانان حامیان دین و ملت کاهل و معیان مهاجرت با اخوان در جنب مهام تمام دادن
این امر عظیم و اتمام این مهم جسیم بمثل پا اندن انگیز باکره و قلب خس و خاشاک می نماید و امید بفضل الله
و فی الله هست که شیخ و سید شیطان و شیاطین هوای نفسانی با این داعیه حقانی خلط نکرده بحر جه
و معنی بر اکثر و اخوان حال فقیر ظاهر و باهر است اما بسبیل مزید کیفیت تجدید نموده می گوید که خدای پاک
جل شانه را گواه گرفته بر آن و آشکارا است و بخیال مجسم خفیات و اسرار گواه گرفته می گویم که آنچه داعیه جهاد
بالفعل در دل این فقیر است سبب صرف امتثال و طلب رضای او است من الوجوه بکدورت طلب مال و عزت و جاه
و حشمت و امارت و سلطنت و نام و نشان و ترفع بر اخوان و اقران با جمله بطلب چیزی سوای رضای
مالک حقیقی داعیه مالک تحقیقی باشد هرگز هرگز هیچ نیست و الله علی ما نقول وکیل پس هرکه خود را
در سلک مسلمین منسلک می سازد و وجود خود را بی مایه نمی شمارد بر ذمه او لازم و ضرور است که خود را نزد فقیر رسانیده
بمشارکت فقیر در جهاد اختیار کند تا هرکه محشر که جمع اولین و آخرین است و جمیع حضور حضرت خالق السموات
والارض بر جمیع سر بر جناب سید المرسلین علیه الصلوة والسلام الی یوم الدین سرخروئی حاصل کند و به
شفاعت حضرت رسول مقبول صلوة الله وسلامه علیه فائز شده بمزید عز و اکرام که باعث حضرت سید الانام
علیه الصلوة والسلام مخصوص است بهره ور شود هرچند فیلسوف و دینی محمدی بمشارکت سعی معین و متوقف نیست
زیرا که اگر قومی در پیامبر تقاعد و تساهل خواهند کرد قومی دیگر از بندگان الهی در عوض ایشان در جهاد به
کوشش خواهند داد لیکن اهل تقاعد و تساهل در حضور مالک خود در روبروی پیغمبر صلی الله علیه وسلم چه جواب

خواهند کشید و در انتقام منتقم حقیقی گرفتار شده چه دست‌ها ندامت و افسوس خواهند گزید قال الله تعالی الا
تنفروا یعذبکم عذابا الیما ویستبدل قوما غیرکم ولا تضروه شیئا والله علی کل شیء قدیر ۞ بالجمله وقت
استیلای مومن از رضای حق بر سر رسیده و مقابله اهل کفر و طغیان پیش رو آمده پس هر که خواهد خود را در جماعه
مجاهدین که با کفار بمساحت مقابله شرع مبین می نمایند داخل کند یا در زمره منافقین که در پرده حیل باطله
حکم حق را در تعویق می نمایند خود را شمارد مثلا که بعضی از اعذار جسمانی مثل ضعف یا ناتوانی یا نسبت تحمل مشاق
سفر و ثقل تکلیف جهاد را اظهار می نماید حالانکه حق جل و علا در حق مثال ایشان میفرماید فرح المخلفون بمقعدهم
تا یفقهون و دیگر محبت والدین و پاسداری آباء و پیوستگی علائق اهل و عیال و اخوان و اوطان و سائر
امور معاشیه پیش میکند حالانکه حق جل و علا میفرماید قل ان کان آباؤکم و ابناؤکم تا القوم الفاسقین
و هر که خواهد خود را از لوث عناد و نفاق پاک گردانیده در اطاعت الله و حضرت رب العباد کمر همت چست
بسته تقلب قلبیه درست نموده نام خود را در سلک مخلصین در اعلاء کلمة الله ساعیان داخل کند پس درست طریقه
آن که بیان کردیم و ما علینا الا البلاغ المبین ۞

از انجمله مکتوبیست متضمن تفهیم و فایده بیعت با تعلیم از جناب سید احمد امیر المومنین

بسم الله الرحمن الرحیم از امیر المومنین سید احمد بجمیع صفا پذیر طالبان راه حضرت حق و سالکین طریق
آن هادی مطلق بعد از سلام مسنون آنکه باین جانب الله ورق از هر جا حاضر اند یا غائبانه بیعت میدارند خصوصا پیش شما
نماند که مقصود از بیعت بر دست مشایخ طریقت همین است که راه رضامندی حضرت حق بدست آید
و راه رضامندی حضرت حق منحصر است در اتباع شریعت غرا هر که سوای شریعت مصطفویه راه طریق
تحصیل رضامندی حق انگارد پس بیشک آن شخص کاذب و گمراه است و دعوی او باطل و نامسموع
و اساس شریعت مصطفوی دو امر است اول ترک اشراک و ثانی ترک بدعات - اما ترک اشراک پس باید
آنکه هیچکس را از ملک و جن و پیر و مرید و استاد و شاگرد و نبی و ولی حل کننده مشکلات و دافع بلیات و قادر
بر تحصیل منافع نداند و همه را مثل خود عاجز و ناتوان در جنب قدرت و علم حضرت حق شمارد و هرگز بنابر طلب
حوائج خود نذر و نیاز کسی از انبیاء و اولیاء و صلحاء و ملائکه بجا نیارد آری اینقدر داند که ایشان مقبولان بارگاه
صمدیت اند و ثمره مقبولیت ایشان همین است که در باب تحصیل رضامندی پروردگار اتباع ایشان
باید کرد و ایشان را پیشوایان طریق باید شمرد نه اینکه ایشان را قادر بر حوادث زمان و عالم بسر و الاعلان داند که این محض
کفر و شرک است هرگز مومن پاک از لوث بدان شدن جائز نیست اما ترک بدعت پس اینست که در جمیع
عبادات و معاملات و امور معاشیه و معادیه طریق خاتم الانبیاء محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم را بکمال توجه

و علی هذا بیعت باید گرفت و آنچه مروج این دیگر بعد پیغمبر صلی الله علیه و سلم از قسم رسوم اختراع کرده اند مثل رسوم شادی
و ماتم و تجمل قبور و بنا های عمارات بر آن و اسراف در مجالس اعراس و تعزیه داری و ما شاکل ذلک هرگز پیرامون اشیا
آن نباید گردید و حتی الوسع سعی در محو آن باید کرد و اول خود ترک باید نمود بعد از آن هر مسلمانی را دعوت به ترک
آن باید کرد چنانچه اتباع شریعت فرض است همچنین امر بالمعروف و نهی عن المنکر نیز فرض است چون این
امر ذهن نشین شد پس طالبین حق را باید که همین امور را پیش نظر خود داشته باشند اگر بیعت نمایند خصوصا
که بر دست اینجانب بیعت نموده اند و اینجانب این امور را بر دست ایشان کما حقه اظهار نموده پس بر ذمه
ایشان لازم است که اول خود ترک امور مذکوره الصدر نمایند و طلب تائب شوند و متوجه بسوی حق گشته
اتباع شریعت غرا را ظاهرا و باطنا پیش گیرند و تمامی مجالس اشراک و البدعات و بدعات را از خود دور
نمایند و بعد از آن جمیع طالبین حق را بسوی آن ترغیب دهند و در اخذ بیعت بر دست خود از خود ساعی شده
باشند و ترغیب وافر نمایند و هرگز اغماض از آن نه نمایند چه در این بیعت که بر دست یاران اینجانب واقع خواهد
فائده شدنی است انشاء الله تعالی کلمه گویان از رسوم شرک پاک خواهند شد و تعظیم شرع شریف در دل
ایشان جا خواهد گرفت و اینجانب هم خواهد که کرد آن بیعت ثمرات جمیله بعزیمه گردد و در تعلیم و تفهیم یاران
سعی بجان و دل نمایند و از ایشان اخذ بیعت کنند و ایشان را تعلیم اشغال فرمایند حق جل و علا اینجانب
را و جمیع مخلصین و محبین یاران را در زمره موحدین مخلصین متبعین شریعت غرا و منسلک گرداناد آمین -
اما بیعت امامت پس بیانش آنکه قتل و قتال و جنگ و جدال که با اهل کفر و ضلال واقع می شود اگر محض
بنا بر تحصیل مال و عزت و ریاست و حکومت باشد هیچ اصلا اعتباری ندارد و اگر بنا بر نصرت دین
و اعلای کلمهٔ رب العالمین و ترویج سنت سید المرسلین علیه افضل الصلوة و التسلیم متحقق گردد آن را در عرف
شرع جهاد میگویند و آن افضل عبادات و اکمل طاعات است که هیچ یک از عبادات در باب رفع درجات و
تکفیر سیئات مساوی آن نمی تواند شد چنانچه کریمه فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا
دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَ مَغْفِرَةً وَّ رَحْمَةً بر آن دلالت میکند پس آن جهاد باید که موافق قوانین
شرع شریف باشد تا در حقیقت وسیلهٔ نجات و در دنیا مثمر برکات باشد و باعث نزول رحمت یزدانی و تائید
آسمانی گردد و از اعظم شروط جهاد نصب امام است چنانچه کریمه اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ
مِنْكُمْ و کریمه وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَ اِلٰٓى اُولِي الْاَمْرِ مِنْهُمْ و حدیث من لم یعرف امام زمانه فقد
مات میتة جاهلیة و حدیث صلوا خمسکم و صوموا شهرکم و اطیعوا ذا امرکم تدخلوا جنة
ربکم و حدیث من قتل تحت رایة عمیة فقد مات میتة جاهلیة و دیگر آیات و احادیث بیشمار بر آن

دلالت میکند بر نصب امام واجب و موکد است الحمد لله جل شانه که مالک علی الاطلاق و مالک بالاستحقاق این
زادهٔ گزین فقیر و خاک نشین بیچاره را اولاً باشارات غیبی و الهامات لاریبی بلیاقت خلافت مبشر گردانید و ثانیاً
بتالیف قلوب جمعی کثیر از اهل اسلام و جمعی از خواص و عوام بآن منصب امامت مشرف ساخت چنانچه
بتاریخ دوازدهم جمادی الثانیه روز پنجشنبه ۱۲۴۲ هجری قدسی جماعهٔ از سادات کرام و علماء اعلام و مشائخ عظام
و صاحبزادگان ذوی الاحتشام و خوانین عالی مقام مع جماهیر خواص و عوام از اهل ایمان و اسلام بر
دست اینجانب بیعت امامت بجا آورده امام خود قرار دادند و امامت و ریاست اینجانب مسلم داشته ربقهٔ
اطاعت در گردن انداختند و از آن روز تا حال بیعت مذکوره بر دست این فقیر جاری است و در میان جماهیر
اهل اسلام ساری پس مومنین مخلصین را هم لازم که بیعت مذکوره بر دست نائبان اینجانب بجا آرند و آن را
از جنس ارکان واجب شرعی شمارند تا معصیت ترک نصب امام در بال نیایند و باقامت سنت متواتره
ثواب یابند پس لازم که هر کدام از مومنین مخلصین رغبت انتساب باین فقیر داشته باشد بر دست خلفا و
نائبان اینجانب بیعت نماید حق تبارک و تعالی ایشان را اجر و مساعی ایشان را مشکور گرداند و ما را و جمیع مومنین
مخلصین را در سلک مقبولین خود منسلک فرماید آمین یا رب العالمین و صلی الله تعالی علی خیر خلقه محمد و آله
و اصحابه اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین ۞

(نمبر ۲) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بجواب مکتوب نواب احمد علیخان رامپوری

بسم الله الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بجناب مستطاب معلی الالقاب حشمت مآب شوکت انتساب
مجد اکتساب نواب احمد علیخان صاحب زاد الله اقباله و ضاعف اجلاله - بعد از سلام مسنون و دعای
اجابت مقرون واضح آنکه نامهٔ نامی و صحیفهٔ گرامی مشتمل بر مراتب اتحاد و اخلاص و مدارج وداد و اختصاص
عز ورود فرمود علاقهٔ صداقت و رشتهٔ مودت را مستحکم تر نمود و دیده را نوری و دل را سروری بخشید آنچه
بنوک قلم خلت شیم رقم فرموده بود که بتجدید بیعت بابرکت جناب هدایت مآب خاوند انتساب مقرب بارگاه
رب قدیر مولانا سید حیدر علی صاحب معاملهٔ مسنونه بجا آوردند از استماع آن فرحت بر فرحت افزود - الحمد لله
و المنة که حق جل و علا بکرم عمیم خود آن حشمت مآب را باین توفیق خیر موفق گردانید - اکثر تجربه کرده شد که هر که از مومنین
مخلصین به نیت پاک این معامله را می کند ابواب هدایت بر روی او مفتوح می شود امید قوی است که
حق جل و علا بکرم عمیم خود ببرکت ادای این امر مسنون در سلک بندگان خاص و مقبولان ذوی الاختصاص
منسلک خواهد گردانید - و احوال اینجانب و کرم رب معبود باین منوال است که قادر علی الاطلاق و مالک بالاستحقاق
این عاجز خاکسار و ذرهٔ بیمقدار را محض بکرم عمیم خود بوجهی نواخت که محبت ماسوای ذات خود را [illegible]

این ضعیف را شناخت و حفظ تحصیل رضائے خود را قبلہ ہمت این ضعیف ساخت و کفالت پرورش
این فقیر ذات پاک خود برداشت شکر نعمت عظمیٰ بجا آوردن بکدام جوارح ادا توانم کرد و حمد این عطیہ
کبریٰ چنانکہ حق آن است بکدام زبان بجا آید و بمصداق ابیات اگر بر تن من موئے باشد زبان * کنم شکر
این نعمتش را بیان * به تحریر الطاف بے شمار * نباشد یکے از ہزاران ہزار - بالجملہ برکت این اخلاص و
یمن این اختصاص قلوب بندگان خود را بجہت سحر این ضعیف گردانید کہ از جملہ تحریر و تقریر بیرون است
و کیفیت توجہ عنایات حضرت منان درباره این ضعیف ناتوان قابل تماشا کردنی است حقیقت
آن کما حقہ بیان نمی کنم [illegible] نمی شود بیان - اگر اینجا نسب را اشاره فرمایند چہ مراتب عجیبہ است کہ از حق
نگرید - ہر چند مقتضائے غیرت ایمانی و حمیت اسلامی در حق جمیع مسلمین عموماً و رؤسائے ایشان خصوصاً
ضروری است کہ درین باب حرکت مجاہدان و رجال حاضر شوند و در سلک الذین یجاہدون فی سبیل اللہ [illegible] منسلک
گردیده [illegible] از اسباب برکت آن [illegible] درین ایام باعث حدوث مفاسد شدیده است [illegible] تاکید
[illegible] کرده می شود کہ [illegible] نمایند و سائر مجاہدین مخلصین را ترغیب فرمایند و درباره
عاشقین این مکتوب [illegible] بجا آرند خصوصاً کسانیکہ دریافت و تحقیق [illegible] اند و در علم و وجاہت
معروف مثل فضائل و کمالات اکتساب مجاہد انتساب مولوی غلام جیلانی صاحب و امثال ایشان کہ
انصرام عنان عنایت درباره ایشان ضروری است و آنچه مضامین [illegible] و مدارج [illegible]
محبت [illegible] بود از نسبکہ این محبت للہ و فی اللہ است حق جل و علا برکات آن خود متکفل
مجازات آن در دنیا و عقبیٰ خواہد گردید انشاء اللہ تعالیٰ باعث حصول سعادت اخرویہ و موجب نزول
برکات دنیویہ نیز خواہد شد کہ سر رشتہ بلند پروازی تمنیات بشری [illegible] ہیچ آن نرسیده باشد و در
قلوب انسانی خیال حصول آن خطور ہم نکرده باشد در حضور حضرت رب العالمین بوسیلہ سید
المرسلین علیہ افضل الصلوٰة والتسلیم مراتب و درجات [illegible] مقبولیت [illegible] حاصل خواہد شد کہ
رشک افزائے اخوان و اقران باشد زیاده والسلام مع الاکرام *

نمبر ۱۳۷ مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد [illegible] بنام مولوی حیدر علی [illegible] رامپوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم - از امیر المؤمنین سید احمد بخدمت بابرکت مولوی صاحب [illegible]
فہم [illegible] رموز [illegible] اسرار معانی حامی انوار سنت [illegible] ماحی آثار بدعت [illegible]
کمالات اکتساب [illegible] مولانا سید حیدر علی مد اللہ ظلال افاضتہ علی رؤس المستفیضین
الی یوم الدین آمین یا رب العالمین - بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ - [illegible]

مولوی محمد علی صاحب جواب فرحت و مسرت که بر روئے این ضعیف نحیف مفتوح گردید از انجا وقتیکه
از زبان صدق ترجمان آن مقبول منان اخبار فرحت آثار از طرف عنان عزیمت آن والا همت بسوی عرب
جناب امیر المؤمنین عموماً و شما بسعادت خصوصاً در باب اعانت مجاهدین و استیصال کفرهٔ متمردین شنیده شد فرحت
بر فرحت و مسرت بر مسرت حاصل گردید حق جل و علا بکرم عمیم خود این شغل وافی هدایت مآب بلکه جمیع
بندگان خود را در همین کار و بار علی ممر الدهور والاعصار مشغول کناد و در دل خلاصه منزل جمیع مؤمنین جهاد رضا
رغبتی اعلائے کلمة رب العالمین و احیائے سنت سید المرسلین تا دم واپسین جلوه … آمین یا رب
العباد و احوال خود بدرگاه رب معبود سراسر مستوجب حمد و شکر است که الوف الوف آدم بلکه جماهیر اهل اسلام از
سکنائے این دیار و اقطار در اقامت جهاد و ازالهٔ کفر و فساد رفاقت این خاکسار و بنده بمحض قدرت قادر
اختیار خود اندرون صرف جان و مال بتحصیل رضائے رب ذو الجلال مستعد گردیده سبحان الله که مسخر آن
رب قدیر … قوم آفریدی و … و خلیل و یوسف زئی که از مردم … بر حسب طبعی و استکبار بر سلاطین ذوی
الاقتدار سر … داشتند … اطاعت این بندهٔ عاجز و نحیف در گردن خود انداخته و ریاست این حقیر بر سر خود ها
مسلم داشته جید تقدیم دادن به فرمان اند که از حیطهٔ تحریر و تقریر بیرون است بنا بر تفریح خاطر عاطر این چند اشارات
اجمالیه نگارش کرده شد و الا حقیقت سرگذشت خود و بیان واقع … و بیان که از آنشا … آن من خود
قاصرم تا بدیگرے چه رسد حمد این نعمت عظمی در بارهٔ آن محمود علی الاطلاق بکدام زبان برآرم و شکر این عطیهٔ کبری
در درگاه آن معبود بالاستحقاق بکدام قلب قالب بجا آرم موجب ابیات که لائق شد آن نکرهائے عریق + که غوطه
در دین بحرهائے عمیق + کدام آن زبان و کدام آن بیان + که ذکر ثنایت تواند بیان + ثنایت نهان به که تو گفته +
تمامی شرح آنچه تو سفته + زباریکی و دقت آن بیان + بیان چون کند کس بجز آن دهان + نظر چون کنم در
نغمهائے تو متعجب کنم از کرمهائے تو که چون من خسے را تو بنواختی - باصلاح عالم تو سید اختی + ثنا حمد گویم
بصد احترام + کلامم برین ختم شد والسلام

(نمبر ۲۳۲) از امیر المؤمنین سید احمد بنام مولوی غلام جیلانی صاحب رامپوری

بسم الله الرحمن الرحیم - از امیر المؤمنین سید احمد بخدمت فیضدرجت جناب هدایت مآب کمالات انتساب
مورد فیض رحمانی مهبط انوار ربانی مخدومی مولوی غلام جیلانی - بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون
واضح آنکه رقیمهٔ کریمه مودت ضمیمه مشتمل بر نهایت وفور رغبت و تاکد عزیمت و کمال مراتب اشتیاق در اعانت
دین رب خلاق و انسلاک در سلک مجاهدین و استیصال کفرهٔ متمردین رسید مضامین مندرجه اش واضح
گردید - الحمد لله والمنة که حق جل و علا بکرم عمیم خود در دل هدایت منزل آن مناقب اکتساب این داعیه

رحمانی اتفاق افتاده آنچه در نامهٔ ثانی مندرج بود که بسیاری از مومنین مخلصین بنا بر تشویش اهل و عیال و ادائے دیون
گردیده آمده اند مفارقت آن بزرگ انتساب آنجناب اختیار کرده لهذا نظر بقلت سامان لشکر و کثرت رفقا سے یک گونه توقف
واقع گردیده از استماع این کلام نهایت تعجب دست داد و با وجودیکه حق جل و علا آن بلایت آنجناب را بعلم و عمل
مشرف گردانیده باز اشتمال این خیال بر اختلال در سینهٔ اخلاص گنجینه خطور کند چه حق جل و علا در کلام پاک
خود میفرماید وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ و إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ و نیز
وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا لا محل ایفای این وعده در امور موعود بلا سبب منحصر
تا وقتیکه ذات فیاض از بار تو ... بیرون شود و قدرت ایفای این وعده باز پس خواهد گردید یا آنکه سرچشمهٔ رزق با هر کس از
خزانهٔ جواد مطلق موجود هست الا حرفی بخاطر میرسد که از بندگان الهی بنا بر امتثال احکام او تعالی ترقی خواسته گردید
ابواب رزق بر جمیع ایشان مسدود خواهد گشت چنان باشد این چنین خیالات در دور دراز است توکل را
کار فرمایند و ایمان باقتدار او ملاحظه نمایند و از ته دل یقین این فرمان کنند که خزائن ربانی بمقتضای آیهٔ قرآنی وَإِنْ
مِنْ شَيْءٍ إِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهُ غیر متناهی است اگر آن قادر علی الاطلاق رزق رسانیدن منظور داشت بر
جمیع سکان جمیع زمان در هیچ حال مانع نتواند شد و اگر این معنی منظور نیست پس هرگز هیچ کس از تدبیر او پیشتر
بدست آدمی نیست لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا راد لما قضیت شان او است
پس این وسوسهٔ شیطانی را دور فرمایند و بر کفالت مالک حقیقی و وکیل حقیقی اعتماد نمایند و در جمیع مومنین به آواز
بلند تقریر عام در دهند که رفاقت ایشان اختیار نمایند ... برگرفته محض اعتماد علی الله ... انشاء الله
خلق مسلوق لا زمام الوثوق و من توکل علی الله ... عنایت ربانی و کفالت رحمانی از در بار خود بوسیله سید
خواهند یافت که از بیم خیال دور باشند و آن که اگر درین ... از مومنین اختیار بنا بر تحصیل سعادت
مشارکت مجاهدین از ... نمایند آنرا من الله فهمیده هرگز رد نباید کرد که ... از قبیل
سوء ادب است ... دور ... بر خود ... نفسانی را ... دخل نباید داد
زیاده تطویل کلام در خدمت آن ... حکمت آموختن است ـ والسلام مع الاکرام

نمبر ۳ مکتوب امیر المومنین سید احمد صاحب بنام سردار میر عالم خان باجوری که امیر کبیر آنجا بود

بسم الله الرحمن الرحیم ـ از امیر المومنین سید احمد ... بر دار کبیر الاقتدار ریاست شعار شجاعت آثار سر حلقهٔ ... ریاست ... قدم ... صولت و جلالت حشمت نشان سردار میر عالم خان ... حفظه الله و رضا
اقباله ـ بعد از سلام مسنون ... اجابت ... آنکه هر چند اقامت جهاد و ازالهٔ کفر و فساد بر
جمیع مومنین عموما و ... مسلمین ... و ... سکان ... لازم ... حضور ... که وقت

شورش اهل بدعت و طغیان بهت است و حسب او که بنا بر حالیه این ضعیف مع چندے از مومنین مهاجرین از وطن
مالوف خود برخاسته محض بصدق نیت الله بنا بر اقامت همین یک رکن رکین یعنی نصرت دین رب العالمین کمر همت
بسته حال این عاجز خاکسار در نظر بعضی از خاطر حاضران سردار کثیر الاعتقاد باخبار متواتره واضح و لائح شده باشد
که آنچه در حیله بیعمال مهاجرین دین در دل با خلاص منزل این ضعیف مرکوز است همانا در مطلقا باطلب غرض
از اغراض نفسیه مثل تحصیل مال و منال بدست آوردن عزت و وجاهت یا تسلط بر قوی و امصار و امثال
آن هرگز مطروح نیست بلکه سوائے اعلائے کلمة دین و احیائے سنت سید المرسلین هیچ غرض در میان نے
درین صورت بر مومنین راسخ الاعتقاد و مسلم کامل الانقیاد لازم که در مقدمه اعانت دین رب ذو الجلال
قصورے در صرف جان و مال نفرمایند هرگز هرگز از این امر پهلوتهی نکنند که محکمه حساب و کتاب بحضور رب الارباب
در پیش است لابد در آن مقام بمقتضائے کریمه ثم لتسئلن یومئذ عن النعیم شکر نعمت مال و منال و عزت و وجاهت
طلب شدنی است و از تغافل و تساهل که در باب امتثال احکام رب العالمین واقع می شود سوال متوجه خواهد گردید
پس کدام مهربان جواب پیش کرده خواهد شد بالجمله اگر این جان ناتوان در دنیا دست نیابی حال سریع الزوال
و متاع قریب الانتقال و وجاهت مشوب بذلت امروز در حضرت رب العزت مصروف گردید پس صرف بنا
بر اختلال بلکه باعث مکنت و موالی و منال و رادین آنکه چیزی که در راه خدا مصروف گردید فی الحقیقت برباد نمی رود
بلکه منافع آن در دنیا و فوائد آن در عقبی و حصول اجر جزیل و رضوان و ثمرات تحصیل در میان اخوان و اقران
بوجهی حاصل می شود که خارج از حیطه وهم و خیال است بنا بر حالیه چند سطر حالی نوشته می شود که چه بشارت
مجاهدین بنا بر دسته صعب می نماید لکن فی الحقیقت بمقتضائے کریمه یا ایها الذین آمنوا هل ادلکم علی
تجارة تنجیکم من عذاب الیم تا وبشر المومنین نفع است از سوداگری که منفعت آن حصول مراتب
قرب و نجات دارین و سرخروئی بارگاه رب العالمین و جناب سید المرسلین و بدست آمدن عزت و وجاهت
و مملکت و امارت و تصرف بر قوی و امصار و انتظام و اقتدار و تحصیل مال و جلال از غنائم کفار بدان است پس قدری
اگر هیچ بنفس خود اختیار نمایند انواع عبادات بعوض آن در دنیا و عقبی مشاهده فرمایند بالجمله لازم است که مردم
درین سفر که آمده تکمیل شده علائق طمع و خوف از غیر ذات حضرت حق منقطع گردانند و در زمره یجاهدون فی
سبیل الله ولا یخافون لومة لائم منسلک شوند غرض اینکه اقامت جهاد و ازاله بغی و فساد افضل احکام رب
العباد است که هیچ عبادت از عبادات و طاعتی از طاعات مساوی آن نمی تواند شد قال الله تعالی لا
یستوی القاعدون تا فضل القاعدین درجة بنا بر علیه این ضعیف با کرم عمیم حضرت حق و قدرت کامله قادر
مطلق بنا بر اراده این جهاد حقیقی و اداے این سعادت علیا خود هم کمر همت بسته و نداے قوموا

[illegible]

المجاهدین فی سبیل الله باموالهم وانفسهم ... درجة وکلا وعد الله الحسنی وفضل الله المجاهدین علی القاعدین اجرا عظیما ...

الی الجنة عرضها السموات والارض درمیان مجاهدین مؤمنین و شناسیر ملحدین بر داد چنانچه جمع کثیر و جم غفیر از
ایشان مشارکت مجاهدین اختیار نموده داد دیانت و شجاعت در معرکهٔ قتال اهل کفر و ضلالت دردادند لیکن
درین اثنا عجیب مقدمه درپیش آمد که سرداران پشاور بنابر عادت قدیمهٔ خود که پیشهٔ حسد و نفاق هر کس
در سینهٔ پر کینهٔ خود مرکوز میدارند درین مقدمه هم مداخلت نموده در آن حیله و تزویر بیهوده گزندی به لشکر
مسلمین رسانیدند لکن الحمد لله والمنة که شکست و وبال این قبائح افعال لاحق حال ایشان گردید
و هیچگونه مضرتی باهل ایمان نرسید چنانچه مؤمنین سوات و نیز امثال ایشان باز براقامت
جهاد و ازالهٔ کفر و نفاق و فساد مستعد گردیده اند لاکن منافقین مذکورین تا حال هم از قبائح افعال
خود دست بردار نمیشوند چنانچه مجاهدین هندوستان که تفرقه ها و تازه بیگاهی می آیند در بدرقگی ایشان
داو نفاق می دهند درین صورت بحکم مقدمة الواجب واجب جهاد با منافقین هم واجب گردید بنا علیه
این ضعیف با مؤمنین صادقین عزم پاک کردن بلدهٔ پشاور و قرب وجوار آن از لوث منافقین
بدکردار مصمم کرده تا بموضع پنجتار رسیدیم و بنابر امتثال فرمان عالیشان حضرت مالک دیان که منطوق
کلام لازم الوثوق یا ایها النبی جاهد الکفار والمنافقین واغلظ علیهم است که همت مستقیم و بحول و قوت
الهی اتکا کرده و دعای ماثوره اللهم یا محول الاحوال و یا من بحول وانت عضدی و نصیری بر زبان حقائق
ترجمان رانده متوجه بسمت بلدهٔ مسطور گردیدیم حق تبارک و تعالی بقدرت کاملهٔ خود مظفر و منصور گردانید
هرچند با ضعف ظاهر و بی سامانی ظاهریم اما بمقتضای آیهٔ کریمه کم من فئة قلیلة غلبت فئة کثیرة باذن الله
بحکم مالک علی الاطلاق و مالک بالاستحقاق در باب استیصال کفرهٔ متمردین و منافقین مخذولین بقدر وسعت
خود کوشش می نمائیم آینده سرانجام دادن هر کار بدست قادر مختار است بموجب بیت اوست مالک هرچه
خواهد آن کند * عالمی را در دمی ویران کند * درین صورت لازم که آن حشمت مآب هم غیرت ایمانی و حمیت
اسلامی را کار فرمایند و منطوق انما المؤمنون الذین آمنوا بالله و رسوله و جاهدوا باموالهم و انفسهم عمل نمایند که مجرد
ایمان بغیر اقامت جهاد از پایهٔ اعتبار ساقط است هرچند مشارکت آن حشمت مآب بنفس نفیس خود درین مقدمه
بعید تر می نماید لاکن بفرستادن اقربا و اتباع ممکن پس لازم وقتیکه این فوج از پنجتار کوچ نماید عسکر ظفر پیکر خود
در سلک مجاهدین منسلک گردانند باقی تفصیل احوال از زبانی حافظ کلام ربانی مورد عنایات رحمانی مقبول
بارگاه الهی حافظ اعظم شاه واضح خواهد گردید آنچه حافظ ممدوح از زبان صدق ترجمان اظهار نمایند از قرین حقیقت
و مصلحت تصور نموده بر طبق آن عمل باید نمود که حافظ ممدوح از مخلص یاران اصحاب و خیرخواهان دین اسلام
است - زیاده والسلام مع الاکرام *

نمبر ۱۴۳ - مکتوب امیر المؤمنین سید احمد حقا بنام احمد خان ابن ارشد خان کمال زئی متوسل دستگیر یار محمد خان رئیس پشاور

بسم اللہ الرحمن الرحیم * از امیر المؤمنین سید احمد عطا اللہ خان والا مناصب عالی مراتب کثیر المناقب عظمت نشان رفیع الارکان احمد خان سلمہ اللہ تعالی - بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ رقیمہ کریمہ مشتمل بر مراتب محبت و اخلاص و مودت و اختصاص رسید انواع فرحت و اصناف مسرت بخشید حق جل وعلا بر جمعیت خود این مراتب خلت را کہ مخصوص بالنبی وآلہ الامجاد بود فی اللہ است روز افزون گرداناد - وآنچہ کمال وفور رغبت و نہایت علو ہمت آن والا نہمت در باب اعلائے دین رب العزت از قلم خلت شیم نگارش فرمودہ اند ہمہ ناشی از حمیت اسلامی و غیرت ایمانی است حقا کہ تماشای این عزت و وجاہت و حکومت و ریاست و آرام و راحت لا بد روزی گذشتنی و گذاشتنی است و در تکلیہ سوال و جواب حساب و کتاب بحضور رب الارباب حاضر شدنی است و در آن مقام ہیچ چیز غیر از ایمان و اسلام چیزے دیگر بکار آمدنی نیست و در ظلمات قبر و صراط غیر از نور اخلاص چیزے افروختنی نہ بموجب رباعی دانم نہ بعلم نہ عمل افراشتنی است * وین تخم طرب ہمیشہ کشتنی کاشتنی است * این داشتنی را ہمہ بگذاشتنی ست * جز ذرہ درد کہ نگہداشتنی ست سخن آنکہ اگر این لذائذ دنیا و بیرا امروز بعدلہ بمولائے خود صرف نکردیم لا بد فردا جنود عزرائیل بجبر و تعدی بستانند پس بہتر آنست کہ بطوع و رغبت جان و مال در رضائے رب ذو الجلال در باختیم و وسیلہ حصول سعادت کونین و راحت دارین بدست آریم و علاقہ بندگی را بحضور مالک خود محکم سازیم و ایمان کامل حاصل نمائیم و تکمیل ایمان غیر از رقعات اہل کفر بطغیان صورت نمی بندد قال اللہ تبارک و تعالی قالت الاعراب آمنا قل لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا ولما یدخل الایمان فی قلوبکم وان تطیعوا اللہ ورسولہ لا یلتکم من اعمالکم شیئا ان اللہ غفور رحیم انما المؤمنون الذین آمنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا وجاہدوا باموالہم وانفسہم فی سبیل اللہ اولئک ہم الصادقون پس لا بد دعوی ایمان را بہ شہادت اقامت جہاد مبرہن باید کرد و الا مجرد ایمان بدون اقامت جہاد از پایہ اعتبار ساقط است الحق بندہ کہ در مقابلہ اعدائے مولائے خود غیرت و حمیت نمی دارد فی الحقیقت بندہ نیست ہمچنانکہ محبے کہ جان و مال و عزت و آبروئے خود را در تحصیل رضائے محبوب نگہدارد فی الحقیقت محب نیست و مخلصے کہ پاسداری وجاہت غیر محبوب خود را ملحوظ دارد در دعوی اخلاص کاذب و در وغزن است و مقتضائے علاقہ عبودیت ہمانست کہ محبت اہل و عیال و طلب مال و منال و مراعات عزت و وجاہت و الفت و مودت اخوان و اقران و پاسداری رؤسا و دوستان پس پشت انداز و فقط رضائے رب ذو الجلال بجز و الشیا و امثال قبلہ ہمت سازد مصلحت دین آنست کہ یاران ہمہ کار ترک رانید و نجم طرہ یاری گیرید بر خاطر عاطر واضح و لائح است کہ سرداران زمان با وجود دعوی اسلام حمیت گری کفار لئام اختیار نمودہ با ...

مسلمین را بسبب این عمل قبیح دار الحرب گردانیده‌اند و اولاد خود را در زیر عمل کفار اشرار در داده‌اند حقیقت حال ایشان
ملاحدین مجوس‌اند در سینهٔ نفاق گنجینهٔ خود مرکوز ساخته‌اند که در پی ایذای مهاجرین ابرار و مجاهدین اخیار افتاده‌اند
سبحان الله رشتهٔ اسلام و تقاضای ایمان است که تا به حد خیرخواهی کفرهٔ ملاحدین و بدخواهی اهل اسلام و مؤمنین که زمرهٔ
مهاجرین و مجاهدین عمل می‌آرند نعوذ بالله من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا آخر شده شده نوبت
ایشان بجایی رسید که مؤمنین را از اشتغال جهاد بدون استیصال آن اهل فساد متعذر گردید بحکم مقدمة الواجب
واجب استیصال ایشان به نسبت جهاد با کفار واجب و مؤکد شد تا وقتی که استیصال ایشان محقق نشود جهاد با اهل کفر و
عناد صورت نمی‌بندد بنابرآن عمل این عاجز و قافلهٔ زمرهٔ جمعی از مهاجرین اخیار بتحقیق فرمان یا ایها
واجب الاذعان یا ایها النبی جاهد الکفار والمنافقین واغلظ علیهم ومأواهم جهنم وبئس المصیر بر جهاد منافقین
مخذولین کمر بسته‌ایم و بحق جبار سریع ان شاء الله عنقریب بحول و قوت مالک جبار و امداد قهار تمام شوکت
منافقین بدکردار بسهولت تمام مضمحل می‌گردد و عنقریب ان شاء الله تعالی این نتایج قدرت قادر قهار ظهور
انجام مشاهده خواهند فرمود لازم که آن والا مناصب بمشارکت جهاد با این ملاحدین بر رضا قهار جنود شیاطین تجهیز
دهند و پاسداری رب العالمین را بر بودادی منافقین ایثار فرمایند آنچه از بعض والیان زبان تقریر حصول منافع
دنیویه بسیار از بعضاعت آن از دربار شاه و شاهان و خلائق الناس رجالی با دید داشت باید واثق از درگاه
خالق است که اگر بکرد و جمعیت شده در زمرهٔ ناصرین مجاهدین منسلک شده ارشاد گردید شاق و متوهم سودی حاصل
خواهند کرد که خارج از وهم و خیال است اما اگر کسی خواهد که پاسداری منافقین ملحوظ دارد و در زمرهٔ منافقین
ذلک خود را منسلک گرداند با جان خود را در شدگان جنود تحقیق محبان اخلاص اندیش شمارد و بجلال
رضای حضرت حق متوقع باشد پس این خیال است پر اختلال و نیت پر اضلال باطل محال موجب
هم خدا خواهی و هم دنیا بسیار در ان + این خیال است و محال است و جنون. آنچه از واقعهٔ منازعت مابین
عالیجاه محمد خان و یوسف اسد خان نگارش فرموده بود حقیقت آن واضح گردید بالفعل از شقاق و از عدم تعطیل
و اهمال با بدانداخت و استیصال با علاج بدین شرط نظر باید ساخت وقتیکه این دیار از الواث مفسدین
به کردار مطهر و پاک گردید بصلاح مابین علاجش نهایت بسهولت صورت خواهد بست اگر بالفرض آن علاج اتفاق
نخواهد شد بطریق دیگر که مناسب وقت خواهیم دید عمل خواهیم آورد. زیاده و السلام مع الاکرام +

نمبر ۵۴ مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام سردار سلطان محمد خان عشق در
بسم الله الرحمن الرحیم – از امیر المؤمنین سید احمد بخدمت عمدهٔ ارکین عالی مقام دودهٔ خوانین ذوی الاحتشام
رونق افزای چار بالش حشمت معرکه آرای میادین عدالت مرادی عظمت شعار جلالت آثار شوکت نشان سردار

سلطان محمد خان زاد الله قدره و اقباله و ضاعف اجلاله - بعد از ادای احسن تحیت و سلام نیکی که سر رشته ریاحین سلام و
داعیه ترقی مناصب دارین و مدارج فنا (؟) ... و انشراح آنکه رقیمه مودت ضمیمه مشتمل بر غایت مراتب اخلاص و نهایت
مدارج اختصاص مع تفاصیل احوال خیر مآل در حین انتظار رسید مضامین مندرجه از تحریر دلپذیر مشعر اجمالاً و از تقریر
فضیلت پناه المنصور عالم آگاه ... تفصیلاً بوضوح واضح گردید - الحمد لله والمنة که حقیقت دیرینه و خلت پارینه تا حال
بلسان سعادت نشان ... گنجینه اخلاص گنجینه بکرم رب الارباب سرسبز و شاداب است حق تبارک و تعالی
بفرزندان کامله و تربیت بالغه خود این شجر موالات را مثمر ثمرات گرداناد و آمین یا رب العباد - آنچه از شوق با توابع
پنجتار (؟) ... مضطرب ... سعادت نشان محمد حسن خان بخاطر شفقت ... خطه
... رشد و ... مروت ... شده بود انشاء الله تعالی در مقدمه صاحبت خان ... ...
دعا کرده خواهد شد حضرت رب کریم بفضل عمیم خود در موقف اجابت آرد فاما آنچه استفسار در تدبیر استخلاص آن
نوجوان از پنجه ظالم ... فوکیر ... شامه بود پس حقیقت آنست که در هنگام ... آن سعید
دست ... پنه شادی ... ... در مقدمه استخلاص ... ... فعل
چاره استخلاص آن بیچاره غیر ازین هیچ بنظر نمی آید که جمیع اقربا و اصدقاء آن گرفتار رنج بلا تمامی همت خود را فراهم
آورده و نخسته (؟) ... عظیم ... آن ... بگنند که بالاضطرار ... دست ... خود ... آنچه در مقدمه
تحصیل ... و تشریف ... اموال ... کفر و ضلال ... استخلاص آن ...
متعدی ... نگارش فرموده بود پس حقیقت آنست که امر ... امتثال احکام رب العالمین ... سید
سید المرسلین ترک اهل و عیال خود گزیدیم و مهاجرت اوطان و اخوان ورزیدیم ... الله ...
اندا ختیم و اطاعت و انقیاد احکام رب العباد قبله همت ساختیم و طلاق ... که فرزند و عیال و مال و منال
و اوطان و اخوان می باشد از سویدای قلب برکندیم و انواع و اقسام ... و تکالیف سفر و حضر ... و تحمیل
و اهوال ... در مقدمه اقامت این رکن رکین ... دین سید المرسلین ... از مصائب ...
روانداشتیم و از پاسداری محبان قدیمی و اخوان ... درین باره دست کشیدیم و از ...
... دست برداریم ... پاسداری ... درین راه ... ... الا ...
و از ... حسیب ... ... بندگان ...
... احکام مولای خود ... توقف ... خاکسار ...
جان و مال ... توقف ... انتظار ...
حصول ... ...

رد دواریم با اطمینان به اقوال شما دست آریم و اعتماد مسلمان خالص الایمان بر مواعید و مواثیق سرداران کابل خیلی متعذر الحصول است تا اخیرانا مرد هم غیرمامول شب و روز و در شیفته مستعی بجان و دل بجای آریم و انجام آن از درگاه وهاب العطایا امید داریم با جمیلتا جان و در بدن و سر برتن است همین کار را داریم و انجام این کار بدست قادر مختار می شماریم در صورت فتح ترقیع خلیفه دین است و در آل و در صورت شکست نقد شهادت فی الحال در سر و در صورت بمقصود خود فائز هم و بمراد خود کامیاب و لسان شکر آن در بهار و خزان سرسبز و شاداب باقی تفاصیل احوال از زبان صدق ترجمان ملا میر آخوند زاده مشخصه ظهور خواهد رسید. والسلام مع الاکرام ـ ۲۶ ذی الحجه ۱۲۴۲ هجری

نمبر ۱۴ مکتوب از امیر المومنین سید احمد بنام سردار دوست محمد خان والی کابل

بسم الله الرحمن الرحیم ـ از امیر المومنین سید احمد بدوست سردار کثیر الاقتدار جلالت شعار عظمت آثار شجاعت دثار دولت اقبار سردار دوست محمد خان زاد اقباله بعد از سلام مسنون و دعاهای اجابت مقرون واضح آنکه نامه نامی و رقیمه گرامی مشتمل بر قوت استعداد آن عالی نهاد در اقامت جهاد و استیصال کفره و فساد و دیگر مراتبه اظهار اخلاص و ایجاد محبت و اتحاد رسید مضامین مندرجه واضح گردید الحمد لله که عزم اقامت این رکن رکین یعنی نصرت دین متین و استیصال کفره متمردین در دل جلادت منزل آن سردار جلالت آثار هویدا گردید الحق مثل این علو همت و تاکد عزیمت شایان شان مثل آن عظیم الشان تواند بود هرچند سعی در اقامت این رکن اسلام یعنی قتال با کفار لئام بر هر فرد از مسلمانان و هر یکی از سکان واجب است اما در این هنگام که وقت شورش اهل کفر و طغیان است بر ذمه جناب امیر المومنین عموما و شاهان مسلمین خصوصا و جوب وا اوکد است تا هر قدر که حصول معنی اقتدار و کثرت جنود و انصار و تسلط بر بلدان و امصار بوجاهت در اصلاح و انتظام ترتیب اقامت این رکن دین بعد اعلان دین سید المرسلین موکد و لهذا هر که از سرداران نامدار و روسا عظیم الاقتدار بنصرت دین پروردگار و ترویج سنت سید المختار موفق میگردد مستحق اجر جزیل و ثواب حقیقی و ثنای جمیل در دنیا می شود و حصول سعادت اخروی و نزول برکات دنیوی و صعود در مراتب جنت و عروج بر مدارج حشمت بوجهی نصیب او میگردد که اکابر سلاطین را ادراک آن خیلی متعذر و اگر معاذ الله از ایشان در اقامت همین امر با شوکت تساهل و قصور واقع شود پس بحکم الناس علی دین ملوکهم تمام رعایا و عساکر ایشان بالکل در غفلت و تغافل و تساهل خواهند داد پس بحکم من یشفع شفاعة سیئة یکن له کفل منها اعمال ایشان با معاصی جمیع رعایا و سپاه مشحون و سیاه خواهد گردید در این باب نیک تامل فرمایند و خود را از ابکار بزرگ آن قبیل خیالات شعرا و نکات بلغا که محض بنا بر زبان آرائی و عبارت پیرائی در سلک تحریر می کشند شمارند که این مضمون

در کلام ملک علام و احادیث سید الانام منصوص و مصرح است پس کسیکه ایمان باللہ و بالرسول و بالآخرة می دارد البتہ
یقین مطلق میداند که این امر محض صدق ثابت است نه بس یا و اثر این تعامل و تدابیر در محکمہ حساب و کتاب
بحضور رب الارباب متنازع است و در مجازات آن چہ انواع رنج و متاعب با جناس تکالیف و مصائب کشیدنی است
فاما آنچه در ظن اکثر بحیرت کاران زمان مرتکز است که بغیر اعانت سرداران تاجدار و اصحاب کثرت و اقتدار حصول این
معنی صورت نمی بندد پس این خیالیست محال و احتمالیست پر ضلال زیرا که ممکن است که حق جل و علا بقدرت
کاملہ خود دیگر سعادتمندان ازلی و مقبولان لم یزلی را که از ضعفاے مسلمین و فقراے مخلصین باشند برگزیده کار آرد که به
محض عنایت خود این مہم عظیم از دست ایشان برآرد و قال الله تبارک و تعالی اِلَّا تَنْفِرُوْا یُعَذِّبْکُمْ
عَذَاباً اَلِیْماً وَّیَسْتَبْدِلْ قَوْماً غَیْرَکُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَیْئاً اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ باقی احوال
این حدود بکرم رب معبود برین منوال که این عاجز از دار السلطنت کابل برآمده در ضلاع جلال آباد و نواحی پشاور
رابطے کرده در بلده نوشهره رسیده درین اثنا لشکر مخالفین بموضع اکوره بکمال جمعیت و نہایت استکبار و نخوت آمده
اتراق کرده هر چند همراه این فقیر جمعے قلیل بے سر و سامان بودند اما از انجا که طالبان رضاے حضرت خلاق بوده در
صرف جان و مال نہایت مشتاق بنا بر علیه ایشان از شباشب از دریاے لنڈه عبور کنانیده بر سر کفار نگونسار بطریق
شبخون و تاخت روانه کرده شد و در آخر همان شب بحکم حضرت رب العالمین جنود مجاهدین بر سر آن خاطئین رسیده و
از اسلحه دو دست مثل تیر و تفنگ در گذشته آنہا را زیر تیغ بے دریغ گرفتند عسکر ایشان از خون ایشان لاله زار
ساختند چنانچه جمعے کثیر از ایشان که قریب یکهزار باشند یا ازین هم بسیار بدار البوار فرستادند و جمعے را زخمهاے
پر خطر تا لب گور رسانیدند و اجناس نفیسه از قسم اسپ و شتر و یراق و خیمه و بیش از بیش بردند بعضے غازیان آنچه
بمرتبه شهادت مشرف گردیدند بجنت الماوی ماوی ساختند و اکثر ایشان بشمول حفاظت ربانی و کفالت رحمانی
بعسکر خود مراجعت نمودند این شبخون کفار بد کردار را پیچ در پیچ شکست داد که از تمام اقامت خود برخاسته بمقام
دیگر بار انداختند و از شدت خوف گرداگرد عسکر سنگر زدند بعد ازان فقیر از بلده نوشهره برخاسته بموضع [illegible] آمده
اقامت نمود مومنین این اقطار از دریاے اباسین عبور نموده بر سر شهر حضرو که مرکز کفار آن دیار و مجمع متمولان
اقطار بوده تاخت آورده چهار صد تا کس را بجحیم رسانیدند و اشیاے نفیسه و اموال خطیره از نقود و اجناس بدست
عموم الناس تا بقدرے افتاد که از تحریر و تقریر بیرون است بعد ازان اسباب جنگ جدال و قتل و قتال منفتح گردید و شب
و روز نصرت آسمانی و تائید ربانی یاران صحبت می باشد و از جمله تائیدات الہی این است که اجتماع جنود مجاهدین
هر چند بسیار از بسیار بود لیکن باز هم لشکر بے سر و سامان مثل غوغاے عام در کوچ و مقام بے انتظام می بود بنا بر علیه
بطبق فحواے کلام ملک علام و احادیث سید الانام علیه الصلوة والسلام و فتواے فقہاے عظام و سواد اعظم [illegible]

زوی الافہام مصلحت وقت بچنان اقتضا کرد کہ اقامت این رکن رکین اسلام بدون نصب امام بوجہ مشروع صورت
نمی بندد بنا علیہ بتاریخ دوازدہم جمادی الثانیہ ۱۲۴۲ ہجری مقدس باتفاق مشاہیر سادات کرام و علمای اعلام و مشائخ
عظام و صاحبزادگان ذوی الاحترام و خوانین ذوی الاحتشام و جماہیر خواص و عوام از اہل ایمان و اسلام بیعت
امامت بدست این جانب واقع گردید و بروز جمعہ خطبہ بنام این جانب خواندہ شد ہر چند این عاجز خاکسار ذرۂ
بیمقدار بحصول این مرتبۂ منیف اولاً بمدد اشارات غیبی و الہامات لاریبی مستبشر بود ثانیاً بحصول این منصب
شریف باتفاق جماعات اہل اسلام از خواص و عوام مشرف گردید لیکن بسبب غیور کہ علیم بذات الصدور دانائے
نہان و آشکار و حفیظ بر اتب اعلان و اسرار است گواہ است بمعنی کہ این حقیر از قبول این منصب شریف غیر از
اقامت جہاد و صحت جمیع امیاد و امتثال آن از اظہار احکام دین و اعلائے کلمۂ رب العالمین غرضے دیگر از
اغراض دنیویہ مثل تحصیل مال و عزت و جاہ و سلطنت یا حصول معنی تسلط بر قری و امصار و ضیاع و اقتدار یا تذلیل
اہل ریاست و سیاست یا اہانت ارباب ریاست یا تنفیذ احکام خود بر بندگان ملک و جہان یا تحصیل معنی
ترفع بر اخوان و اقران ہرگز ہرگز نیست با اینہمہ شقہ و وسوسۂ شیطانی و شائبۂ ہوائے نفسانی با این داعیۂ حقانی از
ملاحظہ نگردیدہ و از بسکہ اقامت این امر بفضل الوجہ اللہ الکریم بوقوع آمدہ بود بنا علیہ آثار آن ہویدا گردید چنانچہ
جمعے کثیر و جمعے غفیر ہزاران ہزار بلکہ بیحد و شمار از ہر جوانب و جمیل ممالک بمجمع فراہم آمد و ندہی آیند و در میدان
جلادت و دیانت داد شجاعت و حمیت دادہ اند و می دہند و علاوہ برین آنکہ حق جل و علا بکرم عمیم خود علائق
خوف و طمع را از ماسوی خود منقطع گردانیدہ است نہ از شوکت ما القتی فی امثال ما ریم و نہ از کثرت مواخذین
شہے - آرے اینقدر میدانیم کہ ہر کہ جان خود را در راہ مسلک جہاد برین منسلک گردانیدہ دعوی ایمان خود را مبرہن
کردہ و ہر کہ درینوقت پہلو تہی کرد باد حسرت بدست برد - اے مدعیان دین بیائید و در نصرت دین خود جان و
مال بیازید تا گوی سعادت جاودانی و راحت دو جہانی بربائید چنانکہ بسہم حقیقی عمر گذرانیدہ ابد الآباد در
ادائے شکر آن مال و جان خود را حاضر کردہ کوشش بلیغ نمائید تا سعادت دارین و ریاست کونین حاصل کنید ۵

نمبر ۲۳ - از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام مسلمین قوم خلیجانی از مقام پنجتار

بسم اللہ الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بمطالعہ خوانین کرام و اراکین عالی مقام و ملکان ذوی الاحترام
و سائر مومنین خلیجانی کثرہم اللہ تعالی و وفقہم لما یحب و یرضی - بعد سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ
ہر چند اقامت جہاد و ازالہ کفر و فساد بر جماہیر مسلمین عموماً و مشاہیر مسلمین خصوصاً در ہر زمان و ہر مکان واجب
و موکد است اما درین عہد و زمان کہ وقت شورش کفر و طغیان است اوجب و اوکد گردیدہ بنا علیہ این بندۂ ضعیف
باجمعے از مومنین صادقین از وطن مالوف خود برخاستہ محض ہجرة فی اللہ برائے اقامت این رکن رکین و نصرت

درین ایام همین که همت بسته دانسته نهان و آشکارا نیکو آگاه و خبردار است که سوائے اعلائے اعلام دین و
احیائے سنت سید المرسلین ہیچ غرضے و مطلبے درمیان نداریم و خصوصیت بر ہر مومن صحیح الاعتقاد و
مسلم کامل الانقیاد واجب و لازم که غیرت ایمانی و حمیت اسلامی را کار فرموده بر اعانت دین و نصرت
شرع متین کمر ہمت چست بندند و در صرف جان و مال در راه خدا اهمال و دریغ نورزند و ہرگز ہرگز از
ادائے این عبادت عظمیٰ و ادراک این سعادت کبریٰ باز نمانند تا روز جزا در محکمه حساب کتاب بحضور
رب الارباب بسرخروئی برخیزند و در روئے خیر الانام علیه الصلوٰة والسلام شرمسار نشوند که شکر نعمت
مال و منال و جاه و عزت طلب شدنی است و از تغافل و تساهل در اعانت فرمان رب العزت سوال
ہستو به گردیدنی پس بکدام زبان جواب خواهند داد و چه عذر پیش خواهند نهاد بالجمله اگر امروز جان و مال
در راه ایزد متعال صرف نگردید فردا وبال جان است و ہیچ کار آمدنی نے۔ پس اگر کمر ہمت چست بستند
در دنیا بسید داد شجاعت و شهامت خواهند داد و در راه تائید دین قدم ثابت خواهند نهاد و انچه اجر جزیل
از حضور ملک منان و ثنائے جمیل درمیان اخوان و اقران خواهند یافت ہیچ عاقل پنهان نیست
تا آنچه منافع بسیار و محاصل بیشمار از عزت و دولت و وجاهت و مکنت بدست خواهند آورد بیرون
از اندازه قیاس خواهند بود انشاء الله تعالیٰ ہم مناصب موروثی ایشان بدست خواهند آمد ہم نظر بر مساعی جمیله
ایشان در منیاب فوائد بیش از بیش علاوه برآن حاصل خواهند شد زیاده والسلام والاکرام مرقومه بست و
نهم ذی الحجه سنه ۱۲۴۱ ہجری ۵

(نمبر ۱۰۴) مکتوب از امیر المومنین سید احمد بنام شاه پسند خان صاحب ونیز شاه محمود

بسم الله الرحمن الرحیم۔ از امیر المومنین سید احمد بمطالعه عمده اخوانین عظام زبده اراکین عالی مقام والا منش
کثیر المناقب عالی شان عظمت نشان شاه پسند خان سلمه الله تعالیٰ و حفظه۔ بعد از سلام مسنون و دعائے
اجابت مقرون واضح آنکه ایزد متعال منعم لایزال بمحض جود و نوال خود آن کثیر المناقب را بمناصب عالیه
ریاست و مراتب رفیعه حکومت نواخته و بانواع نعم حشمت و شوکت و اصناف شیم شجاعت و شهامت
بهره ور ساخته پس مقتضائے شکر این دولت عظمیٰ و لازمه سپاس این موهبت کبریٰ آنست که در باب طاعت
احکام مالک علام بال ہمت کشایند و راه فرمانبرداری و رضا جوئی پروردگار بقدم عزیمت بپیمایند و کمر ہمت
چست بسته و نیت خالصه درست نموده در راه اثبات ملت بیضاء و حمایت شریعت غرا مساعی جمیله بروئے
کار آرند و محبت اہل و عیال و جان و مال پس پشت انداخته در رضامندی و خوشنودی ایزد کریم را قبله ہمت
ساخته در اعلائے کلمة رب العالمین و احیائے سنت سید المرسلین ہمت عالیه بگمارند که اینهمه مال و منال

سریع الزوال وایں حشمت وریاست فنا آل روزے گذشتنی وگذاشتنی است وروز جزا و در معرکهٔ پر هول حساب
وسوال وجواب بار و پرسش رب الارباب حاضر شدنی پس مقتضائے حرارت ایمانی وغیرت اسلامی آنست که در
راه رضائے مولائے خود جان بازند و جهان تا زندهٔ ماسوی الله را پس پشت اندازند و تا اقامت جهاد بر کفره و اعادی و
ارباب بغی و فساد و سازند و این جان ناتوان و بهای شکست بنیان را بجاوند حقیقی بسپارند و زندگانی فانی را عوض
حیات جاودانی ابد فروشند و در تحصیل رضامندی رب العزت بکمال علو همت و وفور رغبت بکوشند و در تالیف تمام
و ترغیب خواص و عوام بسوئے اقامت این رکن رکین و اعانت دین متین جد و جهد بلیغ بکار برند و داد کوشش
دهند خصوصاً حضور لامع النور حضرت بادشاه بطور مناسب و اندازهٔ معقول باین مضمون عرض لازم القبول
فرمایند که گوش حق نیوش ملازمین آنجناب عالی را بدین مضمون خوش بیانی و گوهر فشانی چنان آرایند که دعاے
دلی و خواهش قلبی آنحضرت یعنی اقامت جهاد بر اهل کفر و ضلالت و استیصال بیخ و بنیاد اهل بغی و نخوت از پردهٔ
اختفا بظهور آید و از قوت بفعل گراید و نوعے مشارکت فقیر درین باب بمعرض قبول افتد و بوجه من الوجوه معاونت
دین بسبب الایا بسبب نغمهٔ ظهور جلوه آرا گردد هر چند بهمت فزائی دائرهٔ دولت و اقبال آنحضرت و رونق افزائی
قدوم میمنت لزوم آن والا همت این دیار و اقطار شمع سرور و شعور است که حاجت رهائی رعایا و انجاح مسئول و
مأمول هادر و مسکین برایا لازم این کار بجا بر و انکار را بانفاذ هر حالی مقدار در باب سر انجام این امر عظیم و مهم فخیم نسبت
کسے از عهده ارکین عقیدت و فدویت آمین خیلے آسان و سهل الحصول می نماید الهی با همه این داعیه کار
و امداد شرع زبانی نظر و فوز رغبت و تاکید عنایت آن سلطان حق پسند سزاوار اجابت است و قابل قبول [illegible]
بهر وجه که دانند و توانند باعانت دین متین و نصرت شرع مبین بجان و دل کوشند تا فردا روز جزا رو بروی
حق تبارک و تعالی و حضرت سید الوری افضل البرایا تشریف شرف و خلعت عزت پوشند که ثمرهٔ کمالی مولی همین
است و نتیجه حق شناسی مالک چنین کردار حقیقی برائے مکافات همین حیات است و در روز جزا برائے ایفای [illegible]
حقد حوض چنین بهره [illegible] وانچه ثمرات این جهاد جمیل و نتائج این جهد جزیل در دنیا خواهند دید که از دید و شنید
بیرون است و از وهم و خیال افزون انشاء الله تعالی زود مناصب رفیعه حاصل خواهد گردید و مراتب منیعه و اکل و
اجل حاصل که بالفعل بکار بردند [illegible] خود [illegible] بنصرت دین متین [illegible] رب العالمین
و استیصال کفره و مفسدین شکسته دل [illegible] ملاعین [illegible] که در سرانجام آن هم دنیا و هم دین و هم منفعت
اخروی بسیار است و هم [illegible] حاصل [illegible] رضائے ایزد متعال است و هم باعث حصول
حشمت و شوکت [illegible]
نیکنامی در دنیا [illegible]

تا بیند که مقتضای غیرت ایمانی و تائید جمعیت اسلامی همین است و ثبوت السلام مع الاکرام ۰ مرقومه دوم محرم الحرام ۱۳۴۱
هجری از مقام پنجبار ٭

(نمبر ۲۹) استفتاء در مخالفت امام مجمع علیه انام

بسم الله الرحمن الرحیم ٭ ما قول العلماء الربانیین خدام الشرع المبین درین صورت که جمعی کثیر و جمی غفیر از علما
و علاء و رؤسائے ذوی الاحترام بر دست امام همام خلیفه سید الانام علیه الصلوٰة والسلام سید احمد امیر المؤمنین بیعت
امامت بجا آوردند و اطاعت آنجناب التزام نمودند پس اگر آنجناب بنابر خدمت دین و اجرای
احکام شرع مبین امری صادر فرمایند و کسی از مسلمین خواه قوی باشد خواه ضعیف امر آنجناب را رد نماید
و در مخالفت ایشان مستعد شود حتی که بنابر رد حکم آنجناب بر قتل و قتال و جنگ و جدال آماده گردد درین صورت
حکم شرع شریف در مقدمه مخالف مذکور و رفیقان او چیست. بینوا توجروا ٭

جواب – امامت جناب مذکور بشده بیعت علما و رؤسا مذکورین منعقد گردید زیرا که امامت به بیعت یکی از
مسلمین منعقد میگردد چه جائیکه جمعی کثیر و جمی غفیر از ایشان بیعت مذکور بجا آرند. قال فی شرح الفقه الاکبر ینعقد
الامامة بعقد واحد و کذا فی شرح المقاصد و شرح المواقف و چون امامت آنجناب ثابت گردید پس انکار
از حکم آنجناب اثم صریح است و جرم قبیح. قال الله تبارک و تعالیٰ یا ایها الذین آمنوا اطیعوا الله و
اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم – (و قال رسول الله صلی الله علیه وسلم) من اطاعنی
فقد اطاع الله و من عصانی فقد عصی الله و من یطع الامیر فقد اطاعنی و من یعص الامیر فقد
عصانی (ایضاً) من خرج من الطاعة و فارق الجماعة فمات میتة جاهلیة (ایضاً) من خلع یداً من
طاعة لقی الله یوم القیامة و لا حجة له ٭ و چون سرکشی مخالفین بحدی رسید که بدون برپا کردن معرکهٔ قتل
و قتال و جنگ و جدال از مخالفت سرباز نشوند و بر حکم امام گردن ننهند پس جمیع مسلمین مامور میشوند که بر ایشان
لشکرکشی کنند و حکم امام بر ایشان جبراً جاری گردانند (قال الله تبارک و تعالیٰ) فان بغت احدیهما علی
الاخری فقاتلوا التی تبغی حتی تفیء الی امر الله ط (و قال النبی صلی الله علیه وسلم) انه ستکون هنات
و هنات فمن اراد ان یفرق امر هذه الامة و هی جمیع فاضربوه بالسیف کائناً من کان (ایضاً)
من اتاکم و امرکم جمیع علی رجل واحد یرید ان یشق عصاکم او یفرق جماعتکم فاقتلوه – (و قال فی
مختصر الوقایة) والبغاة قوم مسلمون خرجوا عن طاعة الامام فیدعوهم الی العود فان تحیزوا
مجتمعین حل لنا قتالهم بدءاً. پس لابد هر که از لشکر امام درین معرکه مقتول خواهد گردید پس بهشت شهید
باشد و هر که از لشکر مخالفین مقتول خواهد گردید بدوزخ طریق باری و موت این مخالفین اقبح است از سایر

و فاسقین مثل زناة و سارقین چه نماز جنازه بر سائر فاسقین ادا کردن واجب است بخلاف باغین و خالفین که نماز
جنازه بر ایشان هم جائز نیست کما فی الدر المختار - والله اعلم بالصواب +

نمبر ۱۳ - مکتوب از جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب دہلوی بنام نواب وزیر الدولہ بہادر رئیس ٹونک

بسم الله الرحمن الرحیم - از بنده ضعیف محمد اسمٰعیل بجناب حشمت مآب جلالت انتساب نواب وزیر الدوله بهادر
زاد الله اقباله و ضاعف اجلاله - بعد از سلام مسنون و دعائے اخلاص مشحون ملتمس آنکه نامه نامی و رقیمه گرامی که
بدست شجاعت نشان عبد الحمید خان بنام این ضعیف ارسال فرموده بودند بواسطه خان ممدوح معه کاغذ اقبال تکمیل
رسید تفاصیل اخبار صداقت آثار از زبان واضح البیان خان ممدوح بوضوح انجامید - حاجی محمد صابر که
سابق از ایشان بعرصه قلیله رسیده بودند از زبان ایشان چنان بوضوح پیوست که اکثر مدعیان اسلام
از سکان هندوستان از قسم دانشمندان کتب فضیلت نمائے و سالکان طریقت پیشوا سے و امیران نخوت شعار
و اتباع ایشان از فساق و فجار بلکه جمیع منافقین اشرار و فاسقین بدکردار از فتنه مهدیه دست بردار شده
راه کفران نعمت و طعن بر ساعیان جهاد اختیار نمودند و وساوس شیطانی بطریق نیابت از وسواس خناس در
قلوب طالبین حق القا کردند و بر راه راست ملت محمدیه کج مج رو طالبین حق را سد راه گردیدند آن گروه
شقاوت پژوه بیشک بغض یزدانی مورد لعن رب العالمین شدند چنانچه حق جل و علا در کلام پاک خود میفرماید
اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا چنانچه پاره از اشکالات
ایشان که بسبب ظاهر ابهام و مشکل اسلام ایراد کرده بودند بحسب تحقیقات آنهمه اشکالات بکلام ملک علام
و بر خرافات سید الانام علیه السلام بیگر دید از زبان صدق ترجمان حاجی صاحب ممدوح مسموع گردید حالا اشکالات
مذکوره از کلام رب العالمین و سنت سید المرسلین بر وجهیکه حاجی ممدوح باحسن وجه بیان کرده شد هر چند
حاجی صاحب ممدوح که طالب حق بودند از جال مذکور منتفع گردیدند اما این ضعیف را یقین قطعی باین معنی حاصل
است که تقریر مذکوره بسمع منفعت جاهلین مذکورین نخواهد رسانید که سند تقریرات مذکوره از کتاب و سنت است و مقصود
منافقین مذکورین در ایراد اشکالات بر چنین کتاب و سنت است و مطلب ایشان رد و قدح بر سیرت
نبویه است پس جواب ایشان غیر ضربة السیف چیزے دیگر نمی تواند شد و ما دامیکه استطاعت این امر حاصل
نیست جواب ایشان همین عدم التفات بکلام ایشان است و بس بموجب بیت آنکس که بقرآن و خبر
زو نرهی + آنست جوابش که جوابش ندهی + آنجناب از صفائی عقیدت بے بدل اند و در صدق نیت
ضرب المثل انشاء الله عند الملاقات حقیقت این امر مفصلاً بخدمت عالی عرض خواهم نمود اما درین حین زمان
که وقت شورش وساوس شیطان است محافظت جان خود از وساوس آن شیاطین و مزخرفات جنود ابلیس

لہذا برین واجب و متوکد دانسته تا زمان ملاقات برادران همین کنند قناعت فرمایند که حاصل سیرت سیدالمرسلین و
جمیع خلفای راشدین و اهل بیت مطهرین و صحابهٔ کرام همین است که تمام عمر خود را بلکه هر ساعتی از ساعات
روز و شب را در سعی اعلای کلمة الله صرف نمایند و جمیع اوقات عزیزه را بهمین مساعی جمیله معمور دارند و صرف
عمر گرانمایه را درهمین شغل چنین سعادت عظمی شمارند خواه سعی مذکور بانجام رسد یا نرسد چه مقصود صرف عمر خود است
در اطاعت رب العالمین و اتباع سیدالمرسلین تا انقلاب ادوار و اطوار روزگار انقلاب اقبال و ادبار و سیر منازل
ماه و دول پس تعلق بقدرت کامله ربانی میدارد نه باستطاعت ناقصهٔ انسانی و مسلمانان محمدی را همین لازم
است که مال و جان و عزت و آبروی خود را درهمین راه دربازد و آنرا عین سعادت خود شمارد و ترقی و تنزل
موافق مشیت لطیفه قدرت کاملهٔ ربانیه بسپارد بموجب بیت ع بخت اگر مدد کند دامنش آورم بکف + گر بکشم زهی طرب
ور بکشد زهی شرف + و صرف اوقات را درهمین مساعی معظم عبادات انگارد و قرب حق را درهمین راه
منحصر پندارد و دیگر مشاغل دنیویه و دینیه را معطل کرده مردانه وار درهمین میدان درآید فخر و مصلحت دیده
من آنست که یاران همه کار + بگذارند و خم طرهٔ یاری گیرند + پس آنچه لازم که همین راه را راه خدا و رسول
انگارند و هر که درین امر زبان طعن و طنز کشاید او را از جملهٔ اعدای دین و مطرودان رب العالمین مثل اقوام مسکود
هنود ان شمارند والسلام مع الاکرام +

(نمبر ۱۳) از مولانا محمد اسمٰعیل صاحب دہلوی بنام میر شاہ علی صاحب

بسم الله الرحمن الرحیم - از بندهٔ ضعیف محمد اسمٰعیل بخدمت سعادت غیرت ایمانی منبع حمیت اسلامی مقبول
بارگاه رب قوی مخدومی میر شاه علی سلمه الله تعالی - بعد از سلام مسنون و دعای اجابت مقرون واضح
آنکه - نامهٔ نامی و رقیمهٔ گرامی متضمن بر کلام میکه فیما بین صادقین و منافقین واقع گردیده رسید مضامین
مشارٌ الیه واضح گردید جزاکم الله خیرا - آنچه نگارش فرموده بودند که مضامین سوال و جواب را منقح کرده اند و
آنرا کسوت تالیف رساله پوشانیده رسائل باید داشت - مخدوما حقیقت الامر این است هرچند که تحریر و تقریر
هم در مقدمات نوعی از جهاد است فاما این ضعیف بلکه سائر حاضرین بانتقام در امری مشغول اند که تقریرات
و تحریرات را در آن هم اصلا گنجائش نیست حال ما مردم به نسبت حال اهل تحریر و تقریر مشابه حال شخصی است
که بنفس ادای صلوة مشغول است به نسبت کسیکه تعلیم مسائل صلوة می نماید پس هرچند تعلیم مسائل صلوة هم
از جملهٔ مقدمات صلوة است فاما حال ادای نفس صلوة مانع است از اشتغال به تعلیم مسائل صلوة - کسیکه
حال مجاهدین را مشاهده نماید بالیقین بداند که مسلک قیل و قال و بحث و جدال خواه حق باشد خواه باطل
دیگر و مسلک این مردم دیگر - مسلک اول از جنس مسلک علما است و مسلک ثانی از جنس مسلک انبیا

دشمنان بنیها حالانکه درین مقام چند کلمه منجر بر کرده می شود تا بهم بر خاطر فاتر لیس گزرین است فالا بنا بر پاس خاطر
خاطر نوشته می شود که در اعتقاد امامت جناب امیر المؤمنین بر تاکنون حدیث و کلام و فقه اصلا اشتباه نیست
و آنچه مخالفین از بعض قبائح آنجناب یا اتباع آنجناب نسبت می نمایند پس اولا اینکه آنچه بذات آنجناب
نسبت می کنند آن همه سراسر باطل است و از محض دروغ و باطل و آنچه رفقای آنجناب نسبت می نمایند
پس اکثر آنها هم مطابق واقع نیست بر تقدیر تسلیم پس قبح رفقای امام هرگز در امامت آن قادح نیست
چنانچه قبح اصحاب هرگز در نبوت نبی ایشان قدح نمی تواند کرد و نیز بر تقدیر تسلیم آنچه بذات آنجناب هم
نسبت می کنند پس آنچه ظاهر است که آنهم در ثبوت امامت با بقاء آن اصلا قادح نیست چه منتهای آن
قدح در مراتب ولایت است و ثبوت مراتب ولایت اصلا و بشروط امامت نیست بلکه فسق و ظلم هم سبب
زوال امامت بعد ثبوت آن هرگز نمی تواند شد چنانچه در احادیث متواتره و عبارات اسلاف و اختلاف و
فقهای متکلمین بر آن دلالت می دارند بالجمله مدار کلام بر تعیین دو امر است اول ثبوت امامت بعد از آن
عدم زوال آن بسبب اعتراضات مسطوره اما مقدمه اولی پس بیانش آنکه طریق ثبوت امامت از کتب
حدیث و کلام و فقه تفتیش باید کرد و در مقدمه روایات قوی را از ضعیف و راجح را از مرجوح تمیز باید داد
بعد از آن خلاصه مضمون قوی راجح که در باب طریق اعتقاد امامت است منقح کرده در ذهن ملحوظ باید داشت
و بعد از آن تامل باید کرد که در باب حسن خیر آن امر منقح متحقق است یا نه هر چند حقیقت الامر در امثال این مقام تا
بمشاهده منکشف می گردد لیس الخبر کالمعاینة حدیث است مانور و شنیده کی بود مانند دیده مثلی است
مشهور اما بنا بر آنکه مشاهده حال بنسبت غائبین مفقود است پس انکشاف حال بر سبیل اجمال بنسبت
ایشان از اطلاع بر اخبار راوین مجمع اخبار هم بقدر ضرورت می تواند شد بنا بر آنکه یک قطعه چه اخبار اطلاع
مع چند قطعات که اخذ دیگر که شارح قطعه مذکوره می تواند شد بخدمت ارسال داشته شد تا بوجه من الوجوه حقیقت
احوال منکشف گردد پس هر که در مقدمه منجلی تامل خواهد کرد لابد اعتقاد امامت آنجناب از جان خواهد نمود اما
مقدمه ثانیه پس آنرا هم از کتب حدیث و کلام و فقه تفتیش باید نمود که کدام امر باعث انعزال امام
از منصب امامت خود و این بجد نسبت دربارگاه آنجناب بعید است که کسی از کفار سکهه و غیر هم ادعای وجود
این قبائح در ذات آنجناب نمی تواند کرد بالجمله چون امامت آنجناب ثابت گردید هیچ امری که باعث
انعزال آنجناب از منصب امامت باشد یافته نشد پس اطاعت آنجناب بر کافه مسلمین واجب
گردید هر که امامت آنجناب ابتداء قبول نکند یا بعد القبول انکار نماید پس بموجب احادیث مستحق الدم که قتل
او مثل قتل کفار عین جهاد است و هتک او مثل هتک سایر اهل فساد عین مرضی رب العباد و ظهیر قبائل

این اختصاص بحکم احادیث متواتره از جمله کلاب رفتار ملعونین اشرار اعدا این است مذہب این ضعیف نادر مقدمه
پس جواب اعتراضات معترضین نزد این ضعیف همین ضرب بالسیف است نه تحریر و تقریر اما آنچه ذکر می نماید شاید
کر برائے مقابله اهل شوکت مماثلت ایشان در شوکت ضروری است پس میگوییم اولاً اینکه این مقدمه غیر کوشد
ممنوع است بلکه سعی در تحصیل معنی شوکت بقدر استطاعت خود کافی است مماثل شوکت مخالفین باشد
یا نباشد قال الله تبارک و تعالی وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ (ولم یقل) وَأَعِدُّوا لَهُمْ مِثْلَ مَا أَعَدُّوا
لکم و ثانیاً اگر معنی وجود شوکت این نیست که در جسم امام قوتے بهم رسد که بهمان وقت دولت مخالفین را
برهم زند و برداشت خود تمام جنود و عساکر ایشان را هزیمت دهد بلکه معنیش همین است که جماعات موافقین همراه او
بحدے جمع شوند که باقتضائے ظاهر عقل مدافعت مخالفین بقوت ایشان می توانند کرد و مراد از اجتماع این نیست
که دور آن گرداگرد او ایستاده باشند بلکه معنیش همین است که ایشان از ذات او علاقه بهم رسند که مقتضائے آن
علاقه در حق ایشان اطاعت احکام او باشد مثل علاقه نوکری در عرف سلاطین علاقه قرابت و برادری در عرف قاعده و در شرع
شرع همین علاقه بیعت را اعتبار فرموده اند پس چنانکه صاحب شوکت در عرف سلاطین همونست که طبع کثیر از نوکران مثل
داشته باشد و در عرف قبائل عنده همانست که جمع کثیر از اهل عشیره باشد همچنین در عرف شرع امام صاحب شوکت همانست که جمع کثیر
از مسلمین در سلک بیعت او منسلک گردیده باشند چه علاقه بیعت در شرع اقوی است از علاقه نوکری و قرابت پس جناب امام همام شوکت تامه
بالفعل بتحقیق حاصل است که بمراتب اقوی است از شوکت مخالفین چه سرداران ایشان در که صاحب عساکر و جنود
و دولت پیشه و شاهین اند در خونخواهین سپاه و شیر در سمه جمیع خواص و عوام ایشان و پاینده خان متولی حیثیت
امامت بر دست آنجناب بیعت آورده اند و شمار این اشخاص به لکهو کهها می رسد پس لا بد شمار عساکر آنجناب
بحدے خواهد رسید که شمار جنود کسی از مخالفین هرگز بآن حد نمیتوانند رسید اما اینکه بعضے از ایشان نکث
بیعت نموده در حق آنکه اطاعت است بجا نیاوردند پس محتمل است که دیگران هم همین معامله پیش کنند پس
اینمعنی اصلا در شوکت شرعیه قدح نمی تواند کرد چنانکه بسیاری از نوکران نمکحرامی می کنند و در بدخواهی
آقای خود می کوشند پس احتمال است که دیگران هم همین معامله پیش کنند پس چنانکه این احتمال در شوکت
عرفیه سلاطین قدح نمی کند پس همچنین آن احتمال در شوکت شرعیه ائمه قدح نمی تواند کرد ثالثاً آنکه مماثلت
شوکت با شوکت جمیع مخالفین از کفره شرق و غرب و سلاطین اهل اسلام از بدعت و الا امت صحیح المسلمین از سابقین
ولاحقین ثابت نگردد پس مماثلت با شوکت همین مخالفین مراد باشد که بالفعل مقابله با ایشان در پیش
است و در باشندگی تقدیر شوکت البته متحقق است که مماثل شوکت ظالمان و نزاره و کهلی [illegible] اند
شما اگرچه مماثل شوکت راجه رنجیت سنگه نباشد و کدام کس با ایشان خبر داده که جناب امام همام همین

جمعیت و قلیل [illegible] حرب [illegible] جمعیت مسلمین [illegible] شوکت ایشان [illegible]
بجا می آرند [illegible] شوکت [illegible] امر [illegible] الا [illegible] الوقت [illegible] بلکه [illegible]
[illegible] سنت الله جاری است که [illegible] سلاطین [illegible]
می برآرند [illegible] شوکت [illegible] بجا [illegible] می آرند [illegible] سلطنت
سلاطین [illegible] الا [illegible] که [illegible] است کسیکه [illegible]
دنیا [illegible] باشد در حق [illegible] نصرت [illegible] اختیار [illegible] کسیکه [illegible]
و [illegible] نصرت [illegible] در حق [illegible] و نصرت [illegible] می [illegible]
[illegible] جهاد [illegible] مشغول [illegible] انتها [illegible] می [illegible]
نشوند بلکه [illegible] قسمت [illegible] شده [illegible] این [illegible]
کار [illegible] جهاد [illegible] مشکور [illegible] بجا آرند الا لعنة الله على الظالمين الذين يصدون عن سبيل الله ويبغونها عوجا
[illegible] حصول شوکت [illegible] شرط [illegible] جهاد [illegible] شوکت باشد [illegible] شوکت [illegible] حاصل
نیست لیکن [illegible] شوکت [illegible] شوکت [illegible] حاصل [illegible]
[illegible] مسلمانان [illegible] جنگ [illegible]
[illegible] تمام [illegible] مسلمانان [illegible] جنگ [illegible]
[illegible] است [illegible] مسلمین [illegible]
[illegible] شوکت [illegible] است [illegible]
مسلمین [illegible] استطاعت [illegible]
کوشش [illegible] است [illegible] وقت [illegible]
[illegible] شد [illegible]
می گوید که شوکت [illegible] جهاد [illegible] شوکت [illegible] نیست [illegible]
[illegible] استطاعت [illegible] مسلمانان [illegible] جنگ [illegible] است [illegible]
[illegible] جهاد [illegible] تعطیل [illegible] می شود [illegible] است [illegible]
[illegible] جهاد [illegible] جماعت [illegible] امر [illegible]
[illegible] جماعت [illegible] وقت [illegible]
[illegible] جمعیت [illegible] شوند [illegible]

رسالہ [illegible] تا شود لایکه [illegible] است چه هرگز واقع نشده فی نفسه بلکه طریق [illegible] است که هرکس را لحاظ اگرچه
[illegible] باشد [illegible] چه صحیح بود [illegible] باشد [illegible] شود [illegible] صحیح [illegible]
و [illegible] نباید شد [illegible] را [illegible] شود [illegible] صحیح [illegible] هرگز [illegible] چه [illegible] شد
[illegible] لازم که هرکس [illegible] تقلیل الاستطاعت [illegible] باشد [illegible] استطاعت [illegible] اصرار [illegible]
[illegible] از مسلمانان [illegible] باشد [illegible] صورت [illegible]
[illegible] خود را [illegible] باشد [illegible] صحیح [illegible]
[illegible] تا [illegible] الدین [illegible] مسلمانان [illegible] بالکل
[illegible] مسلمانان [illegible] اسلامی [illegible]
جوش [illegible] مسلمان [illegible] تا [illegible]
[illegible] مسلمانان [illegible] جهاد [illegible]
مسلمین [illegible] آن [illegible] مسلمانان [illegible] شود [illegible] تمام
جهاد [illegible] اسلامی [illegible] الله [illegible]
[illegible] جهاد [illegible] سبب [illegible]
[illegible] اسلامی [illegible] آید
[illegible] جهاد [illegible] سبب [illegible]
[illegible] اسباب [illegible] دست [illegible]
[illegible] باشند [illegible] سبب [illegible]
[illegible] در حدیث شریف وارد گردیده (إن الشیطان یجری من ابن آدم مجری الدم [illegible]) [illegible]
باقی [illegible] الشیطان [illegible] این کلام سیادت پناه سید [illegible]
ایشان از [illegible] حق [illegible] ایشان [illegible] مولوی [illegible]
ایشان که بسبب [illegible] ایشان [illegible]
[illegible] حقیقت [illegible] و [illegible] این [illegible]
حال هرکس از ایشان [illegible] ایشان [illegible] باشد
بر آن اطلاع نمی دارم [illegible] شمارم - والسلام مع الاکرام
(نمبر ۲۳) مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد صاحب [illegible]

بسم الله الرحمن الرحیم - از امیر المؤمنین سید احمد بحضور لامع النور جناب معلی القاب زینت افزائے اورنگ
عزت و جلال زینت ده چهار بالش حشمت و اقبال صاحب عزت و نجابت مالک سیم و تخت قرة العین السلاطین
عمدة الخواقین زاد الله اجلاله و ضاعف اقباله بعد از سلام و دعا علیه ترقی مناصب کونین و مدارج دارین واضح
آنکه شقه خاص مشتمل بر مراتب اختصاص بدست اخلاص نشان شیر زمان خان جو نزول فرموده محبت دیرینه
اتحاد پارینه را تجدید نموده آنچه در باب نزول موکب اجلال بنا بر اعانت لشکر ذو الجلال و استیصال اهل کفر و ضلال نگارش
خامه عظمت شمامه بود حقیقت الامر آنست که قدر یکه اشتیاق ملاقات این فقیر در دل عظمت منزل میدارند زیاده
چندان این فقیر را اشتیاق ملازمت خود شمارند اول آنکه رابطه محبت قدیم که فیما بین طرفین واقع است چنانکه آنجناب
را اشتیاق ملاقات این فقیر گردانیده چندان باشد آن این فقیر را باشتیاق ملازمت آنجناب رسانیده ثانیاً آنکه دیرین
ایام مشارکت یک گدائے فقیر را هم غنیمت کبری می شمارم چه جائیکه مجاهدت پادشاهے کبیر و نظیر حال این فقیر
آنجناب بتحویل جامع باشد یا نباشد لاکن حقیقت الامر آنست که این فقیر را اشتغال این معرکه آرائی و غزوه پیمائی
غیر از خدمت دین و اعلائے کلمه رب العالمین امرے دیگر مقصود نیست بلکه آرزوے این فقیر همین است که هرگاه
کافر عنید و جابر مرید از میان برخیزد و مسلمانے خدا پرست بر سریر سلطنت بنشیند و این فقیر خدمت او بجان
و دل بجا آرد و اعانت او را از جمله خدمت دین متین شمارد و اولی و الیق باین منصب فی الحال غیر از آنجناب
کسے دیگر بنظر نمی آید آنجناب هم سلالت قدیم این دیار اند و هم قاتل کفار و شرار آئین سیاست بتحویل میدانند
و قوانین ریاست بوجه احسن می شناسند حامل رقیمه غلام ملک علام اند حاجی بیت الحرام لیکن چنانکه این فقیر
بجان و دل آرزومند ملاقات آنجناب است همچنین بعد خیرخواهان والا قیاس هر چند آرزومند ملاقات و تعجیل
تشریف آوری آنجناب بغایت انسب و اولی است و شهامت و فضل عاجل انشاء الله تعالی بعد فتح پشاور مکلف
خدمت خواهم گردید و بتقاضائے قلبی خواهم رسید بالفعل غضنفر بیان ... اخلاص نشان دائم خان و
شمال الفتیان را باستعجال تمام نزد آنجناب روانه فرمایند و در موقت جمعیت قدر اکتفا نمایند فی الحال مجمل
این سخن بود در خاطر فیض مناظر محفوظ دارند انشاء الله تعالی عنقریب بعد از دو سه روز شخصے را از قدیم رفقائے
خود که مقبول بارگاه آن حاجی بهادر شاه اند بحضور لامع النور روانه خواهم ساخت تفصیل این اجمال و تشریح

این مقال بزبان صدق ترجمان ایشان واضح خواهد گردید فقط

(نمبر ۲۳۰) مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد بخدمت سلیمان شاه بادشاه کاشغر

بسم الله الرحمن الرحیم - از امیر المؤمنین سید احمد بجناب خلائق مآب معلی القاب رونق افزائے اورنگ عظمت
فرمانروائے کشور شهامت مسند آرائے محفل سیاست و کیاست معرکه آرائے میادین صولت و شجاعت

مقبول بارگاه اله مروج دین رسول مدّ عظمت آیت دیانت انتساب سلیمان شاه ادام الله جلاله وضاعف اقباله
سلامی که روح وریحان بهجتی و جان ورنگ و بوئی گلستان یکتا دلی اعنی گلدستهٔ بهارستان سنت نبوی
و باغ و لاله زار بوستان شریعت مصطفوی که اکمل تحائف دوستان و اجمل هدایای اهل اسلام است پیش نموده نوید اتحاد و صفا
بنقوش مدعا باد — نامهٔ عنبرین شمامه که بهار هر حرفش دبستان مودت و هر لفظش کتاب محبت بود پس از انتظار
بسیار بآوان محمود و ساعات مسعود ورود و شرف نزول ارزانی فرموده بادراک مضامین دلنشینش ابواب
مسرت مفتوح گشت و بعد یافت نوید فرحت جاوید فتح شهر دلنواب گلگشت که رقم زدهٔ کلک بدیع نگار
قلم مسرت شعار بود جهان جهان فرحت و عالم عالم بهجت حاصل گردید حق تبارک و تعالی مبارک و میمون
گرداناد و این حزم و یاحزم که فی الحقیقت اقامت جهاد و اعانت دین رب العباد است پیوسته و مدام مرغوب
خاطر عاطر دارد خوشا نصیبی که با امتثال اوامر الله کون و مکان دوخته و بهایون دستی که یکتاشانهٔ تمنیات خود
چراغ اعلاء کلمة الله افروخته زهی خوش نصیب سعادتمندیکه باین توفیق جلیل موفق گردیده و خهی خوش طالعی ارجمندیکه
بمدارج عالیه رضا جوئی مولای خود رسیده آنچه در مقام بیان تعذر وصول عساکر ظفر پیکر در اضلاع افغانستان
بنا بر حیلولت برف و کوهستان رقم زدهٔ قلم شهادت توام گردیده بود پس بحق که گذر عساکر و ورود درین راه عجب
سخت نهایت دشوار است اینجانب که در تشفیه الوداد ترغیب باقامت جهاد کرده بود مقصود این نبود که حضور آنجناب
ازین راه دشوار گذار عبور نمایند بلکه مقصود همین بود که مستعد بودن شما در مقدمهٔ قتل و قتال با اهل کفر و ضلال
واضح گردد و الحمد لله که قوت استعداد شما در مقدمه لایح گردیده و فور رغبت و علو همت از فحوای نامهٔ نامی بمنصهٔ
ظهور رسید الحمد لله والمنة که حق جل و علا بکرم عمیم خود روی زمین را بانوار سلاطین عادلین منور گردانیده و اخبار فرحت آثار
ایشان بگوش هوش با مردم رسانیده وآنچه در بیان مشارکت این فقیر در مهم بلاد کشمیر تحریر نامهٔ جلالت شمامه
شده بود که اعانت مجاهدین ابرار و نصرت دین پروردگار بسمت بلاد مسطوره خواهند فرمود آفرین آفرین بر همت
آن شاه ارجمند که با وجود شدت اشتغال بجهاد اهل رفض و ضلال در اعانت مجاهدین و اهانت مشرکین مستعد
گردیدند انشاء الله سبحانه علو همت تو اکنون همت سرانجام این کار بکین صورت خواهد بست و تمنای قلبی
تمامیده جلبی بر کرسی مراد خواهد نشست بموجب مصرعه این کار از تو آید و مردان چنین کنند لیکن آنچه ایمای
مصلحت انتما فرموده بودند که بعد از فتح مظفرآباد و اتک بسمت کشمیر متوجه باید شد صورتش اینست که ضلع مظفرآباد و
اتک منتهای حکومت مشرکین است و متصل بضلع مذکور حکومت اهل پشاور است و سرداران پشاور جناب
در سینه کینه خود از طرف عساکر مجاهدین مخفی دارند پس اگر عساکر مجاهدین ضلع مذکوره بدست آرند و در آن مقام
اقامت نمایند البته در میان مشرکین و منافقین خواهند افتاد و این هر دو جانب بنیاد مخالفت خواهند نهاد

درین صورت تشویش بس عظیم لاحق حال مجاهدین نیک مآل خواهد گردید غالب که [illegible] از رسیدن امداد بتوفیق خداوند سعید
بپاک کردن پیشاور از لوث منافقین بتعجیل و تقاتل و جنگ و جدال اگرچه در شروع حمله [illegible] بتوفیق [illegible]
لاکن [illegible] منافقین [illegible] بغایت [illegible] جمعیت [illegible] مجاهدین [illegible] اخلال [illegible]
رسید تدبیر [illegible] امداد [illegible] بنام اسلام [illegible] قتل [illegible]
و جدال با ایشان باعث [illegible] نهایت [illegible] انشاء الله
تعالی بسهولت تمام [illegible] منافقین [illegible] بجنگ و تقاتل [illegible] لاکن [illegible]
مؤمنین ضلع [illegible] کشمیر [illegible] فقیر [illegible]
رسید تدبیر رفاقت محکم [illegible] فقیر [illegible] هندوستان [illegible]
پس تعطیل این جمیع مجاهدان [illegible] بحصول [illegible] مؤمنین [illegible] لشکر [illegible]
از مجاهدین [illegible] بجناب [illegible] کمالات [illegible] آثار شرافت نشان
سید [illegible] خان [illegible] ضلع کشمیر [illegible] ضلع [illegible]
همین [illegible] بسهولت [illegible]
[illegible] انتخاب از دولت [illegible] حکومت خود [illegible] اشتغال امور سلطنت [illegible]
لیکن [illegible] سید [illegible] خان [illegible]
ضلع [illegible] مؤمنین و معاونت مجاهدین [illegible] باشتغال تمام [illegible] احوال ایشان [illegible]
تفاصیل احوال [illegible] کمالات [illegible]
[illegible] فیض [illegible] خاص [illegible]
و [illegible] سلوک [illegible] حضرت
حق [illegible] احوال [illegible] آگاه [illegible]
[illegible] طالبین [illegible] سالکین [illegible] حقیقت حال [illegible]
[illegible] خیر الجزا فی الدنیا والعقبی [illegible]
[illegible] مبارک و تعالی [illegible]
العباد والسلام مع الاکرام [illegible] شهر [illegible] ۱۲۴۶ هجری

(نمبر ۱۵۰) مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام امیر الدوله [illegible] امیر خان [illegible] والی ٹونک

بسم الله الرحمن الرحیم از امیر المؤمنین سید احمد بجناب خلائق مآب عالی القاب رفعت مآب حشمت انتساب

[illegible] نواب [illegible] [illegible] [illegible] سلام مسنون و دعوات [illegible] اجابت
مشحون واضح باد که نامهٔ نامی و رقیمهٔ گرامی مشعر بر صحت مزاج شریف و عافیت جمیع [illegible] مشتمل بر شیوهٔ اخلاص گرایانه
و اشفاق محبانه رسید اصناف مسرت و انواع فرحت بیش از پیش بخشید احوال این عمده [illegible] رب معبود [illegible]
است [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] و خلیل [illegible] و [illegible] سوانح [illegible]
[illegible] کشمیر [illegible] این فقیر را اخلاص و مودت [illegible] اطاعت و انقیاد [illegible] اعانت
و [illegible] استیصال کفرهٔ متمردین کمر بسته‌اند و در مقدمهٔ جنگ و جدال و قتل و قتال مستعد هستند [illegible]
بارک [illegible] که بعض از ایشان [illegible] اند و بعض [illegible] بموافقت [illegible] [illegible] [illegible]
در تالیف قلوب [illegible] تسخیر [illegible] [illegible] شب و روز [illegible]
و بر حال [illegible] این ذره [illegible] [illegible] [illegible]
و حال این ضعیف ناتوان [illegible] [illegible] که شب و روز در اعانت دین [illegible]
جماعهٔ [illegible] مجاهدین [illegible] بقبول [illegible] کفرهٔ متمردین [illegible] و در بارهٔ مومنین مخلصین [illegible]
[illegible] در تمامی این کار [illegible] این [illegible] شب و روز در دل [illegible] اخلاص [illegible] [illegible]
و بر [illegible] سینهٔ [illegible] از روی [illegible] انقیاد [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] این امر
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] وصول خطوط [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] اشارات مذکوره مندرج [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] مذکوره احتیاج [illegible] ان شاء الله [illegible] [illegible]
و پرورش عساکر مجاهدین [illegible] حضور رب العالمین [illegible] [illegible]
و [illegible] [illegible] اگر کسی [illegible] [illegible] استیصال [illegible]
[illegible] [illegible] مجاهدین [illegible] سعادت [illegible] اطاعت [illegible]
و دعوات [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

چندگاه بر حق خویش رسانیده شود الارب خیور که علیم بما فی الصدور است آنگاه بسبب بینمعنی که اظهار مدعا جسته
نزد خبیر آگاه است بالاستحقاق عار و ننگ میدارم و در حق خود بلسان عار و ننگ نمی شمارم خاطر جمع فرمایند
و انگاه در باب نصرت دین و مدعا نمایند این آرزو به رسول که در دل دارم که خدمت آنجناب در دنیا و عقبی
بجا آرم هر چند عاجز و خاکسارم الا حصول این آرزو را امیدوارم که مولای عظمت قدرت و حکمت رحمت بالفتح و
نصرت میسر گردانیده و بمقام رضا و تسلیم رسانیده بنا بر تسلی خاطر الطاف ذخائر این چند کلمات نوشته شد دل
شفقت منزل بسبب تموج اخبار وحشت آثار هیچ و تاب در گرداب اضطراب نباید زیاده والسلام مع الاکرام
تا بدانکه چند خطوط به رؤسای سلیمن مثل سلیمان شاه بادشاه کاشغر و غلام خان خان عالم خیل رئیس قوم خلجانی
که مشتمل بر رفاقت ایشان است با این فقیر در امانت در این باب تحریر در لفافه همین رقیمه الوداد محفوف به عالی ارسال
و نوشته شد تا بملاحظه آنها اطمینان قلب و تسلی خاطر حاصل گردد زیاده و خیر باد

(نمبر ۱۵۰) مکتوب از جناب سید احمد صاحب بنام فقیر محمد خان صاحب

بسم الله الرحمن الرحیم - از امیر المؤمنین سید احمد بجانب خان صاحب عالی مراتب الاماثل صاحب کثیر المناقب
فقیر محمد خان صاحب سلمه الله تعالی ووفقه لما یحب و یرضی - بعد از سلام مسنون و دعای اجابت مقرون
واضح آنکه احوال این جانب و لشکر مرحمت موجود و مستوجب حمد مجید و سپاس بی قیاس است که شب و روز بعنایت
کفایت ربانی مشمول و بتوفیق خیر مآل داریم - هر چند در اوائل جنگ جدال و قتل و قتال با اهل کفر و ضلال
بنا بر شامت چند از منافقین که گوشه گزیده بمؤمنین رسیده بود و این فقیر هم در مرتبه شدید کار
زبان زخم تشخیص نمی شود مبتلا گردیده لاکن حق جل و علا بکرم عمیم خود بعد از چند روز شفای کلی عطا فرموده بعد از
حصول صحت بسمت سوات و بنیر و چهار دوره سیر شود هم جمیع رؤسا و صناعات آنجا از علما و فقرا اضلاع مذکور که تخمینا
سه چهار لک مردم باشند بر دست این فقیر بیعت امامت بجا آورده در رفاقت فقیر در اطاعت و دین رتبه قدر
اختیار نموده مد و بیعت اطاعت و انقیاد نسبت این ضعیف العباد در گلوی خود انداختند آخر الامر از عهد
ایشان فارغ گردیده بموضع پنجتار که وطن فتح خان یوسفزئی است معاودت ساختیم و در خیبر اقامت
چند روزه در موضع مذکور انداختیم و در این اثنا رؤسای کنار سواحل دریای اباسین مثل اهل تنول و دشورده
جدون و کهل و گهیب و دهتوی و هزارا برفضائل جهاد با اهل کفر و عناد آنگاه گردیدند و رفاقت اینجانب دربقدم
اطاعت دین پروردگار و رزیدند و باعث آن حینی شدند که عسکر فیروزی اثر مجاهدین در این نوبت بجانب
پکهلی و تنول متوجه گردد بالجمله بعنایت ربانی و تائید یزدانی مؤمنین سند هو خراسان مثل خلجانی و اهل غزنین
و کابل و نادرسی و اتمام کوهستان اهل تگراو شنواری و آفریدی و مهمند و خلیل و ختک و مندر و یوسفزئی

از اہل سوات و بنیر و جلیہ و اہل باجوڑ و اہل کھیلی و تنول و دمتوڑ و پکلی و دھنتی و نیز از راجہ ہائے حوالی کشمیر و بادشاہ
کاشغر براعانت دین رب العالمین کمر بستہ اند و منتظر طلب نشستہ و اکثر قوم دُرّانی ہم رفاقت این فقیر اختیار
نمودہ اند حالا خاندان نفاق نشان پایندہ خان کہ بعضے از ایشان بر سر مخالفت اند و بعضے ساکت غرضکہ درین
دیار و اقطار بقدرت قادر مختار حمیت ایمانی در جوش است و غلغلہ امامت جہاد در خروش ہر چند در مقدمہ
اعانت دین متین و پرورش عساکر مجاہدین کہ فی الحقیقت از جنود رب العالمین اند دستگیری مالک علی الاطلاق
و مالک بالاستحقاق بطریق منطوق لازم الوثوق و من یتوکل علی اللہ فهو حسبہ کافی و شافی است اما از انجا کہ این
نعمت عظمی و عطیہ کبری از قبیل نوادر زمان و بدائع دوران است کہ گاہ گاہ بعد از مرور دہور رومی نماید بہرہ گیری
مومنین مخلصین ابواب فتوح و سرور می کشاید بنا بر علیہ میخواہم کہ دوستان قدیمی و محبان صمیمی خود را شریک
این فیض ربانی و دولت جاودانی گردانم و بمراتب عزت دارین و وجاہت کونین رسانم لہذا سخنے چند مبنی
صداقت و محبت نگارش کردہ می شود کہ ورود این زمان محمود و آوان مسعود را بنسبت مومنین راسخ الاعتقاد
و مخلصین کامل الانقیاد بمنزلہ آمد موسم بہار در حق گل و بلبل و یا موسم برشکال در حق اشجار و نباتات شمارند و آنچہ
کردنی باشد بکنند و اگر تجارت مالی می خواہند اینک وقت او در رسید یکدانہ بکارند و ہفت صد دانہ بدست
آرند و وقت را از دست ندہند و آنچہ از دست تدارک شدنی الحال بکنند کہ اوقات محمودہ و ساعات مسعودہ از دست
میرود و جز بار حسرت و ندامت بدست نمی آید باید و مختار اند در معاملات سابقہ و معاویہ ہر چہ شمارہ تجربہ کار
بر لوح ضمیر نگاہ است تخمیر و افسح و مبرہن است کہ اعانت دین متین و مشارکت مجاہدین بلسان سائر المومنین بر
انتخاب ہم لازم و مؤکد است و اگر بالتعیین طلب نمایم اینک فرض عین می گردد لاکن در ینباب کہ تغافل بر
روئے کار می آرم بغضے از منافع و بنیہ امیدوارم کہ ترغیب مسلمین خواہند نمود و راہ اعانت مالی خواہند پیمود
و اگر بایشان منتظر ظہور رسیدہ بعض حیران و حسرت نصیب اند اینک ذیک نائل فرمایند کہ محض بنا بر خیرخواہی کہ
مقتضائے محبت قدیمہ است اینقدر اظہار می نمایم و ہرگز ہرگز راہ استعانت بغیر اللہ بوجہ من الوجوہ نمی پیمایم کہ این امر
را از قبیح معاصی می شمارم و قوت و ثروت مخلوقین را در جنب عظمت پروردگار بخیال ہم نمی آرم - لاحول ولا قوۃ
الا باللہ - والسلام مع الاکرام - ۱۳ محرم ۱۲۴۳ ہجری

(نمبر ۹۳) - مکتوب از امیر المومنین سید احمد بنام سید محبوب علی صاحب دہلوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم از امیر المومنین سید احمد بخدمت سراپا برکت جناب ہدایت مآب سیادت و نجابت انتساب
مناقب اکتساب سلالۂ اولاد ائمہ اطہار نقاوہ اصفیاء و اسلاف کبار گل سرسبد بستان مصطفوی سرو نوبہال
بستان مرتضوی مقبول بارگاہ رب قوی اخوی اعزی سید محبوب علی سلمہ المسلمین بطول بقائہ و نلتمس

المتین تسهیل نماید - بعد از سلام مسنون و دعای اجابت مقرون واضح آنکه فضیلت پناه ملا قطب الدین و میرزا
صاحب سعادت نشان میرزا احمد گل بیگ رسیدند تفاصیل مضامین هرگونه تقریر از زبان صدق ترجمان خود
اظهار گردانیدند خصوص از خصوص فرمان یعنی ذو آیت از آیات قرآنی در قرطاس هدایت اساس که توکید
خاندان ولایت نشان شده بود ملاحظه رسید مقصد دران واضح و لایح گردید الحق که توکل علی خالق البریات نتیجه
الهامات از افضل آثار ایمان و ثمرات ایقان است لکن در مقدمه سیاست ملت و احیای سنت و اقامت
جهاد و ازاله کفر و فساد و استعمال با انظار و انکار رعیت منتهای طاقت خود ضروری است خصوصا بر ذمه کسی که بجای
اهل اسلام و مشایخ عظام او را بمنصب ریاست و امامت قائم کرده باشند که او را استعمال رای ثاقب و فکر صائب
در تدبیر سرانجام این مهم عظیم و انتظام این امر جسیم از واجبات است که تحقیق تدبیر منافی تفویض تقدیر هرگز نیست
[illegible] الامر [illegible] است [illegible] بمعنی آواز بلند بر توکل زانوی اشتر ببند مثنوی است مشهور و مشار
وقت همین است که تحریر [illegible] این رقعه مستعد [illegible] عزیمت این صوب [illegible] ارباب بهرام خان
شرف استجابت [illegible] بسیار [illegible] ایشان گردیده و چنان اظهار نموده که من ایشان را
برادر [illegible] بحضور شاه خواهم رسانید یعنی سه چهار اشخاص را از رفقان راه بطرف ایشان روانه خواهم ساخت که
ایشان را از قرب و جوار [illegible] تمام رسانند [illegible] فرار [illegible] انتشار [illegible]
همراه فضیلت پناه ملا قطب الدین آخوندزاده آدمیان بهرام خان [illegible] میرزا احمد گل [illegible]
[illegible] آدمیان مذکور اکتفا کرده [illegible] تشریف آوری
تعطیل [illegible] اسباب [illegible] جاه و مال [illegible] مصالح آن بالمشافه اظهار کرده خواهند [illegible] این را منافی توکل و
تجلد تصور [illegible] در باب توکل و تجلد [illegible] تائید و نصرت
[illegible] رسول بشیر و نذیر [illegible] مخلوقات [illegible] شده است [illegible] با وجود چنین توکل و اعتقاد
و رسوخ اعتقاد [illegible] جلادت [illegible] بشارت [illegible] صغیر و کبیر است [illegible]
هرچند غیرت [illegible] در دل [illegible] فاروق اعظم چه قدر جوش میزد
[illegible] از زبان [illegible] ایشان چه قدر [illegible] رسالت مآب صلی الله علیه
وسلم [illegible] وقت را رعایت فرموده باشند [illegible] التفات نمودند
لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة [illegible] الوثوق [illegible] الی الرسول [illegible] اولی الامر
منکم [illegible] الامر الیه [illegible] تشریف آورده
مصالح و منافع این امر را مشافهة فرمایند [illegible] صدق ترجمان ملا قطب الدین خواهند شنید

وباره ازان انکار صاحبان ایشان خواهند فهمید هرچند بحکم الشاهد یری ما لا یری الغائب حقیقت حال بدون تشریف آوری
بپشاور منکشف نخواهد شد ما با فراست این قدر از کلام شما معلوم هم یکنیم امریکه خواهند برد و طریق سفر ایشان را تحقیق
فرمایند از انجا که موسم تابستان و اوقات شب کوتاه است شب روی اختیار فرمایند و شتران را مع تمامی احمال
بصوابدید ملا علی خان تفویض بکسی از ستربانان بطریق امانت باید کرد و جریده شده بعد مغرب کوچ باید کرد و
تمامی شب راه باید زد و روز بمقام محفوظ در شغل کوه باید گذرانید و بهمین طریق خود را نزد اینجانب باید رسانید
و چندکس را از ضعفائے همراهیان برائے محافظت و خدمت شتران تعیین نمایند و اسلحه ایشان را هم همراه خود میارند تا
بسعی آوردن بهرام خان هم حوالی مع تمامی احمال و اسباب باینجانب خواهند رسید خاطر جمع فرمایند و خود بنفس نفیس آن
عیار مخلصین آن اقطار را تسلی نمایند ان شاء الله تعالی اینجانب در عرصه بیست روز یا کمابیش تخمیناً بسمت پشاور
عزم خواهد نمود هرگز هرگز با منافقین مصالحت نموده امر جاهلانه موافقت نمیوده چنانچه خفر الملک فیض الله خان
درین ایام نزد اینجانب رسیده بود جواب او آن نوشته شد نقل هر دو بغرض این رقیمه بخدمت سامی میرسد
ملاحظه نمایند و تسلی همه نمایند و ملا علی خان را ضرور بالضرور همراه خود آرند زیاده والسلام مع الاکرام۔

مرقومه چهاردهم محرم سنه ۱۲۴۶ هجری

(نمبر ۲۳) مکتوب از امیر المومنین سید احمد بنام شاه صبغة الله سندهی

بسم الله الرحمن الرحیم ۞ از امیر المومنین سید احمد بخدمت بابرکت سجاده نشین معارف ارشاد و تلقین رهنمای
ارباب صدق و یقین مرجع مستفیدین ملاذ مسترشدین هادی راه و آئین مخدومی حضرت شاه صبغة الله صاحب
دام الله ظلال هدایته علی رؤس الطالبین الی یوم الدین - بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح
آنکه رقیمه کرائم مشتمل بکمال شور رغبت و علو همت و تاکید عزیمت در باب اخفائے ملت و احیائے سنت و
اقامت جهاد و هدم بنیان کفر و عناد رسید مضامین مندرجه اش اجمالاً از عبارات بلاغت آیات و تفصیلاً از
بیان آیندگان و روندگان واضح گردید الحق که رغبت به سرانجام دادن این امر عظیم و اهتمام این مهم خطیر
از امثال آن هدایت مآب از مقبولان سرفراز و بادیان عشاق روا باید همت بلند پرواز زیبد معظم عمل این کار
از تو آید و مردان چنین کنند ۞ هرچند اگر خارستان کوه و دشت را بقدم عالی بپیمایند و متحمل فقر را بفقد و هم
جلالت لزوم رشک افزائے چمن جنان و رونق شکن سمن و ریحان نمایند بعید از همت عالیه و علو نیت
سامیه نخواهد بود لاکن صوابدید وقت چنان می نماید که مخلصین محبین را خصوصاً و سائر مومنین را عموماً و قلبی
تحریک ترغیب فرموده و مشاهیر آن دیار را بکمال جانب آن اقطار رفیق گردانیده در مقامیکه از گزند منع الغیر
مصئون باشد جا از دست برد معاندین مامون و نجد و کفار اقوام سکه متصل باشد و از حضرت مجد بان تهیکار

متصل شکل و داخل و خیرہ اقامت فرمایند و اہل و عیال این فقیر با اہل و عیال خود در موضع مذکور با شیران
از موضع محفوظ مستقیم نمایند و بال ہمت و تمکین مقام بکشایند و بعد از جہاد بر اہل کفر و فساد و اظہار رضا درت و شجاعت
بپا یایند و دست ہمت باطراف و جوانب دراز کنند و از کفر را مورد کسب مجاہدین و مشرف بکوکبہ دین متین گردانند
و ظاہر جاکہ ممکن باشد صیت اقامت جہاد و غلغلہ استیصال کفر و فساد رسانند بالجملہ چپ و راست در میدان
شہامت بیارند و صوت کفار را بخون ریزی اشرار بسان لالہ زار فرمایند حتی کہ ظلمت شرک و شرارت بسیوف الماس رنگ
و بارق تیر و تفنگ مفقود گردد و تمامی این حدود و ممالک بتوحید رب معبود مشہود و شب کفر بزاویہ عدم رود و آفتاب
عالمتاب ہدایت و متانت از افق شجاعت و شہامت طلوع کند ہرچند کہ منتہائے لیاقت باشد در صرف آن سعی
بلیغ بجا آرند و اتمام آنرا از درگاہ واہب العطیات امیدوار مددگار بندگان عبودیت شعار ہمین است کہ در مقدمہ
اقتیاد احکام رب العباد از طرف خود اقصائے تدبیر بجا آرند و اتمام آنرا بتقدیر بگذارند اعلام جامع بعدہ مستجاہدین
اہل اسلام بخدمت عالی میر سید نقول باز آگرفتہ در اطراف و اکناف منتشر باید گردانید و بمساعی علماء و فقراء
و ضعفاء این دعوت را اخذ باید رسانید انشاء اللہ در عقب این رقیمہ شخصے از رفقائے خود کہ از مومنین راسخ الاعتقاد
و مسلمین کامل الانقیاد و صاحب ہمت بلند و تجربہ کار جہید باشد بخدمت سامی روانہ خواہم نمود و ادراک حسب
خود در باب انتظام بیعت امامت خواہم گردانید کہ مومنین آن دیار و مسلمین آن اقطار را بہیچ حسنی ترغیب نمایند
کہ بیعت امامت این فقیر درست او بجا آرند ہر چند اولی و انسب چنان می نمود کہ خود آنجناب را در ین باب
نائب خود گردانیدہ و از این نیابت بگوش کافہ مومنین آن دیار رسانم لاکن از انجا کہ حضرت اقدس
الشیخ اکرم نفوس انسانی بر اتحاد مجبول اند معانی لوجہ قلب از ایشان بغیر اصول محتمل کہ بعضے از آن
دیار کہ در زعم خود و ہمچنین آنجناب میدارند و جہان خود را ہمسر آن والاجناب می شمارند پس بجا آوردن
بیعت امامت اگرچہ بطریق نیابت باشد بریشان گوارا نداشتند و باعث امر مسنون را بجا نیارند
ملبوس شخصے اجنبی برائے نام خطاب میر نخیم این افضل اسلام تعیین کردہ شد علاوہ بحقیقت منصب نیابت
رنجاب آنجناب ستی زیبد باقی تفاصیل احوال از زبان صدق ترجمان آنجامع مکارم ہوا دردی ہیئات
مسموع خواہد گردید آنچہ از کلام مصاحبت التیام ایشان مفہوم گردد آنرا تقریری صدق و صواب انگاشتہ
معمول آرند۔ زیادہ والسلام مع الاکرام۔

(مکتوب ۱۲۹) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام نواب سکندر جاہ فولاد جنگ بہادر
بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از امیر المومنین سید احمد بجناب خلائق مآب معلی القاب رونق افزائے اورنگ جلالت
و فرمانروائی کشور شہامت مسند آرائے محفل سیاست و گیا ست معرکہ پیرائے میادین مروت و شجاعت

عظمت آب انتہت انتساب نواب سکندر جاہ فریدون جنگ بہادر دام اقبالہ وضاعف اجلالہ وفقہ اللہ لما یحب
ویرضاہ وادخلہ الی ما یتمناہ — بعد ابلاغ ادعیۂ تسلیمات مسنونہ وتحیات اخلاص مشحونہ بر رائے عدالت پیرا
واضح آنکہ از آنجا کہ حمیت دین متین شعار بندگان حضرت ربوبیت کیش است وحمایت شرع مبین شیمۂ حمیدیان
خیر اندیش وتذلیل کفرۂ مبتدعین از علامات صولت ایمانی است وتحقیر طلبۂ متغلبین از امارات سطوت سلطانی —
واہانت اشرار متمردین اکمل عبادات اسلام است واعانت اخیار مجاہدین افضل عبادات حکام — کار فرمائی در
جنگ وپیکار از مقتضیات غیرت دین است ولشکرکشی از مہمات سیرت سلاطین حق الحقیقت اعلائے دین متین
ہمین معانی از لوازم نبوت است ومراقبت انصار شرع مبین از مقتضائے فتوت — فالاسد اولیان بقوت
سیف وسنان ثمرۂ قوانین انبیاء کبار است وکسر شوکت اہل فساد باستیصال ارباب بغی وعناد نتیجۂ آئین دوسیۂ
ذوی الاقتدار واز آنجا کہ دودمان عالیشان آن عظمت نشان بدان بفر جاہ وجلال ومزید عز واقبال — معدن
معالی اخلاق وشیم ومنبع ینابیع جود وکرم مرجع ارباب سیف وقلم بود از نہایت سطوت ارکان خاندان تیموریہ
مستکبرین زمین وزمان می لرزیدند واز نہایت صولت اعلام آن دودمان زہرۂ متجبرین تمرد مآل می ترقید لیکن
از چند سال بتقدیر قادر فعال غلبۂ مشرکین اقوام سکہ بر ممالک اکثر ارباب ناموس وننگ صورت بستہ جاہ وجلال
ارباب علم وریاست برہم گشتہ وعز واقبال اصحاب حکم وریاست درہم شدہ بنا بر علیہ جناب والا انتساب تذکار
کردہ می شود کہ آخر این جوان ناتوان ودال بسوی الزوال ومتاع قریب الانتقال وجاہ وجلال فنا مآل روزی
گذشتنی وگذاشتنی است وبر عمل بحسابے کتاب وسوال وجواب بحضرت رب الارباب حاضر شدنی — ہر چند امروز
در حفاظت آن کمال جد وجہد بجا آریم لکن لا بد روزی آنہمہ را بگذاریم وخود بدست عزرائیل واعوان ملک الموت
سپاریم پس چرا بکمال حوصلہ ووفور رضا ورغبت بدست خود نثار ہوائے خدا امروز نکنیم کہ فردا بکمال مسکنت
وذلت وحسرت وندامت بقبضۂ دیگری دہیم ومتاع نکبت ونکال ومعصیت ووبال ہمراہ بریم پس بہتر ہمین است
کہ امروز بابتغائے مرضات رب العالمین واحیائے سنت سید المرسلین باستیصال کفرۂ متمردین کمر بستہ سازیم و
علم تائید شرع مبین برافرازیم ہر چند اقامت جہاد وازالۂ کفر وفساد در ہر وقت بر جمیع اہل اسلام عموماً واجب است
اما بر مشاہیر حکام خصوصاً واجب بنا برعلیہ گذارش کردہ می شود کہ این عاجز خاکسار بمدد رب بیتقاضائے
حمیت اسلام ومدعائے تائید دین متین الہام با جمعے از مسلمین مخلصین از وطن مالوف خود بنیت استعمال
ہجرت وارادت جہاد وانعام سکہ اہل فساد برخاستہ بسلاد ہندوستان وخراسان ودرو سپر کردہ وکلا نزد
مومنین را بسوی اوکلا این عاجز ترغیب دادہ بلوہا اوبیشتر بسعی حمید وآنجا برفاقت مومنین آن دیار
واعانت مخلصین آن اقتدار بدر شتہ جنگ وپیکار حرب وکارزار با کفار نگونسار پیش کردہ ...

علامات فتح و نصرت بطبق وعدهٔ حضرت رب العزت اینی وکان حقاً علینا نصر المؤمنین مظفر و منصور گردیم گو که در
بعضی اوقات بنابر مشارکت چندے از منافقین یک گونه گزندے بجنود مؤمنین رسید اما اصل شجرهٔ اقامت
جهاد و اساس بنیان استیصال اهل کفر و عناد بوجهے محکم گردید که از فرو ریختن چندے از برگ و بار بنابر صرصر
شورش کفار شرار یا بیجا شدن چندے از کلوخ و سنگ بنابر تزلزل بعضے از نامردان بے ناموس و ننگ
اصل و اساس هوس نمی جنبد بلکه مؤمنین مخلصین را عرق غیرت ایمانی و حمیت اسلامی بیش از بیش در
جوش آمده بزبان حال مساعی صادقین نعرهٔ نحن انصار الله از چار سو در خروش هزاران هزار بلکه خلائق بے حد و شمار
حلقهٔ اطاعت و انقیاد در گوش و غاشیهٔ استقامت و سداد بر دوش انداخته و تاج غیرت و حمیت بر سر و خلعت
شجاعت و شهامت در بر ساخته و از محبت جان و مال و اهل و عیال و عزت و نمایش و راحت و آسایش دست
افشانده کمر همت چست بسته و در میدان اعلائے اعلام دین و افشائے سنت سید المرسلین چون شیر غژان
برجسته و از بسکه بفحوائے کلام ملک علام و سنت سید الانام و فتاوائے علمائے کرام اقامت این عمده ارکان
اسلام بدون نصب امام بر وجه مشروع صورت نمی بندد بنابر آن جمیعے از سادات کرام و علمائے اعلام و فضلائے عظام
و مشائخ عالی مقام و خوانین ذوی الاحتشام و جماهیر خواص و عوام بر دست این فقیر بیعت امامت نموده اند
الحمد لله والمنة که بعد مرور دهور مقابلهٔ اهل کفر و عناد و صحت جمعه و اعیاد بر وجه مشروع صورت بست هرچند
این بندهٔ ضعیف بحصول این منصب شریف اولاً به بشارات غیبی مستبشر بود و ثانیاً باتفاق جماهیر مؤمنین مشرف
گشت اما عالم السرائر والخفیات گواه است که از اختیار این معرکه نیرانی و حربه آرائی غیر از اعلائے کلمهٔ رب العالمین
و احیائے سنت سید المرسلین و استخلاص بلاد مؤمنین از دست این دراز مویان مشرکین امرے دیگر مقصود
نبوده و آرزوئے تسلط بر بلاد و عباد و تملک بر خزائن بے شمار و سلب سلطنت سلاطین والا تبار و ریاست رؤسائے
عالی مقدار و اقتدار خود از بندگان و اتباعان سید الابرار گاهے بخیال هم نمی آید و هرگز هرگز شعبهٔ وسوسهٔ شیطانی
و شائبهٔ هوائے نفسانی با این داعیهٔ ربانی مخلوط نگردیده والله علی ما نقول وکیل بس هرگاه این عاجز خاکسار
ذرهٔ بے مقدار با وجود یکه خانه نشینی کار یاست و خلوت گزینی شعار بمقتضائے غیرت ایمانی و حمیت اسلامی خالصاً
لوجه الله و محض ابتغاءً لمرضات الله کمر همت چست بسته بنابر نصرت دین متین و حمایت شرع مبین بمیدان استقامت
قدم ثابت نهاده و بقدر جهد و طاقت و اندک کوشش بجا آورده یقین واثق هست که آن والا جاه که بعزت ایمانی
و حمیت خاندانی موصوف اند و به سیرت جهانگشائی معروف در اعلائے اعلام دین و افشائے سنت خاتم النبیین
و استیصال کفرهٔ متمردین و استخلاص بلاد اسلام از دست کفار مشرکین و اجرائے احکام رب العالمین و انتظام
مجاری سیاست و عدالت بر قوانین شرع مبین البته همت والانهمت متوجه خواهند ساخت و علم شجاعت

وشوکت و لوای صولت و استقامت خواهند افراخت لکن اگر توجه سوی کمال اعلای دین و ابادی و اظهار شعائر رونق تمام نماید لازم که جمیع صغار و کبار و علما و اخیار و اراکین ذوی الاعتبار و سپاهیان شجاعت شعار و رعایا و اتقیا و ابرار را ترغیب فرمایند و جمیع را از لشکر ظفر پیکر متوجه این سمت نمایند و در اعانت مجاهدین از خزائن عامره بمال و همت کوشا باشند تا مشارکت آن والا جناب در اعلای دین رب الارباب و استیصال کفره و اهل ارتداد باحسن وجوه بر منصه ظهور گراید و حظ وافی از منطوق آیت و فضل الله المجاهدین باموالهم وانفسهم علی القاعدین درجة بدست آید چنانکه بریاست و امارت آنجهان ممتاز بنی نوع اند همچنین بدرجات عالیه جنت نعیم و مقعد صدق در جوار رب کریم مباهی و مثاب شوند ان شاء الله بمطابق مواعید صادقه کلام ربانی و کان حقا علینا نصر المؤمنین و ان تنصروا الله ینصرکم و یثبت اقدامکم و هم بموجب اشارات غیبی و بشارات لاریبی که این فقیر بآن مبشر است عنقریب سیل فتح و نصرت جلوه ظهور خواهد داد و بفضل الهی بیشتری از بلاد کفار نگونسار از پشاور تا دریای ستلج در دست تصرف جنود انصار اخیار خواهد افتاد این فقیر بتحصیل مال و منال و تصرف بلاد و امصار غرضی ندارد مگر آنکه اخوان مؤمنین استخلاص بلاد از دست کفار مشرکین نموده در اجرای احکام رب العالمین و احیای سنت سید المرسلین کوشیده قوانین شریعت غرا در سیاست و عدالت مرعی داشت مقصود فقیر حاصل گشت و تیر سعی بر هدف نشست درین مقدمه نیک تامل فرمایند و حقیقت دور بین را بکار فرمایند و دولت دو جهانی و سعادت جاودانی بدست آرند - والسلام مع الاکرام ۰

(نمبر ۱۳۹) مکتوب از جانب کسی رئیس انصار بنام محمد بهاول خان عباسی والی بهاولپور

بسم الله الرحمن الرحیم - بخدمت ذات شهامت نشان شوکت عنوان عالی جاه رفیع جایگاه عظمت پایگاه شجاعت آثار تهور دثار حافظ الملک نصرت جنگ رکن الدوله محمد بهاول خان عباسی بهادر زاد الله حشمته - بتاریخ سیزدهم ماه محرم الحرام ۱۲۴۲ هجری روز یکشنبه مخزن افاضات و جزیل سعادت اداوات نبیل یاد و کرم انام اهل اسلام مقرب بارگاه جلیل مولانا محمد اسمٰعیل از حضور فیض معمور سیدنا و سندنا حضرت امیر المؤمنین امام المسلمین ایده الله الدین بنصره و ابقائه باجمعیت لشکری از غزاة ابرار و مجاهدین اخیار بطرف پکهلی رخصت شدند والله الناصر والمعین - از مقام پنجتار

(نمبر ۱۴۰) مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام درانیان عالیجاهان

بسم الله الرحمن الرحیم - از امیر المؤمنین سید احمد بخدمت مؤمنین مخلصین صادقین راسخین از قوم درانی و قزلباش که در سلک عساکر یار محمد خان منسلک اند بعد از سلام مسنون و دعای اجابت مقرون واضح آنکه کسیکه دعوای اسلام می نماید جان خود را از امت محمد رسول الله عربی شمارد لازم که در مقدمه نصرت دین محمدی

کوشش بلیغ بجا آورده در تمشیت مهمات جانب خدا و رسول را بر جانب منافقین کفار ترجیح دهد و در منافقت دشمنان دین
گذارد و جان خود را شریک مجاهدین سازد بالفعل این حاضر خاکسار و ذره بیمقدار یعنی سید احمد که بنده عبودیت اشتمال
از بندگان قادر مختار و باعتبار نسب از اولاد سید ابرار است بنابر نصرت دین و احیای سنت سید المرسلین
کمر بسته و استیصال کفره متمردین پیش نظر نهاده الا استعداد کار گویان منافقین که محبت و خیرخواهی کفار و در دل
نفاق منزل به کونه می ورزند بنابر بدخواهی مجاهدین مسلمین عموماً و شاهد علما خصوصاً نمی نمایند و در حق مجاهدین
و مجاهدین بنحوی که داعی عداوت میشود که مضرت آنها بنسبت مضرت کفار بر اجسامنا زیاده گردیده آخر شده شد
عداوت آنها به حدی رسیده که مومنین را مانع از اقامت جهاد می شوند و مجاهدین را ایذا می رسانند گردیده بصورت
جهاد با ایشان بنسبت جهاد با کفار لازم تر گردیده پس هر که ایمان خود را عزیز میدارد و دین اسلام را فخر خود
می شمارد و محمد رسول الله را پیشوای خود می شناسد و توقع شفاعت آنحضرت دارد و روز جزا امیدوار است لازم که خود را
شریک مجاهدین گرداند و غیرت ایمانی و حمیت اسلامی را کار فرماید و خیرخواهی کفار و منافقت منافقین را
ترک کند و دل را از محبت این هر دو گروه شقاوت پژوه پاک سازد و در عسکر مجاهدین داخل شود و آنچه در منافقت
کفار و منافقین و منفعت دنیاوی حاصل می شد بدان زیادت آن در آخرت انشاء الله تعالی یافت و در دنیا و آخرت
وجاهت و سرخروئی حاصل خواهد شد بالجمله هر کس که اراده مشارکت مومنین داشته باشد لازم که باینجانب راجع گردد و
نمایند باصورت حالش و طریق آمدن اطلاع کرده شود زیاده والسلام مع الاکرام

نمبر ۱۳۲ مکتوب از امیرالمؤمنین سید احمد صاحب بنام شاهزاده محمود سنجت

بسم الله الرحمن الرحیم - از امیرالمؤمنین سید احمد بخدمت شاهزاده والاتبار عالی مقدار رفیع القدر وسیع الصدر
سلاله خاندان ارباب دولت و سلیم شاهزاده میرزا محمود سنجت سلمه الله تعالی و وصله الی غایة ما یتمناه - بعد از تحیات
اکرام مشحون و دعوات اجابت مقرون برای خاطر عاطر پیراسته واضح آنکه رقیمه کریمه سعادت نشان بوساطت
سید عبدالرحمن همشیره زاده این ضعیف صادر گردیده بود رسید مضمون صحیفه شریفه بجمیع وجوه معلوم ساخته
آمده بود از اینجانب ارسال بخود بتوسط آنجناب رسید مضامین لطف آگین واضح گردید آنچه علاقه مودت و محبت در میان طرفین
بحدی استحکام و علاقه مراسلات و مصادقات در میان طرفین کمال انتظام اظهار آن بمراتب تحریر و تقریر متعذر بلکه
کمال ظهور مستغنی از اظهار و نهایت و بدایت آن غیر محتاج باعتبار از مسئله زجیب رقم رسل و رسائل از تنگی مساف
دور و ست تا بالاو مسدود بود بنابر آن تعطیل رسائل و مکاتیب بحوث اسالیب یکسانگونه تعویق و امهال ترویج
و امهال واقع گردیده بالفعل بعد کار و بار خود مشغول گردیده بحول و قوت آن روانگی جانان عنقریب با نزول
انشاء الله تعالی بوجهت مناسب بتصریح او گردیده وقت سرا تبر

خواهد رسید بالفعل دعائے خیر مطلوب است و ترقی درجات آنجناب لغایت مرغوب والسلام مع الاکرام

(نمبر ۴۲) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام شاه نظام الدین صاحب سندھی

بسم الله الرحمن الرحیم از امیر المومنین سید احمد بخدمت سراپا برکت افادت مآب کمالات انتساب زیب افزائے سجاده کرام اسلاف رونق افزائے مسند اولیاء عظام اخلاف نظام شرع متین نظام الملة والدین دام ظلال هدایته علی رؤس المستفیدین والمسترشدین - بعد از ادائے تحیات مسنون و ادعیه اکرام مشحون برائے پیرایه واضح آنکه صحیفه علیه و رقیمه بهیه جز ورود فرمود مراتب سرور و نشاط افزود آنچه مضامین الطاف آگین مندرج بود مرتبه وضوح انجامید یگانگت و اتحاد محکم تر گردانید چون قاصد که بمعرفت آنجناب روانه شده بود در جلب انتظار رسید باعث استلای خاطر نگران گردید در وقتیکه از اینجا بسمت پشاور بقدر دو منزل کوچ کرده بودم همان وقت با قاصدان مذکور دو چار شدم همان قدر دو منزل پشاور از قصد ... خدمت فرد بدست آمد و چهار روز قیام شود بعد ازان همان سمت روانه شدند زیاده والسلام مع الاکرام

(نمبر ۴۳) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام راجه نجف خان غوری بزبان عربی از مقام پنجتار

بسم الله الرحمن الرحیم - الحمد لله الذی خلق الانسان وعلمه البیان والصلوة والسلام علی سید ولد عدنان وعلی آله واصحابه الذین هم اعوان الاشان - اما بعد فمن امیر المومنین الی قدوة المخلصین زبدة الصادقین السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته فقد وصل صحیفتکم العلیة وتحیتکم البهیة الدالة علی حدة بصیرتکم وحسن سریرتکم فنشکر الله تعالی علی ما وفقکم لافضل الاعمال وهو الحب فی الله والبغض فی الله وهما من احسن الخصال ثم ان ربنا تبارک وتعالی امرنا بامر ندبنا فیه سید المرسلین ... قال عز من قائل فقاتل فی سبیل الله لا تکلف الا نفسک وحرض المومنین فنحن بحمد الله مشتغلون بامتثال امر ربنا القدیر وانتم ایضا تدعون مشارکتنا فی هذا الامر الخطیر وانصار الله ان ... صادقا ... ثم ... مضامین رسالتکم بلسان الحبیب النجیب ... جوابه بلسان ذلک السفیر الحبیب والسلام علیکم وعلی من لدیکم

(نمبر ۴۴) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام علمای پشاور

بسم الله الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بجناب عالیات مآب ... هدایات ... دراز باد ... دین خادمان شرع متین ناشران احکام رب العالمین تابعان رسول امین مولانا حافظ ... و مولانا حافظ محمد عظیم و مولانا عبد الملک آخوندزاده و مولانا حافظ ... آخوندزاده و مولانا غلام حبیب آخوندزاده و مولانا ... سعد الدین و مولانا قاضی مسعود و مولانا عبد الله آخوندزاده و مولانا محمد حسن آخوندزاده و مولانا حافظ ... آخوندزاده و جمیع علمای بلده پشاور سلمهم الله تعالی - بعد ادائے تحیات و دعا ترقی مدارج هدایات مکشوف باد - در این ایام

چنان مصرح گردیده که بعضی از عباد لطیف بے انصاف و مکابرین با اعتساف چندے از وساوس فتنه انگیز و
شبهات عناد آمیز بنسبت این فقیر افترائے مهاجرین و ضعفائے مجاهدین بر بافته در جمهور انام از خواص و عوام شائع
ساخته آتش عداوت در میان مسلمین محض بتعلق نفسانی افروخته و مایه شقاوت جاودانی برائے خود اندوخته و بال کذب
و افترا بر گردن خود بر داشته و نکال دروغ بے فروغ بروز جزا برائے خود مهیا ساخته معاذ الله من ذلک علاوه برین
آنکه بذریعه افترا و بهتان ضلال بعضے از اهل ایمان کرده و ایشان را از راه رب العالمین که عبارت از شرکت مهاجرین
مجاهدین است دور تر برده در افواه ایشان بنسبت خدام شرع مبین سوء ظن انداخته و راه راست جهاد را در
نظر ایشان راه کج ساخته آیه کریمه الا لعنة الله علی الکاذبین و کریمه الا لعنة الله علی الظالمین الذین یصدون
عن سبیل الله و یبغونها عوجا گاهے نخوانده اند و سبب نظر و فکر را در میدان انصاف نرانده هر چند با ضعفا که محصورین را
باستعانت رب العالمین بمقتضا و سیاریم چونکه بعنایت او را قابل اعتنا می شماریم هرگز موافقت و مخالفت مخلوقین را
بخیال نمی آریم و به اشتهار نام نیک و بد در میان ابنائے زمان هیچ سبب نمی شماریم و مذمت ایشان را هرگز هیچ
ایشان ساقط الاعتبار می دانیم و هم چو اینها منتظر نزول رحمت قادر مختار می باشیم با این همه حدیث اتقوا مواضع التهم
و رفع تهمت ایشان لازم دانسته و بنا بر توقع آنکه شاید کسے از مخلصین صادقین جزم به شرکت مجاهدین داشته باشد
و بار بسبب تهمت و افترائے ایشان در توقف باشد شاید بکشف حقیقت احوال و حل عقده اشکال باز براه راست
معاودت نماید و بطریق اخلاص مراجعت فرماید بنا بر علیه بیان حق قدر را در این باب واجب شمرده ایم پس میگوئیم
که چنان شنیده ایم که از جمله مفتریات آن مفتریان آنست که این فقیر را بلکه زمره مجاهدین را باب الحاد و زندقه نسبت
می نمایند یعنی چنان اظهار می کنند که اینها جماعه مسافرین هیچ مذهب ندارند و هیچ مسلک مقید نیستند بلکه محض باوهام نفسانی خبیث
می پویند و بهر چه لذات جسمانی می جویند خواه موافق کتاب باشد خواه مخالف معاذ الله من ذلک پس باید دانست
که نسبت مردم باین امر شنیع افترائیست قبیح و بهتانیست صریح این فقیر و خاندان این فقیر در بلاد هندوستان
کالعلم شهیرت الوصف انام از خواص و عوام این فقیر و اسلاف این فقیر را می دانند که مذهب این فقیر و آبا و
اجداد مذهب حنفی است و بالفعل هم جمیع اقوال و افعال این ضعیف بر قوانین اصول حنفیه و آئین و قواعد ایشان
منطبق است یکی از آن خارج از اصول مذکوره نیست الا ما شاء الله آنچه از بعض افراد ایشان سبب غفلت و نسیان
صادر میگردد که بعد ازان خود معترف می باشد و بعد از اعلام براه راست معاود و تحقیق باید آری در هر مذهب طریق
محققین دیگر می باشد و طریق غیر ایشان دیگر ترجیح بعض روایات بر بعضی دیگر بنظر بقوت دلیل و توجیه بعضے عبارات
منقول از سلف و تطبیق مسائل مختلفه مدون در کتب و امثال ذلک و امثال آن کار روبار اهل تدقیق و تحقیق است
باین سبب ایشان خارج از مذهب نمی توانند شد بلکه ایشان را تحت لباب اهل آن مذهب باید شمرد چه این گروه مقدم

مشتبه داشته باشد لازم که نزد این فقیر آمده بالمشافهه حل اشکال نماید یا بفهمد یا این فقیر را بفهماند. و از جمله مفتریات
آن مفتریان مذکور آنست که این فقیر را بظلم و تعدی منسوب می کنند که این فقیر بر جان و مال مسلمین بلا وجه شرعی
دست درازی می کند و در این باب چرب زبانی و حیله سازی می نماید سبحانک هذا بهتان عظیم. این فقیر گاهی
کسی را بلا وجه شرعی یک تازیانه هم نزده است بلکه زدن سگ هم بلا وجه از عادات این فقیر نیست هر که چندی روز
با فقیر ملازمت کرده باشد البته بر حقیقت آن آگاه شده باشد. نعم آنچه سرزنش و گوشمالی ملک جبار از دست این فقیر
بمقدار به بعضی از مردان شرار و منافقین بدشعار رسید پس آنرا از جملهٔ سعادات خود می شمارم و از جملهٔ
علامات مقبولیت خود می انگارم بلکه غیرت در اعانت دین و حمیت در اهانت معاندین از لوازم ایمان است
هر که غیرت ایمانی و حمیت اسلامی نمیدارد فی الحقیقت ایمان نمی دارد کریمه قال تبارک و تعالی یا ایها
الذین آمنوا من یرتد منکم عن دینه فسوف یأتی الله بقوم یحبهم و یحبونه اذلة علی المؤمنین اعزة علی الکافرین
یجاهدون فی سبیل الله ولا یخافون لومة لائم (و ایضاً) یا ایها النبی جاهد الکفار والمنافقین واغلظ علیهم ومأویهم
جهنم. و اگر بالفرض والتقدیر چیزی از این قبیل از دست این فقیر صادر شده باشد پس این فقیر را بطریق
وعظ و نصیحت بر آن آگاه باید گردانید نه اینکه بطریق غیبت آن را در میان محافل و مجالس مذکور نمایند و
فقیر را بآن سهو و نسیان مطعون سازند و به همین خیال از رفاقت این فقیر در امر جهاد و شرکت زمره
مجاهدین دست بردار شوند که حدیث الجهاد ماض الی یوم القیامة لا یبطله جور جائر ولا عدل عادل در میان
اهل حدیث مشهور. بالجمله درخواست این فقیر از جمیع علمای زمانه اینست که تمامی مسلمین را عموماً و این
فقیر را خصوصاً امر بالمعروف و نهی عن المنکر نمایند و بر راه راست هدایت امر فرمایند و آنچه حسب اقتضای اشکالی
در غیبت ذکر می نمایند آن را بالمشافهه بدلائل شرعیه بپایه اثبات رسانند و این فقیر را بوعظ و تذکیر بجای
خود پرستی براه خدا پرستی گردانند که مستعد به همین امر است که اگر چیزی از اقوال و افعال خود مطلع شود که
که مخالف حکم خدا و رسول باشد فی الفور از آن توبه نماید و براه راست مراجعت کند. آینده اگر مجادلین
مذکورین بر اقوال و افعال این فقیر اعتراض می دارند و آن را مخالف شرع می انگارند باید این فقیر را بر آن
اطلاع نگردانند و قدری سیخ سخن کشیده آنرا بالمشافهه بپایه اثبات نرسانند پس وبال آن همه بر گردن ایشان
است. و آنچه بعضی از سفهای دروغگو و حمقای فتنه جو مشهور گردانیده که هر که از علمای کرام و فضلای ذوی الاحترام
این فقیر را امر بالمعروف و نهی عن المنکر می نماید این فقیر با ایشان بقهر و عنف پیش می آید و بجان و مال ایشان
مضرت می رساند و بدست و زبان ایشان را بوجه من الوجوه می رنجاند پس این امر باطل محض و افترای بحت
است. بارها جواسیس کفار و منافقین را در اینجا آورده و با ایشان کلام ضعیف هم نگفتیم بلکه از ایذای ایشان بالکل

دست بر داشته و بلا است و عافیت فرو گذاشته چون اجوبهٔ کفار و منافقین این جمله کرده باشد ایچ
عاقل تجویز نخواهد کرد که این با علمای عظام و فقرای کرام که محض بنا بر امر بالمعروف نذر این بیفزوده باشند
کلام عنیف و سخن خفیف در میان آورد این امر بعید از خلق ایمانی و دور از مروت انسانی است سوا از ان
ذلک و از جمله مفتریات مفتریان مذکورین یا آنست که آنچه وارد گیر زیست تقدیر اند ست این فقیر بجا و سبب خان
دیار و خان رسید داران با سبب این علما ماهرین و علماء دین را بر جانب ظلم و تعدی بعینه شمار شده و آن طاغیان و
باغیان را حق بجانب می انگارند حتی که حکم بر بغاوت مجاهدین می کنند و تشبیه او بسبب معاندین مذکورین سبحان الله العظیم
تشبیه مترکب رسوم جاهلیت حکم مبغوض باید و بقول شرع محمدی دعوت می نماید و بمقابل معاندین با او مرتدین یا
امر مخالفت نمایند و با کفار موافقت و رد شرع شریف و انکار احکام رب لطیف پسندید و در راه اثبات
آن هادی با وجود استعانت از کفار و معاندین جویند و بعضی از ایشان از دست هادیان دین و غازیان
مجاهدین در درکات نار بدار البوار رسیدند و بعضی از معاندین دیگر بنا بر حمیت آن معاندین دین بحکم کافر
لعین بر سر زمرهٔ مجاهدین لشکر کشی کرده فتنه و فساد برپا کنند و بنای قتل و قتال و جنگ و جدال ابتدا از
طرف خود نهند و آن مجاهدین ابرار و مهاجرین اخیار این منافقین بدکردار را از جملهٔ کفار اشرار شمرده
بطریق مدافعت با ایشان مقابله نمایند و در میان مقابله منافقین بر شمار نفس کثیر گرفتار شوند و
با انتقام منتقم حقیقی دنیا و آخرت خود را برباد دهند و مصداق کریمه ذلک لهم خزی فی الدنیا ولهم فی الآخرة عذاب
عظیم گردیدند و از حکم بشهادت آن مرتدین و منافقین کرده شود و به بغاوت این مجاهدین علاوه قلیل باین مسئله
از کدام ملت و مذهب است از مسائل ملت محمدیه نیست البته از مسائل ملت اقوام سکهه باشد و یا از ملت چنگیز
و هنود لا شک این منشیان مفتریان روز جزا بحضور رب العزت و بحضور سید الوری صلی الله علیه وسلم خوار و تباه و
ذلیل و رو سیاه خواهند گردید و یوم القیامة تری الذین کذبوا علی الله وجوههم مسودة الیس فی جهنم مثوی للمتکبرین
باری این مدعیان در دعوی خود اگر راستند و ارادهٔ مناظره بالمشافهه نمایند و در صورت عدم خود تحریر شرعیه نمایند
اثبات تقریر سازند تا با ما بحث نمایند که تکفیر مومنان و تجویز در دار که در ارادهٔ قتل آمرین بالمعروف نمایند اگر بالفرض
جبن و نامردی سبب پرده گفتگو نمی توانند پس اعلام این فقیر که سابق مجاهدت علمای دین ورسایل داشته بود
ملاحظه نمایند و جواب آن تحریر نمایند لیکن چنانکه اعلام مذکوره دلائل ادلهٔ اربعه سنت تحریر جواب آن
نیز باصول مذکوره مبرهن سازند تا جواب آن که قابل پسند و قابل مطالعه فهمیده باشند و در که قیل و قال و بحث
و جدال بسیار شده بر سبیل امتحان و تعداد مسائل اثبات نمایند از طول قیل و قال و از کثرت جواب و سوال هرگز
نتیجه نمی شود لازم است که بدای سلک جلیل جلاله را حاضر و ناظر دانسته و علیم باقی اعتقاد داشته انجاز

اززبان قلم برآرند جانب حق را مستور نگهدارند واگر دلیل معقول که عند الله وعند الرسول مقبول باشد نمی دارند بجبرِ
سینه زوری زبان بطعن ولعن می کشایند پس این امر بخوبی الفهم مند که کلمۂ حق بجبر وقیل وقال ایشان باطل
نخواهد گردید وما بندگان الٰهی که اخوان واودادان خود را برائے خدمتِ دینِ متین فروگذاشته ایم واز سوال
خود درین راه گذشتیم از خوف ملامت ایشان از کاروبار خود عاطل نخواهیم شد۔ یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ
بِاَفْوَاهِهِمْ وَیَاْبَی اللّٰهُ اِلَّا اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ کَرِهَ الْکَافِرُوْنَ۔ بالجمله این طعن ولعن ایشان بدین وجه ما را این
بوجهٍ من الوجوه مضرت نخواهد رسانید آرے انواع وبال ونکال بدنیا وآخرت همین مکابرین بے انصاف
عاید خواهد گردانید ودرین صورت علماء ربانی وفضلائے حقانی را که در بلدۂ پیشاور سکونت می دارند به نیابت
سید الانام هدایت خواص وعوام را از اعظم سعادات خود می شمارند لازم ومتحتم است که حکم حق را واشگاف
گویند وبلاتکلف راه انصاف پویند تا چنانکه مجادلین مذکورین رؤساء الشیاطین گردیده مصداق [illegible]
شده اند همچنین علماء ممدوحین امیر المهتدین گردیده مصداق العلماء ورثة الانبیاء شوند واگر راست پرسی
حقیقة الامر اینست که مجادلین مذکورین حقیقت زمرۂ مجاهدین در دل خود بر صدق حسن می شناسند لیکن بطمع
دنیاوی می پوشند ومثل احبار یهود واو راست را بخوبی می دانستند بنا بر اتباع هوا وهوس در راه کج می کوشند
الَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْکِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ وَاِنَّ فَرِیْقًا مِّنْهُمْ لَیَکْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ۔ پس
چنانکه احبار یهود وقسیسین نصاری حقیقت اسلام را بخوبی می شناختند اما بنا بر محافظت جاه وعزت خود
ودنیاداری سلاطین وملوک خود همه دانش ودین را می باختند وبه توجیهات نامعقول تمامی رؤسا وضعفا
را گمراه کردند حتی که فی الحال نصاری ویهود در بیابان ضلالت افتاده اند منتظر ظهور فارقلیط (احمد) نشسته پس
آن مضلین سابقین در وبال این همه ضالین لاحقین الی یوم الدین شریک اند همچنین این مجادلین
ناحق شناس ومکابرین ناسپاس بر حقیقت این زمرۂ مهاجرین بخوبی اطلاع می دارند اما اقرار این
باعث زوال عزت وجاه خود وموجب ناخوشی سلاطین ومخالفین خود می شمارند بنا برآن حالیه دیده را نادیده
میکنند وشنیده را ناشنیده وبلقلقۂ لسانی وبچرب زبانی این باطل را بتوجیهات غیر مسموعه ملمع می کنند و
رؤسا وضعفا را بتلبیس وتدلیس از راه می برند پس وبال ضلال ایشان تا روز قیامت بر گردن این
مضلین خواهد ماند همچنین کسیکه از علمائے ربانی وفضلائے حقانی درین وقت اظهار حق نماید پس بجهت تکثیر
جنود مسلمین وتوفیر جیوش مؤمنین از مساعی او متحقق خواهد گردید ایشان هم تا وقت بقائے جهاد شریک اجر
وثواب خواهند ماند پس لازم که هر کس از علمائے کبار این صحیفۂ لطیفه را خود هم ملاحظه فرماید ودیگران را هم برآن
آگاه نماید تا بر همه صغار وکبار حجت آلهیه تمام شود لِیَهْلِکَ مَنْ هَلَکَ عَنْ بَیِّنَةٍ وَّیَحْیٰی مَنْ حَیَّ عَنْ بَیِّنَةٍ۔ والسلام

علی من اتبع الهدیٰ۔ تحریر نوزدہم ربیع الثانی سنہ ۱۲۴۲ ہجری

(نمبر ۴۳) مکتوب از جانب امیر المومنین سید احمد بنام مولوی مظہر علی صاحب عظیم آبادی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ از امیر المومنین سید احمد بخدمت فضیلت مآب کمالات انتساب اخویم مولوی مظہر علی صاحب
دام بالاقبال عالی جاہ عظمت دستگاہ ارباب فیض اللہ خان سلمہم اللہ تعالیٰ۔ بعد از سلام مسنون و دعائے
اجابت مقرون واضح آنکہ رقیمۂ کریمہ مشتمل بر کوائف خواص خان مع چار قوطی انگور و چہار عدد سیب و بہی و یکدرہ
سردہ بصحابت دلباشی رسید مضامین مندرجہ رقیمۂ کریمہ واضح گردید حقیقت الاحوال این است کہ از روزیکہ خواص خان
باینجانب ملاقات نمودہ بیعت امامت بر دست این فقیر نمودند در ہر مقدمہ کہ چیزے از تدبیر و مشورت با
ایشان اظہار کردم و باین طریق بامور شاغتم ایشان بخلاف آن عمل آوردند پس درین صورت اگر این طریق
پیش گیریم کہ با ایشان بر خلاف رائے من عمل کردہ یک مقدمہ را فاسد گردانیدند من در پے اصلاح آن کوشش
نمایم و تمام لشکر مجاہدین را سرگردان کنم پس درین امر ہم خلاف تدبیر لازم خواہد آمد و ہم خلاف شرع زیرا کہ شعار
جہل و خطا امام را مقتدی ساختہ ملت و سائر مسلمین را باطاعت او امر فرمودہ شد بالعکس بالفعل مناسب ہمین است
کہ خان ممدوح در یک مقامے معہود چندے روز جا خود را نگاہ دارند انشاء اللہ عنقریب این فقیر ہم تدبیرے موافق
عقل خود درست کردہ بہر چہ مقدمہ سرپا خواہد شد کہ مفید غرض باشد و محض باستعجال در امرے قدم نہادن و انجام
امور را ملحوظ نداشتن خلاف عقل و نقل است اگر آن فضیلت مآب بالفعل پا بہر کدام امر تنہا باشد پس مناسب کہ
تشریف آرند کہ در اینجا تدبیرے برائے فتح باب جہاد و تاسیس بنیاد خدمت دین در ذہن خود درست کردہ ام
بالمشافہ در آن گفتگو نمودہ و مشاورت بعمل آوردہ در آن دست انداز ہم و در استحکام بنیاد جہاد و در قلع و قمع
اصل مفسدین سعی بلیغ نمودہ در پے ہر فرع دویدن و ہر شعبہ را پیش نظر خود علیحدہ علیحدہ نہادن باعث پریشانی
و سرگردانی مجاہدین میگردد خان ممدوح را بالفعل تسلی باید داد کہ انشاء اللہ عنقریب شما را بوجہے در انکو خواہم
کہ باعث اطمینان عقل تحکیم آید تا زوال الاقدام آشوب نہ باشد و السلام۔ از محمد اسمٰعیل بعد از سلام محبت التیام واضح
آنکہ کاغذ یکہ مشتمل بر سوال و جواب مردمان پشاور بود بسمع اقدس رسانیدہ شد آنجناب در جواب آن بس تحقیقات
لطیف و تدقیقات بغایت لطیف ارشاد فرمودند اما این فقیر را از ملاحظہ کاغذ مذکور چنان واضح گردید کہ مردمان
مذکور یا اصلاً از زمرۂ علما نیستند کہ قابلیت خطاب ندارند یا مکابرین اند کہ مقصود ایشان تحقیق نیست بلکہ محض
فتنہ انگیزی است بنا بر علیہ نوشتن تحقیقات مذکورہ بظاہر ضائع می نمود لہٰذا چند طلبہ علم در میان خود بطریقے
گفتگو می نمایند بہ چون طریق کاغذے نوشتہ ارسال خدمت عالی کردہ شد انشاء اللہ تعالیٰ بملاحظہ سامی خواہد رسید
لاکن درین مقام تامل باید نمود کہ در اینجا دو مقدمہ است یکے اثبات ارتداد مفسدین مخالفین دوم تفریع اباحت

قتال و علت اموال ایشان کرده شود قطع نظر از آنکه بعضی بعضی بارتداد ایشان است یا بعضی ایشان نسبت یا بر
دیگر سبب یا مختلف که بنسبت بعضے ارتداد ثابت شده باشد و بنسبت بعضے بغی و نسبت بعضے سبب دیگر چنانچه
طریق اول بوده است محقق و منقح تر دیدار زیرا که مفسدین مذکورین را ضعفاء فی الواقع از جنس مرتدین بلکه از جنس
کفار اصلی می شماریم و ایشان را از قبیل کفار اهل کتاب می دانیم چنانچه اهل کتاب اجمالاً بکتاب ایمان می آوردند
و با جاءه من عند الله علی سبیل الاجمال اذعان میکردند اما عند التفصیل بعضے را قبول میکردند و بعضے را قبول نمی کردند
کما آیه کریمه افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض کاشف حال ایشان است و همین مذهب سبب کفر کتب را از
ایمان و کفر شریعت یهود و نصرانیت می دانستند و آنچه از فضائل و مناقب یهود و نصاری در توریت و انجیل
مذکور بود جاهای خود را محمل مناقب مذکوره می شمردند حق جل و علا در رد ایشان این آیت فرستاده و قالوا لن
تمسنا النار الا ایاما معدودة قل اتخذتم عند الله عهدا فلن یخلف الله عهده ام تقولون علی الله ما لا تعلمون
بلی من کسب سیئة و احاطت به خطیئته فاولئک اصحاب النار هم فیها خالدون پس چون تفصیل در باب
قبول بعضے احکام باعث تکفیر ایشان گردید ایمان اجمالی ایشان هیچ بکار نیامد همچنین این مفسدین هم اگرچه
اجمالاً بما جاء به الرسول ایمان می آرند اما بسیارے از احکام شرعیه قبول نمی نمایند و بسیارے را از منهیات شرعیه
بطریق استحلال بعمل می آرند مثلاً بلا تکلف تزویج ما فوق الاربع میکنند و آن عقد زنا را نکاح می نامند و آخر در
در اعلان و تشهیر و عقد مجالس و حوافل طرب و تقسیم دلالیم و اظهار مبارکبادی مثل نکاح می کنند و اولاد متولده
را از همین زنا مثل اولاد نکاح در باب استحقاق اموال و میراث و در دیگر علائق حقیقیه شمار نمایند مثلاً
فرزند و دختر زنائی را مثل فرزند و دختر نکاحی و پدر و جد زنائی را مثل پدر و جد و برادر و برادرزاده زنائی را مثل
برادر و برادرزاده نکاحی و عم و عمزاده نکاحی می پندارند همچنین در ابطال میراث دختران و تقسیم ازواج میت
در میان برادران و دیگر رسوم جاهلیت مثل کفار سابقین عمل می کنند لاکن این قانون کفر را بمتابعت قواعد شرعیه
بلکه از آن واجب الاتباع شرعی می دانند و بر ترک آن در میان خود بالقدر ملامت می کنند و تارک آنرا بقدر مطعون
می سازند که بر تارک تخریج عشیر آن طعن و توبیخ نمی کنند و در لبس حریر و شرب خمر القدر بیباکی می کنند بلکه
تفاخر بر این امور قبیحه بحدے میدارند که حاجت بیان ندارد بالجمله آنچه این مفسدین بسیارے را از احکام شرعیه
قطعیه مثل خواب فراموش کرده اند که اگر تفصیل آن کرده شود کتابے بس طویل مرتب گردد که هر جمله از آن در
تکفیر آنها دلالت خواهد نمود لاکن از آنجا که این طریق بغایت طویل است و قیل و قال منکرین را در آن بسیار
مجال بناءً علیه طریق ثانی که بنهایت مختصر است اختیار باید کرد پس میگوئیم که حضرت امیر المؤمنین را با این مفسدین
دو معامله در پیش گردیده یکے معامله آشتائی ازلی و دیگر معامله جنگ که میان معامله بجنگ یار محمد خان دست کشی

سلطان محمد خان وجنگ ایشان رسیده اما معاملهٔ افغانان زئی پس بیانش آنکه در علاقهٔ سرداران پشاور بلا شک
انواع ظلم و فسق و رسوم جاهلیت آشکارا بود و تا حال موجود است و هر ملکی که مشتمل برین مفاسد بود لشکر کشی
بر آن مملکت امام را جائز است و زیر و زبر کردن آن مملکت موجب ثواب چنانکه امیر تیمور در باب قتال اهل
هندوستان همین استفتا نموده بود و علمای کبار که حضار آن زمان بودند فتوی داده اند چنانچه استفتای مذکور و اسامی
علمای مجیبین مع حوالهٔ نقل آن بر کتاب معتبر مجلد است و سامعین هر سه تا ازان تأمل باید فرمود که بعضی ازان
رسوم که در استفتای مذکور نوشته است اگر بخصوصها در علاقهٔ پشاور متحقق نباشد اما اگر بعضی ازان بعینها
متحقق باشد و بعضی دیگر از رسوم جاهلیت در عوض آن رسوم مفقوده موجود باشد پس آنهم در ثبوت حکم مذکور
کافی است چه مدار حکم خصوصیت رسوم مذکوره نیست بلکه مدار آن بانتشار مطلق ظلم و فسق و اشتهار مطلق رسوم
جاهلیت است خواه عین آن رسوم مذکوره باشد خواه مثل آن و اما انعام پس میگوییم که خادمیان بیعت
امامت برو بدست حضرت امیر المؤمنین باشتهار بعمل آورده بود چون از اطاعت آنجناب منحرف گردید و بمکان
محفوظ خود که عبارت از قلعهٔ هند است اختیار نموده استعانت بکفار کرد و در مخالفت حضرت امام همام کمر بست
پس آنجناب او را سزائے او رسانیدند و مال او را تقسیم نفرمودند بلکه سلاح و خیول او را عند الحاجت استعمال فرمودند
و دیگر مال او را حبس کرده بنا بر حفاظت بیت المال در آن تقسیم نکردند بنا بر علتی و لهذا قاعدهٔ تقسیم غنیمت را در آن
رعایت نفرمودند که خمس آن جدا کرده و باقی را علی السویه بر جمیع غازیان بطریق پیاده ها و سوارها تقسیم فرمایند و نیز
دیگرها او را بار بار ترغیب فرمودند که بیائید و اطاعت قبول کنید تا اموال موروثهٔ شما بشما دهیم اما آن اشقیا هرگز
باطاعت امام وقت گردن ننهادند بلکه در باب بغی و فساد و تقلید ایشان باغی گردیدند این معامله سراسر موافق
روایات فقه است قال شارح الوقایه البغاة قوم مسلمون خرجوا عن طاعة الامام و دعاهم الی العود و کشف شبهتهم
فان تحیزوا مجتمعین حل لنا قتالهم بدءا و نحبس اموالهم الی ان یتوبوا و نستعمل سلاحهم و خیلهم عند الحاجة اما آنچه عذر میکنند
که خادمیان امامت قبول کرده بود و از بیعت تائب صحیح نگردید سبحانک هذا بهتان عظیم این سفها اشتهار چنان
نمیدانند که همچنین کلام بیهوده بر زبان می رانند ضلع یوسفزئی در تمام عالم بباغیان ملقب است که گاهی هرگز
اطاعت کسی از سلاطین هم قبول نکرده اند چه جای اطاعت سرداران پشاور که فی الحقیقت سلاطین اند
شکے ایشان را از جمله سلاطین می شمارد بلکه در خانهٔ خود هم گاهی ادعای سلطنت نکرده اند چه جای امامت
است بالجمله این کلام بیهوده اصلا قابلیت جواب ندارد آمدیم بر سر اصل مقصود که بعد از واقعه هند یار محمد خان
بلا داعیه شرعی و عرفی بل محض عناد ذاتی و اشارت رئیس الکفار ابتدای لشکر کشی کرده در مخالفت حضرت
امیر المؤمنین کمر بست اما چونکه این قید بلا وجه شرعی بود پس ظاهر است که بنا بر انتقام باغی بر امام کمر بستن

سراسر خلاف شرع است اما اینکه بلاوجه عرفی بود پس بایش آنکه در میان یوسف زئی و دُرّانی ملک اتفاق
اصلا معروف نیست بسیارے از مردان یوسف زئی از دست تیمن زئی و کهدن و ترکان کشته شده اند و
کاهے کسے از دُرّانیان بر ملک یوسف زئی لشکر نبسته بالجمله یار محمد خان بلاشک درین مقدمه باغی بالظلم
بود قتل باغی بالظلم و اخذ مال او بلکه قتل جمیع عسکر باغی بالظلم و اموال جمیع عسکر او و انواع تصرف دران از
استعمال و بیع و تقسیم همه در شرع جائز است چنانچه اخوند چالاکی رحمة الله در رساله غزویه با قلا عن فتاوی الغرائب
نموده المسلم اذا کان باغیا بالظلم فانه لعنة الله والملائکة والناس اجمعین و یجوز اخذ ماله بالظلم والتصرف فیها
پس ازین روایت واضح گردید که قتال یار محمد خان و لشکر ایشان و تصرف در اموال ایشان شرعا مباح
بود غایة الامر آنکه این امر مبهم است که مال مذکور از جنس فئ است یا از جنس غنیمت و بهر تقدیر تقسیم آن بطریق
غنیمت جائز است که اگر در نفس الامر غنیمت است فبها و اگر فئ است پس تقسیم فئ بطریق غنیمت بلاشبهه
جائز است و چون واقعه قتال یار محمد خان با تمام رسید پس بعد چندے سلطان محمد خان باز بلاوجه شرعی
لشکرکشی کرده بسیارے از ساکنان سمه بلاوجه زیر و زبر کردند پس ایشان درین نوبت باغی بالظلم گردیدند
چه برائے انتقام باغی بالظلم کمر بستند و نیز اعزه مذکورین را محض بلاوجه ایذا رسانیدند که ایشان نه تابعان
یار محمد خان بودند و نه دوستان حضرت امیر المؤمنین بلکه در زمان فتنه یار محمد خان ایشان بدل و جان دوستدار
ایشان بودند پس بلاشک سلطان محمد خان باغی بالظلم شدند و مستحق قتل و نهب گردیدند تا چون به تقدیر
الهی ایشان بسزائے خود نارسیده برگشتند بعد چندے حضرت امیر المؤمنین بنا بر اجرائے حکم شرع مبین برایشان
عازم پشاور شدند لشکر مفسدین در اثنائے راه بحکم الله بسزائے خود رسیدند و چون باز اظهار توبه کردند بمجرد قول
ایشان اعتماد فرموده برتسلیم ظاهر همین لفظ که ایشان باین کلمه تکلم کردند که ما شرع را قبول کردیم نظر فرموده
مراجعت نمودند اصلا معلوم نیست که در کدام مقدمه ازین مقدمات سر موئے تجاوز هم از حدود شرع
شریف واقع گردیده چه جائیکه این بدحالی زبان طعن بحدے کشوده که نوبت تکفیر رسانیده اند نعوذ بالله من
شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا - و اما آنچه مردمان پشاور میگویند که بعد زمان برکت نشان آنحضرت صلعم
اصلا نفاق متحقق نیست و درین باب تمسک بموجب حدیث مشکوة می نمایند پس باید دانست که آنچه در مشکوة
درین باب واقع است آن حدیث نیست بلکه اثر است قول حضرت عمر فاروق رضی الله عنه و مضمونش همین است که حضرت
ممدوح فرموده اند که جز این نیست که نفاق در زمانه پیغمبر بود فاما امروز کفر است یا ایمان پس اگر این اثر را
محمول بر ظاهر میکنیم پس لازم می آید تعارض در میان این اثر و در میان آیات بسیار و احادیث بیشمار که
در بیان علامات منافقین وارد گردیده و بزمانے خاص مقید نشده مثل قوله تعالی بشر المنافقین بان لهم

علاوه الذین یتخذون الکافرین اولیاء من دون المؤمنین پس ازین آیت معلوم شد که مدار نفاق بر
دوستی کفار است تخصیص به هیچ زمانه ندارد و قوله تعالی ان المنافقین یخادعون الله تا قوله قلیلا پس ازین آیت
معلوم شد که هر که فریبی باشد و در ادای صلوٰة کاهلی کند و عبادتی را ریا کند و اکثر اوقات او به غفلت گذارد و ذکر الله کمتر کند
پس همو است منافق در هر زمان که باشد و قوله صلی الله علیه وسلم آیة المنافق ثلثة اذا حدث کذب واذا اؤتمن
خان واذا وعد اخلف پس ازین حدیث معلوم گردید که هر که به دروغگوئی و خیانت در امانت و به نقض عهد
عادت کرده باشد پس همو است منافق و در بعضی روایات وارد شده وان صلی وان صام پس معلوم شد که
با وجود ادای صلوٰة و صوم به وجود علامات مذکوره منافق می شود و نیز در روایتی که پیغمبر صلی الله علیه وسلم از
حال حضرت مهدی اخبار فرموده اند این کلمه واقع گردیده حتی یصیر فسطاطین فسطاط ایمان لا نفاق فیه و فسطاط
نفاق لا ایمان فیه پس معلوم شد که در زمان حضرت امام مهدی هم منافقین بسیار باشند پس تخصیص بزمان
اول باطل گردید الا بکلام حضرت فاروق را تاویلی باشد مطابق آیات و احادیث مذکوره پس میگویم که معنی
کلام حضرت ممدوح اینست که در دل این شخص تکذیب دین حق موجود است و نمیتوان بالیقین معلوم باشد و با
او معامله مسلمین کرده شود و در احکام این تخصیص بزمان پیغمبر بود که علام الغیوب احوال قلوب منافقین را
به پیغمبر خود علیه السلام بوحی اظهار میفرمود و مومنین را بالیقین معلوم می شد که این شخص منافق است باوجود این هیچ قول
و فعلی که موجب تکفیر او باشد بظاهر ازو صادر نشده باشد پس بحسب ظاهر با او معامله مسلمین میکردند حالانکه
او را بالیقین از اهل جهنم می دانستند چنانچه عبدالله بن ابی و اتباع او که تکذیب ایشان در دعوای ایمان از
قرآن مجید نازل گردیده قال الله تعالی اذا جاءک المنافقون تا الکاذبون - باوجود آنکه پیغمبر صلی الله علیه وسلم
با وی معامله مسلمین میفرمودند مثلا بر بیعت توبه او حکم نفرموده و تحریم ذبیحه او نیز امر نفرمودند و بعد از فوت نماز
جنازه بر او ادا کردند و غسل و تجهیز و تکفین او مثل سائر مسلمین نمودند و در مقابر مسلمین او را مدفون کردند و ترکه
او را به وارث او دادند حالانکه بالیقین آنجناب و سائر مسلمین را حال وی بینا تر معلوم است که شخص مذکور نفاق
می داشت پس این مخصوص بود بزمان پیغمبر که حال قلوب ناس بوحی آشکارا میگردید اما بعد ازان زمان
پس تا وقتیکه هیچ علامتی از علامات نفاق از منافق صادر نمیگردد پس حال او کسی را معلوم نیست و
وقتیکه صادر گردید کار متعلق شد حکم کفر بر او جاری گردید پس بعد ازان زمان انسان یا کافر است یا مسلمان
امری دیگر در علم نیست پس منافق ثابت النفاق کافر است و از جمله کفار است و منافق مستور الحال در
اجرای احکام از مومنین است معنی قول حضرت ممدوح چنین باشد نه زیاده والسلام حرره جمادی الاولی

استفتاء از سیری پور در باب شیعه شهر دهلی

بسم الله الرحمن الرحیم - چه می‌فرمایند علمای دین محمدی و فقهای شرع مصطفوی علیه الصلاة والسلام اندرین
مسئله که شهری است از شهرهای مسلمانان که آنجا والی و قاضی و علما و سادات هستند و فسق و فجور و امور نامشروع
با علان و اظهار کنند و جایی سازند و خاتون خوبصورت چهره را آشکار کرده دکان کرده آنجا نشستند و روز
و شب آنجا زنا کنند و در جایهای ایشان را بعضی مسلمانان و علما و مفتیان با وجود وقف و ناسی احضار کنند
و تغنی فرمایند و عورات مغنیه را آشکارا در مردان و مستان و مفسدان و مستورات دارند و بدینها مشغول شوند
و در مهمانی (دعوت) که بموجب سنت محمدی است چنانچه ولیمه بعد شب نکاح و عقیقه در هفتم روز از ولادت نکنند
بلکه برعکس آن بمشابهت رسم کفار هند پیش از نکاح چند روز مهمانی کنند و شب ششم (معروف چهتی) از
ولادت چنانچه رسم کفار هند است عورات را غسل و حنا و مزامیر و مغنیه را احضار کنند و تمام رسوم باطل کفار
را اعانت کنند و اگر مسلمانی بموجب دین محمدی ایشان را منع کند منع نشوند و بر آن مصر باشند و گویند که چنین
ما نکنیم و رسوم باطله این کار میسر نمی‌شود و این محض کفر است و نیز دکانهای راسیان چارسوی بازار
بنا کنند و آشکارا آنجا جمیع چیزهای جائزه و ناجائزه فروخته شوند و کالا را آشکارا در آبادی شهر با بازار ... و آن شعار کفر
است و نیز در بازارها و خرابها (شرابخانه) و گذرهای آب (گهات) شترگاو را (عاملان محصول چونگی) ...
کنند و باجها (محصول) و در راهها بخلاف شرع اندوزند و جمع نمایند تا از تجار و مسافران و رعایا و اهل سوق ظلم و
تعدی شده تمام مالهای ناحق بستانند و آن را حق خود دانند و از بعضی محل آنچه من حیث الشرع می‌آید
چنانچه جزیه و جنس غنائم آن را به رشوت گذارند و آن را جزو احسان تصور کنند و بر آن ثواب دانند و نیز بعضی
مستحقان را از اهل کفار از اهل علم و جهل ... صد چند کفایه زیاده بدهند و از بعضی حقداران با مقدار که کفایت
او است باز دارند و نیز عهده داران بعد کفایه از بیت المال چنانچه قاضی و محتسب و امیر شحنه و رئیس و کوتوال
اخذ رسوم و حقنانه و سیاست کنند و آن ناحق را از هوای نفس و جهل مستحق و حق خود دانند و این کفر است
و نیز مردان لباس ابریشمی و انگشتری زرین (طلائی) به تفاخر بخلاف سنت بمشابهت کفار پوشند و بند
دستار بخلاف سنت بمشابهت اغنیا بربندند و چون ایشان را ازان منع کنند گویند که با ایمان غازیان ... تحکیم
شرعی برابر است و همه بر آن مصر باشند و این سبب زوال ایمان است پس اگر بادشاه قاهره هرکه در
دنیا باشد و بر ایشان ثبوت می‌شد که این کارها می‌کنند و این رسوم باطله که از شرع دور و به تکفیر نزدیک است
می‌پردازند و ایشان منع نشوند و هم بر آن کار مصر باشند بر این بادشاه قاهر با هر واجب است بلکه فرض است
که برای اعزاز دین محمدی لشکرها کشند و آن مسلمانان بر تیغ محاربه نمایند و ایشان را بکشند و زنان و فرزندان
ایشان را اسیر نمایند و آن ولایت را خراب سازند تا آن رسوم باطله بالکلیه برافتد و دین محمدی اعزاز پذیرد

تا بلاد و اسلام دیگر خلق را اشتباه شود و مسلمانان و دیگر که ازین نوع میگروند متنبه شوند تا رو باز باشند آن پادشاه
قاهر با هر دو دین کار مستحب باشد عند الله العظیم باشد- اجابوا اجابوا صحیح باشد والله اعلم (دستخط و مهر عبد الرشید
ابن قطب الدین الهروی) باشد والله اعلم کتبه محمد بن طاهر البخاری الماوراء النهری باشد والله اعلم کتبه
عبد العزیز بن قطب الدین الهروی- باشد والله اعلم کتبه علی بن عبد الکریم الاصفهانی- باشد والله اعلم
کتبه شیخی بن جنید الکوفی- باشد والله اعلم کتبه ابو بکر بن ابی القاسم البغدادی- باشد والله اعلم من کتبه
النقی الیمنی- باشد والله اعلم کتبه عبد الجبار بن یوسف النجار- باشد والله اعلم کتبه یوسف بن محمد السمرقندی
باشد والله اعلم کتبه احمد الهروی- باشد والله اعلم کتبه مظفر بن منصور البلخی- باشد والله اعلم کتبه
نظام الدین بن تاج الهروی- تمام شد

(ضمیمه ۲) اعلام عام [illegible] کافه انام از جانب امام همام امیر المؤمنین سید احمد صاحب

بسم الله الرحمن الرحیم حقیقت الحال این بنده ذو الجلال برین منوال است نه خود شاهم و نه شاهزاده ام
و نه امیرم و نه امیرزاده و نه طالب سلطنت ام نه جویای حکومت- نه لشکر سلطانی میدارم نه خزینه پادشاهی
بلکه فقیر و فقیرزاده ام معاش فقیرانه را سعادت خود می شمارم از آئین سلاطین و خواقین عادتی ندارم نه بالفعل
مایه امارت میدارم و نه آینده آرزومند حصول آن در دل میدارم محض بنابر ادای فرض جهاد و خیرخواهی
جمیع عباد و اعلای کلمة الدین و خدمت شرع سید المرسلین کمر بسته ام کسیکه رفاقت من بجز خیریت ابدی
اختیار نماید زهی سعادت اوست و کسیکه از رفاقت من دست بردار شود عجب شقاوت اوست که از
بندگان خدا و امتیان حضرت مصطفی علیه السلام جان خود را برکشیده در مسالک منافقین و کفار منسلک گردید خزانه
من همین توکل علی الله است و بس هر روز خرچ جدید از خزانه ربانی بمن میرسد نه مثل امرا و سلاطین
خزائن در اسم [illegible] خود میدارم [illegible] و در آئین و قوانین اهل دنیا بیزارم طریقه من طریق جد
خود حضرت سید المرسلین است یکروز نان خشک میخورم و شکر خدا بجا می آرم و یکروز گرسنه می مانم و صبر
میکنم و لشکر ما همین چندی از مهاجرین و صادقین است که بنابر مجرد خدمت دین رب العالمین کمر همت
و از طرف خود جان خود را گذشتن داده امید حق جل و علا ایشان را بمنصب شهادت سرفراز کند و یا بنصرت
و فتح موفق گرداند بالجمله حال ظاهر ما حال فقرای مهاجرین است که پیغمبر صلی الله علیه وسلم و اصحاب ایشان را
در اوائل زمان هجرت در پیش بود آری بشارت بس عظیم از مولای خود جل شانه بسیار [illegible]
[illegible] خزائن و لشکری شمارم انشاء الله آن بشارات بظهور میرسد پس کسیکه ایمان قوی
[illegible] باشد و بر قدرت کامله ربانی او را ایمان باشد که آن قادر علی الاطلاق در یک لحظه

بیک حکم کن خالصۃً لله و بالاهی تواند کرد و چیله را به پشی تواند گشت پس لابد بشارات مذکوره قبول خواهند شد و در
رفاقت من سود دنیا و بهبود آخرت خواهند شمرد و کسیکه محض بامید اسباب ظاهره باشد و آنچه بالفعل حال فقرا
است بدعاوی و بشارات را بر کنند پس مارا از جمله مجانین و دیوانگان شمرد و غرض از تحریر این چند سطور آنکه
انشاء الله در قدرت حق جل و علا کفار و فتح بلدان و امصار و ظهور شوکت اسلام از ذات با فقرا و ضعفا وابسته
شدنی است لاکن بالفعل حال ما مناسب این نیست بلکه مایهٔ این دعوی ما محض توکل علی الله و بشارات
غیبی است اگر اینجانب را مجنون فهمیده و سنجیده رفاقت اینجانب باعث سود و بهبود خود شمرده طلب نمایند
نیک سیر هم و اگر بنا بر ملاحظهٔ ضعف و ناتوانی ظاهر در خاطر شما خاطر تردد سے باشد بالفعل توقف فرمایند تا وقتیکه
از جائے دیگر این اقبال اسلامی ظهور کند آخر این امر بحکم الله از جائے جاری شدنی هست خواه در مقام
شما باشد خواه در مقام دیگر اما اگر در اینجانب رفاقت اختیار خواهند نمود و بجان و مال در خدمت من کمر بسته
خواهند شد یعنی بذات خود سهم شمشیر زنی کنند و بقدر طاقت خود در مصارف غازیان کوشش نمایند پس
درینصورت حق جل و علا ما فقرا و ضعفا را از جملهٔ اعوان مهاجرین و انصار گردانیده همچنین شما را از اعوان
انصار اختیار خواهد کرد و این امر محض برائے همین معنی نوشته شد که شما در زمرهٔ انصار الله داخل شوید و الا حق
جل و علا بکرم عمیم خود ما فقرا را هرگاه محتاج مصارف اغنیا نگردانیده بلکه بسیار از اغنیا بدست ما فقرا
متمول گردانیده باقی نیت پاک و همت بلند در اول امر شرط است که هم جان خود در مقابلهٔ اعداء الله
پیش کنند و هم مال خود را در مصارف جهاد در صرف نمایند بعد از ان ثمرهٔ آن مشاهده نمایند و السلام علی الکرام

(نمبر ۳۲) مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد بنام شاه زمان صاحب

بسم الله الرحمن الرحیم - از امیر المؤمنین بجناب معلی القاب زینت افزائے اورنگ عزت و جلال آرایش
چهار بالش حشمت و اقبال صاحب عزت و بخت مالک دیهیم و تخت قدوة السلاطین عمدة الخواقین شاه
جم جاه زاد الله اجلاله و ضاعف اقباله - بعد از سلام مسنون و ادعیه ترقی مناصب کونین و مدارج دارین
واضح آنکه - اخلاص آئین زبدة المعتمدین شیخ جمال الدین که از طرف سرکار عالی با شقهٔ خاص در اوائل
رجب المرجب رسیده باوائے مراتب خیرخواهی آنجناب بر موافقت این عاجز خاکسار تا اکنون هم بنهایت
خوش گذرانیده هر چند رابطهٔ یگانگت قدیمی و علاقهٔ اتحاد صمیمی از آن سابق هم نهایت مربوط بود و
بنهایت مضبوط اما از آمدن این اخلاص نشان رونقے تازه نمود و بر شور رغبت فی سبیل الله و علو مراتب
محبت و یگانگت لوجه الله مع دیگر کیفیت حالات این برگزیده اکابر جناب واسع نسبت زبان سابق
هم چیزیکه زیاده تر آگاه و شناسا گردانیده آنچه در باب عزیمت آنجناب بنام استعداد خدمت دین

مشکین و مع اظہار مراتب اشتیاق با این خادم شرع مبین کہ از وفور مراتب محبت و اخلاص گونا گون علایق
مودت و اختصاص ذکر نمودہ اند نوشتہ شما مرشد بود و الہامی بود و فرحت دل افزود و مسرت بر مسرت افزود و اللہ تعالی
این علاقۂ مودت و یگانگت کہ از حسن بنا بر تحصیل رضائیش مستحکم گردیدہ ثمرات جمیلہ و جزیلہ گرداناد و آرے
حقیقة الامر این است قدریکہ اشتیاق ملاقات این فقیر در دل آنجناب است زیادہ چندان این فقیر را
مشتاق ملازمت خود شمارند چنانکہ رابطۂ محبت قدیمہ و وفور مودت تصمیم آنجناب را مشتاق ملاقات
فقیر گردانیدہ است ہمچنین و چندان این فقیر را بتمنائے ملازمت آن معلی القاب رسانیدہ لاکن چونکہ
این فقیر ہمان در دل آرزومند ملاقات است ہمچنین بہر وجہ خیر خواہ آن ذات آنچہ در بارۂ استفسار
تشریف آوری خود این حقیر در رقم زدۂ کلک اتحاد سلک شدہ بود پس حقیقت آن ہمین سوال است کہ
تمنائے مواصلت بسیار بجا است لیکن بہر نوع در تشریف آوری آنجناب کمال استعجال واقع شود با مقتضائے
مضمون نصیحت مشحون المستشار مؤتمن دل تامل انظر در خیر خواہی عدم حصول ہیئت طریق فیما بین
ما از طرف خود باعث و مکلف شدن نمی توانم هر چند وفور اشتیاق تاخیر ملازمت را گوارا نمیدارم پیشتر
ازین در زمان سابق ہم ہمین اشتیاقہا در دل نیاز منزل بسیار بجا است کہ بکدام صورت تشریف آوری
آنجناب صورت بندد اما از ہمین موانع و عوائق خیر خواہی از دو وجہ سد راہ این مرام شدہ یکے آنکہ تا
آنوقت کدامی جائے قابل اطمینان بدست لشکر اسلام نرسیدہ بود کہ بعد تشریف آوردن آنجناب جائے
محل سکونت تجویز می شد- دوم آنکہ ہیچ راہے از راہ امنیت پیدا نبود کہ از گزند مخالفین مامون می شد
و ملک پر شور لاہوان اشتیاق بنا طبوتا در ریشۂ زاگد و بالا است ہر جانب قادر عیار مکانے ہمچنین قابل
نشستن آنجناب بدست آمدہ است کہ اگر غرارۂ شرارۂ مخالفین اشرار و معاندین فجار شورش نمایند بحول اللہ بر
مراد خود دل گردند اما وجہ ثانی کہ امنیت راہ باشد پس بالفعل از قابوئے این عاجز خاکسار بیرون است
و لہذا این خیر خواہ خلق اللہ در تشریف آوری آن عظمت پناہ مکلف شدن نمی تواند اما امید قوی است
کہ این خس و خاشاک عوائق راہ ہم عنقریب صاف می شود الحمد للہ کہ شوکت جنود اسلام صبح و مسا در تزاید
و ترقی است و قوت اعدا اللہ ہر شام و صباح در تنزل و بار و نسالت متوالی است چنانچہ تفاصیل آنہا
بیان از اشعار سابق کہ ہمراہ قاصد سعید محمد روانہ شدہ بود مسرت ضمیر منیر گردیدہ باشد و بالفعل در بارۂ
تیاری مقدمۂ جہاد آنچہ مہمات در نظر این بندۂ پروردگار می آید ہر چند مہمات متعدد و دائر می شود اما از آنجملہ
مقدمۂ مہم فیما در نہایت جست می نماید و تدبیر سرانجام آن بحول و قوت ربانی بالفعل از وسائل مہمات
آسان تر معلوم می شود و امید قوی میدارم کہ کارساز حقیقی بہ الکہ تحقیقی با عنقریب بحول و قوت خود

مارا مسلط می فرمایند و مجرد تسلط انتقام تمام دور و دراز تا ستمگاران می گیرم عمل هنگام بسیط می گردد انشاء الله
تعالی درین توقف بهر طور که آنجناب مقرر داشته‌اند خواهند فرمود از هر سو جانفشانان مجیبین گروه مخلصین خواهند افزود
بالجمله مجرد اشتیاق ادراک ملاقات راقی الفور میخواهد و نتائج خیراندیشی تا حصول این طریق اند که تاخیر
میفرمایند پس درین صورت بعد ملاحظه این صلاح اندیشی اگر دوری راه مانع از آن باشد هرگاه مصلحت راه قرار یابد هرگاه
این خانه خانه شماست بلا تکلف اقدام فرمایند و اگر به نظر این مصالح دوراندیشی بالفعل تشریف
آوردن آنجناب موقوف ماند و هم اشتیاق مستمر گشت این سعادت کبری رخصت تاخیر نه پذیرد پس
درین صورت نزد تعبیر الحسب و الا دل چنان مشتاق است که اگر خلاف مصلحت نباشد کسے
را از معتمدین اخص الخواص خود را نائب خود گردانیده هر چه از تجهیز سامان تعقید حفظ
نزد آنجناب بنا بر تحصیل رضا الله سوی مهیا باشد همراه او داده رخصت فرمایند که مشارکت آن شخص هم به
نیابت آنجناب موجب فلاح دارین و سرخروئی کونین در حق آنجناب خواهد گردید و آن سعادات حاصل
ترقی هر دو جهان خواهد گردانید باقی مراتب مفصلاً حواله زبان صدق ترجمان معتمد الطرفین حامل رقیمه
الوداد و صفا صفات میرزا خواهد گشت قرین صدق باشد که شما با اظهار حال همین معتمد واضح البیان
را روانه کردن ضرور افتاد - والسلام علیکم و رحمة الله و برکاته - مورخه ۲۴ شوال ۱۲۴۴ هجری

(نمبر ۱۴۸) مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام محبت خان رئیس

بسم الله الرحمن الرحیم - از امیر المؤمنین سید احمد عفا الله عنه عالی جاه رفیع جایگاه حشمت دستگاه رفعت
پایگاه شوکت نشان محبت خان سلمه الله تعالی - بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح
آنکه تمام عمر خود را درین فتنه و فساد و قتل و قتال درمیان مسلمین برپا کرده آخر در مثل این وقت که هم کار
خدا و رسول آمد از آن راه کفر و نفاق دست بردار نشده بلکه فتنه عظیم برپا کرده‌اند شما ایمان بخدا و رسول ندا
نمی دارید بلکه این خود همین حسی تصور کرده‌اید که همیشه درین جهان باقی خواهید ماند یا سرداری شما خواهد
هم روز خدا بنده ظهور خواهد کرد که خدائے عزوجل هم پاسداری شما خواهد نمود - سبحان الله چه بسا سلاطین
جبارین را مثل فرعون و نمرود کسی نخواهد پرسید مثل شما حقیر ضعیف را کسے خواهد پرسید و این غرض نیست
که شما بر حق بوده باشید یا بر باطل بلکه مقصود آنست که برپا کردن فتنه و فساد در مثل این وقت اگر بر حق هم هستید
باطل هستید و اگر بر باطل هستید قریب بکفر باطل اگر مسلمان هستید و خدا و رسول را چیزے می شناسید بالفعل
با صالحین بکمال الحاح و زاری و خواری معذرت نموده بعجلت تمام جان خود را مع الوس خود نزد آنجناب
برسانید اگر شاید از ایمان دارید نزد آنجناب بیائید والا آنجناب هم چندان احتیاج بسوی منافقین ...

وضعیف الایمان حکمی دارد - والسلام علی من اتبع الهدیٰ +

(نمبر ۴۹) مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام شاهزاده میرزا غلام حیدر صاحب

بسم الله الرحمن الرحیم - از امیر المؤمنین سید احمد بخدمت رفیع درجت سلالهٔ خاندان سلاطین عظام نقاوهٔ
خواقین عالی مقام عظمت و جلالت مآب عدالت و شهامت انتساب رونق افزای چار بالش جاه و اجلال
مسند آرای اریکهٔ حشمت و اقبال شاهزادهٔ والا تبار عالی مقدار میرزا غلام حیدر صاحب زاد الله شانه وضاعف
اجلاله - بعد از سلام مسنون و دعای اجابت مقرون بر رای ضمیر آفتاب نظیر باد - الحمد لله والمنة که عطایا و
انعامات الهی بر این خاکسار باران صفت باران و افواج کرامات نامتناهی بر این فقیر بمقدار خورشید درخشان
تابان چه یارای زبان که شکر یکی از هزار بگذارد و کجا گنجایش حرف و بیان که سپاس اندکی از بسیار بجا آرد
شوق و رغبت نصرت دین در قلوب هزاران هزار مؤمنین در جوش و صلای استیصال کفار و مشرکین
از چار سوی این سر زمین نغمهٔ گوش انشاء الله در اندک مدت چه اخبار فرحت آثار فتح و ظفر جنود کرامت آمود
مؤمنین اخیار و جگر دوز منافقین بدکردار خواهد گردید - این فقیر سابقاً از زبان صدق ترجمان هدایت مآب
عالی انتساب حامی سنت سنیه ماحی بدعت ظلماء مقرب بارگاه رب جلیل مولانا محمد اسمعیل صاحب
بار بار شنیده و از زبان لطف بیان محبت شعار اخلاص دثار مقبول بارگاه ذوالمنن حکیم خواجه حسن صاحب حمیده
و صحابه برگزیدهٔ آن والا تبار از علو همت و استقامت بر شریعت غرا و سطوت عزیمت در اتباع سنت بیضاء
کمال جلالت در جهاد لسانی و وفور رغبت بجهاد سیفی و سنانی زیب گوش نموده تخم محبت و اخلاص غائبانه
در مزرع سینهٔ صفا گنجینه کاشته و فرط شوق و رغبت جبانی مواصلت دوبارهٔ آن در دل داشت که سبب تکلیف
متکلف قدوم سعادت لزوم در این مرز و بوم گردد لکن باز بفکر عمیق چنین اندیشید و بنظر دقیق همین پسندید
که هر چند ورود مسعود ظفر توام در امر دین منفعت نمایان دارد در حق همچون آن عالی تبار اندیشهٔ مضرت بیش از آن
پس مقتضای حکمت آنست که بالفعل چندی حرکت نکنند در جای خود باستقامت ورزند و لشکران دیگر در
نصرت دین و شراکت جهاد بر این چه دفع سازند و پای همت ثابت در این راه بر جای دیگر کشایند انشاء الله عنقریب
وقتی خواهد رسید که این داعی بالخیر داعی بخدمت آن والا همت خواهد گردید باقی تفصیل حال بزبانی حکیم صاحب
موصوف که بخدمت رفیع درجت رخصت نموده ام بوضوح خواهد انجامید - زیاده والسلام مع الاکرام -
مرقومهٔ پنجم ربیع الاول ۱۲۴۴ ہجری +

(نمبر ۵۰) مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام حاجی علیخان

بسم الله الرحمن الرحیم - از امیر المؤمنین سید احمد بعالیجاه خان عالی شان شهامت عنوان حاجی علیخان

سلامه تعالی بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکه استجابت بکرات و مرات در خلوات
و جلوات با شما ملاقات نگنجیدگی با مراتب اخلاص و اتحاد و سبب تکلفی واقع گردید احوال ما بر شما و احوال شما
بر ما هویدا و مشرح رسیده و احوال سوگند برین خود و احوال شما میدهیم که بهمان پروردگار متعال و مالک الملک ذو الجلال
را حاضر و ناظر دانسته و قطع نظر از قیل و قال دوست و دشمن نموده محض در دل خود تأمل نمایند که آیا
هیچ ذره از طلب مال و جاه و عزت و وجاهت و سلطنت و حکومت بهیچگونه درین فقیر یافته اند خود بخود
دل شما گواهی خواهد داد که هرگز در دل این فقیر ذره امور مذکوره متحقق نیست و آنچه مساعی بلیغه در جمع آوری
کلمة المسلمین از هندوستان تا خراسان می نمائیم همه بنابر اطاعت رب العالمین و خدمت دین سید
المرسلین است فقط بے شائبهٔ هوائے نفسانی و وسوسهٔ شیطانی — و هرگز با کسے از رؤسا و ضعفا و زنها برای اغراض
نفسانی هیچگونه دشمنے و منازعتے نمیداریم با هر که مخالفت کردیم محض بلله کردیم و با هر که موافقت نمودیم
محض بلله نمودیم و این هم روشن و واضح و لایح است که در ما و والی پشاور اصلا و مطلقا هیچگونه معامله دوستی و
دشمنی نبود و آنچه والی مذکور در مراتب نفاق و شقاق تا بکمال رسانید تفصیل بر کسے دیگر معلوم باشد یا نباشد
الا بر شما بوجه معلوم است با خود آن والی سیاه در باطن ما سید و نا امید نمی آن بیان این امور پیش شما فضول است
لیس شما بخوبی می شناسید که او دست جهاد و مجاهدان از الله این منافق بد نهاد هرگز هرگز نشدنی نیست محض
بنابر تعیین امور اراده تسخیر پشاور میداریم تا اساس جنود مجاهدین مستحکم گردد و گزند منافقین بر هم شود و بر کفار
ملاعین یک گونه رعبے و هیبتے واقع شود پس درین وقت هر که دعوی اسلام دارد و مجاهدان خود را و محمدیان
می شمارد او ضرور بالضرور رفاقت من اختیار کند که فی الحقیقت رفاقت من رفاقت من نیست بلکه رفاقت
رب العالمین است و موافقت جد من سید المرسلین و هر که امروز از رفاقت من پهلو تهی کرد صد حسرت و
ندامت با خود خواهد برد هر چند این چند روزه حیات مستعار سر بسر بعیش که باشد بسر خواهد کرد اما آخر روزے ازین
جهان فانی گذشته بجای حساب و کتاب حاضر خواهد گردید و آن محکمه حضور رب العالمین بود سید او خواهد شد
نمیدانم بروے جد من سید المرسلین بکدام رو حاضر خواهد شد و بحضور احکم الحاکمین چه جواب خواهد داد و این وقت
همان وقت است که مخلص مقبول از منافق مردود ممتاز می شود و رفاقت من همین است عین اخلاص و ایمان
و ترک رفاقت من همین است عین نفاق و شقاق — رفیق من از حزب از محمدیان است و شقیق و مخالف
من بلاشک از زمرهٔ کفار و منافقین — رفیق من از جنود حسین بن علی علیهما السلام است و رفیق مخالف
من از زمرهٔ یزید شقی هر که ذره از ایمان دارد لا بد رفاقت مرا سعادت خود و سعادت اسلاف خود می شمارد
و علاوه برین آنکه آن شجاعت شعار با والی پشاور هیچ علاقهٔ قرابت و مصاهرت ندارند و در قومیت ایشان

اصلاً بوجهی من الوجوه شراکت نیست بعض علاقهٔ نوکری میدارند پس سپاهی او است و باز رسیدن باید بمراد و ملازمت
مانند هرجا علاقهٔ نوکری خواسته او موجود است پس بعضی بنا بر مخالفت این علاقهٔ تشیید دین و ایمان خود را برباد داده
و در جنود یزید پلید خود را شمردن هرگز هرگز پسندیدنی نیست کسیکه ازین اعتبار در گذشته باشند متصور نیست چه جائیکه قتل آن
شجاعت شعار در انداخته هوشیار و یگانهٔ روزگار باشند خصوصاً وقتیکه با شما وعدهٔ موکده می نمایم که اگر رفاقت من اختیار
خواهید کرد آنچه در رفاقت والی مذکور شما را حاصل می شود مضاعف آن از خزانهٔ ربانی بواسطهٔ من خواهید یافت
پس هم آخرت خود را معمور خواهید نمود و هم این دار دنیا آباد خواهید فرمود و دین و دنیا بدست خواهید آورد و گوی
نیکنامی از خراسان تا هندوستان خواهید برد و اگر رفاقت من اختیار نخواهید کرد و برفاقت والی مذکور اصرار خواهید نمود
پس بالیقین بدانید که من بقوت خود مخالفت کسی از نو سار و منتظر و منکر نیستم بلکه هر شخص بقوت ربانی و قوت یزدانی
مقابله هر جبار عنید و هر متکبر مریدی نمایم آیا در دل شما خود خوب غور کنید که تاب مقابله خالق انس و جان و مالک
زمین و زمان میدارید یانه سبحان الله کار هر مقابله آن مالک علی الاطلاق است و کرا تاب مقابله است آن مالک
بالاستحقاق را چه او جل و علا خواسته است البته ضرور بالضرور شدنی است خواه کسی سعادت رفاقت برای
خود حاصل نماید خواه شقاوت ترک رفاقت و این کلام طویل برائے شما بجهت آن نوشته ام که شما را آشنا کنم
و راستباز سپاهیم نه منافق بدکار و فریب باز قدر هرچه در دل خواهید داشت لابد صاف صاف بزبان
خواهید گفت لابد او را هر یا نه وار بانجام خواهید رسانید درین صورت اگر شما را رفاقت اینجانب یکسو و یک طرفه شده
منظور است پس آنرا صاف صاف برنگارند تا آنچه مناسب وقت است بشما نوشته شود و اگر رفاقت اینجانب
از روی شما نمی شود آنرا هم صاف صاف بی پرده برنگارند و آنچه بنویسند خدای پاک را که عالم السرائر
والخفیات است حاضر و ناظر دانسته برنگارند زیاده والسلام مع الاکرام ٭

(نمبر ۵۱) مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام مولانا محمد اسحٰق صاحب دهلوی

بسم الله الرحمن الرحیم - از امیر المؤمنین سید احمد بجناب مستفید بابرکت صاحب الفضائل والاشتهار مولانا محمد اسحٰق صاحب
سلمه الله تعالی - بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکه بتاریخ دهم ماه رمضان هندوی
مبلغ هفت هزار و نه صد و پنجاه روپیه رسید لیکن بجز یک پرچه کاغذ یک خط مهری هم نرسید موجبش دریافت نیست
لازم که سبب تعویق آن برنگارند زیاده والسلام مع الاکرام ٭

(نمبر ۵۲) مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام فیض الله خان همشیرزاده والی پشاور در جواب پیغام زبانی شان

بسم الله الرحمن الرحیم از امیر المؤمنین سید احمد بمطالعه خان عالیشان رفیع المکان جلالت نشان

فیض الله خان سلمه الله - بعد از سلام مسنون و دعای اجابت مقرون واضح آنکه زبانی اخوند جیو والا و نیز از
نعمت خان تاکیداً واضح گردید که ایشان را گمانی بس بعید بهم رسیده که شما نزد اینجانب در اصلاح صوات
شتابی مراتب اظهار اخلاص و اتحاد فرستاده بودید یا بدست اختیار حواله نموده‌ام - سبحان الله این عجب تهمتیست
بر امثال ما حمل نمایند - احوال سخن چینی و فتنه انگیزی فیما بین مسلمین از طینت منافقین نکوهیده خصائل که
از سیرت مفسدین بدمآل است نه از عادات مومنین صادقین و معاملات مخلصین راسخین - اگرچه فیما بین ما و
شما انواع معاملات شکوه و شکایت متحقق گردد اما این امر قبیح هرگز نگاشته شدنی نیست چه فتنه انگیزی و تزویر
با فی منافی خیرخواهی و سینه صافی است بلکه از امثال این تقدیرات از طرف اینجانب اطمینان کلی دارند و هرکه
خلاف آن نقل کند آن را از جمله مفتریات شمارند - بنابر تسلی خاطر و اطمینان قلب خط مسرت نمط که مزین بمهر خاص
است بجنسه سامی بدست نعمت خان ارسال داشته شد - انشاء الله تعالی بملاحظه عالی خواهد رسید - بخدمت
سرداران سلطان محمد خان از طرف اینجانب بطریق پیغام تعجبی رسانند که شاید حقیقتا و سرانجام شدن مهم جهاد از
دست ناضعفا از سینه سروسامان مجاهدین خاطر مرکوز گردیده و احتمال عدم شوکت و صولت مجاهدین بهم رسیده حال آنکه
انقلاب زمان و تغیر دوران در هر زمان و هر مکان علی سبیل التواتر و التوالی متحقق میگردد - اسلاف شما که ذره
از عزت و وجاهت نداشتند بعض اخلاف ایشان بکدام مدارج عزت و حکومت رسیدند - تا در کدام گردون زمانی
دشمن کشی ضرب المثل بود بیک گردش دوران و تغیر زمانه بوقلمون منفعل و خجل شد - بیت - بیک گردش چرخ نیلوفری
نه نادر بجا ماند نه نادری - با حشمت و عظمت ظاهری را از فتح و نصرت نمی‌شمارید و حکم تقدیر که تا بر تدبیر است
بخیال هم نمی‌آرید - شعر - از برون یا زرشد معمور و مقرر بود فریب + با خود درون پرده چه تدبیر می‌کنند - برای فتح
برای ایشان معامله این خاکسار کالشمس فی رابعة النهار هویدا و آشکار است که جهاد با اهل عناد و ترغیب ملعون لعین
و فتح و نصرت موعود - احتمال خلف در مواعید مالک شان از اوهام اهل کفر و طغیان است نه از افهام اهل دین و
ایمان که من اوفی بعهده من الله نصیبیست از کلام مالک علام و کان حقا علینا نصر المومنین وعده آن راست
از کلام هدایت التیام - انجمن را بلغو تمام دریابند و سرداران حمایت رسانند تخویل ایشان را فهمانند - دیگر آنکه خان
عالیشان را لازم که در رسانیدن مجاهدین هندوستان بر قرب و جوار موضع کنهٔ و اقامت میدارند نزد فقیر از
[illegible]
طریق مامون سعی بلیغ بجا آرند - انسب آنست که بنابر پاسداری سرداران معلوم ایشان را از قرب و جوار پنجتار و ندر
بلکه براه موضع ... عبور کنانیده خدمتگذاری ایشان را با نواع مشاورات و معاونات از افضل عبادات شمارند
زیاده والسلام مع الاکرام - مورخه ۹ محرم ۱۲۴۶ هجری - از موضع پنجتار +

(نمبر ۳۵) عهدنامه در اطاعت امام وقت امیر المومنین سید احمد صاحب

بسم الله الرحمن الرحیم - این ذکریست در بیان آنچه کمترین بندگان درگاه حضرت رب العالمین اضعف العباد فتح خان
رئیس پنجتار وغیره عهد بسته است پس آنچه بمقتضای بشریت و مقتضای نفس بغاوت و رسومات و اختیار عمل در مستقبل شود که ما بندگان
خدا الله مسلمان و مسلمان زاده ایم آئین شرع متین دین محمدی سید المرسلین بسر و چشم قبول میداریم و از آن ابو جرق
افتخار خود می شماریم انچه از احکام و معاملات قبائلیه بالرسوم خلاف شرع شریف مروج یافته از همه رسوم
مذکوره دست بردار شدیم و همین احکام شریعت غرا او را شجاعت خود مینداشتیم و در جمیع معاملات و مناقشات
در مقدمه اجرای احکام شرعیه جناب قدسی القاب امام همام خلیفه مالک الانام نائب سید انام علیه الصلوة
والسلام یعنی سید احمد امیر المؤمنین سید محمد رحمه الله علیه را امام خود برضا و رغبت قرار دادیم و بیعت امامت
بر دست آنجناب بجا آوردیم و اطاعت آنجناب بموجب کریمه اطیعوا الله و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم
عین اطاعت خدا و رسول خدا شمردیم و همین التزام بیعت و اطاعت دین اسلام خود را کامل کردیم هر چند
این بیعت از مدتی مدید بجا آورده بودیم غالباً فی الحال بنابر تذکیر ما سبق و تایید ما تحقق این معنی در محضر
علمای دین و جمع فضلای شرع متین اظهار نمودیم و آن بندگان را بر عهود و مواثیق خود گواه گردانیدیم
و از ایشان دعا برای استقامت خود بر همین عهد و میثاق درخواست نمودیم تا حیات و بعد ممات ایمان بر قانون
اسلام و آئین سنت سید انام واقع گردد والله علی ما نقول وکیل - انچه کلمه بطریق عهدنامه نوشته شد
تا عند الحاجت حجت باشد - بعد از آن روز جمعه دیگر تتمه آن جمیع رؤسای الوس خود را حاضر نموده از ایشان
طلب بیعت امامت و اجرای احکام شریعت نمود و ترکیب هر جا طلبیده شود و آن همه خاصان بعد از نماز جمعه
بیعت امامت بجا آوردند و هر چه امر نکره زیر قرار شد و در آن مجمع یک فاضل جلیل را منصب قضا سپرده
شد و دستار قضا بر سرش بسته و دستور قضا داده شد بعد از آن بحمد الله احکام شرع جاری گردید و فیصل
خصومات و قطع منازعات بر قانون شرع شریف و اصلاح متعلقه پنجتار شروع شد چنانچه چندی از معاملات
عمده بنابر تمثیل مناقشه بیان می شود اول انجمله نام ملا قطب الدین ساکن موضع ... از مدت مدید بنابر
نیت امامت جهاد و موافقت آنجناب سالها بسر برده در دیانت و تقوی بی نظیر آمده خدمت جناب
جزاک ... صلوة سپرده شد و قریب شش صد مردم تفنگچی ... از قندهاریان همراه او متعین کرده شد چنانچه ملا ممدوح
بار قضای خود در دیهات قریب و جوار تاکید نمود و در سیر شود و چندان ضرب و شلاق بر اعزه و لیجوانان تا فته
کنار کسب صلوة بوده اند قائم گردانید که هر صغیر و کبیر از دیهات مذکوره که تارک صلوة باشد باذن الله یافته می شود
اهل دیهات چندان بسبب تعزیرات واقع گردید که اکثر مردم از بیشه و ستانیان یا قندهاریان بنابر بعضی حوائج خود
به بعضی دیهات مذکوره سیر و در تماشی ... مسجد شود و غوغائی بر پا می شود که مردم ساده حاضر گردیده اظهار می نماید

که دریں دیار یک متنفس ہم از تارکین نماز نیست و آثار انجلائی که از عادات سنیه اہل اسلام است که اگر کسے گناہ کردہ باشد
خواہ از جنس حقوق اللہ خواہ از جنس حقوق العباد از فریق خود گریختہ بفریق دیگر رود و نزد رؤسا و آنجا بنشیند
پس رؤسا و بالضرورۃ به حمایت و اعانت او می کنند خواہ ظلم باشد خواہ عدل که اگر لشکر پادشاہی بر سر ایشان تاختن آرند
و جان و مال با ایشان تاراج و تباہ گردانند ہرگز پند از اعانت آن عاصی دست بردار نشوند و جان و مال خود را بے تکلف
برباد می دہند بنا بر ہمین قاعدہ چندے از رجال و حیاونات مذکورہ در قدیم الایام مرتکب بعضے از منکرات
و فواحش گردیدہ از مقامہائے خود گریختہ به حیاونات دیگر رفتہ بودند تا آنکہ سبب آنکہ بر سر تا بہ پایین رفتند و یکشب
جماعات را از خانہائے مذکورین شبا شب بر سر آن عاصیان فرستادہ آنہا را گرفتار کردہ آوردند و آنہا بعضے
را از ایشان تجنیس و بعضے را تقریر و بعضے را پا آویختن بشبا شبا ہائے در خشت کلان بر سر شارع عام لتعزیر
و بحمد اللہ کسے از رؤسا و حیاونات مذکورہ با اعانت ایشان بر نخاست ہمچنیں معاملات رنگا رنگ با از فرد تم
اجرائے احکام شرع ہست شب و روز میگزرد الحال تمامی ملک متعلق فتح خان بلا مانع و مزاحم در تصرف امام
ہمام ہست و ریاست ہر یاست کہ متعلق بآنجناب دارد و خصومات و منازعات تمام بمحکمہ قضا رجوع
می شود و فتح خان مثل دیگران یکے از رعایا ہست ہیچگونہ در ملک مذکور تصرف ندارد انشاء اللہ بر وقت تحصیل
عشر رسم جاری خواہد شد و مامول از بارگاہ واہب العطایا آنست که دریں استحکام بنیان دین را یوما فیوما
ترقی بخشد و ابتدائے این عروج را بانجام رساند آمین یا رب العالمین ۔

(نمبر ۵) استفتاء در باب صحت اقامت جمعه و اعیاد باذن امام با وجود عدم اجرائے جمیع احکام بالاستیعاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ چہ میفرمایند علمائے دین و مفتیان شرع متین درصورتیکہ در یک مکانے باذن امام وقت در باب اقامت جمعه و عید متحقق گردید لیکن جمیع احکام شرعیه بالفعل درآن مقام جاری نیست دریں صورت مسلمین آن مکان را اقامت جمعه و عید میسر باشد ؟ الجواب ۔ مسلمین مذکورین را اقامت جمعه میسر است زیرا کہ ہر چند فقہا را دریں مسئلہ اختلاف ہست بعضے میگویند کہ نفاذ جمیع احکام شرعیه شرط اقامت جمعه ہست و نزد بعضے فقط اذن امام کافی ہست و نفاذ جمیع احکام شرعیه ضرور نیست لاکن قول ثانی بسیار صحیح ہست و نہایت قوی زیرا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پیش از ہجرت حضرت مصعب بن عمیر را کہ از اعظم اصحاب بودند به مدینه منورہ برائے ہدایت اہل مدینہ فرستادہ بودند چون ایشان به مدینہ رسیدند با چندے از مسلمین مخلصین درآن مقام اقامت جمعه نمودند حالانکہ درآن وقت اکثر اہل مدینہ اسلام ہم قبول نکردہ بودند چہ جائے نفاذ حکم شرعی و چون پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم خبر یافتہ باشند که بر خود در مدینه منوره تشریف آوردند فعل مصعب بن عمیر را

بلکه خود هم اقامت جمعه فرمودند حالانکه تا آن وقت حکومت اسلام در مدینه هم مستحکم نگردیده بود حتی که جهاد هم تا آن وقت
قائم نگردیده بلکه در آن زمان به تدبیر جهاد مشغول می‌بودند و تمامی دنیا کفرستان بود و اکثر شهرها از شرایط جمعه موجود
نبود مگر در همان وقت اقامت جمعه نمودند و نیز در عهد عبدالملک که بدتر از این وقت بود بسیاری از صحابه مثل ابن عمر
و اکابر تابعین اقامت جمعه میکردند حالانکه جمیع احکام شرعیه در آن وقت جاری نبودند همچنین در عهد منصور و
هارون الرشید حضرت امام اعظم و صاحبین و امام مالک و امام شافعی اقامت جمعه میکردند حالانکه پادشاهان
مذکوره بالا هرگز جمیع احکام شرعیه را جاری نمیکردند لهذا امام اعظم در آن وقت ظالم فهمیده منصب قضا قبول
نکردند با وجود آن کسی هیچ ترک نماز جمعه نفرمودند پس معلوم شد که قول ثانی صحیح است که موید به فعل پیغمبر
صلی الله علیه و سلم و اصحاب مکرمین و اهل بیت مطهرین و اکابر تابعین و ائمه مجتهدین است پس به بیان قول
عمل باید نمود و به هیچ حال هرگز در اقامت جمعه توقف نباید کرد و همین حکم شرع اول جاری باید کرد تا جمیع احکام
شرعیه به برکت آن تدریجا جاری گردند. فقط

(نمبر ۵۵) مکتوب از جانب امیر المومنین سید احمد صاحب بنام مولوی سید حیدر علی صاحب رامپوری

بسم الله الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بجناب مستجمع فضیلت درجت منبع علوم و حکم معادن لطافت
معالی اخلاق و مجمع مخزن اسرار معقول و منقول مصدر احکام فروع و اصول موسس بنیان هدایت مشید
ارکان افادت سلالة خاندان سیادت نقاوه دودمان سعادت مورد الطاف ربانی مهبط انوار رحمانی مقرب
بارگاه رب قوی مولانا سید حیدر علی صاحب رامپوری مد الله ظلال هدایته علی رؤس المستفیدین و متع برکاته
المسترشدین - بعد از سلام مسنون و دعای اجابت مقرون واضح آنکه - الحمد لله و المنة که حق جل و علا کرم عمیم
خود با ضعفای پریشان و فقرای بی سر و سامان را به هیچ مشمول رحمت گردانیده و در نظر مشاهیر مومنین
و جماهیر مسلمین و جبابره گردن کش و متجبران دشمن کش به مرتبه قبول رسانیده که حال ذلت اشتمال این عاجزان
خاکسار و خاکساران بی مقدار تماشا کردنی است که اقوال مجاهدین ابرار و لسان اصحاح بحر زخار در جمیع بلاد و امصار
این اقطار در جوش است و غلغله اقامت جهاد و استیصال ارباب بغی و فساد و اصحاب کبر و عناد در این
اطراف و اکناف در خروش به اطباق کورت و مکان و بساط زمین و زمان از افواه اهل اخلاص و ایمان بوده گردیده
و عفو گردون تکرار از صیت مردان جنگ و پیکار و غازیان شهامت آثار پر شور - از آنجا که آنجناب هدایت مآب
در جهاد لسانی و تمیت ایمانی یعنی به ترغیب و وعظ و تذکیر شب و روز مشغول اند و کلام ایشان در میان جماعه
اهل ایمان مقبول - بنا بر علیه بخدمت فیضدرجت نگارش کرده می‌شود که بهمین طریق مرغبیه و دعوت خفیه و
جلیه مواظبت القدم باشند و این کلام هدایت التیام بگوش هوش ایشان رسانند که در عهد این بالغ سود

و ذات این مسعود را در حق ظهور اخلاص مخلصین و بروز ایقان موقنین بمثابه ورود موسم بهار در حق گل و بلبل و
ایام برشکال در باره اشجار و سائر نباتات تصور فرمایند که در موسم بهار غنچه‌ها او را بمثابه خار باید فهمید و
دانه که در ایام برشکال بخشید از رویدن آن الی ابدالآباد طمع باید برید و درخت خشکیده که در آوان ربیع سرسبز نگردید بستان
بهیزم خشک او را باید کرد بخصوص صحائف افکار دانشوران بجودت کیش و زبان آوران حلاوت
اندیش این مضامین بوالیت آگین نوک زبان برنگارند و بچشم دوربین ایشان این عروس حجله نشین
خمول را بزیور خوش بیانی بیارایند که بر ذمهٔ ایشان واجب است که حالا لازم تمتع است که زبان عذب البیان
را در باب ترغیب و ترهیب بکشایند و سعی بلیغ در مقدمهٔ وعظ و تذکیر بجان و دل نمایند تا بمنصب جلیل
و مقام جمیل بحکم علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل فائز گردند اگر چه سود از یاد و قوت بیان امروز بکار نخواهد
ترجیح کار آمدنی نیست سنان لسان در معرکهٔ تقریر باید جنبانید و کمیت قلم در میدان تحریر باید جهانید زیاده
تطویل کلام سخن بسنت آن قدردانان نقادان را حکمت آموختن است که در امثال این مقامات خود تجربه کار
اند و عاقل و هوشیار - زیاده والسلام مع الاکرام مرقومه پانزدهم محرم ۱۲۴۶ هجری ٭

(نمبر ۹۵) مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام شاه کاشغر

بسم الله الرحمن الرحیم - از امیر المؤمنین سید احمد بجناب خلافت مآب معلی القاب رونق افزائے اورنگ
جلالت فرمانروائے کشور شهامت مسند آرائے محافل سیاست و کیاست معرکه پیرائے میادین صولت
و شجاعت مقبول بارگاه اله مروج دین رسول الله عظمت مآب دیانت انتساب سلطان شاه دام الله
جلاله و ضاعف اجلاله - بعد از اتحاف تحائف اسلام و اهدائے هدیهٔ مرضیهٔ اسلام که سنت سید الانام
است علیه الصلوة والسلام مشهود ضمیر خلافت تخمیر گردانیده می آید رقیمهٔ کریمه موقت شمیم باعث ازدیاد
فرحت بهجت گردید حقا که هر نقطه از نقوش مشکینش مثل خال رخسار خوبان و هر سطرے از سطور عنبرینش مثابه
زلف محبوبان زینت بخش چهرهٔ قرطاس بهجت اساس بوده که نفحات مودات از سحائب کلمات
اتحاد آیات باران صفت می بارید و قلم محبت تخم وثائق اخلاص و اختصاص بمداد محبت در مزرع
سینهٔ دلکشت گنجینه می نگارید علاوه برآن آنکه انچه در رقیمهٔ مرضیه مبنی بیک کهر و کیفیت ارسال فرموده بود
آن مضامین بصداقت آگین در ادعو بالا گردانیده و صداے تهاده آنجا تو با گوش دل خلافت منزل رسانید -
الحمد لله که حق جل و علا بکرم عمیم خود آن خلافت مآب را باین سعادت عظمی و عطیهٔ کبری که عبارت از محبت
فی الله است [illegible] را باختیار دین متین و رفع اعلام شرع مبین از سائر اخوان و
اقران [illegible] توفیق را روز افزون گرداناد و هر چند مقاصد و مناقب آن

اورنگ آرائے جلالت از زبان اکثر خواص و عوام این دیار باخبار رسید و از زبان مغفرت نشان قبله [illegible]
و نیاز [illegible] مسند و صنف ... مثل کہ بغیر صحبت خویش نیک آید و فراست رسید او بود باعث آنکه این رابطه خلت
و الفت و محبت گردید لیکن در بیت الاعلام خجسته فرجام تمام را اخلاص نشان محبت عنوان آن و بعنوان خوشنودی
کم بار بے التفات به اشتغال خاطر عقیدت مند این فقیر رسید نظامی حال بحر اشتغال آن خجسته خصال بخاطر آمده یان
نمودند بسبب استماع اخبار فرحت آثار فتوحات و ظهور شوکت آن عالی منزلت در باب نهادن علامت کلمات اشهد
را حیاء سنت سنیه سید المرسلین و شوکت ملت دستور کفر و مستمرین و کمال شها مت و علو همت آن
والا منزلت در میدان سلطنت و سعادت صولت آشکار است مسلم محبت و اخلاص را چند بالا کردید
آری اعمال اخلاص مندی [illegible] بخود را اشتهار با سیر بانیه مستقیم کرد و امید است اخلاص گنجینه را از سنت
جمیع مومنین را اسباب رحمت و ثابت رسول دین متین را بحالت کلام رب العالمین که [illegible] او از محبت
اقوال و اعمال و نیات و همت ایشان مراد بدانید بحسب محبت ایشان حضرت حق و پیروی حضرت آن
قادر مطلق بالکل مشغول شدند و نه که محبت سید المرسلین در عبادت زیست با امتثال آن احکام دین متین
او امر احکام رب العالمین تا تحصیل محبت سید المرسلین الا بر کر علاقه محبت مستحکم گردید و علاقات فرحت
آیات آن برگزیده خالق السموات [illegible] الله حق و اسالیم نهایت تمنا که قلبی بود که ملاقات جسمانی
میسر شود تا از مسکن ارجمند ایشان حصول سعادت عظمی و خیر و برکات و تقلیل فراقی [illegible] و درانی و مساکنان
ارادتمند و سپاهیان عسکر روس [illegible] از تعصب انگار باشند [illegible] اتفاق کرده اند که بغیر دولت پاینده خیال کسر
شوکت ایشان هرگز نبایستی و مقصود شدنی نیست و این فقیر را به تعلیم معنی ترغیب داد که [illegible]
با دو دهان مبارک با استیصال منافقین مخذولین متوجه شوند یعنی پاک کردن دل و در از الواث
منافقین مذکور در حرم دستگیری چنانچه [illegible] شاهیت [illegible] پسند خاطر این فقیر جمیع اخوت و این دیار گردید [illegible]
منتظر و [illegible] ماوجدان بمرض حضرت [illegible] شستن اعتیم منهن که با وجود مبارک متقین گردید [illegible] ترغیب نا
در زمین [illegible] بیطار مالح ملاقات جسمانی فی الحال نبود از آنکه فقیر از دیار تحصیل ملاقات
گردید که در انجام خیر منزل این فقیر خیال [illegible] که آن مراد و خیر [illegible] در دولت جهان پیدا
و والا [illegible] حال خود تا [illegible] با انواع ترغیبات و تربیت سلسله بام [illegible] اعظم کشایان [illegible]
از هم تا که نفس [illegible] خود این امر عظیم شوند [illegible] سعادت ایشان والا [illegible] و بیشتر بار [illegible]
ایشان را مستحق [illegible] شکر [illegible] سعادت مجاهدین بقدر استطاعت خود ضرور با [illegible]
نزد این فقیر رسانده بحضور رب العالمین و جناب سید المرسلین سرخرو شوند چنانکه درین جهان [illegible]

به سلطنت و مملکت معروف اند همچنین در ملک جاودانی به وجاهت و ریاست و جلوه ارجمندی موصوف شوند
و در میان جمیع اقران و اخوان اهل زمان به نیکنامی به حیثیت عالی و ثنای جمیل به دست آورند به حکام علاقه
صحبت لله و فی الله که سعادت جانبین و شرف دنیا و دین سبب شهره جمهور انام و زبان زد هر خاص و عام گردد
بنا برین مصالح صحیحه خواستم که ملاقات جسمانی حاصل نمایم و حصه از فیوض ربانی و رحمت رحمانی که درین عاجز خاکسار
ودیعه بمقدار بخشش قدرت قادر مختار ربانی نازل گردیده آن برادر عزیز را بنا بر استحکام علاقه اخوت تعلیم نمایم
درین معنی متردد بودم که اگر عازم ملاقات آن برادر عزیز شوم اجتماع مومنین برهم می شود و اگر از ان
پهلوتهی نمایم مشارکت ایشان درین امر عظیم از دست می رود بنا بر علیه بزرگی از اعز عزیزان و اخص مخلصان
خود که حامل اسرار طریقت این فقیر باشند و مطلع بر مجمل و مفصل حالات این ضعیف ملاقات ایشان
بعینه ملاقات این فقیر باشد و استفاده از ایشان در حکم استفاده این ضعیف و کلام ایشان در جمیع مقالات
منسوب با این نحیف یعنی جناب هدایت مآب کمالات انتساب مناقب اکتساب ناصر دین متین ناشر
سنت سید المرسلین مخدومی و معظمی شیخ نظام الدین چشتی را مع خان ممدوح یعنی آورده خان بحضور آن اقبال مجده
روانه کرده شد و یک قطعه اعلام نامه برائی ترغیب جمهور اهل اسلام بجناب سامی الالقاب بمصاحبت شیخ ممدوح
فرستاده شده تا آنرا در جابجا برائی اسلام و مشاهیر خواص و عوام منتشر فرمایند و هر کرا از مومنین مخلصین بمضمون
نصیحت مشحون اعلام مسطور ترغیب نمایند اما تا بترغیب خود آن برادر عزیز می خواستم که در فرصت طی
عریضه طویل نگارش کنم لیکن فهمیدم که هر چند مضامین ترغیب و ترهیب در العبد نگار رنگ و ... الیه
اظهار نمایم اما هرگز هرگز در ترغیب کلام ملک علام یعنی قرآن مجید و فرقان حمید که سراسر مشتمل همین مضمون یا ایها
الذین آمنوا ... اعانت مجاهدین و اهانت معاندین نتیجه مسعود و نتیجه محمود بر گردد بلکه همین قدر کفایت می دانم که صحیفه
نهایت ... مشتمل بر سفارش شیخ ممدوح برائی تلاوت ایشان فرستادم تا در حال مصحف مجید تلاوت نمایند
و آنرا قرآن واجب الاذعان خلاق زمین و زمان تصور فرموده به شوق الزم الوثوق عمل فرمایند که برای
جهاد و اعانت مجاهدین و ازاله کفر و فساد و اهانت مفسدین چه قدر تاکید بلیغ می فرمایند و منافع دنیا و آخرت
... نگاشته می خواهند آیا هیچ یکی را از بندگان او انقیاد شعار سزاوار که با وجود این قدر تاکید مولای خود تغافل و تساهل
نماید یا بسیار بی جان و مال و جاه و جلال در مقابله امتثال احکام نزد اجلال بخیال آرد والله یهدی من یشاء
الی صراط مستقیم زیاده چه نگارد دعاء مستقیم [?] زیاد مراتب جاه و جلال و ترقی مدارج عز و اقبال چه نگارد والسلام مع الاکرام

(نمبر ۳۴) مکتوب امیر المومنین سید احمد صاحب بخدمت نواب وزیر الدوله والی ٹونک

بسم الله الرحمن الرحیم از امیر المومنین سید احمد بخدمت نواب صاحب عزت مآب شوکت انتساب مناقب

اکتساب شوکت نشان جلالت عنوان نواب وزیر الدوله محمد وزیر خان بهادر زاد الله اقباله و ضاعف جلاله

بعد سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکه رقائم کرائم مشعر بر صحت مزاج و ابتهاج و مدارج مسرت بہجت
بخشید الحمد لله حق جل و علا بکرم عمیم خود آن حشمت مآب را باین افضل عبادات و اکمل سعادات که عبارت از
نصرت دین الله است موفق و مشرف گردانید چنانکه این تخم شجرهٔ سنت سنیه در سینهٔ بی کینه کاشته اند همچنین این
شجرهٔ مبارکه را شب و روز سرسبز و شاداب و اشجعه مثمر ثمرات جلیله و باعث برکات جزیله دارین گرداناد و این
فقیر را در دعائے خیر خود مشغول دانند و در بارهٔ این فقیر بدعائے خیر روز و شب مشغول باشند و خاطر خلایق مآثر
را از طرف این فقیر و سائر مجاهدین و مهاجرین مطمئن دارند که بفضل الٰهی جمیع رؤسا و سفها این نواحی در مقدمهٔ
اعلائے کلمهٔ پروردگار و احیائے سنت سید ابرار به رفاقت این عاجز خاکسار بجد تمام چست و چالاک اند که
حال خیر مآل ایشان لائق تماشا کردنی است آنچه مراتب محبت و اخلاص محبان هندوستان با این فقیر
مصروف میکردند از بیان آن در حق جمیع اقوام افغان عموماً و قوم یوسف زائی خصوصاً تصور باید کرد آری
هنقدر تفاوت است که اگرچه صرف بجان و خود را در تحقیقه صبح بی شمار ندارد در بذل مال لا چار اند که استطاعت
ندارند بنا بر علیه یک گونه تردد و تفکر بود که مخلصین هندوستان که از قبیل غربا و ضعفا اند که بیست اسلامی و غیرت
ایمانی موصوف اند و در خدمتگذاری مهاجرین و مجاهدین مصروف هر چند جد و جهد میکردند که در خدمتگذاری
حزب الله شریک شوند اما چون طریق ارسال مصارف... نمی یافتند بجز یاس و تاسف نمی داشتند آخر الامر طریقی
نهایت محکم و سهل بدست آمد که صاحبزادهٔ یگانهٔ آفاق مولانا محمد اسحاق بر آن اطلاع میدارند بنا بر آن مخلصین
مذکورین بجان و دل کوشش نمودند و بقدر استطاعت خود شل انصار کبار از جز بهره وافر گرفته تا رو پیه
اشرفی قدرے جمع نموده ارسال کردند اکثر آن رسید و بعضی از آن انشاء الله خواهد رسید بالجمله هر که نزد مولوی
محمد اسحاق صاحب چیزے خواهد فرستاد نزد این جانب بلا تکلف خواهد رسید و آنچه مولانا ممدوح سابق الکاتبه
مرسول محبین نموده بعض بنا بر همین معنی بود که اینها از طریق ارسال بدست نیاده بود حال که بدست آمد
انشاء الله تعالیٰ بهم نخواهد فرسود اطلاعاً نوشته شد تا خاطر عاطر از پریشانی مصئون ماند و از طرف این فقرا تردد
و تفکرے لاحق حال نشود که از طرف هیچ هم حسرتے نیست و آنچه مصارف بنائے مسجد و شهداء بهادر ضروری آن
عنقریب خواهد رسید برادر مکرم میان میر سید احمد علی صاحب بنا به از طرف آن حشمت مآب جیت و امانت
بجا آورده حق تبارک و تعالیٰ قبول فرمایند ممدوح اظهار نمودند که آن حشمت مآب با ایشان با بعض فرموده
بودند که اگر خلافے بعضی این فقیر دعوی امامت میکند پس از طرف من جیت و بجا آرند و اگر دانند این دعوی
محض از زبان رفقا سرمی زند پس چندان اعتبارے نمیدارند مهربانا من حقیقت الامر نیست که این

[illegible]

فقیر حقیر از زبان خود هم دعوی مذکور نمیکند بلکه این عاجز خاکسار روز و شب تقلد آن را با اشک و در جیب از پردهٔ غیبیه
بروی منصب شریف امامت بدیدهٔ منصوبه گردانیده اند و بالفعل باظهار آن مامور ساخته چنانکه عالم الجهر والکتمان
والسر والاعلانات شاهد است بهمین معنی که این بندهٔ درگاه قادر مختار و عاجز عبودیت شعار حق صادق است تا
وصلاة و علناً کذب را در آن مدخل نیست و همین معنی را بالیقین تصور فرمایند و در سویدای قلب هر که اقرار این منصب
میکند مقبول بارگاه ذوالجلال است و هر که با انکار پیش می آید بیشک مطرود بارگاه رب ذوالجلال - روزیکه صحیفهٔ اولین
و آخرین بحضور رب الارباب میکه مالک العالمین است بمحض کرم خود مرا منصب بخشیده و در رو بعد من که سید المرسلین
است که برکت اتباعش این منصب یافته تحقیق خواهند گردید منقادان من که با این منصب اقرار کرده اند بکدام مقام
عزت و وجاهت خواهند رسید و مخالفان من که از منصب من انکار می دارند بمهالک مذلت خواهند کشید
و رسوای قیامت بیشک آمدنی است و بالارب باز آنچه تماشا ظاهر شدنی هرگز نمیخواهم که کسی از مخلصین با این ذلت
گرفتار شود لاکن چکنم که استطاعت ندارم که هر کس را کشان کشان در متابعت خود آرم زیاده والسلام
مع الاکرام تحریر بتاریخ بست و ششم ماه شعبان ۱۲۴۶ هجری از مقام خار ضلع سوات

نمبر (۵۷) مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام سلطان محمد خان والی پشاور

بسم الله الرحمن الرحیم - از امیر المؤمنین سید احمد بخدمت سردار عظمت شعار عالی جاه اعلی جایگاه ریاست
و سیاست دستگاه جلالت نشان سرداران سلطان محمد خان زاد الله اقباله مع التوفیق والهدایة - بعد از
سلام مسنون و دعای اجابت مقرون واضح آنکه از روزیکه علاقهٔ اخلاص و اتحاد و محبت و وداد فیما بین ما
و شما و دار السلطنت کابل متحقق گردیده تا آن از جانبین بر شمهٔ ظهور رسیده و از جهان روز علاقهٔ مذکور از
طرف این ضعیف در مراتب استحکام روز افزون است و در مدارج التیام از حد افزون چنانچه این ضعیف
فی الحال هم بر همان عنوان خواهان ترقی مدارج دارین آنجناب است و جویای بهبودی کونین آن عالی جناب
است شب و روز بدعای خیر در حق شما مشغولم و هدایت و استقامت شما از بارگاه واهب العطایا
هر چند درین چند ایام راه رسل و رسائل منقطع شده اما خیال بدخواهی شما در دل اخلاص منزل نرسیده
و سبب انقطاع مکاتیب همین بود که چنان مسموع شده که در رو در ما هم و داوی این ضعیف بنا بر رفیقان
سرداران کلان باعث تکدر خاطر عاطر می گردید بنا بر علیه راه رسل را مسدود گردانیده بجز دعای غائبانه اکتفا
کرده می شود اما الحال که منصب سرداری پشاور رسیده و بر مسند ریاست و سیاست نشسته لهذا بحکم کریمه
کنتم خیر امة اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنکر - و کریمه المؤمنون والمؤمنات
بعضهم اولیاء بعض یأمرون بالمعروف وینهون عن المنکر تجدید عزت پارینه بملاحظهٔ اتحاد دیرینه لازم

فرانسیس است و در عرضها این نصیحت بگوش هوش بشنوید این مضمون بخوبی تمام درنیابید که این دنیا کار و بار دنیا
همه گذشتنی و گذاشتنی است و این جاه و جلال و عزت و اقبال همه برباد شدنی هوشیار بخبر کار ما نیست که خیال
خود پرستی بابت متاع قلیل الاستمتاع در دل باو نشست و جان خود را باین زندگانی فانی نه بست فرعون جهود را
و پرستی خود از جهان بشکست بداو که این جهود بر عرش بزرگ داوست ❊ ابرکه سرمایه کلان را چه قدر غرور
و نخوت و خیال حکومت و حکمت در دل نشسته بخیالات خود پرستی دماغ ایشان را گرفته با چندین شوکت و
اقبال چه دولت صاحب النعمت رب العالمین بمحض پاسداری خاطر کافر لعین گرفته و شما در عداوت و شمار سیده
بر سر جنبان الفقراء به مهاجرین و غربا که شما بودید که محض تارک دنیا و طالب دین و خادم حکم رب العالمین
و سنت سید المرسلین اند هرچند کشیش ها نمودند و راه عداوت ❊ و بدخواهی پیمودند انا نها که ایشان با شکر و ترتیب اند
شاهین خانه خود رضع و ربودند ما فقرا را شما پسید اکنه خود مسرور بودند علیه غیرت ایمانی بجوش آمده تائید یزدانی
در خروش بچشم انصاف ببین که ایشان در یک لحظه شب بتقدیر آسمانی بظهور رسیده و در اقبال و آن غرور
شب انوار و طرفه العین ببدل گردید آخر الامر بکمال ذلت و خواری و نهایت شرمساری تنها بحضور مالک
علی الاطلاق و مالک بالاستحقاق بجان خود حاضر گردیده نه آن کافر لعین یار بود و نه کسی از عیاران منافقین
غمخوار پس شما را لازم که فی الحال هوشیار شوید از خواب غفلت بیدار که آخر روزی پیکی اجل بشما هم
خواهد رسید و در محکمه حساب و کتاب بحضور رب الارباب حاضر خواهید گردید و دوستی کافر لعین و خوشامد
ذلیل منافقین بیدین و تعظیم مازمین شرارت بیداد و توجیهات ناروا ایشان کار بهیچ منفعت شما نخواهد بخشید هرچند اکثر
عمر را ضایع نموده در مخالفت رب العالمین و تملق منافقین بیدین و دوستی کافر لعین صرف نموده اید راه انفس پرستی
و دنیا طلبی شب و روز پیموده اید سر از عهد و میثاق بر تافته اید بلکه بالعهد علی الاطلاق بیست بیدی فی الحال بیا سو افراد
نجود نشکنید ما امکان باشد به عمل نمودن امید و جویت بندگان آلهی براه راست شب و روز مشغول شده ایمان
بیال بپرید کریمه را چنین قال یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسهم لا تقنطوا من رحمة الله ان الله یغفر الذنوب
جمیعا انه هو الغفور الرحیم وانیبوا الی ربکم واسلموا له من قبل ان یأتیکم العذاب ثم لا
تنصرون ❊ چشم و روز سیاه بیشه در مخاطب شما بزبان حی القیوم است ❊ باز آ باز آ هر آنچه کردی باز آ ❊
صد بار اگر توبه شکستی باز آ ❊ بالجمله اگر قدرت از بیان حق ندارید و باز پس آمدید بالیقین حق شما بید و خدای خود
را لا یک حق و حق شناسید و خدمت دین خود را از لوازم بندگی حق انگارید و از دوستی کفار دست تا بی برداشته
رفیق راه راست باشید تا شما نشان رسید هم که باعث ترقی مناصب دنیوی باشد و هم موجب علو
مدارج اخروی بکمر همت در نصرت دین رب العالمین و مرافقت زمره مجاهدین و مقاتله کفار بیدین چست

باشند و این بندهٔ درگاه الٰهی را بالیقین باشد اگر نباشند و تقصیر کنند و اگر دست از صحبت کفار نخواهند برداشت و با حضرت مجاهدین که خدام دین رب العالمین اند علم مخالفت خواهند افراشت و در دغا و دغل با ایشان خواهند انباشت و بنیاد دین نبوی و ظلم محکم خواهند ساخت پس بالیقین بدانید که هر چند ما عاجزان ناتوانیم و فقیران بی سر و سامان اما در نگاه ما جهان را قدری و اعتبار نیست و قدرت را کالعدم میدانیم و لا مزال که پیشتر با چنین حکم او شغل ما بود گذشته و تشنیع بیشتر تشنه حیات عظیم را باز او گسسته اگر با من راه دوستی می پیمائی این همان بار دیده توام و اگر با من مخالفت می نمائی پس از من مترس باز تا کسی من نترسی که با کسی من نهایت غیورست و نهایت پر زور هرگز مقابله او نمی توانی کرد دیگر حسرت و ندامت هیچ نخواهی برد اخر در آن تی ولا فت مردانگی هیتری اگر این مردانگی در راه خدا و دین خود صرف کردی بهتری دا لا این همه نامردی ها در حسرت و ندامت مردی انجام قیل و قال که بار بار با تو میگیم خدا آگاه است که محض بنا بر خیر خواهی شما است و الا پروای کسی ندارم و التجا پیش کسی نمی آرم که عنایت مالک خود مرا بس است باقی حال بطور است آنچه شما را مقصود شود موافقت رب العالمین و مخالفت کافر لعین یا بالعکس منظور باشد تا از جواب این رقیمة الوداد مفصل بر نگارند و السلام علی من اتبع الهدیٰ بتحریر تاریخ بست و پنجم شهر ربیع الاول ۱۲۴۳ھ

(نمبر ۵۹) مکتوب در رسالهٔ پیران طریقت امیر المؤمنین سید احمد صاحب

بسم الله الرحمن الرحیم الحمد لله رب العالمین والصلوٰة والسلام علی رسوله محمد سید المرسلین و علیٰ آله و اصحابه اجمعین ، اما بعد پس بر کسی شریف بیعت (دست سید صاحب یا بدست خلفاء سید صاحب) مشرف شده و در سلاسل طریقهٔ عالیهٔ چشتیه و قادریه و نقشبندیه و مجددیه و محمدیه توسل فقیر سید احمد منسلک گشته باشند که این فقیر را استفاده برکات این طرق دو وجه است وجه اول اویسیه و آن در طریقهٔ چشتیه از روح مقدس حضرت خواجه قطب الاقطاب خواجه قطب الدین بختیار کاکی و در قادریه از ارواح مقدس حضرت غوث الثقلین حضرت سید عبد القادر جیلانی و در طریقهٔ نقشبندیه از روح مقدس حضرت امام الشریعة و الطریقة حضرت خواجه بهاء الدین نقشبند بخاری رحمهم الله متحقق گردیده و در طریقهٔ مجددیه و محمدیه پس بلا توسط واسطه از جناب حضرت حق مستفید گردیده و این حصول مقام اویسیه اگرچه محض بفضل الٰهی متحقق شده لیکن آن را بحسب اسباب ظاهره نیز می باید و آن سبب در حق این فقیر دعای حضرت پیر و مرشد خود است و وجه ثانی انسلاک بطریق بیعت و اجازت و سلوک مشائخ طرق مذکوره و آن برین وجه است این فقیر را انتساب بیعت و اجازت بجناب قدوة العلماء و المحدثین و وارث الانبیاء و المرسلین و حجة الله علی العالمین مولانا و مرشدنا شیخ عبد العزیز است و ایشان را بجناب والد ماجد خود شاه ولی الله و ایشان را بجناب والد ماجد خود حضرت شیخ

عبد الرحیم است و ایشان را از شیخ رفیع الدین و ایشان را از شیخ قطب عالم و ایشان را از شیخ [illegible]
قدہ و ایشان را از شیخ عبد العزیز و ایشان را از قاضی خان یوسف ناصحی و ایشان را از شیخ حسن طاہر و ایشان را از سید
راجی حامد شاہ و ایشان را از شیخ حسام الدین مانکپوری و ایشان را از خواجہ نور قطب عالم و ایشان را از شیخ علاء الحق
و ایشان را از شیخ اخی سراج و ایشان را از سلطان الاولیا حضرت نظام الدین و ایشان را از امام الزاہدین حضرت شیخ
فرید الدین شکر گنج و ایشان را از خواجہ قطب الاقطاب قطب الدین بختیار کاکی و ایشان را از جناب حضرت خواجہ
معین الدین چشتی و ایشان را از خواجہ عثمان ہارونی و ایشان را از حاجی شریف زندنی و ایشان را
از خواجہ مودود چشتی و ایشان را از خواجہ یوسف چشتی و ایشان را از خواجہ محمد چشتی و ایشان را از خواجہ ابو احمد چشتی
و ایشان را از خواجہ ابو اسحاق چشتی و ایشان را از خواجہ شیخ علو دینوری و ایشان را از ابو ہبیرہ بصری و ایشان را از
حذیفہ مرعشی و ایشان را از سلطان التارکین ابراہیم ادہم و ایشان را از فضیل بن عیاض و ایشان را از عبد الواحد
ابن زید و ایشان را از خیر التابعین حسن بصری و ایشان را از امام الاولیا قدوۃ الاصفیا حضرت علی مرتضی
کرم اللہ وجہہ و ایشان را از جناب سید الانبیاء و المرسلین محبوب رب العالمین احمد مجتبی محمد مصطفی صلی اللہ
علیہ وسلم۔ و ہمچنین شیخ عبد الرحیم پدر شاہ عبد العزیز صاحب را قدس سرہما انتساب بیعت و اجازت در طریقہ
قادریہ سید عبد اللہ اکبر آبادی است و ایشان را از سید آدم بنوری و ایشان را از جناب امام ربانی قیوم زمانی
مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی است و ایشان را از جناب والد خود شیخ عبد الاحد و ایشان را از شاہ
کمال و ایشان را از شاہ فضیل و ایشان را از سید گدا رحمان و ایشان را از سید شمس الدین عارف و ایشان را از
سید گدا رحمان بن ابی الحسن و ایشان را از شیخ شمس الدین صحرائی و ایشان را از سید عقیل و ایشان را از سید
بہاء الدین و ایشان را از سید عبد الوہاب و ایشان را از سید شرف الدین قتال و ایشان را از سید
عبد الرزاق و ایشان را از جناب غوث الاعظم سید محی الدین عبد القادر گیلانی و ایشان را از شیخ ابو سعید
مخزومی و ایشان را از شیخ ابو الحسن القرشی و ایشان را از شیخ ابو الفرح طرطوسی و ایشان را از شیخ ابو الفضل
عبد الواحد تمیمی و ایشان را از شیخ عبد العزیز یمنی و ایشان را از شیخ ابو بکر شبلی و ایشان را از سید الطائفہ جنید
بغدادی و ایشان را از شیخ ابو الحسن سری سقطی و ایشان را از شیخ معروف کرخی و ایشان را از شیخ علی رضا و ایشان را
از امام موسی کاظم و ایشان را از امام جعفر صادق و ایشان را از امام محمد باقر و ایشان را از امام زین العابدین
و ایشان را از سید الشہدا امام حسین رضی اللہ عنہ و ایشان را از سید الاولیا و خاتم الخلفا حضرت علی مرتضی کرم
اللہ وجہہ و ایشان را از سید الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔
و ہمچنین شیخ عبد الرحیم پدر حضرت شاہ عبد العزیز صاحب قدس سرہ را انتساب بیعت و اجازت در

در طریقۂ نقشبندیہ مجددیہ بہ سید عبد اللہ اکبرآبادی است و ایشان را بہ سید آدم بنوری و ایشان را بہ شیخ احمد سرہندی
مجدد الف ثانی و ایشان را بخواجہ باقی باللہ و ایشان را بخواجہ امکنگی و ایشان را بمولانا درویش محمد و ایشان را بہ
مولانا زاہد و ایشان را بخواجہ عبید اللہ احرار و ایشان را بمولانا یعقوب چرخی و ایشان را بہ امام الطریقہ
خواجہ بہاء الدین نقشبند و ایشان را بخواجہ محمد بابا سماسی و ایشان را بخواجہ علی رامیتنی و ایشان را بخواجہ محمود انجیر
فغنوی و ایشان را بخواجہ عارف ریوگری و ایشان را بخواجہ خواجگان خواجہ عبد الخالق غجدوانی و ایشان را
بہ خواجہ یوسف ہمدانی و ایشان را بخواجہ ابو علی فارمدی و ایشان را بہ امام ابو القاسم قشیری و ایشان را بہ شیخ
ابو علی دقاق و ایشان را بہ شیخ ابو القاسم نصرآبادی و ایشان را بہ شیخ ابوبکر شبلی و ایشان را بہ سید الطائفہ
جنید بغدادی و ایشان را بہ شیخ ابو الحسن سری سقطی و ایشان را بہ شیخ معروف کرخی و ایشان را بہ امام علی رضا
و ایشان را بہ امام موسی کاظم و ایشان را بہ امام جعفر صادق و ایشان را بہ رئیس الفقہاء و التابعین قاسم بن
محمد و ایشان را بہ سلمان فارسی و ایشان را بہ امیر المومنین سید المسلمین افضل الخلفاء الراشدین ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ و ایشان را بہ سید المرسلین امام المتقین احمد مجتبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم۔ پس جملہ برادران
دینی را کہ بر دست این فقیر یا خلفاء این فقیر مشرف بہ بیعت و توبہ مشرف گردیدند سلاسل طریقۂ چشتیہ قادریہ
نقشبندیہ مجددیہ محمدیہ بتوسط اینجانب منسلک گشتہ اللہ تعالی این ہمہ طریقہ ہا نصیب ایشان گرداناد
و در اتباع شریعت غراء استقامت عطا کناد۔ آمین

خاتمہ از مؤلف

اب خاتمہ میں بعد حمد باری تعالی جل شانہ کے جسنے مجھ سے نالائق بے علم کے ہاتھ سے ایسے بھاری اور اہم کام
کو پورا کرا دیا باعث تحریر کتاب ہذا اور اُسکے بعض فوائد متعدیہ کو بھی بہ لحاظ (خلائق) پر ظاہر کرنا چاہتا ہوں۔
اوّل یہ کہ ناظرین با انصاف پر اس کتاب ہدایت مآب کا مطالعہ کرنے سے یہ بات بخوبی واضح ہو جائیگی
کہ سید صاحب کی ذات مقدس اور آپکے خلفاء نامدار کا انکا ہر ایک حرکت خیر القرون کے مسلمانوں کا
ایک نمونہ اور ثُلّۃٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ بلکہ قلیل من الاٰخرین کے موعود امر کی ایک مثال تھا۔ ان بزرگوں کے
حالات زندگانی اور کارنامہجات ایمانی ہماری موجودہ اور آیندہ نسلوں کے واسطے قابل مطالعہ ہی نہیں بلکہ
قابل تقلید ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ ایسے بزرگوں کے کارنامہجات اور حالات زندگانی در و بست تحریر
ہو کر آجتک شائع نہیں ہوئے اور اب وہ زمانہ قریب ہے کہ ان بزرگوں کے دو ایک بقیہ صحبت یافتہ آدمی
بھی اس دنیا سے رحلت کر جائیں اُنکے بعد ان بزرگوں کے حالات جو آب زر سے لکھنے کے قابل
ہیں نسیاً منسیاً ہو جائینگے اسواسطے میں نے یہ ارادہ کیا کہ ان حالات منتشرہ اور مکاتیب متفرقہ کو ایک جگہ

ترجمہ کر کے شائع کر دوں تا کہ روز قیامت تک جن کو اس سے واسطہ رہا تھا [illegible] ڈاکٹر ہنٹر صاحب اور
دوسرے متعصب مؤلفوں نے سید صاحب کے [illegible] سرکار انگریزی کے [illegible] خیالات کو بالکل بدل کر
اپنے خیالات کے پیرایہ میں دکھلایا ہے [illegible] آپکے پیرو لوگوں کے [illegible]
ہے بس اس [illegible] سید صاحب کے کل سوانح عمری
اور ان کا نسب [illegible] کر کے آپکے صحیح خیالات [illegible] سامنے پیش کر کے اس خیال
باطل کو انکے دل سے دور کر دوں - آپکی سوانح عمری اور ان کا نسب [illegible] زیادہ [illegible]
ہیں جو بیان کھلے کھلے اور علانیہ طور پر سید صاحب [illegible] اپنے پیرو لوگوں کو سرکار انگریزی کی مخالفت
سے منع کیا ہے معلوم بعض [illegible] سید صاحب کے صحیح خیالات اور
واقعی حالات سے واقف نہیں [illegible] خود [illegible]
وہ وقت تک بھی ہماری سرکار کے مقابلہ [illegible] ہوا کہ یہ سوانح عمری
[illegible] اون ظالم
[illegible] سرکار انگریزی سے بس اس لیے
[illegible] حضرت آدم سے ایک سید [illegible]
[illegible] شرافت قومی [illegible]
حالات [illegible] تحصیل علوم ظاہری [illegible]
[illegible]
[illegible] سید صاحب کی ذات
بابرکات میں [illegible]) بس اب آئندہ
[illegible] حالات [illegible]
سے [illegible] پوشیدہ نہیں
ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے [illegible] خلل [illegible]
بالغرض طالب دنیا [illegible] جاء الحق وزهق الباطل
ذلیل [illegible]
ہزاروں لاکھوں [illegible] ایمان [illegible]
بس اس سوانح کی تحریر سے [illegible] آدمی

ہمارے مذکورہ بالا کو اپنا رہبر مقرر کر کے ایسے صادق اور کاذب دعویدار مین بخوبی تمیز کر سکیگا - جب گیا
عجیب بات یہی تھی اسوقت ایک بزرگ باشندہ پنجاب جو پہلے سے مجدد وقت ہونے کے دعویدار تھے اور
اب رفتہ رفتہ ترقی کر کے مسیح موعود ہونے کے دعویدار بن بیٹھے پہلے تو اس دعوے کو خلاف اپنے
اعتقاد قدیم کے سمجھکر مجھکو بھی تعجب ہوا تھا مگر جب بیشینہ انجیل اور مذہب اسلام کی پیشین گوئیون مین جو
نسبت نزول مسیح کے ہین غور کی تو معلوم ہوا کہ مسیح موعود بنی آدم مین ایک فرد واحد ہے جسکا ثانی
آجتک اسنے کوئی پیدا ہوا اور نہ پیدا ہوگا چنانچہ انجیل مین لکھا ہے کہ مسیح کے نزول کے وقت آسمان کی قوتین
ہلائی جاوینگی اور مسیح کا نشان آسمان پر ظاہر ہوگا اور زمین کی ساری سلطنتین چھاتی پیٹین گی اور
بڑی قوت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلون پر مسیح کو آتے دیکھینگے اور نرسنگے کی بڑی آواز کے
ساتھ مسیح اپنے فرشتون کو زمین پر بھیجیگا اور وہ فرشتے اسکے پیارے لوگون کو دنیا مین ایک حد سے دوسری
حد تک جمع کر دینگے تب مسیح اپنے جلال کے تخت پر بیٹھیگا اور سب قومین اور بادشاہ اسکے آگے کئے
جاوینگے اسوقت وہ اپنے مخلص لوگون سے فرماویگا کہ اس بادشاہت کو جو دنیا کے عالم سے تمہارے
واسطے تیار کی گئی ہے میراث مین لیکر ابد تک بادشاہی اور حکومت کرو اسوقت سب بدکار ہلاک کر کے
دوزخ مین ڈالے جاوینگے مذہب اسلام بھی اس پیشین گوئی کی تصدیق کے لئے بہانگ دہل خبر دیتا ہے کہ مسیح
علیہ السلام نزول فرما کر تمام دنیا کی بادشاہت کریگا اور صلیب کو پاش پاش اور سور کو نیست و نابود
کر دیگا اور تمام دنیا کے مذاہب مٹا کر مذہب اسلام باقی رہنے دیگا اور یہود نہ باقی رہینگے قوم کفار کے
جزیہ یہان سے موقوف ہو جاویگا اور لوگون کے دلون سے کینہ اور بغض اور حسد نکل جاویگا اور یہانتک کثرت
مال کی ہوگی کہ خیرات دینے کو لوگ بلاتے جاوینگے مگر کوئی آدمی خیرات کو قبول نکریگا اور یہانتک لوگون
کو شوق عبادت کا ہوگا کہ ایک سجدہ کو تمام دنیا اور مافیہا سے بہتر سمجھا جاویگا اور یہانتک انکی زندگی بڑھیگی
دنیا تک کوئی بیمار اور نہ کوئی فرزند مریگا اور چالیس برس تک اس جلال و اقبال کے ساتھ مسیح ساری
دنیا کی بادشاہت کر کے صاحب اولاد ہو کر فوت ہونگے - پس اگر وہ مسیح موعود جسکے جلال و اقبال
کی پیشین گوئی کا بطور نمونہ بیشینہ کسیقدر ذکر اوپر کیا ہے وہی اجل مجدد بزرگ باشندہ پنجاب ہین تو ہم
روشن دل بادشاہ جیسے نزول ایک عربی ایرانی یا شامی یا اور جگہ مسیح کے اگر ہمارا ایک انکار ادنیٰ
آدمی اس چودھویں صدی مین میشنانہ ہے تو ہمارا فائدہ ہی فائدہ ہے یقین ہے کہ جب وہ اپنے جلال کے تخت پر
بیٹھکر ان پیشین گوئیون مذکورہ بالا کا مصدر ہوگا تو ہم اور آپ کو قبول نہ جاویگا - بیشینہ جو مسند شفقت کے
ثبوت مین مسیح یا اسکے دعویدار کی عقلی اور نقلی دلائل کو ہیچ کے سامنے پیش کر کے تبادلہ یا کیا فائدہ ہی الا

قتال کیا اور یہ کہا کہ میں مسیح موعود ہوں مجھکو قبول کرو ٹھیک ایسا ہی ہے کہ جیسے ایک دیوانہ آدمی یہ کہے
کہ میں ہندوستان کا بادشاہ ہوں اور فلاں فلاں دلائل میرے دعوے کے ثبوت میں میرے پاس
موجود ہیں اور فلاں فلاں مولوی اور حکیم نے میرے دعوے کو تسلیم کر لیا ہے اور فلاں فلاں کتاب سے
میرا استحقاق سلطنت ثابت ہے - اسے ناظرین صاحب بصیرت سچے مسیح موعود بھی آدم میں ایک فرد
واحد ہے اسکو اپنے دعوے کے ثبوت میں دلائل پیش کرنیکی حاجت ہوگی مشک آنست کہ خود
ببوید نہ کہ عطار گوید - جو علماء بے بصیرت ایسے دعوی باطلہ کی تردید میں اس سے بحث کرتے
ہیں وہ خود بھی نیم دیوانے ہیں تھوڑا انتظار کیوں نہیں کرتے اگر در اصل وہ مسیح موعود ہے
تو عنقریب اسکے جلال اور اقبال کا نشان ساری دنیا میں پھیل جاویگا اور وہ کل پیشین گوئیوں
مذکورہ بالا کا مصدر ہوگا اور اگر وہ جھوٹا اور مکار مثیل کذاب کا ہم مشرب ہے تو بہت جلد شیخ
کی ذنب دعویداری ثبوت اور مہدویت اور مسیحیت کے چکما مار کر اور روسیاہ ہو کر تھوڑے دن کے
بعد خود ہلاک ہو جاویگا اور بلا واسطہ اوس کے بیانات کا خون کر جاویگا - میرے نزدیک ایک
عقلمند اور سیدھا سادا آدمی کو اسیقدر بس ہے - واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم

نظم

مجھ سے جو کچھ ہو سکا خدمت میں حاضر کر دیا ۔ قدر دانی منصفو والا ہمم کے ہاتھ ہے
خاتمہ اسکا تھا اپنے ہاتھ سو لکھا گیا ۔ خاتمہ با خیر یا ابر کرم کے ہاتھ ہے

وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین ۔ خاکسار جان نثار
قوم محمد جعفر تھانیسری تبدیل کیمپ انبالہ عفی عنہ مؤلف کتاب ہذا



خاتمہ الکاتب



الحمد للہ والمنۃ کہ یہ کتاب فیض انتساب جسکو منشی محمد جعفر صاحب تھانیسری تبدیل حال کیمپ
انبالہ مؤلف تاریخ و تواریخ عجیب معروف بہ تواریخ کالا پانی نے بکمال اہتمام سے نہایت
جانفشانی و عرقریزی سے تالیف فرمایا ہے بتصحیح و تنقیح و تحشی مولوی محمد علی صاحب
مدظلہ ماہ ربیع الاول ۱۳۱۲ ہجری مطبع نامی گرامی فاروقی دہلی میں طبع ہو کر [illegible] ناظرین
و نور افزائے دیدہ اہل صدق و یقین ہوئی - مسکین محمد نثار علی دہلوی کاتب کتاب ہذا